وَيُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ

نسخۂ نصیحۂ زلیخا مترجم

مترجمہ

منشی بالکرام صاحب گہر لکھنوی

حسب فرمائش

اخی المعظم برادر مکرم جناب حاجی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب مدرسہ عالیہ نمبر ۱۶

از اہتمام

کمترین محمد فخر الدین بن حاجی محمد یعقوب مبرور مالک و مہتمم مطبع بماہ اگست ۱۹۱۱ء

مطبع فخر المطابع لکھنؤ محلہ کٹارہ کیوٹ گنج طبع گردید

ماشاء الله لا قوة الا بالله

حسب فرمایش اشتی المعظم جناب حاجی محمد عبدالقیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ قریب رسٹالیہ نمبر ۱۶

نصیحت نامہ

از اہتمام کمترین انام راجی رحمۃ ارحم الراحمین محمد فخر الدین مالک مطبع

مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع کرتا ہون خدا کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الٰہی غنچۂ امید بگشای — گلی از روضۂ جاوید بنمای

اے خدا کلی امید کی کھول یعنی شگفتہ کر — ایک پھول ہمیشگی کے باغ سے دکھا

بخندان از لب آن غنچہ باغم — وزین گل عطر پرور کن دماغم

ہنسا یعنی کھلا اُس کلی کے ہونٹھ سے باغ میرا — اور اس پھول سے خوشبودار کر دماغ میرا

درین محنت سرای بی مواسا — بہ نعمتہای خویشم کن شناسا

اس رنج کے گھر نہ غمخواری کرنیوالے یعنی دنیا مین — اپنی نعمتون سے مجکو پہچاننے والا یعنی خبردار کر

ضمیرم را سپاس اندیشہ گردان — زبانم را ستایش پیشہ گردان

دل میرے کو شکر کا خیال کرنے والا کر — میری زبان کو تعریف پیشہ یعنی تعریف کرنیوالی کر

ز تقویم خرد بہروزیم بخش — بر اقلیم سخن فیروزیم بخش

عقل کی جنتری سے بہتری مجکو عنایت کر — بادشاہت یعنی شاعری کی ملک پر فتحمندی مجکو عنایت کر

دلی دادی ز گوہر گنج بر گنج — ز گنج دل زبانم را کن گہر سنج

جیسا دل یا تو نے موتی سے خزانہ اوپر خزانہ کے یعنی بھرا ہوا — دل کے خزانے سے زبان کو موتی تولنے والی یعنی گویا کر

گشادی نافۂ طبع مرا ناف — معطر کن ز مشکم قاف تا قاف

کھولی تو نے میری طبیعت کے نافہ کی ناف یعنی جودت دی — خوشبودار کر مشک یعنی اکلام میرے سے تمام جہان کر

ز شعرم خامہ را شکر زبان کن — ز عطرم نامہ را عنبر فشان کن

میرے اشعار سے قلم کو میٹھی باتین کرنیوالا کر — عطر یعنی کلام میرے سے کتاب کو عنبر چھڑکنیوالی یعنی مشہور کر

سخن را خود سر انجامی نماندہ است — وز ان نامہ بجز نامی نماندہ است

شاعری کا خود کوئی انجام کار یعنی نتیجہ نہین رہا ہے — اور ان کتابون یعنی پُرانی شاعری سے سوا نام کے رہا ہے

درین خمخانۂ شیرین فسانہ — نمی یابم صدای زان ترانہ

اس شرابخانے میٹھی کہانی یعنی دنیا مین — نہین پاتا ہون مین کوئی اُس راگ یعنی اگلی شاعری سے

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند — تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

ہم پیشہ یعنی اگلے شاعر شراب پیکر چلے گئے یعنی خوب کہہ گئے — شرابخانے خالی کر گئے اور گئے یعنی کچھ کہنے کو نہین چھوڑ گئے

نمی بینم نخستین بزم خامی — کہ باشد بر کفش زان بادہ جامی

نہین دیکھتا ہون کسی پکے یعنی شاعر کو اس ناقص مجلس یعنی دنیا مین — کہ ہووے اسکے ہاتھ مین اس شراب یعنی اگلی شاعری کا کوئی پیالہ

چو رفت از دست خم و جام ساقی — بما جز غم نماندہ ہیچ باقی

جب گیا ساقی کے ہاتھ سے خم و شراب اور پیالہ — ہمارے پاس سوا غم کے کچھ باقی نہ رہا

بیا جامی رہا کن شرمساری — ز صاف و دُرد پیش آر آنچہ داری

آ جامی چھوڑ شرمندگی — صاف اور تلچھٹ سے جو کچھ رکھتا ہے سامنے لا یعنی کہہ

افتتاح نامہ بنام نامی یگانہ

کھولنا یعنی شروع کتاب کا ساتھ نام نامور یگانہ یعنی خدا کے

بنام آنکہ نامش حرز جانہاست — ثنایش جوہر تیغ زبانہاست

شروع اُسکے نام سے کہ نام اُسکا تعویذ ہر ایک جان کا ہے — تعریف اُسکی زبانون کی تلوار کا جوہر ہے

زبان در کام کام از نام او یافت — تر از سر چشمۂ انعام او یافت

زبان نے تالو مین مقصد اُسکے نام سے پایا — تری اُسکے سرچشمہ یعنی دریا انعام سے پائی

خرد را زو نمودہ دمبدم روی — ہزاران نکتہ باریک چون موی

عقل کو دکھایا اُس سے منہ لحظہ لحظہ — ہزارون باریکیون بال کی طرح باریک نے

پی آن موزبان را شانہ کردہ — ز دندان شانہ را دندانہ کردہ

واسطے اُس بال کے زبان کو کنگھی کیا یعنی بنا گئی — دانتون سے کنگھی کے دانت کیے یعنی بنائے

تعالی الله زهی قیوم ودانا
برتر ہے خدا کیا خوب قائم رہنے والا اور جاننے والا
توانائی ده هر ناتوانا
طاقت دینے والا ہر ایک کمزور کا

فلک را انجمن افروز از انجم
ستارون سے آسمان کی محفل روشن کرنیوالا
زمین را زیب انجم ده بمردم
زمین کو آدمیون سے ستارون کی زیبایش دینے والا

مرتب ساز سقف چرخ دائر
بنانے والا گردش کرنیوالے آسمان کی چھت کا
فراز چار دیوار عناصر
عنصرون کی چار دیواری پر

بناف غنچه گل را نافه پیوند
کلی کی ناف مین پھول کا نافہ لگانے والا
ز گل بر شاهد گلبن حلی بند
شاخ کے معشوق پر پھول سے زیور پہنانے والا

قصب باف عروس نوبهاری
قصب بنانیوالا دلہن نوبہار کا یعنی سبزے کا پیدا کرنیوالا
قیام آموز سرو جویباری
نہر کے کنارے کے سرو پھول سے کھڑا کرنیوالا

بلندی بخش هر همت بلندی
بلندی بخشنے والا ہر ایک بلند حوصلہ کا
به پستی افگن هر خودپسندی
پستی مین ڈالنے والا ہر ایک خود پسند کرنیوالے کا

گناه آمرز رندان قدح خوار
گناہ بخشنے والا شرابخوار رندون کا
بطاعت گیر پیران ریاکار
مکار بڈھون کا بندگی پر پکڑنیوالا یعنی مواخذہ کرنیوالا

انیس خلوت شب زنده داران
غمخوار رات کے جاگنے والون کی تنہائی کو
رفیق روز محنت گذاران
دوست محنت مین دن کاٹنے والون مین [illegible]

ز بحر لطف او ابر بهاری
اسکی مہربانی کے دریا سے بدلی بہار کی
کند خار و سمن را آبیاری
آبیاری کرتی یعنی سینچتی ہے کانٹون اور چنبیلی کو

ز کان جود او باد خزانی
کان بخشش اسکی سے ہوا پت جھاڑ کی
کند فرش چمن را زرفشانی
باغ کے فرش پر زرفشانی کرتی ہے یعنی زرد پتے گراتی ہے

ز شکرش پر شکر کام شکرفان
اسکے شکر سے نیکون کے تالو شکر بھرے ہوئے
ز قهرش زهر عیش تلخ حرفان
اسکے غصے سے زہر عیش کڑوی بات کرنیوالون یعنی ناشکرون کا

وجودش آن فروزان آفتابست
ذات اسکی وہ روشن آفتاب ہے
که ذره ذره از وی نوریابست
کہ ہر ایک ذرہ اس سے روشنی پانیوالا ہے

گر از خورشید و مه دارد نهان روی
جو سورج اور چاند سے منہ پوشیدہ رکھے
فتد در عرصهٔ نابود شان گوی
پڑے نیستی کے میدان مین گیند ان کا

بما زان منت هستی نه آید
ہم پر اس سبب سے احسان ہستی کا رکھنے والا آیا
که هست و نیست را هستی ده آمد
کہ ہست اور نیست کو ہستی دینے والا آیا

ق

ز بام آسمان تا مرکز خاک
آسمان کے کوٹھے سے تہ خاک تک
اگر صد ره بپائی وهم و ادراک
اگر سو بار برابر خیال اور دریافت کے

فرود آیند یا بالا شتابند
نیچے آوین یا اوپر کو دوڑین
ز حکمش ذره بیرون نیابند
اسکے حکم سے ایک ذرے کو باہر نہ پاوین

ز بیچونیش چون و چند ها هست
بے مانند ہونے اسکے سے ایسا اور اسقدر ہے
بلندان با علوی قدر و پست
کہ بڑے بڑے اسکے رتبے کی بلندی سے نیچے ہین

مبرا ذاتش از چونی و چندی
پاک ذات اسکی ہر ایک چون و چرا سے
منزه تر ز پستی و بلندی
پاک زیادہ ہر ایک پست اور بلند سے

خرد در ذات او آشفته رائی
عقل اسکی ذات مین ایک پریشان عقل
طلب در راه او بیدست و پائی
خواہش اسکی راہ مین ایک اپاہج

اگر نه نهد ز لطف خود قدم پیش
جو اپنی مہربانی سے قدم آگے نہ بڑھاوے
شود زو دوری ما دمبدم بیش
ہمکو ہر دم اس سے دوری زیادہ ہو

ق

چو خیزد صدمت صیت جلالش
جو اٹھے صدمہ اسکے جلال کے آوازے کا
بود در بارگاه لایزالش
[illegible] اسکی نہ زوال پانیوالی بارگاہ مین

ملک شرمنده از نادانی خویش
فرشتے شرمندہ اپنی نادانی سے
فلک حیران ز سرگردانی خویش
آسمان حیران اپنی پریشانی سے

جهان بهتر که ما مشتی هوسناک
وہی بہتر کہ ہم ایک مٹھی بلہوس یعنی تھوڑے لوگ
کنیم آئینه از زنگ هوس پاک
ہوس کے مورچے سے اپنے آئینے یعنی دلکو صاف کرین

ز بود خود فراموشی گزینیم
اپنی ہستی سے فراموشی اختیار کرین ہم
پس زانوی خاموشی نشینیم
خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھین ہم

ترتیب دلائل واجب تعالی نمودن و ترغیب تأمل در آن فرمودن

آراستگی دلیلون ہستی واجب ہونے خدا برتر کی اور خواہش غور سے اس مین کرنے کی

دلا تا کے درین کاخ مجازی
کب تک اے دل اس اندھیرے گھر ظاہری یعنی دنیا مین
کنی مانند طفلان خاکبازی
لڑکون کی طرح مٹی کھیلے گا

تو ئی آن دست پرور مرغ گستاخ
تو وہی ہاتھ یعنی دست قدرت کا پالا ہوا مرغ گستاخ ہے
که بودت آشیان بیرون ازین کاخ
کہ تیرا گھونسلا باہر اس محل یعنی دنیا سے تھا

چرا زان آشیان بیگانه گشتی
کیون اُس گھونسلے سے غیر یعنی جدا ہوا تو
چو دونان جغد این ویرانه گشتی
کمینون کی طرح اس ویرانے کا الو ہوا تھا

بیفشان بال و پر ز آمیزش خاک
جھاڑ بازو اور پر آلودگی خاک یعنی تعلق دنیا سے
بپر تا کنگر ایوان افلاک
اُڑ کنگورے محل آسمان یعنی عالم الملکوت تک

ببین در رقص ازرق طیلسانان
دیکھ ناچ یعنی گردش مین رنگ نیلے چادر والون یعنی ستارونکو
ردای نور بر عالم فشانان
چادر نور کی جہان پر جھاڑنے والے

همه دور شبانروزی گرفته
سب نے گردش رات دن کی اختیار کی
بمقصد راه فیروزی گرفته
طرف مقصد کے راہ فتحمندی کی لی یعنی حاصل کی

ولی هر یک چو گوی از جنبش خاص
اور لیکن ہر ایک گیند کیطرح حرکت خاص یعنی ارادہ الٰہی سے
بچوگان ارادت گشته رقاص
ارادے کے چوگان سے ہوے رقص کرنیوالے

یکی از غرب رو در شرق کرده
ایک نے پچھم سے منھ پورب مین کیا یعنی چاند نے
یکی در غرب پستی غرق کرده
ایک نے پچھم مین تا ڈوبی یعنی آفتاب نے

شده گرم از یکی هنگامهٔ روز
ہوا گرم ایک یعنی سورج سے بازار دن کا
یکی شب را شده هنگامه افروز
ایک یعنی چاند ہوا رات کی محفل روشن کرنیوالا

یکی حرف سعادت نقش بسته
ایک یعنی مشتری و زہرہ و عطارد نے نیکبختی کا نقش باندھا
یکی سررشتهٔ دولت گسسته
ایک یعنی زحل و مریخ نے سررشتہ دولت کا توڑا

چنان گرم اند در منزل بریدن
ایسے تیز ہین منزل کاٹنے یعنی راہ طے کرنے مین
کزین جنبش ندارند آرمیدن
کہ اس حرکت سے نہین رکھتے ہین آرام کرنا

ز رنج راه شان فرسودگی نه
راہ کی تکلیف سے اُنکو تھکائی نہین
میان را درد و پا را سودگی نه
کمر کو درد اور پاؤن کو ماندگی نہین

چه داند کس که چندین درچه کارند
کوئی کیا جانے کہ یہ اتنے کس کام مین ہین
همه تن رو شده رو در که آرند
تمام بدن منھ ہوکر کس کو دیکھتے ہین

بهر دم تازه نقشی می نمایند
ہر دم ایک نئی صورت دکھاتے ہین
ولیکن نقشبندی را نشایند
لیکن نقشبندی کے لائق نہین ہین

عنان تا کی بدست شک سپاری
باگ کبتک شک کے ہاتھ مین رکھیگا یعنی تو وہم مین پڑا رہیگا
بهر یک روی بزد او پے آری
ہر ایک سے طرف اپنے خدا کے منھ لا یعنی متوجہ ہو

خلیل آسا در ملک یقین زن
خلیل اللہ کیطرح دروازہ ملک یقین کا مار یعنی کھٹکاؤ
نواے لا احب الآفلین زن
نعرہ مار نہین دوست رکھتا ہو مین غیبت ہونیوالونکو

گم هر وهم و ترک هر شکی کن
کھو ہر وہم اور چھوڑ شک کو
رخ وجهت وجهی در یکی کن
منھ توجہ کرتا ہو مین تیرے منھ کیطرف ایک رخ کیطرف کو

یکی بین و یکی دان و یکی گوی
ایک دیکھ اور ایک جان اور ایک ہی کہہ
یکی خواه و یکی خوان و یکی جوی
ایک ہی کو چاہ اور ایک ہی مان اور ایک ہی کو ڈھونڈھ

ز هر ذره بدو روی و راهی ست
ہر ذرے کو اسکی طرف رو اور راہ یعنی لگاؤ ہے
بر اثبات وجود او گواهی ست
اُسکی ذات کے قائم رہنے پر ہر ایک گواہ ہے

بود نقش دل هر هوشمندی
ہے نقش ہر عقلمند کے دل پہ یعنی ہر ایک جانتا ہے
که باشد نقشها را نقشبندی
کہ ہر نقش کا کوئی نقاش ضرور ہوتا ہے

به لوحی گر هزاران نقش پیداست
ایک تختی مین اگر ہزارون نقش ظاہر یعنی حرف لکھے ہین
نیاید بی قلم زن یک الف راست
مگر بے لکھنے والے کے ایک الف بھی سیدھا نہین ہوسکتا

درین ویرانه نتوان یافت خشتی
اس کھنڈر مین ایسی کوئی اینٹ نہین مل سکتی
مجرد ان ازقالب نیکو سرشتی
جدا اس سانچے پیدا کرنیوالے سانچے سے یعنی خدا سے

که خشت از کلک انگشتان نوشتست
اینٹون پر انگلیون کے قلم سے لکھا ہے
که آنرا دست دانائی سرشتست
کہ اسکو کسی دانا کے ہاتھ نے بنایا ہے

ز لوح خشت چون آن حرف خوانی
اینٹ کی تختی سے جو یہ حرف پڑھے یعنی سمجھے تو
ز حال خشت زن غافل نمانی
اینٹ بنانیوالے یعنی خدا کی قدرت سے غافل نرہے تو

بعالم این همه مصنوع ظاهر
جہان مین جب یہ سب کاریگریان ظاہر ہین
بصانع چون نه مشغول خاطر
طرف نہ کاریگر یعنی خدا کی تو دل سے کیون فریفتہ نہین ہے

چو دیدی کار رو در کارگر آر
جب کام دیکھا منھ طرف کاریگر کے لا یعنی متوجہ ہو
قیاس کارگر از کار بردار
اندازہ کاریگر کا کام سے اُٹھا لینے کر

دم آخر کز ان کس را گذر نیست
مرنے کے وقت کہ اس سے کسیکو چارہ نہیں ہے
سرو کار تو جز بار گر نیست
سوا کاریگر یعنے بنانیوالے کے تجکو اور سے سروکار نہیں ہے
بدو آر از ہمہ روی ارادت
اسکی طرف سبکی طرف سے منہ اعتقاد کا کر
وزو جو ختم کارت بر سعادت
اسی سے اپنے انجام کار کو نیکبختی پر طلب کر

دست برداشتن مناجات بدستیاری ارباب حاجات

اہل حاجت کی مدد سے نجات چاہنے کے واسطے ہاتھ اٹھانا یعنی دعا مانگنا

خداوندا ز ہستی سادہ بودیم
اے خدا ہستی سے آزاد تھے ہم
زبیم نیستی آزادہ بودیم
نیستی کے خوف سے بیفکر تھے ہم
نخست از نیست ما را ہست کردی
پہلے نیست سے ہست یعنی تو نے ہمکو پیدا کیا
بقید آب و گل پابست کردی
پانی اور مٹی یعنی عناصر کی قید سے قائم کیا تو نے
ز ضعف و ناتوانائی رہاندی
کمزوری اور بے طاقتی سے چھڑایا تو نے
ز نادانی بدانائی رساندی
بے عقلی سے عقلمندی پر پہونچایا تو نے
فرستادی بما روشن کتابے
ہمارے واسطے ایک روشن کتاب یعنی قرآن بھیجا تو نے
با مر و نہی فرمودی خطابے
اجازت اور ممانعت سے خطاب فرمایا یعنی آگاہ کیا
میان نیک و بد تخلیط کردیم
نیک اور بد میں آمیزش کی یعنی ملایا ہم نے
گہی افراط و گہ تفریط کردیم
کبھی زیادتی اور کبھی کمی کی ہم نے
رہ فرمودہ ہا کم سپردیم
فرمائی ہوئی راہیں کم چلے یعنی پابندی شرع کم کی ہم نے
بنا فرمودہ ہا پا فشردیم
منع کیے ہوئے پر قدم گاڑا یعنی برابر خلاف شرع کرتے رہے
تو نگذشتی ز دستور عنایت
تو نہ گذرا اپنی مہربانی کے قاعدے سے
نہ پوشیدی ز ما نور ہدایت
نہ پوشیدہ کیا تو نے ہمسے نور رہنمائی کا یعنی رسول کو بھیجا
بدان نور ار تو گیرم کوششی نیست
اس نور سے فرض کیا میں نے مجھے پوشیدگی نہیں ہے
چہ حاصل زانکہ از ما کوششی نیست
کیا فائدہ اس سے جب ہماری طرف سے کچھ کوشش نہیں ہے
ز نا کوشیدن خود در خروشیم
اپنے نہ کوشش کرنے سے چلا رہے ہیں ہم
بدہ توفیق کوشش تا بکوشیم
دے توفیق کوشش کی کہ کوشش کریں ہم

چو دانا ہمچو نادان گشت غرقت
جب عقلمند مثل بے وقوفون کے ڈوب گیا ہے
ز دانش تا بنادانی چہ فرقست
دانائی سے نادانی تک کیا دوری ہے
ز دستانہای نفس ناخوش آہنگ
نفس ناخوش ارادے کے مکرون سے
مکن بر ما رہ حسن عمل تنگ
مت کر ہمپر راہ نیک کامون کی تنگ یعنی بند
در ان تنگی کہ ما باشیم و آہی
اس تنگی یعنی گور مین کہ ہم ہونگے اور ایک آہ
ز رحمت سوی ما بکشای راہی
رحمت سے طرف ہمارے کھول ایک راہ
از ان رہ خوان سوی درگاہ ما را
اس راہ سے بلا اپنی درگاہ کی طرف ہم کو
بایمان بر برون ہمراہ ما را
ایمان سے باہر لیجا ساتھ ہمکو

تخصیص مناجات بناظم بی دستیاری مشارک و مساہم

خصوصیت مناجات کی طرف نظم کرنے والے کے بے مدد شراکت اور ساہمت کے

من آن مرغم کہ دام دانہ تست
میں وہ چڑیا ہون کہ میرا جال تیرا دانہ ہے
فسون وحشتم افسانہ تست
جادو وحشت میری کا کہانی تیری ہے
تو ای کاسباب ما را ساز کردی
تو وہ ہے کہ اسباب ہمارے بنائے یعنی ہم کو بنایا تو نے
در نعمت برویم باز کردی
دروازہ نعمت کا میرے منہ پر کھولا تو نے
کرامت کردی از خدمت پسندی
بخشی تو نے خدمت کے پسند کرنے سے
بتوفیق سجودم سربلندی
سجدے کی توفیق سے مجھ کو سربلندی
براہت سرمہ سا کردی جبینم
اپنی راہ مین گھسی تو نے میری پیشانی
کشیدی سرمہ چشم راہ بینم
کھینچا تو نے یعنی لگایا سرمہ میری راہ دیکھنے والی آنکھ مین
زبانم را بہ ذکر خود کشادی
میری زبان کو اپنے ذکر مین کھولا یعنی گویا کیا تو نے
دلم را ذوق یاد خویش دادی
میرے دل کو مزا اپنی یاد کا دیا تو نے
بہ شیرینی و چربی از زبانم
مٹھائی اور چرپراہٹ سے میری زبان مین
نہادی لقمہ خوش در دہانم
رکھے تو نے نوالے اچھے میرے منہ مین
نہ بر دندان از و کوبے رسیدہ
نہ اس سے دانتون پر کوئی ٹھوکر پہونچی یعنی کچھ
نہ از خوردن گلو رنجش کشیدہ
نہ کھانے سے حلق نے تکلیف کھینچی

بشکر آن شکر گفتاریم ده
عوض اس شکر کے شیرین بیانی مجکو دے
ز تلخی رسته شیرین کاریم ده
کڑواہٹ سے چھڑا کر مٹھائی مجکو دے

به گفتن زبان من مگردان
کہنے میں میری زبان کو حرکت نہ دے
زبان من زیان من مگردان
میری زبان کو سبب میرے نقصان کا مت کر

ز کلکم گر جهد حرف خطائے
میرے قلم سے جو کوئی حرف برا نکلے
کز آن پیش آیدم چون و چرائے
کہ اُس سے میرے آگے کوئی چون و چرا یعنی مواخذہ دے

خط عفوم بر آن حرف خطا کش
خط معافی کا میرے اس بُرے حرف پر کھینچ
چو کلکم زان میفگن در کشاکش
مثل قلم کے مجکو اُس سے کھینچا کھینچی میں مت ڈال

گیاهے ام وفا پرورده تو
میں ایک گھاس ہوں تیری محبت کی پالی ہوئی
نه آب و گل برون آورده تو
پانی اور مٹی سے باہر لائی ہوئی تیری

سرم هست از هوا هر سوی مائل
یعنی جھکنگ میری ہوا سے ہر طرف خواہش کے جانیوالی یعنی طبیعت ہر
ولے پایم بکوی تست در گل
اور لیکن پانوں میرا تیری گلی کی کیچڑ میں ہے

گلی کان پای من گیرد بکویت
وہ مٹی کہ لگتی ہے پانوں میں میرے تیری گلی میں
وز آن گل به که ندهد رنگ و بویت
وہ اُس پھول سے بہتر کہ نہ دے تیرا رنگ اور بو

چو غنچه یکدلم گردان درین باغ
کلی کی طرح یکدل کر مجکو اس باغ یعنی دنیا میں
چو لاله کن نشانمندم بیک داغ
مثل لالے کے داغدار کر مجکو ایک داغ سے

درین ره حاصلی جز یکدلی نیست
اس راہ میں کوئی فائدہ سوا یکدلی کے نہیں ہے
دو دل بودن بجز بیحاصلی نیست
دو دل ہونا سوا بیفائدہ ہونے کے نہیں ہے

نه بیند پسته با یک مغز چندان
نہیں دیکھتا ہے پستہ ایک مغز کا اُس قدر
چو بادام دو مغز آزار سندان
مثل بادام دو مغزے کے چوٹ ہتھوڑے کی

چو خوشه پرورد صد دانه در بر
جو خوشہ پالتی ہے سو دانے سینے میں
بهر دانه رسد تیغیش بر سر
بسبب ہر دانے کے پہنچی ہے ایک تلوار اُس کے سر پر

چو غنچه یک دل آمد رسته از خار
جو کلی یکدل آئی بچی کانٹے سے
نیابد با هزاران خنجر آزار
نہیں پاتی ہے باوصف ہزاروں خنجر یعنی کانٹوں کے ایذا

گناهم گر از حد برون است
گناہ میرے اگر حد سے باہر ہیں
هزاران بار زان فضلت فزون است
ہزاروں حصہ اس سے مہربانی تیری زیادہ ہے

اگر باشد دو صد خرمن گناهم
جو میرے گناہ کے دو سو کھلیان ہوں
توانی سوختن از برق آهم
میری آہ کی بجلی سے تو جلا سکتا ہے

وگر باشد ز عصیان صد کتابم
اور جو ہوں میرے گناہ سے سو کتابیں
توانی شستن از چشم پر آبم
دھو سکتا ہے تو میری چشم پرآب یعنی آنسوؤں سے

بهر گلرخ که کردم شوخ دیده
طرف جس معشوق کے کہ میں نے کیا ہے شوخ آنکھیں یعنی دیکھا میں نے
کنون از هر مژه خونم چکیده
اب ہر ایک پلک کے بال سے میرے خون ٹپکا ہے

خیال روی او از دیده شویم
خیال اُس کے چہرے کا دیدے سے دھوتا ہوں میں
از آن رو اشک سرخ آید برویم
اُس سبب سے سرخ آنسو آتے ہیں میرے منھ پر یعنی رونق ہی

نظر کو سعی در بی آبیم کرد
نظر نے جو میرے بے آبرو ہونے میں کوشش کی
سرشک آبی بروی کارم آورد
آنسو ایک پانی میرے کام کے منھ پر لایا یعنی نکلتے ہیں

دو چشم من دو رود است از ندامت
شرمندگی کے سے میری آنکھیں دو دریا ہیں
همین بس آبرویم تا قیامت
یہی آبرو مجکو قیامت تک کافی ہے

ازین سودا گرم شاید بسودے
اس سودے سے شاید کسی فائدے کو پہونچوں میں
رسان از من به پیغمبر درودے
میری طرف سے ایک درود پیغمبر پر پہونچا

در نعت خواجه مخلوقات سرور کائنات صلی الله علیه وآله وسلم

سردار خلقت اور سرور دونوں جہان یعنی پیغمبر کی تعریف میں درود خدا کا ہو اُن پر اور اُن کی اولاد پر اور سلام

محمد کش قلم چون نامور ساخت
محمد کہ اُس کو جو قلم نے نامور کیا یعنی لکھا
ز میمش حلقه طوق و کمر ساخت
میم اُس کے سے حلقہ طوق اور کمر کا بنایا

خط لوح عدم زان حرف حک شد
خط نیستی کی تختی کا اُس حرف سے مٹ گیا
از آن سر حلقه ملک و ملک شد
اس سبب سے سردار آدمیوں اور فرشتوں کا ہوا

تواند شد ز سر حاش آگاه
ہو سکے بھید حرف حاء اُس کے سے خبردار
خرد با جمله دانش حاش لله
عقل باوصف تمام دانائی کے پناہ خدا کی یعنی مشکل ہے

درین دیر مسدس زوست روشن
اس چھ کونے کے گھر میں اُس سے روشن ہے
ثمن روضه از هشت گلشن
ہشت پہلو ایک سبزہ زار آٹھ باغ سے

چو پا آراست از خلخال دانش
چو پاؤں آراستہ ہوا دانش کی پازیب سے اسکا

سر دین پروران شد پایمالش
دیندار اروں کا سر اسکی پائمالی کرنے لگا

چہ نامست اینکہ در دیوان ہستی
کیا اچھا نام ہے یہ کہ دنیا کے دیوان مین

برو نگرفت نامی پیش دستی
اُس پر کسی نام نے سبقت نہ لی یعنی نہ پا لی

زبانم چون ازو حرفے سراید
زبان میری جو اس سے کوئی حرف کہے

دل و جانم ز لذت پر بر آید
دل اور جان میرے بہت مزے سے نکلے

چو نام اینست نام آور چہ باشد
جب نام ایسا ہے صاحب نام کیسا ہوگا

مکرم تر بود از ہر چہ باشد
بزرگ زیادہ ہو ہر چیز سے جو ہووے

مکرم شد ز عالم نسل آدم
بزرگ ہوئی تمام جہان سے نسل آدم کی

مکرم تر ولیست از ہر مکرم
بزرگ زیادہ وہ ہے ہر بزرگ سے

خدا بر سروران سرداریش داد
خدا نے سرداروں پر سرداری اُسکو دی

ز خیل انبیا سالاریش داد
پیمبروں کے گروہ سے سرداری اُسکو دی

چو آدم در رہ ہستی قدم زد
جب آدم نے دنیا کی راہ مین قدم مارا یعنی پیدا ہوئے

ز مہر روی صبح آرایش دم زد
آفتاب منہ صبح کو آراستہ کرنیوالے اُسکے سے دم مارا یعنی ذکر کیا

ز جودش گر نبودی راہ مفتوح
اگر اُس کی بخشش سے راہ کشادہ نہ ہوتی

بجودی کے رسیدی کشتی نوح
کوہ جودی پر کب پہنچتی کشتی نوح علیہ السلام کی

خلیل از وی نسیمی یافت کاتش
خلیل اللہ نے اُسی سے ایسے ٹھنڈی ہوا پائی کہ آگ

برو شد چون گلستان خرم و خوش
اُن پر ہوئی مثل باغ خوشش اور خرم

مسیح از مقدمش او حیلہ گوئے
عیسی اُس کی آمد سے حیلہ کرنے والے یعنی ذکر کرنیوالے

کلیم از مشعل او شعلہ جوئے
موسی اُس کی مشعل سے روشنی ڈھونڈھنے والے

بمصر جاہش از کنعان رسیدہ
اُس کے مرتبے کے مصر مین کنعان سے پہونچے یعنے آئے ہوئے

غلامے بود یوسف زر خریدہ
یوسف ایک مول لیے ہوئے غلام تھے

دران وادی کہ صالح ناقہ کش بود
اُس جنگل مین کہ شیخ صالح ناقہ کش یعنے کھینچنے والے تھے

بیاد محملش با ناقہ خوش بود
اُس کے کجاوے کی یاد مین ناقہ سے خوش تھے

ز بستان وفا آزاد سروے
وفا کے باغ سے ایک آزاد سرو

ز باغ اصطفا رعنا تدروے
برگزیدگی کے باغ سے ایک خوبصورت چکور

قدش را پایۂ گردون خرامی
اُس کے قد کو مرتبہ آسمان کے چلنے کا

لبش را مایۂ یحیی العظامی
اُسکے ہونٹھ کو پونجی یعنی طاقت ہڈیاں زندہ کرنیکی

ببالا سایبان چتر سحابش
بلندی پر سایہ کرنے والا اُس کا بدلی کا چھتر

چو زرین قبہ بر سر آفتابش
سنہری کلسی کی طرح اس کے سر پر آفتاب

چو مہ را بر سپر تیر اشارت
جب چاند کی ڈھال پر تیر اشارے کا

زد از سبابۂ معجز بشارت
مارا انکی انگلی کرامات کی خوشخبری دینے والی سے

دو نون شد دو نیم از حلقۂ ماہ
دو نون ہوگیا ٹکڑے میم کا چاند کے حلقہ سے

چہل را ساخت شصت و دو پنجاہ
چالیس کو کیا اُسکے ٹکڑے نے دو پچاس یعنی علاحدہ

ولے چون داشت نقش بر قلم پشت
ہان جو رکھتا تھا قلم پر ہاتھ اُس کا پیٹھ

رقم زد خط شق بر مہ ز انگشت
کھینچا خط پھاڑنے کا انگلی سے چاند پر

نبودش خط ولی زد خط بہ تعجیل
نہ تھا یعنی نہ لکھا تھا خط اُسکے لیکن خط کھینچا جلدی سے

بکلک نسخ بر توریت و انجیل
رد کرنے کے قلم سے توریت اور انجیل پر

خرامان سرو او از سایہ آزاد
سیدھا سرو یعنی قد اُسکا سایے سے بے پروا

جہان در سایۂ آن سرو آباد
جہان اُس سرو کے سایہ مین آباد

ز سایہ بود برتر پایۂ او
سایے سے تھا بلند زیادہ مرتبہ اُس کا

زمین و آسمان در سایۂ او
زمین اور آسمان اُس کے سایے مین

تنش را بود از جان پاک مایہ
اُس کے بدن کو تھی روح پاک سے پونجی

ندید از جان کسی بر خاک سایہ
نہ دیکھا روح کا کسی نے سایہ زمین پر

فلک ہمچون زمین شد سایہ دارش
آسمان زمین کی طرح ہوا اُسکا سایہ رکھنے والا

ازان افتاد در پا سایہ وارش
اُس سبب سے گر پڑا اُس کے پانو مین سایے کی مانند

بسنگ از دست دشمن لعل او خست
ساتھ پتھر کے دشمن کے ہاتھ سے لعل یعنی دانت اُسکا ٹوٹا

بمشت ریگ پشت جملہ اشکست
مٹھی بھر خاک سے پیٹھ سب کی توڑی

اگرچہ کور شد زو چشم ہر خام
جو اندھی ہوئی اُس سے آنکھ ہر ناقص یعنی کافر کی

چو سرمہ ساخت روشن چشم اسلام
سرمے کی طرح روشن کی آنکھ مذہب اسلام کی

دہانش بود پر در حقۂ پر
منھ اُسکا ایک ڈبا موتیوں کا بھرا تھا

شدہ چون درج مرجان حقۂ در
ہوگیا مونگے کے ڈبے کیطرح موتیوں کا ڈبا یعنے خون نکلا

یکی دینار بود از حلم و فرہنگ
ایک دینار تھا بردباری اور دانائی سے وہی ذات

محک آمد پی دینارش آن سنگ
کسوٹی آئی یعنی ہوا اُس دینار کے لیے وہ پتھر

چو شد معیار او آن سنگ کاری
جو کسوٹی اُس کی کی اُن پتھر نے اچھی طرح

نہ شد ظاہر بجز کامل عیاری
نہیں معلوم ہوا کچھ سوا عمدہ کسائی یعنی کھرے ہونیکے

پی دیوار ایمان بود کارش
بنیاد دیوار ایمان کی تھا کام اُس کا

ولی شد چار دار از چار یارش
اور لیکن مضبوط ہوا چار یار یعنی صحابہ کرام سے

کجا در راہ دین درد آزمائی
کہاں راہ دین میں اپنے تکلیف یعنی درد اٹھانیوالے

کہ تا یابد بہر دردی دوائی
تا ہر درد میں پاوے وہ دوا

دوای جان جامی دردشان باد
دوا جامی کی جان کی درد اُنکا ہوجیو

دلش ہموارہ ہم عہد دردشان باد
دل اُسکا ہمیشہ غم یار ہوا اُنکا ہوجیو

در معراج رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پیمبر کی معراج کے بیان میں درود اللہ کا اُن پر اور اُنکی اولاد پر اور سلام

شبی دیباچہ صبح سعادت
ایک رات سرنامہ نیک بختی کے صبح کی

ز دولتہای روز افزون زیادت
دولتوں ہر روز بڑھنے والی سے زیادہ

ز قدر او مثالے لیلۃ القدر
اس کے مرتبہ سے ایک مثال شب قدر

ز نور او براتی لیلۃ البدر
نور اس کے سے ایک ٹکڑا چودھویں رات کا چاند

سواد طرہ اش خجلت دہ حور
سیاہی اُس کی زلف کی شرمندہ کرنیوالی حور کی

بیاض غرہ اش نور علی نور
سفیدی اسکے کی روشنی اور پر روشنی کی

نسیمش جعد سنبل شانہ کردہ
نسیم یعنی ہوا صبح نے اسکے گھونگھر والے بال سنبل میں کنگھی کی

ہوایش اشک شبنم دانہ کردہ
ہوا اس کی نے اُس کے آنسو کے دانے بنائے

بمسمار ثوابت چرخ سیار
ستاروں کی میخوں سے گردش ستاروں نے

بہ بستہ در جہان درہای ادبار
بند کیے جہان پر دروازے بدبختی کے

گرفتہ گرگ و میش آرام از وی
یعنی بھیڑیے اور بھیڑ نے آرام اُس میں

گوزن و شیر باہم رام در وی
بارہ سنگھا اور شیر آپس میں تابع اُس کے

طرب اچون سحر خندان از ان لب
خوشی مثل صبح کے ہنسنے والی ہونٹھ اُس سے

گریزان روز محنت زو شبا شب
بھاگنے والا دن رنج کا اُس سے ساتو رات

درین شب آن چراغ اہل بینش
اس رات میں وہ اہل بینش کا چراغ یعنی محمد

سزای آفرین از آفرینش
لائق تعریف پیدائش کے وقت سے

چو دولت شد ز بدخواہان نہانی
مثل دولت کے گیا یعنی دشمنوں سے پوشیدہ

سوی دولتسرای امہانی
طرف گھر دولتخانے یعنی گھر بی بی اُمہانی کے

بہ پہلو تکیہ بر مہد زمین کرد
بغل میں تکیہ گہوارہ یعنی فرش زمین پر کیا

زمین را مہد جان نازنین کرد
زمین کو گہوارہ جان نازنین کا کیا

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل اُسکا جاگتا ہوا اور آنکھیں اُسکی میٹھی نیند میں

ندیدہ چشم بخت این خواب در خواب
نہ دیکھا نصیبہ کی آنکھ نے یہ خواب خواب میں

در آمد ناگہان ناموس اکبر
آئے ایکبارگی ناموس بزرگ یعنی حضرت جبرئیل

سبکرو تر ازین طاؤس اخضر
تیز چلنے والے زیادہ اس سبز مور یعنی آسمان سے

بروبالید پر کای خواجہ برخیز
... بولے پر کر اے سردار اُٹھ

کہ امشب خواب آمد دولت انگیز
کہ آج کی رات نیند آئی تجکو دولت دینے والی

برون بر یکزمان زین خوابگہ رخت
باہر لیجا دم بھر کو اس آرام کی جگہ سے اسباب

تو بخت عالمی بیدار بہ بخت
تو جہان کا نصیب ہے نصیبہ کا جاگنا بہتر ہے

بسیج راہ عرشت کردم اینک
آمادہ راہ عرش کا کیا میں نے اب تجھ کو

براق برق سیر آوردم اینک
براق یعنی گھوڑا بجلی کی طرح چلنے والا لایا میں ابھی

جہندہ بر زمین خوش بادپائی
دوڑنے والا زمین پر ایک اچھا اور تیز رو گھوڑا

پرندہ بر ہوا فرخ ہمائی
اُڑنے والا ہوا پر ایک مبارک ہما وہ گھوڑا ہے

چو عقل فلسفی افلاک گردے
مثل عقل فلسفہ جاننے والوں کے ایک آسمان کا گھومنے والا

چو فکر ہندسی گیتی نوردے
مثل فکر نجومیوں کے ایک جہان کا ناپنے والا

نہ دست کس عنان او ربودہ
نہ کسی ہاتھ نے باگ اُس کی پکڑی

نہ از پای رکابش گشت سودہ
نہ کسی کے پانوں سے رکاب اُس کی گھسی

چو آن دل کز بتان دارد فراغی
مثل اُس دل کے کہ بتوں سے بے پروا ہو

ندیدہ ران او آسیب داغی
نہ دیکھی یعنی نپائی اُسکی ران نے تکلیف داغ کی

گرش بالیستی آخور بهر خوردن
جو اُس کے کھانے کو دانہ چارہ چاہیئے ہوتا

گرفتی شغل او گردون بگردن
اُٹھا لیتا آسمان اُس کا کھانا گردن پر

ززین بی رنج پشت نازنینش
زین کی تکلیف نہ پائی اُس کی نازک پیٹھ نے

ندیده رنج از کس پشت زمینش
نہ دیکھی تکلیف کسی سے اُسکی زین کی پیٹھ نے

از ان دولتسرا چون خواجۂ دین
اُس گھر سے جو سردار دین کے یعنی محمدؐ

خرامان شد بعزم خانۂ زین
چلے زین کے گھر کے ارادے میں یعنی سوار ہوئے

شد از سبوحیان گردون صدا ده
پاک لوگ یعنی فرشتے آسمان سے آواز دینے لگے

که سبحان الذی اسری بعبده
کہ پاک ہے وہ جو رات کو لیجائے اپنے خاص بندے کو

زد از سم آن براق برق رفتار
مارا سم یعنی ٹاپ سے اُس بجلی کی چال گھوڑے نے

ز مکه سکه بر اقصی درم دار
مکے سے بیت المقدس پر روپیہ کی طرح سکہ یعنی پہونچا

زدش در سم لحظه بلکه کمتر
مارا اُس نے آدھے لحظے بلکہ کم میں

زد و در حلقۂ سم حلقه بر در
گردش نعل سے حلقہ دروازے پر یعنی زنجیر کھٹکائی

در ان مسجد امام انبیا شد
اُس مسجد میں سردار پیغمبروں کے یعنی محمدؐ گئے

صف پیشینیان را پیشوا شد
قطار اگلے پیغمبروں کے پیشوا ہوئے

وز ان جا شد برین فیروزه خرگاه
اور وہاں سے اس سبز خیمے یعنی آسمان پر گئے

چو هاله حلقه زد پیرامنش ماه
ہالے کی طرح گھیرا کیا گرد اُس کے چاند نے

کشیدش بر جبین داغ غلامی
کھینچا اُس نے پیشانی پر داغ غلامی کا

بر آمد ز انگشتش نام تمامی
نکلا اُس وقت سے اُسکا نام پورے یعنی کامل ہونیکا

وز انجا شد بالاتر سبک خیز
وہاں سے اور زیادہ بلندی پر پہونچ کر

عطارد در الفرق سر عطاریز
عطارد کے سر پر بخشش کرنیوالے ہوئے

وز انجا ساخت سوی زهره آهنگ
اور وہاں سے طرف زہرہ کے ارادہ کیا

بدامان وفایش زهره زد چنگ
زہرہ نے اُسکی محبت کے دامن پر چنگل مارا

بقصد شستن پا زین گلابه
پانوں دھونیکے ارادے میں اس پانی یعنی دنیا کی کیچڑ سے

چهارم چرخش آورد آفتابه
چوتھا آسمان جہان کا آفتاب ہے اُس کے لیے آفتابہ لایا

چو زد بر چرخ پنجم ابلقش گام
جب قدم مارا یعنی رکھا پانچویں آسمان پر اُس کے گھوڑے نے

گرفت از نعل بوسش بهره بهرام
حاصل کیا اُسکی نعل کے چومنے سے بہرام نے حصہ

فشاند از لعل لب بر مشتری در
جھاڑے ہونٹھ اپنے سے برہسپت پر موتی

شد از گوهر چو حقه مشت او پر
بھر گئی موتی سے مثل ڈبے کے مٹھی اُس کی

بهفتم کاخ چون نعلین سود ش
ساتویں محل یعنی آسمان کو جو نعلین اُسکی نے گھسا

زحل حل یافت هر مشکل که بودش
سنیچر نے آسان پائیں جو مشکلیں تھیں اُس کی

وز انجا چون بشاخ سدره ره جست
اور وہاں سے سدرہ کی شاخ پر جو راہ ڈھونڈی یعنی گئے

ز تیریدن پر جبریل شد سست
پر جبرئیل کے اُڑنے سے ہوئے کمزور

وز انجا قصر هشتم ساخت مسکن
اور وہاں سے آٹھویں محل یعنی آسمان کو بنایا مکان

ثوابت را از و شد چشم روشن
ستاروں کی آنکھیں اُس سے روشن ہوئیں

بنات النعش و پروین لب گشودند
بنات النعش اور پروین ستاروں نے ہونٹھ کھولے

بنظم و نثر خود او را ستودند
اپنی نظم اور نثر میں اُس کو سراہا

ز مهر شمع رویش نسر طائر
اُسکے چہرے کی شمع کی محبت سے نسر طائر دونوں ستارے

چو پروانه بگردش گشت دائر
مثل پروانے کے گرد اُسکے پھیرا کرنے والے

فتاد از شوق سرو دلربایش
گر پڑا شوق سرو یعنی قد دل لبھانے والے اُسکے سے

چو سایه نسر واقع زیر پایش
مثل سایے کے نسر واقع اُسکے پانوں کے نیچے

چو شد بر چرخ اطلس عشرت اندیش
جو نویں آسمان پر گیا خوشی اندیشہ کرتا ہوا

بپا انداز ش افگند اطلس خویش
واسطے پا انداز اُسکے کے ڈالی اطلس اپنی

تهیه بر ش سرافیل از کمین جست
واسطے اُسکے تدبیر کے اسرافیل گھات سے کودا یعنے گیا

ز رفرف تجله آیین هودج بست
رفرف سے دلہن کی طرح ہودہ اُسکے لیے باندھا

چو رفرف شد مشرف از وجودش
جو رفرف اُسکی ذات سے شرف یافتہ ہوا

گرفت از دست رفرف عرش زودش
لیا رفرف کے ہاتھ سے عرش نے جلد اُس کو

بدست عرش تن چون خرقه بگذاشت
عرش کے ہاتھ میں بدن مثل گدڑی کے چھوڑ دیا

علم بر لامکان بی خرقه افراشت
علم لامکان پر بے گدڑی کے بلند کیا

جهت را مهره از ششدر رهانید
طرفوں کا مہرہ ششدر سے چھڑا دیا

مکان را مرکب از تنگی جهانید
مکان کو گھوڑا تنگی سے کدا دیا

گلی بر دند زین دهلیز پست
اس پھول کو لے گئے اس پست دہلیز یعنی دنیا سے

بدان درگاه والا دست بر دست
طرف اس برتر درگاہ کے ہاتھوں ہاتھ

مکانی یافت خالی از مکان نیز
ایک مکان پایا خالی مکان سے بھی

که تن محرم نبود آنجا و جان نیز
کہ بدن واقف نہ تھا اُس جگہ اور جان بھی

قدم زنگ حدوث از جان او شست
قدم نے میل نئے ہونیکا اُسکی جان سے دھویا

وجوب آلایش امکان او شست
واجب ہونے نے آلودگی امکان اُسکے سر کی دھوئی

یکی مانده هم از قید یکی پاک
ایک رہا ایک ہونے کے قید سے بھی آزاد

ز بسیاری برون و اندکی پاک
بہت سے باہر اور تھوڑے سے پاک

بدیده آنچه از دیدن برون بود
دیکھا جو کچھ دیکھنے سے باہر تھا

مپرس از ما ز کیفیت که چون بود
مت پوچھ ہم سے حال کہ جو تھا

نه چندی گنجد و آنجا نه چونی
نہ کوئی چون و چرا کی وہاں گنجائش ہے

فرو بند از یکی لب در فزونی
بند کر ہونٹ ایک سے زیادتی میں یعنی چپ رہ

شنید آنگه کلامی بی آواز
سنا اُسوقت ہوئی کلام آواز سے

معانی در معانی راز بر راز
معنی معنی اور بھید بھید میں یعنے آہستہ آہستہ

نه آگاهی ازو کام و زبان را
نہ خبر اُس سے تالو اور زبان کو

نه همراهی ازو نطق و بیان را
نہ رفاقت اُس سے گویائی اور بیان کو

ز درکش گوش جان را باد در مشت
دریافت اُسکی سے جانکے کان کی مٹھی میں ہوا ہوگی

ز حرفش دست دل را کوته انگشت
سبب اُسکے دل کے ہاتھ کی انگلی کوتاہ ہوئیں

لباس فهم بر بالای او تنگ
لباس سمجھ کا اُس کے قد پر چھوٹا

سمند عقل در صحرای او لنگ
گھوڑا عقل کا اُسکے جنگل میں لنگڑا

ز گفتن برترست آن و شنیدن
کہنے اور سننے سے وہ برتر ہے

زبان زین گفتگو باید بریدن
زبان کو ان باتون سے چاہیے کاٹنا

مشو جامی ز حد خود برون پای
مت رکھ جامی اپنی حد سے قدم باہر

وزین دریای بی پایان برون آی
اور اس دریا سے جسکا کنارہ نہیں تو باہر نکل

درین مشهد ز گویائی مزن دم
اس جا شہادت میں گویائی سے دم مت مار

سخن را ختم کن والله اعلم
کلام کو ختم کر وہی خدا ہے جاننے والا

لباس ضراعت پوشیدن و در اقتباس شفاعت کوشیدن

لباس زاری کا پہننا یعنی رونا اور بخشش ڈھونڈنے یعنی حاصل کرنے میں کوشش کرنا

ز مهجوری بر آمد جان عالم
جدائی سے نکلی جان جہان بھر کی

ترحم یا نبی الله ترحم
رحم کر اے پیغمبر اللہ کے رحم کر

نه آخر رحمة للعالمینی
آخر رحمت جہان دونون کا نہیں ہے تو

ز محرومان چرا غافل نشینی
بے نصیبون سے کیون غافل بیٹھا ہے

ز خاک ای لاله سیراب برخیز
خاک سے اے لالۂ تازہ اُٹھ کھڑا ہو

چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
نرگس کی طرح سونا کب تک نیند سے اُٹھ

برون آور سر از برد یمانی
باہر نکال سر چادر یمنی سے

که روی تست صبح زندگانی
کہ منھ تیرا ہے صبح زندگی کا

شب اندوه ما را روز گردان
ہمارے غم کی رات کو دن کر دے

ز رویت روز ما فیروز گردان
اپنے منھ سے ہمارے دن کو فتحمند کر

به تن در پوش عنبر بوی جامه
بدن میں کپڑے عنبر بسے ہوئے یعنی خوشبودار پہن

بسر بر بند کافوری عمامه
سر پر باندھ عمامہ کافوری یعنے بہشتی

فرو آویز از سر گیسوان را
نیچے لٹکا سر سے کاکلون یعنے بالون کو

فگن سایه بپا سرو روان را
ڈال پانون کے سایہ کے نیچے سرو روان کو

ادیم طائفی نعلین پا کن
طائف کے خوشبودار چمڑے کا پانون کا جوتا بنا

شراک از رشته جانهای ما کن
تسمہ ہماری جان کے تاگے کا بنا

جهانی دیده کرده فرش راهند
ایک جہان دیدے فرش راہ کیے یعنے بچھائے ہوئے ہیں

چو فرش اقبال پابوس تو خواهند
مثل فرش کے قبول کرنا تیری پابوسی کا چاہتے ہیں

ز حجره پای در صحن حرم نه
حجرے سے قدم کعبے کے صحن میں رکھ

بفرق خاک ره بوسان قدم نه
راہ کی خاک چومنے والوں کے سر پر قدم رکھ

بده دستی ز پا افتادگان را
دے ایک ہاتھ یعنے مدد عاجزون کو

بکن دلداری دلدادگان را
دلداری کر دل دیے ہوؤن کی

اگرچه غرق دریای گناهیم
اگرچہ گناہ کے دریا میں ڈوبے ہوئے ہیں ہم
فتاده خشک لب بر خاک راهیم
راہ کی خاک پر لب خشک پڑے ہوئے ہیں ہم

تو ابر رحمتی آن به که گاهی
تو ابر رحمت ہے وہ بہتر کہ کبھی
کنی بر حال لب خشکان نگاهی
خشک لبوں کے حال پر ایک نگاہ کرے یعنی تو کبھی

خوشا کز گرد ره سویت رسیدیم
کیا اچھا ہوا کہ گرد راہ سے تیری طرف پہونچے ہم
بدیده گرد از کویت کشیدیم
آنکھوں سے تیری گلی کی خاک کھینچی ہم نے

بمسجد سجدهٔ شکرانه کردیم
مسجد میں سجدہ شکرانے کا ادا کیا ہم نے
چراغت را ز جان پروانه کردیم
تیرے چراغ کا جان سے پروانہ کیا ہم نے

بگرد روضه ات گشتیم گستاخ
تیرے روضے کے گرد پھرے ہم بے خوف
دلم چون پنجرهٔ سوراخ سوراخ
دل میرا مثل پنجرے کے سوراخ دار

زدیم از اشک ابر چشم بیخواب
آنکھ جاگنے والی کی بدلی سے آنسو بہائے ہم نے
حریم آستان روضه ات خواب
پانی تیرے روضہ کی چوکھٹ کو پانی دیا یعنی چھڑکا

گهی رفتیم زان ساحت غباری
کبھی صاف کیا ہمنے اس میدان سے کچھ غبار
گهی چیدیم ز و خاشاک و خاری
کبھی چنے ہمنے اس سے تنکے اور کانٹے

از ان نور سواد دیده دادیم
اس سے نور سیاہی دیدہ یعنی تپلی کو دیا ہمنے
وزین بر ریش دل مرهم نهادیم
اور اس سے دل کے زخم پر مرہم رکھا ہمنے

بسوی منبرت ره بر گرفتیم
طرف منبر تیرے کے راہ کی ہم نے
ز چهره پایه ات در زر گرفتیم
اپنے زرد چہرے سے پائے ہیں سونے کا طمع کیا ہم نے

ز محرابت بسجده کام جستیم
محراب تیری سے سجدے میں مراد ڈھونڈی ہم نے
قدمگاهت بخون دیده شستیم
تیرے قدم کی جگہ کو دیدے کے خون سے دھویا ہمنے

بپای هر ستون قد راست کردیم
نیچے ہر ستون کے قد کو سیدھا کیا یعنی کھڑے ہوئے ہم
مقام راستان درخواست کردیم
سچوں کے مقام کی خواہش کی ہم نے

ز داغ آرزویت با دل خوش
داغ آرزو اپنی سے ساتھ خوشی دل کے
زدیم از دل بهر قندیل آتش
لگائی دل سے ہر قندیل میں آگ

کنون گر تن بخاک آن حرم نیست
اب اگر بدن اس چوکھٹ کی خاک پر نہیں ہے
بحمد الله که جان آنجا مقیم است
شکر ہے خدا کا کہ جان کو وہاں قیام ہے

بجود درمانده ام از نفس خود رای
بہت عاجز ہوگیا ہوں میں اپنے نفس خود رائے سے
ببین درماندهٔ چندین ببخشای
دیکھ اس قدر عاجز کو رحم کر

اگر نبود چو لطفت دستیاری
اگر نہو تیری مہربانی کیطرح ایک مددگار
ز دست ما نیاید هیچ کاری
ہمارے ہاتھ سے نہو سکے کوئی کام

قضا می افگند از راه ما را
حکم خدا کا پھینکدیتا ہے راہ سے ہم کو
خدا را از خدا در خواه ما را
خدا کے واسطے خدا سے مانگ ہمارے لیے

که بخشد از یقین اول حیاتی
کہ پہلے بخشے یقین سے ایک زندگی
دهد آنگه بکار دین ثباتی
دے اسوقت دینی کاموں میں ایک قیام

چو هول روز رستاخیز خیزد
جو دہشت دن قیامت کے اٹھے
ز آتش آبروی ما نریزد
آگ سے آبرو ہماری نہ گرا دے یعنی دوزخ میں نہ ڈالے

کند با این همه گمراهی ما
کرے یعنی دی با وصف ان سب گمراہیوں ہمارے کے
ترا اذن شفاعت خواهی ما
تجکو اجازت بخشا یعنی چاہیے ہمارے کی

چو چوگان سر فگنده آوری روی
مثل چوگان کے سر ڈالے ہوئے لاوے تو منہ
بمیدان شفاعت امتی گوی
شفاعت کے میدان میں میری امت ہی کہتے ہوئے

بحسن اهتمامت کار جامی
تیری غمخواری کی خوبیوں سے کام جامی کا
طفیل دیگران یابد تمامی
اوروں کے طفیل میں انجام پاوے

در تبرک جستن بذکر خواجه عبید الله احرار پیر و مرشد خود

برکت ڈھونڈھنے میں ساتھ ذکر خواجہ عبید اللہ پیر و مرشد بزرگ اپنے کے

کتاب فقر را دیباچهٔ راست
فقیری کی سچی کتاب کے دیباچے کے لیے
سواد نوک کلک خواجهٔ ماست
سیاہی نوک قلم سردار ہمارے کی ہے

کسی چون او به لوح ارجمندان
کسی نے مثل اسکے بزرگوں کی تختی میں
نزد نقشی بدیع از نقشبندان
نہ لکھا کوئی نادر نقش نقشبندوں یعنی فقیروں سے

چو فقر اندر قبای شاهی آمد
جو فقیری بادشاہی کے لباس میں آئی
بتدبیر عبید اللهی آمد
ساتھ تدبیر بیرے عبید اللہ کے آئی

زورو نشتش هر کس انشانست
فقیری اُسکی ہر شخص کو معلوم ہے
ردای خواجگی در پا کشانست
چادر سرداری کی پانون مین لیتی ہے

بفقر آن را که لطفش آشنا کرد
فقیری سے اُسکی مہربانی نے جسکو آشنا کیا
ببر گر خرقۂ بودش قبا کرد
اُسکے بدن مین جو گدڑی تھی اُس کو چکن کر دیا

جهان باشد بچشمش کشت زاری
جہان ہووے اُسکی نظر مین ایک کھیت
نمیخواهد ازان جز کشت کاری
نہین چاہتا ہے اُس سے سوا کھیتی کے کوئی کام

ازان دانه کزو آدم بناکام
اُس دانے سے جس سے آدم لاچاری کو
ز بستان بهشت آمد بدین دام
باغ بہشت سے آیا اس جال مین

هزارش مزرعه در زیر کشت است
ہزار دن کھیت اُسکی کھیتی مین ہین
که زاد رفتن راه بهشت است
جو توشہ راہ بہشت کے جانے کا ہے

درین مزرعه فشاند تخم دانه
اس کھیت یعنی دنیا مین ڈالتا ہے بیج کے دانے
دران عالم نهد انبارخانه
اُس جہان مین رکھتا ہے ڈھیر کے ڈھیر

زمین با همتش یکمشت خاکست
زمین اُسکی ہمت سے ایک مٹھی خاک ہے
زمشت خاکش اندر ره چه باکست
ایک مٹھی خاک سے راہ مین اسکو کیا خوف ہے

زمشت خاک اندر راه مبیند
مٹھی بھر خاک سے راہ مین جو دیکھے
بدامانش کجا گردی نشیند
اُسکے کھلیان کے گرد بالی چننے والے ہین

اگر قیصر وگر فغفور چین ست
اگر بادشاہ روم اور اگر بادشاہ چین ہے
بگرد خرمن او خوشه چین ست
اُسکے دامن مین. کہان کوئی گرد بیٹھے

بهر جا افگند طرح زراعت
جس جگہ بنیاد کھیتی کے ڈالے
بسیمی گاوها دارد قناعت
مثل بیلون کے رکھے قناعت

وگر افتد قبول همتش مفت
اور اگر ہووے پسند اُسکی ہمت کے مفت
شود گاو زمین و آسمان جفت
ہو گاؤ زمین اور آسمان مین جو تا

بخرمن کوبی او فضل بیچون
واسطے اُسکے کھلیان کوٹنے کے فضل خدا کا
ز ثور آورد گاو از چرخ گردون
برج ثور سے لا بیل آسمان سے اُ را ہ

فلک را بین کواکب درمیانه
آسمان کو دیکھ درمیان ستارون کے
ز خرمنهاش یک غربال دانه
کھلیان اُسکے سے ایک چھلنی دانے کی

بدهقانیش چون دارے مسلم
کسانی مین اُسکو کیونکر یقین رکھے تو
بدان ماند که گوئی روح اعظم
اُس سے مشابہ ہو کہ کہے تو روح بزرگ

اگر خاک مرکب یا بسیط است
اگر خاک ترکیب دی ہوئی یعنی مخلوقات یا اکیلی ہوئی یعنی مین
بجمله فیض احسانش محیط است
سب مین اُسکے احسان کا فیض گھیر لیے ہوئے ہے

گیاهی بهره ور شد از نوالش
ایک گھاس بقیہ ور ہوئی اُسکی بخشش سے
ز قوة سوی فعل آمد کمالش
باطن سے طرف کام یعنی ظاہر کے آیا کمال اُسکا

کمال روح اعظم زین چه باشد
کمال جبرئیل کا اس سے زیادہ کیا ہووے
بجز ذم وی این تحسین چه باشد
سوا مذمت اُسکی یعنی میرے مرشد کی یہ تعریف کیا ہووے

مقام خواجه برتر از گمانست
مقام خواجہ عبید اللہ کا بلند زیادہ گمان سے ہے
برون از حد تقریر و بیانست
حد تقریر اور بیان کرنے سے باہر ہے

دلش بحریست ز اسرار الهی
دل اُسکا خدا کے بھیدونکا ایک دریا ہے
ازو یک قطره از مه تا بماهی
اُس بھید سے ایک بوند آسمان سے زمین تک ہے

بجنبش چون در آید بحر زخار
موج زنی مین جب ہو دریا موج مارنیوالا
بجنبش قطره چون آید پدیدار
اُسکے ہلنے مین کب ظاہر ہو ایک قطرہ

چو بنشیند مراقب دیده برهم
جو مراقبہ مین آنکھ بند کر کے بیٹھے
ببندد دیده و دل در دو عالم
بند کرے دیدے و دل کے دونون جہان سے

نگه بیند که در قید یکی نیست
ایک کو دیکھے کہ ایک کے قید مین نہین ہے
وزان در تنگنای اندکی نیست
اور اُس سے ایک چھوٹی گلی مین تھوڑا ہونگی نہین ہے

نموده روی در بالا و پست اوست
ظاہر بلندی اور پستی مین وہی ہے
اگر بسیار و گر کم هر چه هست اوست
اگر بہت اور جو تھوڑا جو کچھ ہے وہی ہے

کند در هستی او خویش را گم
اُسکی ہستی مین آپ کو بھول جاتا ہے
ببندد از دوئی چشم توهم
بند کر لیتا ہے دوئی سے آنکھ وہم کی

چو گردد قطره اندر بحر ناچیز
جو ہووے قطرہ دریا مین بے قدر
ز بحرش کی بود امکان تمیز
دریا سے کب ممکن ہو اُسکی تمیز کرنا یعنی فرق

خوش آنانیکه سر بر خاک اونید
وہ لوگ اچھے ہین جو سر اُسکی خاک پر رکھے ہین
دل و جان بسته فتراک اونید
دل و جان اُسکے شکار بند مین باندھے ہین

همه پرمایه از سرمایهٔ او
سب امیر اُس کی دولت سے
همه در نور محو از سایهٔ او
سب نور مین بیخود سائے اُسکے سے

مبادا سایهٔ او از جهان دور
نہو سایہ اُسکا جہان سے دور
ز فقدش دیدهٔ ایام بی نور
ہونے اُسکے سے آنکھین زمانے کی بے نور

سنین عمر احرار ملک کیش
سن عمر بزرگ فرشتہ خصلت یعنی درویش کا
به بیشی باد از دور فلک بیش
زیادتی مین گردش آسمان سے زیادہ ہوجیو

خصوصا عمر فرزندان نامیش
خاصکر اُسکے نامور لڑکون کی عمر
مفضل دار از اخلاق گرامیش
زیادہ رکھو اخلاق بزرگ اُس کے سے

درین زنگارگون کاخ زراندود
اس نیلے رنگ کے محل سنہری لیے ہوئے آسمان مین
بهم تحیی رسوم الفضل والجود
آپس مین زندہ رہین طریقے مہربانی و بخشش کے

جهان آئینهٔ مقصودشان باد
جہان آئینہ اُن کے مقصد کا ہوجیو
در آن نور قدم مشهورشان باد
اُس نور قدیم مین اُن کا ظہور ہوجیو

در مدح سلطان حسین

بادشاہ سلطان حسین کی تعریف مین

جهان کبری چه ارواح و چه اجسام
تمام جہان کیا روحین اور کیا قالب
بود شخصی معین عالمش نام
ہو ایک آدمی کا کالبد مقرر جہان اُسکا نام

بود انسان درین شخص معین
ہووے انسان اس کالبد مقرر مین
چو عین باصره بشناس روشن
مثل آنکھ بینا کے پہچان روشن

درین عین آنکه چون انسان عین ست
اس آنکھ مین وہ کہ مثل پتلی کے ہے
جهان مردمی سلطان حسین ست
جہان مروت کا بادشاہ سلطان حسین ہے

بزیر این خمیده طاق مینا
نیچے اس جھکے ہوئے سبز محل کے
دو چشم آدمیت زوست بینا
دو آنکھین آدمیت کی اُس سے ہین دیکھنے والی

خوشا چشمی که بینائی ازو یافت
اچھی وہ آنکھ جسنے بینائی اُس سے پائی
به بینائی توانائی ازو یافت
بینائی مین قوت اُس سے پائی

فلک صد چشم دارد در ره او
آسمان سو آنکھین رکھتا ہے اُسکی راہ مین
که چشم خود کند منزلگه او
کہ آنکھ اپنی اُس کی قیامگاہ بناوے

ز روی اوست روشن چشم عالم
اس کے منھ سے آنکھ جہان کی روشن ہے
ز بوی اوست گلشن خاک آدم
اُس کی خوشبو سے خاک آدم کی باغ ہے

بحسن خلق و لطف خلق بی قیل
خوبصورتی اور خلق اور مہربانی خلق مین بیشک
بود یوسف درین مصر فلک نیل
ہووے یوسف اس مصر یعنی شہر آسمان نیلگون مین

در اصلابش کرم رسم قدیم ست
اُس کی پشتہا پشت مین بخشش طریقہ پرانا ہے
کریم ابن الکریم ابن الکریم ست
کریم بیٹا کریم کا پوتا کریم کا ہے

سزد گر از کمال خوبی او
لائق ہے جو انتہا خوبصورتی اُس کی سے
کند پیر فلک یعقوبی او
کرے پیر فلک یعقوبی یعنی عاشقی اُسکی

دو صد کشت امل در هر دیاری
دو سو کھیت امید کے ہر ایک ملک مین
شده سرسبز از هر جویباری
ہرے بھرے ہوئے ہر ایک نہر سے

ز کف بحر نوال آورده مشت
ہتھیلی سے دریا بخشش کا لایا مٹھی مین
کشیده جویبارے از هر انگشت
کھینچی نہر ہر ایک سر انگشت سے

ز دستش کابر و یم هستند زان کم
ہاتھ اُس کے سے کہ بدلی اور دریا ہین کم اُس سے
خروشان باشد ابر و کف زنان یم
بدلی شور کرنیوالی اور دریا جوشش زن ہووے

نموده لمعهٔ از زرفشان تیغ
دکھلائی وہ چمک زرفشان تلوار سے
نهفته تیغ خود خورشید در میغ
چھپائی تلوار اپنی آفتاب نے بدلی مین

چو گشته برق تیغش پرتو افکن
جو ہوئی اُس کی تلوار کی بجلی سایہ ڈالنے والی
جهان را کرد چون خورشید روشن
جہان کو کیا آفتاب کی طرح روشن

دو دم یک برق را گرچه بقا نیست
دو لحظہ ایک بجلی کو اگرچہ بقا نہین ہے
بقا از تیغ او یکدم جدا نیست
زندگی اُس کی تلوار سے ہر ایک دم جدا نہین ہے

بقای او فنای تیرگیهاست
زندگی اس کی مٹانیوالی تاریکیون کی ہے
نباید روشنی با تیرگی راست
نہین معلوم ہوتی ہے درست روشنی ساتھ اندھیرے کے

ز عدل او بوقت خواب شبگیر
عدل اُس کے سے وقت نیند آخر شب کے
کند نطع از پلنگ خفته نخچیر
کرے بچھونا شیر سوتے ہوئے سے شکار

زشب گروی چو یابد گرگ مالش
رات کے بھیڑنے سے جو پاوے بھیڑیا تکلیف
نهد اندر دُبنه میشش گردِ بالش
رکھے بھیڑ بکری ہے وہ گول تکیہ

پی جذب محبت چنگل باز
واسطے کشش محبت کے پنجہ باز کا
شود قلابِ مرغ تیز پرواز
ہو حلقہ چڑیا تیز اوڑنے والی کا

درخت بیشہ پر شاخ و پیوند
درخت جنگل نے شاخدار اور گرہ دار
اگر شاخ گوزنے را کند بند
اگر کسی نیل گائے کے سینگ کو الجھا وے

کند شیر ژیان مشکلکشائی
کرے شیر مست اُس کی مشکل کو آسان
به پنجه بخشد از بندش رهائی
ساتھ پنجہ کے اُسکو بخشے قید سے آزادی

کمین گاه بد اندیشان مبادک
تجارت کی جگہ بے خوف دشمنوں کی
بود ز اندیشهٔ ناامنی پاک
ہووے بیخوف ہونے کے اندیشہ سے صاف

اگر یک تن برد چون مهر انور
اگر ایک شخص لیجاوے مثل آفتاب روشن کے
زمشرق تا بمغرب طشتی از زر
پورب سے پچھم کو ایک تھال سونے سے بھرا ہوا

نیارد هیچ عور از ورع و پرهیز
نہ سکے کوئی راہزن تقوی اور پرہیزگاری سے
که در طشت زر او بنگرد تیز
کہ اُس کے سونے بھرے ہوئے تھال کو دیکھے بھی بغور

چو صبح آنجا که عدل او بخندد
مثل صبح کے جس جگہ کہ انصاف اُسکا ظاہر ہو
چو ظلمت ظلم زانجا رخت بندد
اندھیرے کیطرح تاریکی وہان سے کوچ کرے

چو برق آنجا که قهرش بر فروزد
مثل بجلی کے جس جگہ کہ غصہ اوس کا ظاہر ہو
بیک شعله جهانی را بسوزد
ایک لپٹ میں ایک جہان کو جلاوے

خداوندا به پیران جوان بخت
اے خدا قسم بڈھون نصیبہ ورکی
که تا هست آسمان چتر و زمین تخت
کہ جب تک آسمان ہے تاج اور زمین کا تخت

بزیر پای تخت شاهیش باد
تخت پادشاہی کا اُسکے پاؤں کے نیچے ہوجیو
تبارک چتر ظل اللهیش باد
ہر چند اُسکے سایے کا تاج اُس کے ہوجیو

فلک با چتر او در چاپلوسی
آسمان ساتھ تاج اُسکے کے خوشامد میں
زمین با تخت او در خاک بوسی
زمین ساتھ تخت کے اُسکی خاک چومنے میں

خراب آباد عالم باد معمور
مکندهس جہان یعنی دنیا کار ہے آباد
باولاد کرامش تا دم صور
بسبب اُسکی بزرگ اولاد کے صور پھونکنے یعنی قیامت تک

بتخصیص آنکه چرخ آمد مطیعش
ساتھ اُس خصوصیت کے کہ آسمان اُسکا اطاعت کرنے والا ہو
زبان را تاج سر نام بدیعش
زبان کے سر کا تاج نام نادر اُس کا

ز نامش چون عجم گشته مشرف
نام اُس کے سے جو عجم شرف یافتہ ہوا
بتعریف عرب باد امعرف
تعریف سے عرب ہوجیو تعریف کرنے والا

جهان را تا بلندی هست و پستی
جہان کو جب تک ہے پستی اور بلندی
مباد این نام پاک از لوح هستی
نہ مٹے یہ نام تختی ہستی یعنی دنیا سے

دگر شهزاده کز بخت مظفر
دوسرا شاہزادہ کہ نصیب فتح مند سے
بطفلی شد مطیعش تخت و افسر
لڑکپن سے تابعدار اُس کا ہوا تخت اور تاج

خرد چون دیده جاه و حشمتش
عقل نے جو مرتبہ اور بزرگی اُس کی دیکھی
همیکرد آرزوی نقش نامش
کرتی تھی آرزو ایک نقش کی نام اُس کے سے

درین میدان که بادا خالی از درد
اس میدان میں کہ حسن خالی درد سے ہوجیو
فلک طاس تهی را پر فرح کرد
آسمان نے طاس خالی کو خوشی سے بھر لیا

ز بزمش خور یکی زرین قدح باد
محفل اُس کی سے آفتاب ایک سنہرا پیالہ ہوجیو
دلش چون نام دائم پر فرح باد
دل اُس کا مثل نام کے ہمیشہ خوش ہوجیو

دربیان آنکه هر یک از جمال و عشق مرغیست از آشیانه

بیچ بیان اُس کے کے کہ ہر ایک خوبصورتی اور محبت سے ایک چڑیا ہے

وحدت پریده در شاخسار مظاهر کثرت آرمیده

وحدت کے گھونسلے سے اُڑ کر ظہور کثرت کی ٹہنی پر آرام کیے ہوئے

دران خلوت که هستی بی نشان بود
اُس تنہائی میں کہ ہستی بے نشان تھی
به کنج نیخودی عالم نهان بود
بے خودی کے گوشے میں جہان پوشیدہ تھا

وجودی بود از نقش دوئی دور
ایک ذات تھی نقش دوئی سے دور
ز گفت و گوی مائی و توئی دور
گفتگو ہم ہیں اور تو ہے سے دور

جمال مطلق از قید مظاهر
جمال آزاد قید ظاہری سے
بنور خویشتن هم بر خویش ظاهر
اپنے نور سے اپنے ہی اوپر ظاہر ہونے والا

دل آرا شاہدی در حجلۂ غیب
ایک معشوق دل آراستہ کرنیوالا پردہ پوشیدگی مین
مبرا ذات او از تہمت عیب
پاک ذات اُس کی عیب کی تہمت سے

نہ با آئینہ رویش در میانہ
نہ منہ اُس کا درمیان آئینے کے
نہ زلفش را کشیدہ دست شانہ
نہ زلف اُس کی کو کھینچا کنگھی کے ہاتھ نے

صبا از طرہ‌اش نگسستہ تاری
صبا نے اُسکی زلف سے نہ توڑا کوئی تار یعنی بال
ندیدہ چشمش از سرمہ غباری
نہ دیکھا اُس کی آنکھ نے سرمے سے کوئی غبار

نگشتہ با گلش ہمسایہ سنبل
نہوئی سنبل یعنی زلف اُسکے پھول یعنی چہرے سے ہمسایہ
نہ بستہ سبزہ‌اش پیرایہ بر گل
نہ باندھا سبزی نے اُسکے پھول پر زیور یعنی منہ پر خط نہ نکلا

رخش سادہ ز ہر خطی و خالی
چہرہ اُس کا صاف ہر ایک خط اور تل سے
ندیدہ ہیچ چشمی زو خیالی
نہ دیکھی کسی کی آنکھ نے اُس سے کوئی بات

نوای دلبری با خویش میباخت
گانا معشوقی کا ساتھ اپنے کرتا یعنی خود بخود گاتا تھا
قمار عاشقی با خویش میباخت
جوا عاشقی کا ساتھ اپنے کھیلتا تھا

ولی زانجا کہ حکم خوبرویست
اور لیکن اُس جگہ سے کہ حکم خوبصورتی کا ہے
ز پردہ خوبرو در تنگ خوئیست
پردے سے خوبصورت کی طبیعت تنگ ہے

نکورو تاب مستوری ندارد
خوبصورت طاقت پوشیدگی کی نہین رکھتا ہے
چو در بندی سر از روزن برآرد
جو تو دروازہ بند کرے چہرہ کے سے سر باہر نکالے

نظر کن لالہ را در کوہساران
دیکھ لالے کو پہاڑون مین
کہ چون خرم شود فصل بہاران
کہ جب خوش ہوتی یعنی پھولتی ہے فصل بہار کی

کند شق شقہ گل زیر خارا
کرتا ہے چاک کپڑے پھول کے نیچے پتھر کے
جمال خود کند زو آشکارا
خوبصورتی اپنی کرتا ہے اُس سے ظاہر

ترا چون معنیی در خاطر افتد
تیرے جو کوئی مضمون دل مین پڑے یعنی آوے
کہ در سلک معانی نادر افتد
کہ معنی کی لڑی مین نادر یعنی بہت اچھا ہو

نیاری از خیال آن گذشتن
نہین گذر سکتا ہے خیال اُسکے سے یعنی خیال بندھا رہتا ہے
دہی بیرون بگفتن یا نوشتن
باہر دیتا یعنی نکالتا ہے تو بیان کرنے یا لکھنے سے

چو ہر جا ہست حسن اینش تقاضاست
جو ہر جگہ حسن ہے یہی اُس کا تقاضا ہے
نخست این جنبش از حسن ازل خاست
پہلے یہ حرکت حسن ازل یعنی نور الٰہی سے پیدا ہوئی

برون زد خیمہ ز اقلیم تقدس
باہر گاڑا خیمہ ملک پاک سے یعنی ظاہر ہوا
تجلی کرد بر آفاق و انفس
روشنی کی یعنی پھیلائی جہان اور آدمیون پر

از وی یک لمعہ بر ملک و ملک تافت
اُس سے ایک روشنی انسان اور فرشتون پر چمکی
ملک سرگشتہ خود را چون فلک یافت
فرشتون نے دیوانہ آپ کو مثل آسمان کے پایا

ز ہر آئینہ بنمود روئی
واسطے آئینے کے ظاہر کی ایک صورت
بہر جا خواست از وی گفتگوئی
ہر جگہ چاہی اُس سے ایک گفتگو

ہمہ سبوحیان سبوح گویان
تمام فرشتے پاک کہنے والے
شدند از بیخودی سبوح جویان
ہوئے بیخودی سے پاک کہنے والے

ز غواصان این بحر فلک فلک
تیرنے والون اس دریائے آسمان کشتی سے
بر آمد غلغل سبحان ذی الملک
نکلا شور پاک ہے وہ صاحب ملک

ز ذرات جہان آئینہ‌ہا ساخت
جہان کے ذرون سے آئینے بنائے
ز روی خود بہر یک عکس انداخت
اپنے چہرے سے ہر ایک مین عکس ڈالا

از ان لمعہ فروغی بر گل افتاد
اُس روشنی سے ایک روشنی پھول پر پڑی
ز گل شوری بجان بلبل افتاد
پھول سے ایک شور بلبل کے دل مین پڑا

رخ خود شمع زان آتش برافروخت
منہ اپنا شمع نے اس آگ سے روشن کیا
بہر کاشانہ صد پروانہ را سوخت
ہر ایک مکان مین سیکڑون پروانون کو جلایا

ز نورش تافت بر خورشید یک تاب
اُسی کے نور سے چمکی آفتاب پر ایک روشنی
برون آورد نیلوفر سر از آب
باہر نکالا کنول کے پھول نے سر پانی سے

ز رویش روی خود آراست لیلی
منہ اُس کے سے منہ اپنا سنوارا لیلے نے
بہر مویش ز مجنون خاست میلی
ہر ایک بال اس کے سے مجنون سے پیدا ہوئی ایک خواہش

لب شیرین بشکر ریز بگشاد
ہونٹھ شیرین نے میٹھی باتین کرنے مین کھولے
دل از پرویز برد و جان ز فرہاد
دل پرویز سے لے گیا اور جان فرہاد سے

جمال اوست ہر جا جلوہ کردہ
خوبصورتی اُس کی ہر جگہ جلوہ کیے ہوئے
ز معشوقان عالم بستہ پردہ
جہان کے معشوقون سے پردہ بند کیے ہوئے

سر از جیب مہ کنعان برآورد
ماہ کنعان یعنی یوسف کے گریبان سے سر باہر نکالا
زلیخا را دمار از جان برآورد
زلیخا کی جان سے ہلاکی برلایا یعنی عاشق کیا

بھر پردہ کہ بینی پردگے اوست
جس پردے میں کہ دیکھے تو پردہ دار وہ ہے
قضا جنبان ہر دل بردگی اوست
ہر دلبری اُس کی قضا کی حرکت دینے والی ہے

بعشق اوست دل را زندگانی
اُس کے عشق سے دل کو زندگی ہے
بشوق اوست جان را کامرانی
اُس کے شوق میں جان کی مقصد وری ہے

دلی کان عاشق خوبان دلجوست
جو دل وہ عاشق معشوقوں دلجو کا ہے
اگر داند وگرنی عاشق اوست
جو جانے اور جو نہ جانے عاشق اُس کا ہے

الا تا در غلط نافتی کہ گوئے
خبردار ہو ہرگز غلطی میں نہ پڑے بلکہ کہے تو
کہ از ما عاشقی وزوی نکوئے
کہ ہم سے عاشقی اور اس سے خوبصورتی ہے

توئے آئینہ او آئینہ آرا
تو ہے آئینہ وہ آئینے کا آراستہ کرنیوالا
توئی پوشیدہ و او آشکارا
تو پوشیدہ ہے اور وہ ظاہر

کہ ہمچون نیکوئے عشق ستودہ
کہ اپنے خوبصورت عشق تعریف کیے ہوئے نے
از و سر برزدہ در تو نمودہ
اور اس سے سر نکال کر تجھ میں ظہور کیا

چو نیکو بنگری آئینہ ہم اوست
جو خوب دیکھے تو آئینہ بھی وہی ہے
نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہم اوست
نہیں فقط خزانہ بلکہ خزانے کی جگہ بھی وہی ہے

من و تو در میان کاری نداریم
میں اور تم درمیان میں کچھ کام نہیں رکھتے ہیں ہم
بجز بیہودہ پنداری نداریم
سوائے ایک واہیات گمان نہیں رکھتے ہیں ہم

خمش کاین قصہ پایانی ندارد
چپ رہ کہ یہ کہانی کوئی انتہا نہیں رکھتی ہے
بیان او زباندانے ندارد
بیان اُس کا کوئی شاعر نہیں کرسکتا ہے

ہمان بہتر کہ من در عشق پیچیم
وہی بہتر کہ ہم بھی عشق میں لپٹیں
کہ بے این گفتگو ہیچم و ہیچیم
کہ بغیر ان باتوں کے بیکار ہیں اور ہیچ ہیں ہم

نخل در بیان فضیلت عشق بستن و شاخچہ آغاز

درخت بیچ بیان بزرگی عشق کے باندھنا یعنی لگانا اور قلم شروع

سبب نظم کتاب بدان پیوستن

سبب نظم کرنے کتاب کی اُس سے ملانا

دل فارغ ز درد عشق دل نیست
فارغ دل درد عشق سے کوئی دل نہیں ہے
تن بیدرد دل جز آب و گل نیست
دل بیدرد کا بدن سوا پانی اور مٹی کے نہیں ہے

ز عالم روی آور در غم عشق
جہان سے منہ اپنا لا عشق کے غم میں
کہ باشد عالم خوش عالم عشق
کہ ہوتا ہے اچھا عالم عشق کا عالم

غم عشق از دل کس کم مبادا
غم عشق کا کسی دل سے کم مت ہو
دل بے عشق در عالم مبادا
دل بے عشق کے جہان میں نہ رہے

فلک سرگشتہ از سودای عشقست
آسمان پریشان عشق کے سودا سے ہے
جہان پر فتنہ از غوغای عشقست
جہان فساد بھرا ہوا عشق کے شور سے ہے

اسیر عشق شو کاندیشہ اینست
قیدی عشق کا ہو کر فکر یہی ہے
ہمہ صاحبدلان را پیشہ اینست
تمام اہل دلوں کا پیشہ یہی ہے

اسیر عشق شو کازاد باشے
عشق کا قیدی ہو کر آزاد ہووے تو
غمش بر سینہ نہ تا شاد باشی
غم اُس کا سینے پر رکھ تو خوش ہووے تو

مے عشقت دہد گرمی و مستی
شراب عشق کی تجکو دیگی گرمی اور نشہ
دگر افسردگی و خود پرستی
دوسری سستی اور خود پرستی

زیاد عشق عاشق تازگی یافت
عشق کی یاد سے عاشق نے تازگی پائی
ز ذکر او بلند آوازگی یافت
بیان اُس کے سے شہرت پائی

اگر مجنون نہ می زین جام خوردی
جو مجنون اس شراب سے پیالہ نہ پیتا
کہ او را در دو عالم نام بردی
کون دونوں جہان میں اُس کا نام لے جاتا

ہزاران عاقل و فرزانہ رفتند
ہزاروں عقلمند اور دانا گذرے
ولے از عاشقی بیگانہ رفتند
اور لیکن عاشقی سے بے خبر چلے گئے

نہ نامے ماند ازیشان نہ نشانی
نہ کوئی نام اُن سے رہا نہ کوئی نشان
نہ در دست زمانہ داستانی
نہ زمانے کے ہاتھ میں اُن سے کوئی کہانی

بسا مرغان خوش الحان کہ ہستند
بہت چڑیاں خوش آواز یعنی شاعر کہ ہیں
کہ خلق از ذکر ایشان لب بہ بستند
کہ لوگوں نے انکے ذکر سے لب بند کئے یعنی انہیں کوئی نہیں جانتا

چو اہل دل ز عشق افسانہ گویند
جو صاحب دل عشق سے کہانی کہتے ہیں
حدیث بلبل و پروانہ گویند
باتیں بلبل اور پروانے کی کرتے ہیں

به گیتی گرچه صد کار آزمائے
جہان میں اگر صدہا کام کرے تو
همین عشقت دہد از خود رہائی
یہی عشق تجھکو خودی سے آزادی دے گا

متاب از عشق رو گرچه مجازیست
مت پھیر منھ عشق سے اگرچہ مجازی ہے
که آن بہر حقیقت کارسازیست
کہ وہ واسطے حقیقت کے بندوبست ہے

بلوح اول الف با تا نخوانی
تختی میں پہلے جب تک الف بے نہ پڑھے تو
ز قرآن درس کردن کی توانی
قرآن سے کب سبق پڑھ سکتا ہے تو

شنیدم شد مریدی پیش پیری
سنا میں نے گیا ایک مرید آگے ایک پیر کے
که باشد در سلوکش دستگیری
کہ ہو اسکا راہ مذہب بتانے میں ہاتھ پکڑنیوالا

بگفت ار پا نشد در عشقت از جائے
کہا جو تیرا پاؤں عشق میں نہیں گیا یعنی تو عاشق نہیں ہوا
برو عاشق شو آنگه پیش من آئے
جا عاشق ہو اُس وقت میرے پاس آ

که بی جام مے صورت کشیدن
کہ بے ظاہری شراب کے پیالے پینے یعنی بغیر عشق
نیارے جرعه معنی چشیدن
نہ سکے تو ایک گھونٹ حقیقت کی شراب کا چکھنا

ولے باید که در صورت نمانی
اور لیکن چاہیے کہ ظاہر ہی میں نہ رہے تو
وزین پل زود خود را بگذرانی
اور اُس پل سے جلد آپ کو پار اتارے تو

چو خواہی رخت در منزل نہادن
جو چاہے تو اسباب منزل میں رکھنا
نباید بر سر پل ایستادن
نہ چاہیے پل کے اوپر کھڑا ہونا

بحمد الله که تا بودم درین دیر
شکر خدا کا کہ جب تک رہا میں اس دنیا میں
براه عاشقی بودم سبک سیر
عشق کی راہ میں رہا میں تیز چلنے والا

چو دایه ناف من بی مشک دیده
جو دائی نے ناف میری بے مشک دیکھی
بہ تیغ عاشقی نافم بریده
عاشقی کی تلوار سے ناف میری تراشی

چو مادر بر لبم پستان نہاده
جو ماں نے میرے ہونٹھ پر چھاتی رکھی
ز خونخوارے عشقم شیر داده
اذیت عشق سے مجھکو دودھ پلایا

اگرچه موی من اکنون چو شیرست
اگرچہ بال میرے اب مثل دودھ کے یعنی سفید ہیں
ہنوزم ذوق شیرم در ضمیرست
اب تک مزا دودھ کا میرے دل میں ہے

به پیری و جوانی نیست چون عشق
بڑھاپے اور جوانی میں جو نہیں ہے عشق
دمد بر من دمادم این فسون عشق
پھونکتا ہے مجھ پر ہردم یہ عشق جادو

که جامی چون شدی در عاشقی پیر
کہ جامی جو عاشقی میں تو ہوا بڈھا
سبکروحی کن و در عاشقی میر
خوش گفتاری کر یعنی عمدہ شعر کہہ اور عاشقی میں مرجا

بنه در عشقبازی داستانے
رکھ یعنی لکھ عشقبازی میں کوئی داستان
که باشد از تو در عالم نشانے
کہ رہے تجھ سے جہان میں ایک نشان

بکش نقشی ز کلک نکته زایت
کھینچ اپنے باریکی پیدا کرنیوالی قلم کا ایک نقش
که چون از جا روی ماند بجایت
کہ جو تو چلا جاوے تیری جگہ پر رہے

چو از عشق این ندا آمد بگوشم
جو عشق سے یہ آواز میرے کان میں آئی
باستقبال بیرون رفت ہوشم
پیشوائی کیواسطے باہر گیا ہوش میرا یعنی میں بیہوش ہوگیا

بجان بستم کمر فرمان بری را
جان سے کمر باندھی میں نے تابعداری کے لیے
نہادم رسم نو سحرآوری را
رکھا میں نے طریقہ نیا جادوگری کا

بر آنم گر خدا توفیق بخشد
اس پر ہوں میں جو مجھکو خدا توفیق بخشے
که نخلم میوۂ تحقیق بخشد
کہ درخت میرا میوہ تحقیق کا بخشے

کنم از سوز عشق آن نکته رانی
کروں میں سوز عشق سے وہ شاعری
که سوزد عقل رخت نکته دانی
کہ جلادے عقل اسباب باریکی جاننے کا

درین فیروزه گنبد افگنم دود
اس نیلے گنبد یعنی آسمان پر ڈالوں میں دھواں
کنم چشم کواکب گریه آلود
کردوں میں آنکھیں ستاروں کی آنسو بھری ہوئیں

سخن را پایه بر جائے رسانم
شاعری کا مرتبہ اُس جگہ پہونچا دُوں میں
که بنوازد باحسنت آسمانم
کہ سرفراز کرے تعریف سے مجھکو آسمان

دستۂ گل از چمن فضائل عشق چیدن و رشتۂ اتمام سبب نظم کتاب بر آن پیچیدن

ایک گلدستہ فضیلت عشق کے باغ سے چننا اور ڈورا تمامی سبب نظم کرنے کتاب کا اُس پر لپیٹنا

سخن دیباچۂ دیوان عشق ست
کلام سرنامہ عشق کے دیوان کا ہے
سخن نوباوۂ بستان عشق ست
شاعری نیا پودا عشق کے باغ کا ہے

سبب نظم کتاب

بعالم ہرچہ از نو و کہن زاد
جہان مین جو کچھ نئے اور پرانے سے پیدا ہوا
چنین گوید سخندان کز سخن زاد
ایسا کہتا ہے شاعر کہ بات یعنی لفظ سے پیدا ہوا

خرد را کاروباری جز سخن نیست
عقل کو کوئی کاروبار سوا کلام کے نہین ہے
جہان را یادگاری جز سخن نیست
جہان کو کوئی نشانی سوا کلام کے نہین ہے

سخن از کاف و نون دم بر قلم زد
کلام کن سے قلم پر دم مارا یعنی قلم سے کہا
قلم بر صفحۂ ہستی رقم زد
قلم نے پیدائش کے صفحہ پر لکھا

چو شد قاف قلم زان کاف موجود
جو ہوا قاف قلم کا اُس کاف سے ظاہر
کشاد از چشمہ اش فوارۂ جود
کھولا اسکے چشمہ سے فوارہ بخشش کا

جہان باشان کہ در بالا و پستند
جہان کے رہنے والے کہ نیچے اور اوپر یعنی بلندی اور پستی مین ہین
ز جوششہای آن فوارہ مستند
اُس فوارے کے جوش سے مست ہین

چو زان جوشش کند لب نکتہ رانی
جو اُس جوش سے ہونٹھ باریکیان بیان کرے
گلے باشد ز گلزار معانی
ایک پھول ہووے باغ حقیقت سے

زند باد نفس دستش بدامان
مارے ہوا دم کے ہاتھ اُسکے دامن مین
برون آرد ز گلزارش خرامان
باہر لاوے باغ سے ٹہلتے ہوئے اسکو

کند رہ بر در دروازۂ گوش
کرے راہ کان کے دروازے پر یعنی سنکر
فتد از مقدم او ہوش بیہوش
گر پڑے اسکی آمد سے ہوش بیہوش ہوکر

کند خاطر باستقبالش آہنگ
کرے دل اُسکی پیشوائی کا ارادہ
در آرد دل ببر چون غنچہ اش تنگ
لاوے دل گود مین کلی کی طرح بھینچکر اُسکو

گہی لب را نشاط خندہ آرد
کبھی ہونٹھ کو خوشی سے ہنسا دے
گہ از دیدہ نم اندوہ بارد
کبھی آنکھ سے آنسو غم کے برسا دے

از و خندان لب اندوہ مندان
اُس سے ہنسنے والے ہون ہونٹھ دردمندون کے
از و گریان شود لبہای خندان
اُس سے روتے ہین ہونٹھ ہنسنے والے

چو این شان الٰہی بینم از وی
جو یہ شان خدا کی دیکھتا ہون مین اُس سے
معاذ اللہ کہ دامن چینم از وی
پناہ خدا کی کہ دامن چھوڑون نہین اُس سے

بدین مے شغل گیری ساخت پیرم
اس شراب سے شغل کرنے نے بوڑھا کیا مجھکو
بہ پیرانہ سر اکنون شغل گیرم
بوڑھاپے مین اب اس شغل کو اختیار کرون مین

دہم از دل برون راز نہان را
دل سے باہر نکالون مین پوشیدہ بھید کو
بخندانم بہ گریانم جہان را
ہنساؤن مین اور رولاؤن مین جہان کو

کہن شد قصۂ شیرین و خسرو
پرانی ہوئی کہانی شیرین اور خسرو کی
بشیرینی نشانم خسرو نو
شیرین کلامی سے بٹھاؤن مین بادشاہ نئے کو

سر آمد نوبت لیلی و مجنون
آخر کو ہوئی باری لیلی اور مجنون کی
کسے دیگر سر آمد سازم اکنون
کسی اور کو غالب کرون مین اب

چو طوطی طبع را سازم شکر خا
طوطی کی طرح طبیعت کو کرون مین شیرین کلام
ز حسن یوسف و عشق زلیخا
خوبصورتی یوسف اور عشق زلیخا سے

خدا از قصہ ہا چون احسنش خواند
خدا نے تمام قصون سے جو اسکو اچھا کہا
با حسن وجہ زان خواہم سخن راند
اچھی طرح سے مین اُس سے بیان کرونگا

چو باشد شاہد آن وحی منزل
جسکا گواہ ہووے کلام مجید
نباشد کذب را امکان مدخل
نہو جھوٹ کو طاقت دخل دینے کی

نگردد خاطر از ناراست خرسند
نہین ہوتا ہے دل جھوٹ سے خوش
وگر خود گوئی آنرا است مانند
اور جو تحقیق کہے تو اُسکو سچ مشابہ کرین

سخن را زیوری جز راستی نیست
بات کا کوئی زیور سوا سچائی کے نہین ہے
جمال مہ بجز ناکاستی نیست
خوبصورتی چاند کی سوا نہ گھٹنے کے اور نہین ہے

از آن صبح نخستین بیفروغ ست
اُس سے صبح کاذب بے رونق ہے
کہ لاف روشنی از وی دروغ ست
کہ ڈینگ روشنی کے اُس سے جھوٹی ہے

چو صبح راستی از صدق دم زد
جو صبح صادق نے سچائی سے دم مارا
چو خور بر آسمان زرین علم زد
مثل آفتاب کے آسمان پر سنہرا علم مارا یعنی روشن ہوا

بصنعت گر بیارائی دروغے
کاریگری سے جو تو آراستہ کرے ایک جھوٹ
نگیرد زان چراغ دل فروغے
نہ پکڑے اُس سے چراغ دل کا کوئی روشنی

چرا دوزی بقد زشت دیبا
کیون سیتا ہے بُرے قد پر دیبا یعنی ریشمی کپڑے
کہ از دیبا نگردد زشت زیبا
کہ دیبا سے نہووے بدصورت خوبصورت

ز دیبا زشت زیبائی نیابد
دیبا سے بدصورت خوبصورتی نہین پاتا ہے
ولی دیبا سوی زشتی شتابد
اور لیکن دیبا کی طرف برائی دوڑتی ہے

رُخ گلرنگ را گلگونہ باید
چہرے سرخ کو غازہ چاہیے
کش از گلگونہ گلرنگے فزاید
کہ غازے سے اُسکی رنگت زیادہ ہوتی ہے

چو گلگونہ بروے تیرہ مالی
جو سیاہ چہرے پر غازہ ملے تو
نہ بیند دیدہ زان جز تیرہ حالی
نہ دیکھین آنکھین اُس سے سوا سیاہی کے

ز معشوقان چو یوسف کس نبودہ است
معشوقون سے مثل یوسف کے کوئی نہین ہوا ہے
جمالش از ہمہ خوبان فزودہ است
خوبصورتی اُسکی تمام معشوقونسے زیادہ ہے

ز خوبان ہر کرا ثانی ندانند
معشوقون سے جسکو ثانی نہین جانتے ہین
ز اول یوسف ثانیش خوانند
پہلے اُس کو یوسف ثانی کہتے ہین

نبود از عاشقان کس چون زلیخا
نہ تھا عاشقون سے کوئی مثل زلیخا کے
بعشق از جملہ بود افزون زلیخا
عشق مین سب سے زیادہ تھی زلیخا

ز طفلی تا بہ پیری عشق ورزید
لڑکپن سے بوڑھاپے تک عشق اختیار کیا
بشاہی و گدائی عشق ورزید
بادشاہی اور فقیری مین عشق اختیار کیا

پس از پیری و عجز ناتوانے
پیچھے بوڑھاپے اور کمزوری کے عجز کرنے سے
ق چو بازش تازہ شد عہد جوانی
جو پھر اُس کی جوانی کا زمانہ تازہ ہوا

بجز راہ وفا و عشق نسپرد
سوا راہ محبت اور عشق کے نہ چلی
بران زاد و بران بود و بران مرد
اُسی پر پیدا ہوئی اُسی پر رہی اور اُسی پر مرگئی

زلیخا گرچہ محبوب جہان بود
زلیخا اگرچہ معشوق جہان کی تھی
ولی یوسف بخوبی بیش ازان بود
اور لیکن یوسف خوبی مین زیادہ اُس سے تھے

درین نامہ سخن رانم ز ہر یک
اس کتاب مین بیان کرونگا مین ہر ایک سے
بخامہ گوہر افشانم ز ہر یک
قلم سے گوہر افشانی کرونگا مین ہر ایک کی

بہر نقدے کز یشان خرج سازم
جس نقدسے کہ واسطے انکے خرچ کرونگا مین
ز حکمت تازہ گنجی در نج سازم
دانائی سے ایک تازہ خزانہ داخل کرونگا مین

طمع دارم کہ گر ناگہ شگرفے
آرزو کرتا ہون مین کہ اگر کبھی کوئی بڑا رنگ
بخواند زین محبت نامہ حرفے
پڑھے اس کتاب سے کوئی حرف

نتابد نامہ سان بر روی من پشت
نہ پھیرے کتاب کی طرح میرے منھ پر پیٹھ
نراند خامہ وش بر حرفم انگشت
نہ چلاوے قلم کیطرح میرے عیب پر اُنگلی

یونکہ حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر حسین زمانے مین کوئی نہین ہوا اسواسطے یوسف کی تشبیہ دیتے ہین ۱۲ … یعنی حضرت یوسف اور زلیخا دونون کے حالات … بیان کرونگا … معنی … اور … محبت نامہ … زلیخا … دونون … حرف … عیب ۱۲

بدور او ور گر یابد خطائے
زمانے مین جو پاوے کوئی غلطی
نیارد بر سر من ماجرائے
نہ لاوے میرے سر پر کوئی اعتراض

بقدر وسع در اصلاح کوشد
اپنے مقدور بھر اصلاح مین کوشش کرے
اگر اصلاح نتواند خموشد
اگر اصلاح نہ ممکن ہو چپ ہو رہے

داستان شمع جمال یوسفی را در شبستان غیب
شمع جمال یوسف علیہ السلام کو غیب کے محل مین

افروختن و پروانہ دل آدم را بمشاہدہ آن سوختن
روشن کرنے اور دل آدم کے پروانہ کے اُسکے دیکھتے ہی جلنے کے بیان مین

گہر سنجان دریاے معانی
موتی تولنے والون دریاے حقیقت یعنے مورخون نے
ورق خوانان وحی آسمانی
تفسیر کرنے والون حکم آسمانی یعنے کلام مجید نے

چو تاریخ جہان کردند آغاز
جو تواریخ جہان کی شروع کی
چنین دادند از آدم خبر باز
ایسی دی وقت حضرت آدم سے خبر

کہ چون چشم جہان بینش کشادند
کہ جب آنکھ جہان دیکھنے والی اُسکی کھولی
برو اولاد او را جلوہ دادند
اُسپر اُسکی اولاد کو جلوہ دیا یعنے ظاہر کیا

صفوف انبیا یکجا پس و پیش
قطارین پیمبرون کی ایک جگہ پیچھے اور آگے
ستادہ ہر صفی بر پایۂ خویش
کھڑے ہوئے ہر قطار اپنے مرتبے پر

صفوف اولیا قائم دگر جاے
قطارین اولیا کی قائم دوسری جگہ
نہادہ در مقام پیروی پای
رکھے ہوئے مقام پیروی مین قدم

گروہی با شکوہ بادشاہی
ایک گروہ بادشاہی دبدبے سے
بتاج شوکت شاہی مباہی
تاج بادشاہی کے دبدبے سے فخر کرنیوالا

ستادہ صف بصف دیگر خلائق
کھڑے ہوئے قطار قطار اور لوگ
بترتیب خوش و دستور لائق
اچھی ترتیب اور عمدہ قاعدے سے

چو آدم سوی آن مجمع نظر کرد
جو آدم نے طرف اُس مجمع کے دیکھا
ز ہر جمعے تماشائے دگر کرد
ہر ایک گروہ سے ایک دوسرا تماشا دیکھا

بخشمش یوسف آمد چون یکی ماہ
اُسکی نظر سے بھی آیا یوسف مثل ایک چاند کے
چو شمع انجمن زان جمع ممتاز
مثل شمع مجلس کے اُس گروہ سے سرفراز
جمال نیکوان در پیش او گم
جمال معشوقون کا اُسکے آگے گم
ردای دلبری افگندہ بر دوش
چادر دلبری کی ڈالے ہوئے کاندھے پر
کمال حسنش از اندیشہ بیرون
کمال خوبصورتی اُسکی کا خیال سے باہر
بدوشش خلعت لطف الٰہی
اُسکے کاندھے پر خلعت خدا کی مہربانی کا
جبینش مطلع صبح سعادت
پیشانی اُسکی جگہ طلوع ہونے صبح نیکبختی کی
ہمہ پیغمبران از پیش و از پس
تمام پیغمبر آگے اور پیچھے
ہمہ ارواح قدسی بی کم و کاست
تمام روحین پاک بے کمی اور گھٹانے کے
در این محراب خورشید قندیل
اس مسجد آفتاب قندیل یعنی مسجد اقصیٰ مین
ازان جاہ و جلال آدم عجب ماند
اُس مرتبے اور رعب سے آدم متعجب رہا
کہ یارب این نہال از گلشن کیست
کہ اے خدا یہ درخت کس باغ سے ہے
بر این پرتو دولت چرا تافت
اُس پر یہ عکس دولت کا کیونکر چمکا

نہ مہ خورشید اوج عزت و جاہ
نہین چاند آفتاب بلندی عزت اور مرتبے کا
میان جمع شمع آسا سرافراز
درمیان گروہ کے مانند شمع کے سربلند
چنان کز پرتو خورشید انجم
ایسا کہ عکس آفتاب سے ستارے
فدای خاک پایش صد رداپوش
قربان خاک قدم اُسکی کے سیکڑون چادر اوڑھنے والے
ز حد عقل و فکرت پیشہ بیرون
انتہا عقل فکر پیشہ سے باہر
بفرقش تاج فر پادشاہی
اُسکے سر پہ تاج بادشاہی دبدبے کا
شب غیب از رخش روز شہادت
رات پوشیدگی کی منہ اُسکے سے دن روشن
ز ظلمتہای جسمانی مقدس
بدنی تاریکیون سے پاک
علمہا برکشیدہ از چپ و راست
علم کھڑے کیے ہوئے بائین اور داہنے سے
فگندہ غلغل تسبیح و تہلیل
مچا شور تسبیح پڑھنے اور وظیفے کا
بعنوان تعجب زیر لب راند
بطور تعجب کے منھ کے نیچے یعنی آہستہ کہا
تماشاگاہ چشم روشن کیست
سیرگاہ کس روشن آنکھ کی ہے
جمال و جاہ چندین از کجا یافت
خوبصورتی اور مرتبہ اتنا کہان سے پایا

خطاب آمد کہ نور دیدۂ تست
آواز آئی کہ نور تیری آنکھون کا ہے
ز باغستان یعقوب این نہالیست
باغ حضرت یعقوب سے یہ ایک درخت ہے
ز کیوان بگذرد ایوان جاہش
زحل سے گذرے گا محل اُسکے مرتبے کا
ز بس خوبی کہ در رویش عیانست
کثرت خوبی سے کہ اُسکے چہرے مین ظاہر ہے
کند روی ترا آئینہ داری
کریگا تیرے منھ کی آئینہ داری یعنی صفائی
بگفت اینک در احسان کشادم
کہا ابھی دروازہ احسان کا کھولا مین نے
ازان خوبی کہ باشد دلبران را
اُس خوبی سے کہ ہو تمام معشوقون کی
چو گل از ذوق فرزندیش بشگفت
پھول کی طرح اُسکے لڑکے ہونے سے خوش ہوا
پی نسخ بتان در گنج ار گشاید
واسطے رد کرنے بتون کے جو مسودہ کھولے
پس آوردش بسوی سینۂ خویش
پھر لایا اُسکو طرف سینے اپنے کے
ز مہر خویشتن کردش خبردار
اپنی محبت سے کیا اُس کو خبردار

فرح بخش دل غم دیدۂ تست
خوشی بخشنے والا دل غمدیدہ تیرے کا ہے
ز صحرای خلیل اللہ غزالیست
خلیل اللہ یعنی ابراہیم کے جنگل سے ایک ہرن ہے
زمین مصر باشد تختگاہش
زمین مصر کی ہوگی اُس کی تخت گاہ
حسد انگیز خوبان جہانست
رشک اُبھارنیوالا جہان کے معشوقون کا ہے
ببخشش آنچہ در گنجینہ داری
بخش اُسکو جو کچھ خزانہ مین رکھتا ہے تو
ز شش دانگ جمالش چار دادم
چھ دانگ خوبصورتی سے اُسکو چار دانگ دیے مین نے
دو بخش اورا یکی مر دیگران را
دو حصہ خاص کر اُسکو ایک حصہ اور ون کو
چو بلبل بر گل رویش دعا گفت
بلبل کی طرح اُسکے منھ کے پھول پر دعا کی
خط حسن ہمہ ملکش نماید
خط اُسکے حسن کا اُسکا تیسرا حصہ معلوم ہووے
صفا بخش از دل بی کینۂ خویش
صفائی بخشنے والا یعنی آدم دل بے کینہ اپنے سے
بہ پیشانی زدش بوسہ پدروار
پیشانی پر اُسکی بوسہ دیا باپ کیطرح

نہال جمال یوسفی را از بہارستان غیب بباغستان شہود
درخت جمال یوسفی کو بہارستان پوشیدگی سے باغ ظاہری مین

آوردن وهم او را بآب دیدهٔ یعقوب و بهوای دل زلیخا پروردن

لانا او ر اُسکو یعقوب ہی کی آنکھون کے پانی او ر ہوائے دل زلیخا سے پرورش کرنا

درین نوبتگه صورت پرستی — زند هر کس بنوبت کوس هستی
اس نقارخانے صورت پوجنے والے یعنی ظاہری مین — بجاتا ہے ہر شخص باری سے نقارہ ہستی کا

حقیقت را بهر دوری ظهوریست — ز اسمی بر جهان افتاده نوریست
حقیقت کو ہر ایک دورے مین ایک ظہور ہے — ایک نام سے جہان پر ایک نور پڑا ہے

اگر عالم بیک دستور ماندی — بسا انوار کان مستور ماندی
اگر جہان ایک طریقے پر رہتا — بہت نور کہ وہ پوشیدہ رہتے

گر از گردون نگردد نور خور گم — نگیرد رونق بازار انجم
جو آسمان سے نور آفتاب کا پوشیدہ نہو — نہ پکڑے رونق بازار ستارون کی

زمستان از چمن بار ار نه بندد — ز تاثیر بهاران گل نخندد
جاڑا باغ سے جو بوجھ نہ باندھے یعنی نہ جائے — بہار کی تاثیر سے پھول نہ کھلین

چو آدم رخت ازین محرابگه بست — بجایش شیث در محراب بنشست
جو آدم نے اسباب اس دنیا سے باندھا یعنی سفر کیا — اُنکی جگہ پر شیث پیغمبر محراب مین بیٹھے

چو وی هم رفت کرد آغاز ادریس — درین تلبیس خانه درس تقدیس
جب وہ بھی گئے ادریس نے شروع کیا — اس مکرخانے یعنے دنیا مین سبق پاکی کا

چو شد تدریس ادریس آسمانی — بنوح افتاد دین را پاسبانی
جو ہوئی پڑھائی حضرت ادریس کی آسمانی یعنے مر گئے — حضرت نوح پر پڑی دین کی نگہبانی

بطوفان فنا چون غرق شد نوح — شد این در بر خلیل الله مفتوح
فنا کے طوفان مین جب ڈوب گئے حضرت نوح — کشادہ ہوا یہ دروازہ حضرت ابراہیم پر

چو خوان دعوتش چیدند از آفاق — موفق شد بآن انفاق اسحاق
جب خوان اُسکی دعوت کا چنا جہان نے — توفیق دیا گیا واسطے اُسکے لقمہ دینے کے اسحاق

چو زین هامون شد او راه عدم کوب — زد از کوه هدی گلبانگ یعقوب
جب اس جنگل یعنی دنیا سے ہوا وہ نیستی کی راہ چلنے والا — ماری یعنی دی کوہ ہدی سے آواز یعقوب نے

چو یعقوب از عقب زین کار دم زد — ز حد شام تا کنعان علم زد
جو یعقوب نے پیچھے سے اس کام یعنی پیمبری مین دم مارا — کنارے شام سے کنعان تک سکہ بٹھایا

اقامت را بکنعان محمل افگند — فتاده در فزایش مال و فرزند
ٹھہرنے کا کنعان مین کجاوہ ڈالا — پڑے زیادتی مین مال اور لڑکون کے

شمار گوسپندش از بز و میش — دران وادی شد از مور و ملخ بیش
گنتی بھیڑ اور بکریون اور دنبہ اُس کے کی — اُس جنگل مین ہوئی چیونٹی اور ٹڈی سے زیادہ

بنوبت در بنوت گشته پیدا — بتفصیل رسالت شعله آسا
لڑکے باری باری ہوئے پیدا — ساتھ تفصیل پیمبری کے شعلے کے مانند

بهشتم پشت و ان صنع گشت یوسف — بماند از وی جهانی در تاسف
آٹھوین پشت مین ظاہر ہوئے یوسف — رہا اُن سے ایک جہان افسوس مین

پسر بیرون ز یوسف یازده داشت — ولی یوسف میان جانش ره داشت
لڑکے باہر یعنی سوا یوسف سے گیارہ رکھتا تھا — اور لیکن یوسف اسکی جان مین راہ رکھتے یعنے عزیز تھے

چو یوسف بر زمین آمد ز مادر — برخ شد ماه گردون را برابر
جو یوسف زمین پر آیا مان سے یعنی پیدا ہوا — چہرے مین ہوا آسمان کے چاند کے برابر

دمید از بوستان دل نهالی — نمود از آسمان جان هلالی
اوگا باغ دل سے ایک نیا پودہ — ظاہر ہوا آسمان کی جان سے ایک دوج کا چاند

ز گلزار خلیل الله گلی رست — قبای نازک اندامی بر و چست
باغ خلیل اللہ یعنی ابراہیم سے ایک پھول اُوگا — چپکن نازک بدن ہونے کی اُس پر تنگ

برآمد اختری از برج اسحاق — ز روی او منور چشم آفاق
نکلا ایک ستارہ برج یعنی خاندان اسحاق سے — اُس کے چہرے سے روشن آنکھ جہان کی

علم زد لاله‌ای از باغ یعقوب — از و هم مرهم و هم داغ یعقوب
ظاہر ہوا ایک لالہ باغ یعقوب سے — اُسی سے مرہم اور بھی داغ یعقوب کا

غزالی شد شمیم افزای کنعان — از و رشک ختن صحرای کنعان
ایک ہرن کا بچہ ہوا خوشبو بڑھانے والا کنعان کا — اس سے رشک دینے والا ختن کا جنگل کنعان کا

ز جان تا بود بهره مادرش را — ز شیر خویش شستی شکرش را
جان سے جبتک رہا حصہ اُسکی مان کو یعنی جبتک زندہ رہین — دودھ اپنے سے دھوتین شکر یعنی ہونٹھ اُسکے کو

چو دیدش در کنار خود دو ساله
جو دیکھا اُس نے اپنی گود میں دو برس کا
دمید ایام زہرش در نوالہ
پھونکا یعنی ملایا زمانے نے زہر اُسکے کھانے میں

گرامی دُرّے از بحر کریمے
ایسا اچھا موتی دریائے بخشش سے
ز مادر ماند با اشک یتیمی
ماں سے رہا ساتھ آنسو یتیمی کے یعنی روتا ہوا

پدر چون دید حال گوہر خویش
باپ نے جو دیکھا حال موتی یعنی لڑکے اپنے کا
صدف کردش کنار خواہر خویش
اپنی بہن کی گود اُس کے لیے سیپی بنائی

ز عمّہ مرغ جانش پرورش یافت
پھوپھی سے اُس کی جان کی چڑیا نے پرورش پائی
بگلزار خوشی بال و پرش یافت
خوشی کے باغ میں بازو اور پر اس نے پائے

قدش آئین خوش رفتاری آورد
قد اُسکے نے طریقہ نیک چلنے کا پایا یعنی چلنے لگے
لبش رسم شکر گفتاری آورد
ہونٹھ اُس کے طور شیرین کلامی کر لائے یعنی بولنے لگے

دل عمّہ بمہرش شد چنان بند
دل پھوپھی کا اُس کی محبت میں بستا تھا
کہ نگسستی ازو یک لحظہ پیوند
کہ نہ توڑتی اُس سے ایکدم کو پیوند یعنی دم بھر جدا نہ ہوتی

بہر شب خفتہ چون جان در برش بود
ہر رات مثل جان کے اُسکے پہلو میں سوتا تھا
بہر روز آفتاب منظرش بود
ہر روز آفتاب اُس کی آنکھ کا تھا

پدر ہم آرزوی روی او داشت
باپ بھی خواہش اسکی صورت کی رکھتا یعنی دیکھا کرتا تھا
ز ہر سو میل خاطر سوی او داشت
ہر طرف سے خواہش دل کی طرف اُسکے رکھتا تھا

جز او کس در دل غمگین نمی یافت
اُس کے سوا دل غمگین میں کسی کو نہ پاتا تھا
بگہ گہ دیدنش تسکین نمی یافت
کبھی کبھی اس کے دیکھنے سے اطمینان نہ پاتا تھا

چنان میخواست کان ماہ دل افروز
ایسا چاہتا تھا کہ وہ چاند دل روشن کرنیوالا یعنی یوسف
بہ پیش چشم او باشد شب و روز
رہے اُس کی آنکھ کے سامنے رات دن

بخواہر گفت کای کز مہر ورزی
بہن سے کہا کہ اے بہن محبت کرنے سے
بغیرم چون درخت بید لرزی
میرے سے پر درخت بید کی طرح تو کانپے یعنی خفا ہو گی

ندارم طاقت دوری یوسف
نہیں رکھتا ہوں میں طاقت یوسف کے دور رہنے کی
خلاصم دہ ز مہجوری یوسف
خلاصی مجھکو دے یوسف کی جدائی سے

بخلوتگاہ راز من فرستش
میری تنہائی کی جگہ بھیدی میں اُس کو بھیج
بمحراب نیاز من فرستش
میری آرزو کی محراب میں اُس کو بھیج

ز یعقوب این سخن خواہر چو بشنید
یعقوب سے یہ بات جو بہن نے سُنی
ز فرمانش بصورت سر نہ پیچید
حکم اُس کے سے ظاہر میں سر نہ پھیرا

ولیکن کرد با خود حیلہ سازی
لیکن کی ساتھ اپنے حیلہ سازی یعنی بہانہ کیا
کہ تا گیرد ز یعقوبش بان باز
تاکہ اُس وجہ سے پھیر لے یعقوب سے اس کو

بکف ز اسحاق بودش یک کمربند
اسحاق کے ہاتھ کا اُس کے پاس ایک کمربند تھا
بخدمت سودہ در راہ خداوند
خدمت کی راہ میں گھسا ہوا یعنی اسحاق کے باندھنے کا تھا

کمربندی کہ ہر دستش بہ بستی
وہ کمربند کہ ہاتھ جس کا اُس کو باندھتا
ز دست اندازی آفاق رستے
زمانے کی دست اندازی یعنی ظلم سے چھوٹتا

چو یوسف را ز خود رو در پدر کرد
جو یوسف کا منہ آپ کے طرف باپ کے کیا یعنی بھیجا
میان بندش نہانی در کمر کرد
پوشیدہ وہ کمربند اُس کی کمر میں کیا یعنی باندھ دیا

چنان بست آن کمر را بر میانش
ایسا باندھا اُس پٹکے کو اُس کی کمر پر
کہ آگاہی نشد قطعا از انش
کہ خبر نہ ہوئی مطلق اُس سے اُس کو

کمر بستہ بیعقوبش فرستاد
پٹکا باندھکر اس کو پاس یعقوب کے بھیجا
وزان پس در میان آواز در داد
اور بعد اس کے درمیان میں آواز دی یعنی کہا

کہ گشتست آن کمر بند از میان گم
کہ ہوا ہے وہ پٹکا کمر سے گم یعنی کھو گیا ہے
گرفتی ہر کسے را زان توہم
پکڑتی ہر شخص کو اُس خیال سے

بزیر جامہ جُست و جوی کردی
نیچے کپڑوں کے ڈھونڈھتی
پس آنگہ در دگر کس روی کردی
بعد اُس کے طرف دوسرے شخص کے متوجہ ہوتی

چو در آخر بیوسف نوبت افتاد
جو آخر میں طرف یوسف کے باری پڑی
کمر را از میانش چست بگشاد
پٹکے کو اُس کی کمر سے جلد کھول لیا

دران ایام ہر کس کاہل دین بود
اس زمانے میں جو شخص کہ صاحب دین یعنی دیندار تھا
بر حکم شریعت این چنین بود
اُس پر حکم شرع کا ایسا تھا

کہ دزدی ہر کہ گشتی پای گیرش
جو شخص کہ چوری اُسکا پاؤں پکڑتی یعنی چوری کرتا
گرفتی صاحب کالا اسیرش
قید رکھتا مالک مال کا اُس کو

دگر بارہ بہ تزویر و بہانہ
دوسری مرتبہ مکر اور بہانے سے
چو کرد آمادہ بُردش سوی خانہ
جو کیا مستعد لے گئی طرف گھر کے اُس کو

بروی‌اش چشم روشن شاد بنشست
سامنے اُس کے آنکھ روشن کے خوش بیٹھی
پس از چندی اجل چشمش فروبست
بعد چند روز کے موت نے آنکھ اُسکی بندگی یعنی مرگئی

بدو شد خاطر یعقوبؑ خرم
اُس سے دل یعقوب کا خوش ہوا
ز دیدارش نه بستی دیده برهم
اُس کے دیکھنے سے آنکھ نہ بند کرتا یعنی جدا نہ کرتا

به پیش روی چو یوسفؑ قبله یافت
سامنے اپنے جو یوسف ایسا قبلہ پایا
ز فرزندان دیگر روی برتافت
اور لڑکون سے اپنے منھ پھیرا

بیوسف بود روحش راحت اندوز
یوسفؑ سے تھی روح اُس کی راحت جمع کرنیوالی یعنی خوش
بیوسف بود چشمش دیده افروز
یوسف سے آنکھیں اُس کی تھیں دیدہ روشن کرنیوالی

بیوسف بود هر کاری که بودش
یوسفؑ کے سبب سے تھا جو کام کہ تھا اُس کا
بیوسفؑ بود بازاری که بودش
یوسفؑ کی وجہ سے تھی جو رونق کہ تھی اُس کی

بلی هر جا کزین سان مه بتابد
ہان جس جگہ کہ اس طرح کا چاند روشن ہو
اگر خورشید باشد ره نیابد
اگر آفتاب ہووے راہ نپاوے

چگویم کان ز حسن و دلبری بود
کیا کہون مین اس خوبصورتی اور دلبری سے کہ تھی
که بیرون از حد حور و پری بود
بلکہ باہر حد حور اور پری سے تھی

مهی بود از سپهر آشنائی
ایک چاند تھا آسمان محبت سے
از و کون و مکان را روشنائی
اُس سے دونون جہان کی روشنی

نه مه هیهات روشن آفتابی
نہین چاند افسوس ایک آفتاب روشن
که از وی بر فلک افتاد تابی
جس سے کہ آسمان پر پڑی ایک روشنی

چه می گویم چه جای آفتابست
کیا کہتا ہون مین کیا جگہ آفتاب کی ہے
که رخشان چشمه‌اش آنجا سرابست
بلکہ روشن چشمہ اُس کا وہان دھوکا ہے

مقدس نوری از قید چه و چون
ایک پاک نور آزاد چون و چرا سے
سر از جلباب چون آورد بیرون
سر جو پردے سے باہر لایا یعنی ظاہر ہوا

چو آن بیچون درین چون کرده آرام
جو اُس بے مانند یعنی خدا نے اس صورت مین آرام کیا
پی روپوش کرده یوسفش نام
روپوشی کے واسطے اس نے یوسف نام رکھا

بدل یعقوبؑ گر مهرش نهان داشت
دل مین یعقوب جو اُس کی محبت پوشیدہ رکھتا تھا
وگر گردش بجان جاجای آن داشت
اور جو کی اس کی جان مین جگہ وہی جگہ رکھتا تھا

زلیخائی که رشک حور عین بود
یعنی زلیخا کہ رشک دینے والی حور بہشت کی تھی
بمغرب پردهٔ عصمت نشین بود
پچھم مین پاکدامنی کے پردے مین بیٹھنے والی تھی

ز خورشید رخش نادیده تابی
آفتاب چہرے اُس کے سے بغیر اُدی چمکے
گرفتار خیالش شد بخوابی
اُس کے خیال کی ایک شب ہوئی گرفتار

چو بر دوران غم عشق آورد زور
جب دور رہنے والون یعنی عاشقون پر غم عشق کا زور کرتا ہے
ز نزدیکان نباشد عاشقی دور
نزدیک والون سے کوئی عاشق دور نہین ہوتا ہے

در وصف نسب زلیخا که مغرب از طلوع آفتاب

زلیخا کے نسب کی تعریف تین کہ پچھم طلوع ہونے آفتاب

جمالش مشرق گشته بود بلکه بهزاران درجه از آن در گذشته
خوبصورتی اُس کی سے پورب ہوگیا تھا بلکہ ہزارون درجے اُس سے گذرا یعنی زیادہ ہوا

چنین گفت آن سخندان سخن سنج
ایسا کہا اُس سخندان سخن تولنے والے یعنی شاعر نے
که در گنجینه بودش آن سخن گنج
کہ اُس کے خزانے مین تھا شاعری کا وہ خزانہ

که در مغرب زمین شاهی بنامی
کہ پچھم کی زمین مین ایک بادشاہ باعزت
همیزد کوس شاهی نام طیموس
بجاتا تھا نقارہ بادشاہی کا نام طیموس تھا

همه اسباب شاهی حاصل او
بادشاہی کا تمام اسباب حاصل اسکو یعنی رکھتا تھا
نمانده آرزوے در دل او
نہ رہی کوئی آرزو اُس کے دل مین

ز فرقش تاج را اقبال مندی
اُس کے سر سے تاج کو اقبال مندی
ز پایش تخت را پایه بلندی
اُس کے پانو سے تخت کو مرتبہ بلندی کا

فلک در خیلش از جوزا کمر بند
آسمان اُس کے گروہ مین جوزا سے کمر باندھنے والا
ظفر با بند تیغش سخت پیوند
فتح کا اُس کی شمشیر بند سے مضبوط ساتھ

زلیخا نام زیبا دختری داشت
زلیخا نام ایک خوبصورت لڑکی رکھتا تھا
که با او از همه عالم سری داشت
کہ اُس کی طرف تمام جہان سے ایک خیال رکھتا تھا

نه دختر اختری از برج شاهی
نہین لڑکی ایک ستارہ برج بادشاہی سے
فروزان گوهری از درج شاهی
بادشاہی ڈبے سے ایک روشن موتی

نگنجد در بیان وصف جمالش
نہین سماتی ہی بیان مین تعریف اُس کی خوبصورتی کی
ز سر تا پا فرود آیم چو مویش
سر سے پانوُن تک اتراؤن مین مثل زلف اُسکی کے
ز نوشین نعلش استمداد جویم
ہونٹ میٹھے اسکے سے مدد ڈھونڈھتا ہون مین
قدش نخلی ز رحمت آفریده
قد اُس کا ایک درخت رحمت سے پیدا کیا ہوا
ز جوی شہریاری آب خورده
نہر بادشاہی سے پانی پیے یعنے سینچا ہوا
بفرقش موے دام ہوشمندان
اُس کے سر کے بال عقلمندون کے لیے جال
فراوان موشگافی کرده شانه
بہت بال سلجھائے یعنی باریکیان دکھائین کنگھی نے
ز فرق او دو نیمه نافه را دل
سر اُس کے سے دو ٹکڑے نافے کا دل
فرو آویخته زلف سمن ساے
لٹکائے ہوئے زلف چنبیلی گھسنے والی یعنے خوشبو دار
دو گیسویش دو ہندوی رسن باز
دو زلفین اُس کی دو کافر رسی بٹنے والے
فلک درس جمالش کرده تلقین
آسمان نے سبق خوبصورتی کا اُس کو تعلیم کیا
ز طرف لوح سیمینش نموده
چاندی کی تختی اُس کی کے کنارے سے دکھائی
بزیر آن دو نون طرفه دو صادش
نیچے ان دونون بھوؤن اُسکی نادر دو صاد یعنے آنکھین

کنم طبع آزمائی با خیالش
کرتا ہون مین طبیعت آزمائی اُس کے خیال سے
شوم روشن ضمیر از عکس رویش
ہون مین روشن دل اُسکے چہرے کے عکس سے
ز وصفش انچه در گنجد بگویم
تعریف اُس کی سے جو کچھ سماتی ہے کہتا ہون مین
به بستان لطافت سر کشیده
لطافت کے باغ مین سر کھینچے یعنی بلند
ز سرو جویباری آب برده
نہر کے کنارے کے سرو سے آبرو لے گئے ہوئے
از و تا مشک فرق اما نه چندان
اُس سے مشک تک فرق لیکن نہ اتنا
نهاده فرق نازک در میانه
رکھا فرق تھوڑا درمیانی یعنے مانگ کا
وز و در نافه کار مشک مشکل
اور اُس سے نافے مین کام مشک کا مشکل یعنی مصیبت مین
فگنده شاخ گل را سایه در پاے
ڈالے ہوے پھول کی ٹہنی کا سایہ نیچے پانوُن کے
ز شمشاد سرافرازش رسن باز
سرو سر بلند یعنی قد اُس کے سے نٹ کے تماشے کو
نهاده از جبینش لوح سیمین
پیشانی اُس کی سے چاندی کی تختی رکھی
دو نون سرنگون از مشک سوده
دونون الٹے یعنی بھوین مشک سے گھسی یعنی پلک کے بال
نوشته کلک صنع اوستادش
لکھا کاریگری اوستاد یعنی خدا کے قلم نے اُن کو

ز حد نون او با حلقهٔ میم
کنارے نون اُس کے سے اوپر حلقہ میم یعنی منھ کے
فزوده بر الف صفر دهان را
بڑھا کر الف پر نقطہ منھ کا
شده سینش عیان از لعل خندان
ہوے سین اُسکے ظاہر یعنی دانت اُسکے ہنستے ہوے ہونٹھ سے
ز بستان ارم رویش نمونه
باغ بہشت سے چہرہ اُس کا نمونہ
برو هر جانب از خالی نشانی
اُس پر ہر طرف تل سے ایک نشان
ز نخدانش که سیم بی زکاتست
ٹھوڑی اُسکی کہ چاندی بی زکوٰۃ ہی یعنی کسی نے بوسہ نہین لیا ہی
بزیر غبغب ار دانا برد راه
نیچے گوشت گردن کے جو عقلمند راہ لے جاوے
قرار دل بود نایاب آنجا
قرار دل کا نا پایا جاوے وہان یعنی بیقرار ہو
بیاض گردنش صافی تر از عاج
سفیدی اُس کی گردن کی صاف زیادہ ہاتھی دانت سے
بر و دوشش زده طعنه سمن را
سینے اور کندھے اُس کے نے طعنہ دیا چنبیلی کو
دو پستان هر یکے چون قبهٔ نور
دو چھاتیان ہر ایک مثل گنبد نور کے
دو نار تازه بر رسته ز یک شاخ
دو انار تازہ پیدا ہوے ایک ٹہنی یعنی بدن سے
ز بازو گنج سیمین در بغل بود
بازو سے خزانہ چاندی کا بغل مین تھا

الف واری کشیده بینی از سیم
الف کے مانند کھینچی ہوئی ناک چاندی سے یعنی گوری
یکی ده کرده آشوب جهان را
ایک نے دس حصہ کی پریشانی جہان کی
کشاده میم را عقده بدندان
کھلی میم یعنے منھ کی گرہ دانتون سے
در و گلها شگفته گونه گونه
اُس مین پھول کھلے ہوے طرح طرح کے
چو زنگی بچگان در گلستانی
مثل بچہ نزدون کے ایک باغ مین
در و چاہے پر از آب حیاتست
اُس مین ایک کنوان آب حیات سے بھرا ہی
بود گر آمده رشتے ازان چاه
جوانی ہو کوئی تری اُس کنوئین سے
که هم چاه است و هم گرداب آنجا
کہ کنوان بھی ہے اور بھنور بھی وہان ہے
بگردن آورندش آهوان باج
گردن کے بل لاوین اُس کو ہرن محصول
گل اندر جیب کرده پیرهن را
پھول نے گریبان مین کیا لباس کو یعنی سمٹ گیا
حبابی خاسته از عین کافور
ایک بلبلا اُٹھا چشمۂ کافور یعنی سفید سینے سے
کف امیدشان ناسوده گستاخ
امید کی ہتیلی نے انکو گستاخانہ نہ گھسا یعنی نہ چھوا
عیار سیم پیش او دغل بود
کسا و چاندی کا آگے قد اُس کے کھوٹا تھا

پی تعویذ آن پاکیزه چون در — دل پاکان عالم از دعا پر

واسطے تعویذ اُس پاک مثل موتی کے — دل جہان کے پاک لوگون کا دعا سے بھرا ہوا

پریرویان بجان کرده سپندش — رگ جان ساخته تعویذ بندش

خوبصورتون نے جان سے کیا سپند اُس کے لیے — رگ جان کی بنائی اُس کے تعویذ کا بند

ز تاراج سران تخت و دیهیم — دو ساعد آستینش کرده پر سیم

سردارون کے تخت اور تاج لوٹنے سے — دونون ہاتھون نے آستین اُسکی چاندی سے بھری

کفش راحت ده هر محنت اندیش — نهادی مرهمی بر هر دل ریش

ہتیلی اُس کی راحت دینے والی ہر فکرمند یعنی مفلس کی — رکھتی ایک مرہم ہر ایک کے دل کے زخم پر

بدست آورده ز انگشتان قلمها — زده از مهر بر دلها رقمها

ہاتھ مین لائی یعنے لیا انگلیون سے قلم کو — رقم کیا محبت سے دلون پر خطِ محبت

دل از هر ناخنش بسته خیالی — فزوده بر سر بدری هلالی

دل نے ہر ایک ناخن اُسکے سے ایک خیال باندھا — بڑھایا ایک ماہ کامل کے سر پر ایک دوج کے چاند کو

به پنج انگشت مه را برده پنجه — ز زور پنجه مه را کرده رنجه

پانچون انگلیون سے چاند کا لے گئی پنجہ یعنے غالب آئی — پنجے کے زور سے چاند کو کیا رنجیدہ

میانش موی بل کز موی نیمی — ز باریکی به برده از موی بیمی

کمر اس کی بال بلکہ بال سے آدھی یعنی بہت باریک — باریکی کی وجہ سے لے گئی بال سے ایک خوف

نیارستی کمر از موی بستن — کز آن مو بودیش بیم گسستن

باندھ سکتی کمر کو بال سے — کہ اُس بال سے اسکے یعنی کمر کو خوف ٹوٹ جانے کا تھا

شکم چون تختهٔ قاقم کشیده — بنرمی دایه ناف او بریده

پیٹ مثل تختہ قاقم کے کھنچا ہوا یعنی صاف — آہستگی سے دائی نے اُس کا نال کاٹا

سرینش کوه اما سیم ساده — چو کوهی کز کمر زیر اوفتاده

چوتڑ اُس کے پہاڑ لیکن چاندی خالص کے یعنی گورے اور صاف — مثل ایک پہاڑ کے کمر سے نیچے ڈھلے ہوے

بدان نرمی که گر افشردیش مست — برون رفتی خمیر آسا ز انگشت

ساتھ اُس نرمی کے کہ جو بادے تو اُن کو مٹھی مین — باہر نکل جاتے خمیر کے مانند انگلی سے

ز دست افشار زر اکنون بجنش شو — بیا و سیم دست افشار بشنو

ہاتھ کے بچوڑے ہوے سونے یعنی اندام ہمانی سے آپ چپ رہ — اگر چاندی ہاتھ کی نچوڑی ہوئی یعنی چوتڑون کا حال سن

ز زیر ناف تا بالای زانو — نگویم نکته از کنز بانو

ناف کے نیچے سے زانو کے اوپر تک — نکہونگا مین ایک بھید باریک حال بی بی یعنی زلیخا سے

نهاده در حریم آن حرمگاه — حصار عصمتش اندیشه را راه

بزی بیچ گرد اُس حرمت کی جگہ کے — قلعہ پاکیزگی اُس کی نے اندیشے کو راہ

سخن رانم ز ساق او که چون است — بنای حسن را سیمین ستون است

بات کہتا ہون مین رانون اُس کی سے کہ کیسی ہین — خوبصورتی کی بنیاد کے چاندی کے کھمبے ہین

بنام ایزد عجب گلدستهٔ نور — ولی از چشم هر بی نور مستور

سبحان اللہ عجیب ایک نور کا گلدستہ — لیکن ہر بے شرم کی آنکھون سے پوشیدہ

صفای او نموده آینه را رو — در آمد از ادب پیشش بزانو

اُس کی صفائی نے دکھلایا منہ آئینے کو — آیا ادب سے آگے اُس کے زانو پر

از آن آینه هم زانوی او شد — کز فیض نوریاب از روی او شد

اُس سے آئینہ زانو بزانو اُس کے ہوا — بلکہ اُس کے چہرے کے فیض سے نوریاب ہوا

بود هر کس که هم زانو نشیند — رخ دولت در آن آینه بیند

ساتھ اُس کے جو شخص کہ زانو بزانو بیٹھے — منہ دولت کا اس آئینے مین دیکھے

قدم در لطف نیز از ساق کم نیست — چو او در لطف کس ثابت قدم نیست

تلوے اُس کے صفائی مین ران سے کم نہین ہین — مثل اُس کے صفائی مین کوئی ثابت قدم نہین ہے

ق چنان بودی چو رفتی چست و چابک — قدم از پاشنه تا پنجه نازک

ایسا ہوتا جو چلتے جلد اور تیز — تلوے ایڑی سے پنجے تک نازک

که گر بر چشم عاشق کردیش جای — شدی پر آبله زان اشک کف پای

کہ اگر عاشق کی آنکھ پر وہ جگہ کرتے یعنی گذرتے — چھالے سے بھرے ہوتے آنسو اُس کے سے تلوے

ندانم از زر و زیور چه گویم — که خواهد بود قاصر هر چه گویم

نہین جانتا ہون مین زر اور زیور سے کیا کہون مین — کہ ہوگا کم جو کچھ کہون گا مین

ز زیور خود که وصف آن پری کرد — که زیور را جمالش زیوری کرد

زیور سے تحقیق کہ کس نے تعریف اُس پری کی کی — بلکہ زیور کو اُسکی خوبصورتی نے زیور ہونیکے لائق کیا

پر از گوهر تتارک افسری داشت — که در هر یک خراج کشوری داشت

موتی سے بھرا یعنی جڑاؤ سر پر ایک تاج رکھتی تھی — جس کا ہر ایک موتی محصول ایک ولایت کا رکھتا تھا

دُر و لعلش که بود آویزهٔ گوش
موتی اور لعل کہ اس کے کان کے بندے تھے
همی برد از دل و جان لطف و هوش
دل و جان سے انکا لطف ہوش لیجاتا یعنی بیہوش کرتا تھا

اگر بگسیختش گوهر ز گردن
اگر اُس کی گردن سے موتی ٹوٹتے
شدی گنج جواهر جیب و دامن
ہوتا خزانہ جواہرات کا جیب اور دامن

مُرصّع موی بندش کز قفا بود
جڑاؤ موباف اُس کی کہ پیچھے سے تھی
هزاران عقد گوهر را بها بود
ہزارون موتیون کی لڑیون کی قیمت تھی

نه گر لطفش گرفتی یارهٔ را دست
اگر اُس کی مہربانی کنگن کا ہاتھ نہ پکڑتی
که یارستی ز دستانش بر و بست
کون ہاتھون سے اُس کو اُس پر باندھ سکتا

نیارم بیش ازین از زر خبر داد
نہین سکتا ہون زیادہ اس سے سونے سے خبر دینا یعنی کہنا
که شد خلخال و پایش اندر افتاد
کہ ہوا پازیب اور اُس کے پاؤن پڑا

گهی در عشوهٔ مسند نشینی
کبھی مسند نشینی کے کرشمے مین
بزیبا دیبهٔ رومی و چینی
ساتھ اپنے دیبا رومی اور چینی کے

گهی در جلوهٔ ایوان خرامی
کبھی محل مین بیچ خرام دکھلانے کے
ز زربفت حلهٔ مصری و شامی
جوڑون زرتار مصر اور شام والے سے

بهر روزی نوی کافگنده پرتو
بیچ ہر روز کے کہ ایک نیا سایہ ڈالا
نبوده بر تنش جز خلعت نو
نہ رہا اُس کے بدن پر سوائے نئے جوڑے کے

بیک جنبش دو باره سر نه سوده
ایک گریبان مین دوسری بار سر گھسا یعنی نہ ڈالا
چو مه هر روز از برجی نموده
مثل چاند کے ہر روز ایک برج سے ظاہر ہوئی

ز پا بوس سران دامن کشیده
سرداروں کی قدمبوسی سے دامن کھینچتی
بدین دولت مگر دامن رسیده
اس دولت پر لیکن دامن پہنچتا

نداده دست جز پیراهنش را
نہ حاصل ہوا سوا اُس کے کرتے کے کسی کو
که در آغوش خود دیدی تنش را
کہ اپنی گود مین دیکھتا اُس کے بدن کو

سهی سروان هوا دارش کردند
معشوقون نے خدمتگاری اُس کی کی
پری رویان پرستارش کردند
پریون نے اُس کی غلامی کی

ز مهزادان هزاران حورزاده
ہمزادون سے ہزارون حور پیدایش
بخدمت روز و شب پیشش ستاده
خدمت مین رات دن اسکے آگے کھڑی ہوئین

نه هرگز بر دلش باری نشسته
نہین کبھی اُس کے دل پر کوئی رنج بیٹھا
نه یکبارش بپا خاری شکسته
نہین ایک بار اُسکے پاؤن مین کوئی کانٹا ٹوٹا

نبوده عاشق و معشوق کس را
نہ ہوئی عاشق اور معشوق کسی کی
نداده ره بخاطر این هوس را
نہ راہ دی دل مین اس ہوس کو

بشب چون نرگس سیراب خفتی
رات مین مثل نرگس تروتازہ کے سوتی
سحر چون غنچهٔ خندان شگفتی
صبح کو مثل کھلنے والی کلی کے کھلتی

بسیمین لعبتان از خورد سالان
ساتھ چاندی کی گڑیون چھوٹی چھوٹی سے
بصحن خانه چون رعنا غزالان
گھر کے صحن مین مثل طرحدار آہو بچون یعنی خوبصورت لڑکون کے

دلی فارغ ز لعب چرخ دوّار
دل بیفکر بازی آسمان گردش کرنیوالے سے
نبودی غیر لعبت بازیش کار
نہ تھا سوا گڑیان کھیلنے کے اُسکو کام

بدینسان خرم و دلشاد بودے
اسی طرح خوش اور خرم رہتی
وزین غم خاطرش آزاد بودے
اور اس غم سے دل اُس کا بیفکر رہتا

کش از ایام بر گردن چه آید
کہ زمانے سے اس کی گردن پر کیا آویگا
وزین شبهای آبستن چه زاید
اور ان راتون کے حاملہ ہونے سے کیا پیدا ہوگا

در نیام منام دیدن زلیخا نوبت اول تیغ آفتاب جمال یوسفی را و کشته عشق وے شدن

بیچ نیام خوابگاہ کے دیکھنا زلیخا کا پہلی مرتبہ تلوار آفتاب جمال یوسف کو اور کشتہ اُس کی عشق کی ہونا

شبی خوش همچو صبح زندگانی
ایک اچھی رات مثل صبح زندگی کے
نشاط افزا چو ایام جوانی
خوشی بڑھانیوالی مثل زمانہ جوانی کے

ز جنبش مرغ و ماهی آرمیده
حرکت سے چڑیا اور مچھلی نے آرام کیا یعنی چپ ہین
حوادث پای در دامن کشیده
حادثون نے پاؤن دامن مین کھینچا یعنی آنکھین بند ہوگئین

درین بستانسرای پر نظاره
اس باغ یعنی دنیا نظارہ بھرے ہوئے ہین
نمانده باز جز چشم ستاره
نہ رہی کشادہ سوا آنکھ ستارون کے

ربوده دزد شب ہوش عسس را
لے گیا چور رات کا ہوش عسس کوتوال کا یعنی غافل کر دیا
زبان بسته جرس جنبان جرس را
زبان بند کی گھڑیال بجانیوالون سے گھڑیال کی

سگان را طوق گشته حلقهٔ دم
کتون کی دم کے حلقے طوق ہوئے یعنے سو گئے
دران حلقه رهِ فریادشان گم
اس حلقہ مین اُن کی فریاد یعنی بھونکنے کی راہ گم ہو گئی

زشہپر مرغ شب خنجر کشیده
شہپر سے رات کی چڑیا نے خنجر کھینچا
ز بانگ صبح نائی خود بریده
آواز صبح سے اپنا گلا کاٹا یعنی گذر گئی

ز کنگر دار کاخ شہریارے
کنگورے دار محل بادشاہی سے
چو حارس دید شکل کوکنارے
جو چوکیدار نے شکل کو کابلی یعنی سپیدی کی دیکھی

ببیداری نمانده دیگرش تاب
جاگنے کی نہ رہی پھر اُس کو طاقت
خواص کوکنارش کرده در خواب
پوست کی خواص نے اُس کو سُلا دیا

ستاده از دہل کوبی دہل کوب
تھک گئے ڈھول بجانے سے نوبت بجانے والے
ہجوم خواب دستش بسته بر چوب
نیند کے غلبہ نے ہاتھ اُن کے تختہ پر باندھے

نکرده موذن از گلبانگ یا حی
نہ کیا اذان دینے والے آواز حی الصلوۃ سے
فراش غفلت شب مردگان طی
فرش غفلت رات کے مرے ہوؤن یعنی سونیوالون کا تہ

زلیخا آن بلبہای شکر ناب
زلیخا کی اُن ہونٹھون شکر خالص سے
شده پر نرگس از شیرین شکر خواب
بھر گئین آنکھین میٹھی نیند کی شکر سے

سرش سوده ببالین جعد سنبل
سر اُس کے نے گھسی یعنی رکھی تکیہ پر چوٹی خوشبودار
تنش داده به بستر خرمن گل
بدن اُسکے نے دیا بچھونے کو کھلیان پھول کا

ز بالین سنبلش درہم شکسته
سرہانے سے بال اُس کے ٹوٹے ہوئے
گل تار حریرش نقش بسته
پھول یعنی اُس کے بدن مین حریر کے تار نے نقش باندھا

نخوابش چشم صورت بین غنوده
نیند سے اُس کی ظاہر بین آنکھ اونگھ گئی
ولی چشم دگر از دل کشوده
اور لیکن آنکھ دوسری دل سے کھلی ہوئی

درآمد ناگہان از در جوانے
آیا ایکبارگی دروازے سے ایک جوان
چہ میگویم جوانی نے کہ جانے
کیا کہتا ہون نہین ایک جوان نہین بلکہ ایک جان

ہمایون پیکرے از عالم نور
ایک مبارک صورت عالم نور سے
بباغ خلد کرده غارت حور
باغ بہشت سے حورون کو لوٹے ہوئے

ربوده سر بسر حسن و جمالش
لے گیا تمام حسن و جمال اُنکا یعنی حورون کا
گرفته یک بیک غنج و دلالش
لے لیا ایک ایک غمزہ اور عشوہ اُن کا

کشیده قامتی چون تازه شمشاد
قد ایک لانبا مثل تازہ سرو کے
بآزادی غلامش سرو آزاد
باوصف آزادی کے غلام اُسکا سرو آزاد

بزیر آویخته زلف چو زنجیر
نیچے لٹکائے ہوئے زلفین مثل زنجیر کے
خرد را بسته دست و پای تدبیر
عقل اور تدبیر کے ہاتھ اور پاؤن باندھے

فروزان لمعهٔ نور از جبینش
روشن ایک روشنی نور پیشانی اُس کے سے
مہ و خورشید را رو بر زمینش
چاند اور سورج کا مُنھ اُس کی زمین پر یعنی آنکھون پر

مقوس ابروش محراب پاکان
کمان کی طرح ابرو اُسکے محراب پاکون کی +
معنبر سایبان بر خواب ناکان
خوشبودار سایہ کرنیوالے نیند بھری ہوئین یعنی آنکھون پر

کحل نرگسش از سرمهٔ ناز
سرمہ لگائے ہوئے آنکھین اُسکی ناز کے سرمے سے
ز مژگان بر جگر با ناوک انداز
پلکون کے بالون سے ہین کلیجے پر تیر ڈالنے والی

دو لعلش از تبسم در شکر ریز
دونون ہونٹھ اُسکے ہنسی سے شکر ریزی مین
دہانش در تکلم شکر آمیز
مُنھ اُس کا بات کرنے مین شکر ملانے والا

بریق درش از لعل در افشان
چمک اُسکے موتی یعنی دانت کی ہونٹھ موتی جھاڑنیوالا سے
چو از گلگون شفق برق درخشان
مثل سرخ شفق کے بجلی سے چمکنے والی

نجنده از ثریا نور میریخت
ہنسنے مین ثریا سے نور گراتا تھا
نمک از پستهٔ پر شور می ریخت
نمک نمکین مُنھ سے گراتا تھا

ذقن چون سیبی از غبغب مطوق
ٹھڈی مثل ایک سیب کے گردن کے گوشت سے حلقہ دار
زسیب آویخته آبی معلق
سیب سے لٹکا ہوا ایک پانی معلق یعنی گوشت گردن کا

بگلزار رخش از مشک داغے
اُس کے چہرے کے باغ مین ایک سیاہ داغ یعنی تل
گرفته آشیان زاغے بباغے
پکڑا یعنی بنایا گھونسلا ایک کوے نے ایک باغ مین

رخش ماہی ز برج اوج فردوس
چہرہ اُسکا ایک چاند برج بلندی بہشت سے
ز ابرو کرده آن مہ خانه در قوس
ابرو سے کیا اُس چاند نے گھر کمان مین

زسیمین ساعدش بازو توانگر
چاندی کے پہونچے اُسکے سے بازو امیر یعنی موٹے
زبی سیمی میانش چون موی لاغر
مفلسی سے کمر بال کے مانند دبلی

زلیخا چون بروئیش دیده بکشاد
زلیخا نے جو اُس کے منھ پر دیدہ کھولا یعنی نگاہ کی
بیکدیدارش افتاد آنچه افتاد
ایک نگاہ مین ایسی کچھ افتاد پڑی

جمالے دید از حد بشر دور
ایک جمال دیکھا انسان کی حد سے دور
ندیده از پری نشنیده از حور
نہ دیکھا پری سے نہ سُنا حور سے

ز حسن صورت و لطف شمائل
ظاہری خوبی اور پاکی خصلتون سے
اسیرش شد بیکدل نی بصد دل
گرفتار اُس کی ہوئی ایک دل سے نہین سَو دل سے

بهفتم سالگی دیده بخوابش
ساتوین برس اُسکو خواب مین دیکھا
مقید کرده دل را با طنابش
قید کیا یعنی باندھا دل کو اُس کی ڈوری سے

گرفت از قامتش در دل خیالے
لیا اُس کے قد سے دل مین ایک خیال
نشاند از دوستی در دل نهالے
بٹھایا دوستی سے دل مین ایک درخت

ز رویش آتشی در سینه افروخت
اُسکے چہرے سے ایک آگ سینے مین روشن ہوئی
وزان آتش متاع صبر دل سوخت
اور اُس آگ سے دل کے صبر کا اسباب جل گیا

وزان عنبر فشان گیسوی دلبند
اور ان خوشبودار دل کی باندھنے والی زلفون سے
بهر مو رشتهٔ جان کرده پیوند
ہر ایک بال سے جان کی ڈوری کو جوڑا

ز طاق ابرویش با ناله شد جفت
اس کے ابرو کے طاق سے نالے سے زوج ہوئی
ز خواب آلوده چشمش غرق خون خفت
نیند بھری ہوئی آنکھین اُس کی خون کی ڈوبی ہوئی سوئین

دل تنگ از لبش تنگ شکر ساخت
دل تنگ کو اسکی ہونٹھون سے شکر کی گون بنایا یعنی خوش ہوئی
ز دندانش مژه عقد گهر ساخت
اُسکے دانتون سے پلکون کے بال نے لڑی موتی کی بنائی یعنی روئی

ز سیمین ساعدش شست از خرد دست
گورے پہونچے اس کے سے عقل سے ہاتھ دھوئے
میانش را کمر در بندگی بست
کمر نے اُس کی بندگی مین کمر باندھی

بروئیش دید مشکین خال دلکش
اُس کے چہرے پر دیکھا سیاہ تل دل کھینچنے والا
نشست از وی سپند آسا بر آتش
بیٹھا اُس سبب سے سپند کی طرح آگ پر

ز سیب غبغبش آسیب جان دید
سیب غبغب اُس کے سے ایذا جان کی دیکھی
بدنبان سیب آسا کی توان چید
اس طرح سے سیب کی طرح کب سکیے چنین

بنام ایزد چه زیبا صورتی بود
سبحان اللہ کیا اچھی ایک صورت تھی
که صورت کاست اندر معنی افزود
کہ ظاہر مین گھٹایا دل مین بڑھایا یعنی خوش کیا

زلیخا از زلیخائی رمیده
زلیخا زلیخا ہونے یعنی خودآرائی سے بھاگی
ازان معنی بصورت آرمیده
اُس باطن سے ظاہر مین آرام کیا

ازان معنی اگر آگاه بودے
اوس کی حقیقت سے جو خبردار ہوتی
یکی از واصلان راه بودے
ایک پہونچے ہوؤن راہ خدا سے ہوتی

ولی چون بود در صورت گرفتار
اور لیکن جو تھی ظاہر مین گرفتار یعنی عاشق
نشد در اول از معنے خبردار
نہ ہوئی پہلی مرتبہ حقیقت سے آگاہ

همه در بند پنداریم مانده
تمام عمر قید غرور مین رہے ہم
بصورتها گرفتاریم مانده
صورتون یعنی ظاہر کے گرفتار رہے ہم

ز صورت گر بمعنے رو نماید
ظاہر سے جو طرف باطن کے رخ کرے
کجا یکدل سوی صورت گراید
کہان یکدل طرف ظاہر کے میل کرے

یقین داند که در کوزه نمی هست   ق
یقین جانتا ہے کہ گھڑے مین کچھ پانی ہے
ازان در گردن آرد تشنه اش دست
اُس سے پیاسا اُس کی گردن مین لاتا ہے ہاتھ

چو سازد غرق دریای زلالش
جو ڈبادے دریا ٹھنڈے پانی کا اُس کو
نیاید یاد از نم دیده سفالش
نہ آوے یاد تری گھڑے کے دیدے کی اُس کو

وزیدن نسیم سحری بر زلیخا و نرگس خواب ناکش را گشادن

چلنا ہوا صبح کا اوپر زلیخا کے اور اُس کے نیند بھری آنکھون کا کھلنا یعنی جاگنا

سحر چون زاغ شب پرواز برداشت
صبح کو جب رات کے کوے نے اڑنا اٹھایا
خروس صبحگاه آواز برداشت
مرغ صبح کے وقت نے آواز اٹھائی یعنی بولا

عنادل لحن دلکش بر کشیدند
بلبلون نے آوازین دل کھینچنے والی بلند کین
نقاب غنچه از گل بر دریدند
پھول سے پردہ کلی کا پھاڑا یعنی پھول کھلے

سمن از آب شبنم روی خود شست
چنبیلی نے اوس کے پانی سے منھ اپنا دھویا
بنفشه جعد عنبر بوی خود شست
بنفشے نے چوٹی خوشبودار اپنی دھوئی

زلیخا همچنین در خواب نوشین
زلیخا ویسی ہی میٹھی نیند مین
دلش را روی در محراب دوشین
منھ اُس کے دل کا رات والی محراب مین

نبود آن خواب خوش بیہوشی بود
نہ تھی وہ اچھی نیند ایک بیہوشی تھی
زسودای شبش مدہوشی بود
رات کے سودا سے اُسکو مدہوشی تھی

کنیزان روی بر پایش نہادند
لونڈیون نے منھ اُسکے پانون پر رکھے
پرستاران بدستش بوسہ دادند
لونڈیون نے اُس کے ہاتھ مین بوسے دیے

نقاب از لالۂ سیراب بگشاد
پردہ لالۂ تازہ یعنی چہرے سے کھولا
خمار آلودہ چشم از خواب بگشاد
خمار بھری ہوئی آنکھ نیند سے کھولی

گریبان مطلع خورشید و مہ کرد
گریبان مطلع آفتاب اور چاند کا کیا
زمطلع سر زدہ ہر سو نگہ کرد
مطلع سے سر نکال کر ہر طرف دیکھا

ندید از گلرخ دوشین نشانی
نہ دیکھا معشوق گل والے سے کوئی نشان
چو غنچہ شد فرو با خود زمانی
مثل کلی کے بند ہو گئی ساتھ اپنے ایک زمانہ

بر آن شد کز غم آن سرو چالاک
اُس پر مستعد ہوئی کہ غم سے اُس چالاک سرو کے
گریبان ہمچو گل بر تن زند چاک
گریبان کو مثل پھول کے بدن پر چاک کرے

ولی شرم کسان بگرفت دستش
اور لیکن لوگون کی شرم نے پکڑا ہاتھ اُسکا
بدامان صبوری پای بستش
صبر کے دامن مین باندھا پانون اُس کا

نہان میداشت راز شوق در دل تنگ
پوشیدہ رکھتی تھی بھید اُسکا دل تنگ مین
چو کان لعل لعل اندر دل سنگ
لعل کی کان کی طرح پتھر کے دل مین لعل

فرو میخورد چون غنچہ بدل خون
دل مین کھاتی تھی مثل کلی کے خون
نمیداد از درون یک شمہ بیرون
نہین نکالتی تھی دل سے کچھ باہر

لب او با کنیزان در حکایت
ہونٹھ اُس کے لونڈیون سے گفتگو مین
دل او زان حکایت در شکایت
دل اُسکا اُن باتون سے شکایت مین

دہانش با رفیقان در شکر خند
مُنھ اُس کا ساتھ رفیقون کے میٹھی ہنسی مین
دلش چون نیشکر صد جا گرہ بند
دل اُسکا مثل گنّے کے سو جگہ سے گرہ بند

زبانش با حریفان در فسانہ
زبان اُس کی ساتھ حریفون کے کہانی مین
بدل از داغ عشقش صد زبانہ
اُس کے دل مین عشق کے داغ سے سو شعلے

نظر بر صورت اغیار میداشت
نظر غیرون کی صورت پر بظاہر رکھتی تھی
ولی پیوستہ دل با یار میداشت
اور لیکن دل ہمیشہ پاس یار کے رکھتی تھی

عنان دل بدستش خود کجا بود
باگ اپنے دل کی اُسکے ہاتھ مین کہان تھی
کہ ہر جا بود با آن دلربا بود
بلکہ جس جگہ تھی پاس اُس معشوق کے تھی

دلی کز عشق در کام نہنگ ست
وہ دل کہ عشق سے گھڑیال کے تالو مین ہے
ز جست و جوی کامش پای لنگ ست
مقصد کی جستجو سے اُسکا پانون لنگڑا ہے

برون از یار خود کامے ندارد
باہر اپنے یار سے کوئی مقصد نہین رکھتا ہے
درونش با کس آرامے ندارد
دل اُسکا ساتھ کسی کے کوئی آرام نہین رکھتا ہے

اگر گوید سخن با یار گوید
اگر کہے بات ساتھ یار کے کہے
وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو ڈھونڈھے مراد یار سے ڈھونڈھے

ہزاران بار جانش بر لب آمد
ہزارون مرتبہ جان اُس کی ہونٹھ پر آئی
کہ تا آن روز محنت را شب آمد
یہانتک کہ اُس رنج کے دن کی رات آئی

شب آمد ساز گار عشق بازان
رات آئی موافقت کرنے والی عاشقون کی
شب آمد راز دار عشق بازان
رات آئی بھید جاننے والی عاشقون کی

ازان بر روز شان شب اختیارست
اس سبب سے اُنکے دن پر رات کو اختیار ہے
کہ آن یکپردہ در وین پردہ دارست
کہ وہ ایک پردہ پھاڑنیوالا اور یہ پردہ رکھنے والی ہے

چو شب شد روی در دیوار غم کرد
جب رات ہوئی منھ غم کی دیوار مین کیا
بزاری پشت خود چون چنگ خم کرد
رونے مین پیٹھ اپنی مثل چنگ کے ٹیڑھی کی

ز تار اشک بست او تار بر چنگ
آنسو کے تار سے باندھے اُسنے تار چنگ پر
بدل پردازی خود ساخت آہنگ
اپنے دل سے مشغول ہونے کا کیا ارادہ

ز نالہ نغمۂ جان کاہ برداشت
نالے سے راگ جان گھٹانے والا اُٹھایا
بزیر و بم فغان و آہ برداشت
آہستہ اور بلند آواز سے شور اُٹھایا آہ شروع کیا

خیال یار پیش دیدہ بنشاند
خیال یار کا آگے آنکھ کے بٹھلایا
ہم از دو پارہ ہا ہم از لب گوہر افشاند
آنکھون سے اور ہونٹھ سے بھی موتی گرائے

کہ ای پاکیزہ گوہر از چہ کانی
کہ ای پاک موتی کس کان سے ہے تو
کہ دارم از تو این گوہر فشانی
کہ رکھتی ہون مین تجھ سے یہ رونا یعنی گفتگو

دلم بردی و نام خود نہ گفتی
دل میرا لے گیا تو اور نام اپنا نہ کہا تو نے
نشانی از مقام خود نہ گفتی
کچھ نشان اپنے جاے قیام سے نہ بتایا تو نے

نمی دانم کہ نامت از کہ پرسم
نہیں جانتی ہوں نہیں کہ نام تیرا کس سے پوچھوں نہیں
کجا یابم مقامت از کہ پرسم
کہاں پاؤں میں مقام تیرا کس سے پوچھوں میں

اگر شاہی ترا آخر چہ نام ست
اگر بادشاہ ہے تو آخر تیرا کیا نام ہے
وگر ماہی ترا منزل کدام ست
اور اگر تو چاند ہے تیرا مقام کون سا ہے

مبادا ہیچکس چون من گرفتار
مت ہوجیو کوئی شخص مجھ ایسا گرفتار
کہ نی دل دارم اندر کف نہ دلدار
کہ نہ دل ہاتھ میں رکھتی ہوں نہ معشوق

خیالت دیدم و بربود خوابم
صورت تیری دیکھی میں نے اور لیگئی نیند مجھکو
کشاد از دیدہ و دل خون نابم
کھلا یعنی جاری ہوا میرے دیدہ اور دل سے خون خالص

کنون دارم تنی بیخواب ماندہ
اب رکھتی ہوں بدن بے خواب کے عاجز
دلی از آتشت در تاب ماندہ
ایک دل تیری آگ سے جلن میں رہا ہوا

چہ باشد گر زنی آبم بر آتش
کیا ہو جو چھڑکے تو میری آگ پہ پانی
نباشی ہمچو آتش گرم و سرکش
نہووے تو مثل آگ کے تیز اور مغرور

گلی بودم ز گلزار جوانی
ایک پھول تھی میں جوانی کے باغ سے
تر و تازہ چو آب زندگانی
تر و تازہ مثل آب حیات کے

نہ ہرگز بر سرم بادی وزیدہ
نہ کبھی میرے سر پر کوئی ہوا چلی یعنی تکلیف ہوئی
نہ در پا ہرگزم خاری خلیدہ
نہ میرے پاؤں میں کبھی کوئی کانٹا چبھا

بیک عشوہ مرا بر باد دادی
ایک آنکھ کے اشارے سے مجھکو برباد کردیا تو نے
ہزاران خار بر بستر نہادی
ہزاروں کانٹے بچھونے پر رکھے تو نے

تن نازکتر از گلبرگ صد بار
بدن نازک سو درجہ پھول کی پنکھڑی سے زیادہ
چہ سان خواب آیدم بر بستر خار
کس طرح نیند آوے مجھکو کانٹوں کے بچھونے پہ

ہمہ شب تا سحر کارش این بود
تمام رات صبح تک کام اس کا یہی تھا
شکایت با خیال یارش این بود
گلہ خیال یار کے ساتھ اس کو یہی تھا

چو شب بگذشت دفع ہر گمان را
جب رات گذری ہر شبہہ کے دور کرنے کے لیے
بشست از گریہ چشم خونفشان را
رونے سے آنکھ خون رونیوالی کو دھویا

لبش تر بود از خون خوردن شب
ہونٹھ اسکے تر تھے رات کے خون کھانے سے
کلوخ خشک را مالید بر لب
خشک ڈھیلے کو ملا ہونٹھ پہ

ببالین رونق از گلبرگ تر داد
تکیے کو رونق گلبرگ تر یعنی رخسارے سے دی
بہ بستر جان ز سرو سیمبر داد
بچھونے میں جان قد معشوق سے دی

شب و روزش بدین آئین گذشتی
رات اور دن اوسکو اسی طور سے گذرتا
سر موئے ازین آئین نگشتی
ایک بال برابر اس طریقے سے نہ پھرتی

از مشاہدۂ تغییر حال زلیخا گرہ تحیر بر رشتۂ تفکر کنیزکان افتادن
غیر حال دیکھنے زلیخا سے گرہ حیرت کی بیچ ڈورے فکر لونڈیوں کے پڑنا
و دایہ بسر انگشت استفسار گرہ را از آن رشتہ کشادن
اور دائی کا پوچھنے کے ناخن سے گرہ اس رشتہ سے کھولنا

کمان عشق ہر جا افگند تیر
کمان عشق کی جس جگہ ڈالتی ہے تیر
سپر داری نباشد کار تدبیر
ڈھال رکھنا یعنی روکنا نہووے کام تدبیر کا

چو سازد در درون آن تیر خانہ
جو کرے دل میں وہ تیر گھر
زبیرون باشد آنرا صد نشانہ
باہر سے ہوویں اسکے سو نشانے

خوش ست از نکتہ دانان این نکتہ گفتن
خوب ہے عقلمندوں سے یہ باریکی کہنا
کہ عشق و مشک را نتوان نہفتن
کہ عشق اور مشک کو ممکن نہیں چھپانا

اگر مشک گرد بپردہ صد توئی
جو مشک پر سو تہ کا پردہ ہووے
کند غمازی از صد پردہ بوئی
کرے چغلخوری سو پردے سے بو اسکی

زلیخا عشق را پوشیدہ میداشت
زلیخا عشق کو پوشیدہ رکھتی تھی
بسینہ تخم غم پوشیدہ می کاشت
سینے میں بیج غم کا پوشیدہ بوتی تھی

ولی سرسبزی آن ہر دم ز جائی
اور لیکن سرسبزی اسکی ظاہر ہوتا وہ ہردم ایک جگہ سے
ہمی کرد از درون نشو و نمائی
کرتا تھا اندر یعنی دل سے ایک تری اور تازگی

گہی از گریہ چشمش آب میریخت
کبھی رونے سے آنکھیں اسکی پانی گراتی تھیں
بجای آب بل خوناب میریخت
کیا جگہ پانی کی بلکہ خون خالص گراتی تھی

بہر قطرہ کہ از مژگان کشادی
ہر ایک بوند تھی کہ پلک سے کھولتی
نہانی راز او بیرون فتادی
ایک پوشیدہ بھید اسکا باہر گرتا

گہی از آتش دل آہ می کرد
کبھی دل کی آگ سے آہ کرتی تھی

بگردون دود آہش راہ می کرد
آسمان پر اسکی آہ کا دھواں راہ کرتا یعنی جاتا تھا

بہر آہی کہ از دل بر کشیدے
ہر آہ میں کہ دل سے کھینچتی

کسان بوی کباب دل شنیدے
لوگ دل کے کباب کی خوشبو سونگھتے

چو بودی روز و شب بیخواب و بیخورد
جو رہتی تھی دن اور رات بے سوئے اور کھائے ہوئے

گل سرخش نمودے لالۂ زرد
چہرہ اُس کا معلوم ہوتا لالہ کی طرح زرد

بدانستی ہمہ کز ہیچ باغے
جانتے تھے سب کہ کسی باغ سے

نروید لالۂ خالی ز داغے
نہیں اُگتا ہے کوئی لالہ خالی کسی داغ سے

کنیزان این نشانہا چو دیدند
لونڈیوں نے یہ نشانیاں جو دیکھیں

خط آشفتگی بر وے کشیدند
خط دیوانگی اوپر اسکے کھینچا یعنی اُسے دیوانہ سمجھا

ولی روشن نشد کانرا سبب چیست
اور لیکن ظاہر نہ ہوا اُن کو کہ سبب کیا ہے

قضا جنبان این حال عجب کیست
آخر کرنے والا اس حال کا کون ہے

یکے گفتا کسی مثلش ندیدست
ایک نے کہا کسی نے مثل اسکا نہیں دیکھا ہے

ہمانا کز کسی چشمش رسیدست
تحقیق کر کسی سے آنکھ یعنی نظر اسکو لگی ہے

یکے گفتا ہمانا سحر سازی
ایک نے کہا تحقیق کہ کسی جادوگر نے

ز سحرش بستہ بر دامن طرازی
جادو سے اسکے دامن پر کوئی نقش باندھا

یکے افتاد این معنی پسندش
ایک شخص اُس کو یہ بات پسند پڑی

کہ از دیو و پری آمد گزندش
کہ دیو اور پری سے آئی ایذا اسکو یعنی سایہ ہوگیا

یکی گفت این ہمہ آثار عشق ست
ایک نے کہا یہ سب نشانیاں عشق کی ہیں

دلش مسکین بزیر بار عشق ست
دل اُسکا بیچارہ بے شبہ نیچے عشق کے بوجھ کے ہے

ولی کس را بہ بیداری ندیدہ
اور لیکن کسی کو جاگتے میں تو نہیں دیکھا

ز خوابش گویی این آفت رسیدہ
خواب سے اُسکو دیکھے تو یہ آفت پہونچی

ہمی بست از گمان ہر کس خیالے
باندھتا تھا شبہ سے ہر شخص ایک خیال

ہمی کردند باہم قیل و قالے
کرتے تھے آپس میں حجتیں

ولی سر دلش ظاہر نمی شد
اور لیکن اُسکے دل کا بھید ظاہر نہیں ہوتا تھا

سخن بر ہیچ چیز آخر نمی شد
بات اوپر کسی چیز کے ختم نہیں ہوتی تھی

از انجملہ فسون گردایہ داشت
اُن سب سے ایک جادوگر دائی رکھتی تھی

کہ از افسونگری سرمایہ داشت
کہ جادوگری سے ایک پونجی رکھتی تھی

براہ عاشقی کار آزمودہ
عاشقی کی راہ میں کام آزمائے ہوئے

گہی عاشق گہے معشوق بودہ
کبھی عاشق کبھی معشوق ہوئی

بہم وصلت دہ معشوق و عاشق
ملا دینے والی آپس میں معشوق اور عاشق کی

موافق ساز یار ناموافق
موافق کرنے والی یار ناموافق کی

شبی اندر زمین بوسید پیشش
ایک رات میں زمین چومی آگے اُسکے

بیاد آورد خدمتہائے خویش
یاد دلائیں خدمتیں اپنی اُسکو

بگفت ای غنچۂ بستان شاہی
کہا اے کلی باغ بادشاہی کی

بخوبی از تو نکورویان مباہی
خوبی میں تو معشوقوں سے بزرگ

دلت خرم لبت پر خندہ بادا
دل تیرا خوش ہو منھ تیرے ہنستے رہیں

ز رویت بخت ما فرخندہ بادا
تیرے منھ سے نصیب ہمارا مبارک رہے

تو در باغ جمال آن تازہ سروی
تو خوبصورتی کے باغ میں وہ ایک تازہ سرو ہے

کہ گردد طوطی جانم تذروے
کہ ہووے میری جان کی طوطی ایک چکور

من از بحر وفا آن جویبارم
میں دریائے محبت سے وہ نہر ہوں

کہ پروردت زمانہ در کنارم
کہ پالا تجکو ایک زمانہ گود میں میں نے

رخت ز آغاز من بودم کہ دیدم
منھ تیرا شروع سے میں تھی کہ دیکھا میں نے

بہ تیغ مہر نافت را بریدم
محبت کی تلوار سے تیرا نال کاٹا میں نے

سر و تن شستم از مشک و گلابت
سر اور بدن تیرا دھویا میں نے گلاب سے

گلاب مشکبو کردم خطابت
گلاب مشک کی خوشبو دینے والا کیا میں خطاب تیرا

قماط از پردۂ دل کردمت ساز
پردہ تیرا دل کے پردہ سے کیا میں نے

ز جانش رشتہ پیچیدم بصد ناز
جان کے ڈورے سے لپیٹا میں نے ناز سو ناز سے

غذا از شیر دادم شکرت را
کھانا دودھ سے دیا میں نے تیرے ہونٹھ کو

بپروردم تن جان پرورت را
پالا میں نے تیرے جان پالنے والے بدن کو

شب آمد خواب در کار تو کردم
رات آئی تیرے سونے کا کام کیا میں نے

سحر شد زیب رخسار تو کردم
صبح ہوگئی زینت تیرے رخسارے کی کی میں نے

اگر رفتم طراز دوش بودی
اگر جاتی یعنی چلتی میں کاندھے کی نقش یعنی کندھے پر رہتی تو
چو خفتم خفتهٔ در آغوش بودی
جو سوتی میں گود میں سوتی رہتی تو

چو شد شاخ گلت سرو خرامان
جو ہوئی ٹہنی پھول یعنی بدن تیرے کی سرو چلنے والی یعنی چلنے کو قابل
هنوزت دست نگسستم ز دامان
ابتک تیرے دامن سے ہاتھ نہ توڑا میں نے

بهر کاریت خدمتگار بودم
تیری ہر کام میں خدمت کرنیوالی رہی میں
بخدمتگاریت در کار بودم
تیری خدمتگاری کے کام میں رہی میں

بهر جا رفت سرو دلربایت
جس جگہ گیا سرو دل لیجانیوالا تیرا یعنی تو جدھر گئی
فتادم همچو سایه در قفایت
پڑی میں مثل سائے کے پیچھے تیرے یعنی پیچھے رہی

چو نشستی بخدمت ایستادم
جب بیٹھی تو نوکری میں کھڑی رہی میں
چو خسپیدی بپایت سر نهادم
جب سوئی تو میں نے تیرے پانوں پر سر رکھا

کنون هم در همان کارم که بودم
اب بھی انھیں کاموں میں ہوں کہ تھی میں
بدان خدمت پرستارم که بودم
اسی خدمت میں لونڈی ہوں کہ تھی میں

ز من راز دلت پنهان چه داری
مجھ سے اپنے دل کا بھید کیا پوشیدہ رکھتی ہے تو
ز خود بیگانه ام زینسان چه داری
اپنے سے غیر مجھکو اسطرح سے کیا رکھتی ہے تو

بگو آخر درین کارت که انداخت
کہہ آخر کو اس کام میں تجھکو کس نے ڈالا
که برد اینسان خرد بارت که انداخت
کون لیگیا اسطرح عقل تیری بوجھ کسنے ڈالا

چنین آشفته و در هم چرائی
ایسی دیوانی اور پریشان کیوں ہے تو
چنین با درد و غم همدم چرائی
ایسی درد اور غم سے ہمصحبت کیوں ہے تو

گل سرخت چرا زردست لیمان
پھول سرخ یعنی چہرہ تیرا ایسا زرد کیوں ہے
دم گرمت چرا سردست زلیسان
سانس گرم تیری کیوں اسطرح سے ٹھنڈھی ہے

تو خورشیدی چو ماهت کاستن چیست
تو آفتاب ہے مثل چاند کے گھٹنا تجکو کیا ہے
زوال چاشتگاهت جستن چیست
زوال پہرون چڑھے کا چاہنا تجکو کیا ہے

یقین دانم که زد ماهی ترا راه
یقین جانتی ہوں میں کہ کسی چاند نے تیری راہزنی کی
بگو روشن مرا تا کیست آن ماه
کہہ صاف مجھسے کہ کون ہے وہ چاند

اگر بر آسمان باشد فرشته
اگر آسمان پر ہووے فرشتہ
ز نور قدسیان ذاتش سرشته
نور پاک سے ذات اسکی بنی ہوئی

به تسبیح و دعا خوانم چنانش
تسبیح اور دعا سے بلاؤں میں ایسا اسکو
که آرم بر زمین از آسمانش
کہ لاؤں میں زمین پر آسمان سے اسکو

اگر باشد پری در کوه و بیشه
اگر ہووے پری پہاڑ اور جنگل میں
عزائم خوانیم کارست و پیشه
افسون پڑھنا کام اور پیشہ ہے میرا

به تسخیرش عزائمها بخوانم
اسکے تسخیر کرنے میں عزیمتیں پڑھوں میں
کنم در شیشه و پیشت نشانم
کروں میں شیشہ میں اور آگے تیرے بٹھاؤں میں

وگر باشد ز جنس آدمی زاد
اور اگر ہووے آدم زاد کی قسم سے
بزودی سازم از وی خاطرت شاد
جلد کروں میں اس سے تیرا دل خوش

که باشد خود که پیوندت نخواهد
کون ہے وہ کہ ملنا تیرا نہیں چاہتا ہے
نه بنده بل خداوندت نخواهد
نہیں بندہ بلکہ مالک تجکو نہیں چاہتا ہے

زلیخا چون بدید آن مهربانی
زلیخا نے جو دیکھی وہ مہربانی
فسون پردازی و افسانه خوانی
وہ جادوگری اور کہانیاں کہنا

ندید از راست گفتن هیچ چاره
نہ دیکھی سوا سچ کہنے کے کوئی تدبیر
گرفت از گریه مه را در ستاره
رونے سے چاند کو ستاروں میں لیا یعنی آنسوؤں میں منہ چھپایا

که گنج مقصدم بس ناپدیدست
کہ خزانہ میرے مطلب کا بالکل پوشیدہ ہے
در آن گنج ناپیدا کلیدست
کہ میں خزانے کے دروازے کی کنجی ناپیدا ہے

چه گویم با تو از مرغی نشانه
کیا بتلاؤں میں تجھ سے اس چڑیا سے کوئی پتا
که با عنقا بود هم آشیانه
کہ عنقا کے ساتھ ہووے ایک گھونسلے رہنے

ز عنقا هست نامی پیش مردم
عنقا سے ایک نام ہے آگے لوگوں کے
ز مرغ من بود آن نام هم گم
میری چڑیا سے وہ نام بھی گم ہے

چه شیرینست عیش تلخکامی
کیا میٹھا یعنی اچھا ہے عیش اس نامراد کا
که میداند ز کام خویش نامی
جو جانتا ہے اپنے مقصد سے کوئی نام

ز دوری گر چه باشد تلخکامش
دوری سے اگرچہ کڑوا منہ یعنی وہ نامراد ہووے
کند باری زبان شیرین بنامش
کرے ایک بار زبان کو شیرین اسکے نام سے

زبان بگشاد آنگه پیش دایه
زبان کھولی اسوقت دایہ کے آگے
ز همرازی بلندش ساخت پایه
واقف کار کرنے سے بلند کیا اسکا مرتبہ

زخواب خویشتن بیداریش داد
خواب اپنے سے بیداری اسکو دی یعنی ظاہر کیا

بہ بیہوشی خود ہشیاریش داد
اپنی بیہوشی سے ہوشیاری اسکو دی

چو دایہ حرفی از طومار او خواند
جو دایہ نے ایک حرف دفتر اسکے سے سنا

ز چارہ سازیش حیران فرو ماند
تدبیر کرنے اسکے سے حیران اور عاجز رہی

بلی این حرف نقش ہر خیال ست
ہان یہ بات ہر خیال کے نقش ہے یعنی سب جانتے ہین

کہ نادانستہ را جستن محال ست
کہ بغیر جانے ہوئے کو ڈھونڈھنا مشکل ہے

مرادی را از اول تا ندانی
جب تک شروع سے کسی مطلب کو نہ جانے تو

کجا در آخرش جستن توانی
کہان اسکے انجام مین جستجو کر سکے تو

نیارست از لبش چون بند بکشاد
اسکے لب سے جو بند تھی نہ کھول سکی

باصلاحش زبان پند بکشاد
اسکے اصلاح کیواسطے زبان نصیحت کی کھولی

نخستین گفت اینہا کار دیوست
پہلے کہا یہ کام دیوون کا ہے

ہمیشہ کار دیوان مکر و ریوست
دیوون کا کام ہمیشہ مکر اور حیلہ ہے

بہر دم صورت زیبا نماید
اور ہر دم ان کو صورتین اچھی ظاہر کرتے ہین

کہ تا بروے در سودا گشاید
تا کہ اسپر دروازہ سودا کا کھولین یعنی عاشق کرلین

زلیخا گفت دیوے را چہ یارا
زلیخا نے کہا کسی دیو کو کیا طاقت

کہ بنماید چنین شکل دل آرا
کہ دکھلانے ایسی صورت دل آراستہ کرنیوالی

کہ گر صد شور و شر باشد سرشتہ
جو شخص کہ شور اور فساد سے بنا ہوا ہو

معاذ اللہ کز و زاید فرشتہ
پناہ خدا کی کہ اس سے پیدا ہو فرشتہ کی صورت

دگر گفتا کہ این خوابیست ناراست
پھر کہا کہ یہ ایک جھوٹا خواب ہے

چرا باید بہ ناراست جان کاست
کیون ہر جھوٹ پر جان گھلانا چاہیے

بگفت این خواب گر ناراست بودی
کہا یہ خواب اگر جھوٹ ہوتا

بدینسان راستم از کی ربودی
اسیطرح مجکو کب لیجاتا یعنی بیخود کردیتا

شمارند اہل دل این نکتہ را راست
جانتے ہین صاحبدل اس نکتہ کو سچ

کہ کج با کج گراید راست با راست
کہ ٹیڑھا ٹیڑھے کیطرف میل کرتا ہے سیدھا طرف سیدھے کے

دگر گفتا کہ ہستی دانش اندیش
پھر کہا کہ تو عقلمند ہے

برون کن این خیال از خاطر خویش
اپنے دل سے اس خیال کو نکال

بگفتا کار گر بودے بدستم
کہا کام جو ہوتا میرے ہاتھ یعنی اختیار مین

کی این بار گران دادی شکستم
کب یہ بھاری بوجھ یعنی عشق مجکو شکست دیتا یعنی عاجز کرتا

مرا تدبیر کار از دست رفتہ است
میرے کام کی تدبیر ہاتھ سے نکل گئی ہے

عنان اختیار از دست رفتہ است
باگ اختیار کی ہاتھ سے گئی ہے

مرا نقشی نشستہ در دل تنگ
بیٹھا ایسا نقش میرے دل تنگ مین

کہ بس محکم ترست از نقش در سنگ
کہ نقش پتھر کے سے بھی زیادہ مضبوط ہے

اگر بادے وزد یا آبے آید
جو کوئی ہوا چلے یا کوئی پانی آوے

ز سنگ آن نقش محکم کے زداید
پتھر سے اس مضبوط نقش کو کب مٹا سکے

چو دایہ دیدش اندر عشق محکم
جب دایہ نے اسکو عشق مین مضبوط دیکھا

فرو بست از نصیحت گفتنش دم
اسکو نصیحت کرنے سے دم باندھا یعنی چپ رہی

نہانی رفت حالش با پدر گفت
پوشیدہ گئی حال اسکا باپ سے کہا

پدر زان قصہ مشکل برآشفت
باپ اسکے مشکل قصہ سے خفا ہوا

ولی چون عاجز آمد دست تدبیر
اور لیکن جب عاجز آیا ہاتھ تدبیر کا

حوالت کرد کارش را بتقدیر
کام اسکا تقدیر کے حوالے کیا

در خواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را نوبت دوم
خواب مین دیکھنا زلیخا کا حضرت یوسف کو دوسری مرتبہ

وسلسلۂ عشق وی جنبیدن و ویرا در ورطۂ جنون کشیدن
اور اسکے عشق کی زنجیر کا ہلنا اور اسکو دیوانگی کی بھنور مین کھینچنا

خوش آن دل کاندرو منزل کند عشق
اچھا وہ دل جسمین عشق مقام کرے

ز کار عالمش غافل کند عشق
جہان کے کام سے اسکو عشق غافل کرے

درو رخشندہ برقے برفروزد
اسمین ایک ایسی چمکدار بجلی چمکا دے

کہ صبر و ہوش را خرمن بسوزد
بلکہ صبر اور ہوش کے کھلیان کو جلادے

نماند در وی اندوہ ملامت
نہ رہے اسمین رنج ملامت یعنی ملامت سننے کا

شود کاہے بر و کوہ ملامت
ایک تنکا اسپر پہاڑ ملامت کا ہو یعنی معلوم ہو

هنوزش تن نیاسوده به بستر
ابھی اُس کا بدن نہ آسودہ ہوا تھا بستر پر
درآمد آرزوی جانش از در
آئی آرزو اُس کی جان کی دروازے سے یعنی یوسف کو دیکھا

همان صورت کز اول دیده بود راه
اُسی صورت نے کہ پہلے اُس پر راہزنی کی تھی یعنی یوسف
درآمد با رخ روشن تر از ماه
آیا ساتھ چہرے روشن کے چاند سے زیادہ

نظر چون بر رخ زیباش افکند
نظر جو اُس کے خوبصورت چہرے پر ڈالی
ز جا برخاست سر در پایش افکند
جگہ سے اُٹھی سر اُس کے پاؤں پر ڈالا

زمین بوسید کای سرو گل اندام
زمین چومی کہ اے سرو پھول سے بدن
که هم صبرم ز دل بردی هم آرام
کہ صبر بھی میرے دل سے لیگیا اور آرام بھی

بآن صانع که از نورت آفریدت
قسم اُس کاریگر یعنی خدا کی کہ نور سے پیدا کیا تجکو
ز هر آلودگی دور آفریدت
ہر ایک آلودگی سے علیحدہ پیدا کیا تجکو

ترا بر خیل خوبان سروری داد
تجکو معشوقوں کے گروہ پر سرداری دی
بلطف از آبحیوان برتری داد
صفائی میں آب حیات سے برتری دی

قدت را گلبن بستان جان ساخت
قد تیرا شاخ جان کے باغ کا بنایا
لبت را مایهٔ قوت روان ساخت
تیرے ہونٹھ کو بھی جان کی قوت کا بنایا

ز روی دلفروزت شمع افروخت
مجھ دل روشن کرنیوالے تیرے سے شمع روشن کی
که چون پروانه مرغ جان من سوخت
جیسے مثل مرغ پروانے کے جان میری کو جلایا

ز مشکین گیسوان دادت کمندی
سیاہ زلفوں سے دی تجکو ایک کمند
که بر من زان بهر مویست بندی
کہ مجھ پر اُس کے ہر ایک بال سے ایک بیڑی ہے

تنم را ساخت چون موی میانت
میرے بدن کو بنایا مثل تیرے کمر کے بال کے یعنی لاغر
دلم را تنگ چون میم دهانت
میرے دل کو مثل میم منھ تیرے کے تنگ

که بر حال من بیدل ببخشای
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر
بپاسخ لعل شکر ریز بگشای
واسطے جواب کے ہونٹھ مٹھائی گرانیوالے کھول

بگو با این جمال و دلستانی
کہ ساتھ اس خوبی اور دل لُبھانے کے
که در اصل از کدامی خاندانی
کہ کس اصل اور خاندان سے ہے تو

درخشان گوهری کان تو کدامست
ایک روشن موتی ہے تو کان تیری کہاں ہے
گرامی شاهی ایوانت کدامست
ایک بزرگ بادشاہ ہے تو محل تیرا کون ہے

چنان حالش ملامت کیش گردد
ایسا اسکا حال ملامت طریقہ یعنی ملامت سننے والا ہو جاتا ہے
که عشقش از ملامت بیش گردد
کہ عشق اسکا ملامت سے زیادہ ہوتا ہے

زلیخا همچو مه میکاست سالی
زلیخا چاند کی طرح گھٹتی رہی ایک برس
پس از سالی که شد بدرش هلالی
بعد ایک سال کے کہ ماہ کامل اسکا دوج کا چاند ہو گیا یعنی بالکل لاغر ہو گئی

هلال آسا شبی پشت خمیده
چاند کی طرح ایک رات پیٹھ جھکا کر
نشسته چون شفق در خون دیده
بیٹھی شفق کی طرح دیدے میں خون یعنی رونے لگی

همی گفت ای فلک با من چه کردی
کہتی تھی اے آسمان میرے ساتھ کیا کیا تو نے
رساندی آفتابم را به زردی
پہونچایا تو نے میرے آفتاب کو زردی پر یعنی قریب غروب

فگندی چون کمانم ز استقامت
ڈالا یعنی عاجز رکھا تو نے مجکو کمان کی طرح سیدھے ہونے سے
نشانم کردی از تیر ملامت
نشانہ مجکو بنایا تو نے تیر ملامت سے

بدست سرکشی دادی عنانم
ایسے سرکش کے ہاتھ میں میری باگ دی تو نے
کز و جز سرکشی چیزی ندانم
جس سے کہ سوا سرکشی کے کچھ نہیں جانتی ہوں میں

نهاده در دلم از مهر تابی
رکھ کر میرے دل میں محبت سے ایک روشنی
بخیلی می کند با من بخوابی
کنجوسی کرتا ہے مجھ سے خواب میں یعنی خواب میں بھی نہیں دکھائی دیتا

به بیداری نه گردد همنشینم
جاگتے میں نہیں ہوتا ہے ہمنشین یعنی میرے پاس نہیں بیٹھتا
نیاید هم که در خوابش ببینم
نہ خواب ہی میں آتا ہے کہ اُس کو دیکھوں میں

نشان بخت بیدار است آن خواب
نشان بیدار بختی یعنی خوش نصیبی کا ہے وہ خواب
که در وی بینم آن ماه جهانتاب
جس میں کہ دیکھوں میں اُس چاند جہاں روشن کرنیوالے کو

نگیرد چشم من در خفتن آرام
نہیں لیتی ہے سونے میں میری آنکھ آرام
ز بخت خفته خویشش دهم وام
اپنے نصیبہ سے نیند اسکو میں قرض دونگی

بود بختم شود از خواب بیدار
شاید نصیبہ میرا خواب سے بیدار ہو جائے
نماید یارم اندر خواب دیدار
دکھاوے خواب میں یار میرا دیدار

همی گفت این سخن تا پاسی از شب
کہتی رہی یہ بات ایک پہر رات تک
رسیده جانش از اندوه بر لب
پہونچی جان اُسکی اِس رنج سے ہونٹھوں پر

که ناگه زین خیالش خواب بربود
کہ ناگاہ اس خیال سے اُسکو نیند لیگئی یعنی نیند آگئی
نبود آن خواب بل بیهوشی بود
وہ نیند نہ تھی بلکہ ایک بیہوشی تھی

بگفتا از نژاد آدمم من
کہا آدم کی اولاد سے ہوں میں
ز جنس آب و خاک عالمم من
قسم پانی اور خاک جہان یعنی اربعہ عناصر سے ہوں میں

ق

کنی دعوی کہ ہستم بر تو عاشق
کرتی ہے تو دعوے کہ میں تجھ پر عاشق ہوں
اگر ہستی درین گفتار صادق
اگر تو اس بات یعنی قول میں سچی ہے

حق مہر و وفای من نگہدار
حق محبت اور دوستی میری کا نگاہ رکھ
بہ بی جفتی رضاے من نگہدار
بے شادی ہونے کے حالت میں خوشی میری کا خیال رکھ

مکن دندان رسیدہ شکرت را
مت کر اپنے ہونٹھ کو دانت لگا ہوا یعنی کسی کو بوسہ دینا
مساز الماس دیدہ گوہرت را
مت کر الماس دیکھا یعنی بیدھا ہوا اپنے موتی یعنی بکر کو

ترا از من اگر بر سینہ داغ ست
تیرے سینے پر اگر مجھ سے داغ ہے
نہ پنداری کزان داغم فراغ ست
نہ گمان کر تو کہ اس غم سے مجھکو فراغت ہے

مرا ہم دل بدام تست در بند
میرا دل بھی تیرے جال میں قید ہے
ز داغ عشق تو ہستم نشان مند
تیرے عشق کے داغ سے میں ہوں داغ دار

زلیخا چون بدید آن مہربانی
زلیخا نے جب دیکھی وہ مہربانی
ز لعل او شنید این نکتہ رانی
ہونٹھ اس کے سے یہ باتیں سنیں

گرفت از نو پری دیوانہ را
پکڑا نئے سر سے پری نے ایک دیوانے کو
فتاد آتش بجان پروانہ را
پڑی آگ ایک پروانے کی جان پر

سحر مست از خیال خواب برخاست
صبح کو مست خواب کے خیال سے اٹھی
جگر پر سوز و دل پر تاب برخاست
کلیجہ بھرا ہوا سوز کا اور دل تڑپ کا بھرا ہوا اٹھی

بدل اندوہ او انبوہ تر شد
اس کے دل میں غم کا ہجوم زیادہ ہوا
بگردون دودش از اندوہ بر شد
برابر آسمان کے دھواں اس کے غم کا بلند ہوا

یکے صد گشت سودائی کہ بودش
ایک کا سو حصہ ہو گیا وہ سودا کہ تھا اس کو
ز حد بگذشت غوغائی کہ بودش
حد سے گذرا وہ شور کہ تھا اس کا

زمام عقل بیرون رفتش از دست
باگ عقل کی اس کے ہاتھ سے باہر گئی
ز بند پند و قید مصلحت رست
قید نصیحت اور قید مصلحت سے چھوٹی یعنی اچھے برے کی تمیز نہ رہی

ہمیدرید ہمچو غنچہ جیب جان چاک
مارکی یعنی کرتی تھی گل کی طرح گریبان جان کا چاک
چو لالہ خون دل میریخت بر خاک
مثل لالہ کے خون دل کا گراتی تھی خاک پر

گہی از مہر رویش روی میکند
کبھی اس کے منھ کی محبت سے منھ نوچتی تھی
گہی بر یاد زلفش موی می کند
کبھی اس کی زلف کی یاد پر بال اکھاڑتی یعنی کھسوٹتی تھی

پرستاران بہر سویش نشستند
گوندیاں ہر طرف اس کے بیٹھیں
بگرد مہر چو ہالہ حلقہ بستند
گرد چاند کے مثل ہالے کے حلقہ باندھا یعنی گھیر لیا

اگر زان حلقہ بودی ہیچ تقصیر
جب اس حلقہ سے کچھ کمی ہوتی یعنی لونڈیاں اٹھ جاتیں
برون جستی ز حلقہ راست چون تیر
باہر نکلتی حلقہ سے سیدھی مثل تیر کے

وگر نگرفتیش آن حلقہ دامان
اور جو نہ پکڑتا وہ حلقہ اس کا دامن
سوی برزن شدی سرو خرامان
گلی کی طرف خرامان ہوتا سرو یعنی گھر کے باہر کو چلتی

وگر بندش نکردے غنچہ کردار
اور جو اس کو قید نکرتے لوگ کلی کے مانند
چو گل بے پردہ کردی رو ببازار
پھول کی طرح بے پردہ نکل جاتی بازار میں

پدر زان واقعہ چون گشت آگاہ
باپ جب اس حال سے خبردار ہوا
دوا جو شد ز دانایان درگاہ
علاج چاہنے والا ہوا دربار کے حکیموں سے

بتدبیرش بہر راہے دویدند
اس کی فکر میں ہر ایک طرف لوگ دوڑے
بہ از زنجیر تدبیرش ندیدند
بہتر زنجیر یعنی قید سے اس کی تدبیر نہ دیکھی

بفرمودند پیچان ماری از زر
فرمایا ایک لہراتا ہوا سانپ یعنی زنجیر سونے کی تیار ہو
کہ باشد مہرہ دار از لعل و گوہر
جو کہ موتی اور لعل سے جڑاؤ ہووے

بسیمین ساقش آن مار گہر سنج
اس کی گوری کلائی میں وہ سانپ موتی تولنے والا یعنی زنجیر
در آمد حلقہ زن چون مار بر گنج
کنڈلی مارتا ہوا خزانہ پر مثل سانپ کے یعنی پھانسی گئی

زلیخا بود گنج خوبی آرے
زلیخا تھی خوبی کا خزانہ بیشک
بود ہر گنج را ناچار مارے
ہوتا ہر خزانے پر ایک سانپ

چو زرین مار زیر دامنش خفت
جب سنہرا سانپ نیچے اسکی آستین کے سویا یعنی زنجیر پہنائی گئی
ز دیدہ اشک سیماب زید و بگفت
آنکھوں سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی

مرا پای دل اندر عشق بند ست
میرے دل کا پانو عشق کی بیڑی میں ہے
ہمان بندم ازین عالم پسند ست
وہی بیڑی مجکو اس جہان سے پسند ہے

شکستہ ستی چرخ عمر فرسا ست
چالاکی آسمان عمر گھٹانے والی کی
بدین بندم چرا سازد گران پاے
اس بیڑی سے میرے پانو کیوں بھاری کرتی ہے

مرا خود قوت پای نمانده است
مجکو قوت ایک قدم کی آپ نہین رہی ہے
بہیچ آمد شدن رائی نمانده است
کچھ آنے جانے کا اندیشہ نہین رہا ہے

بدین بند گران پابستنم چیست
اس بھاری قید مین مجکو قید کرنا کیا ہے
بدین تیغ جفا دل خستنم چیست
اس ظلم کی تلوار سے میرا دل زخمی کرنا کیا ہے

فرو رفتست پای سرو در گل
گڑ گیا ہے پانون سرو کا کیچڑ مین یعنی میرا
رہ جنبش برو گشتست مشکل
راہ ہلنے کی اُس پر مشکل ہوگئی ہے

چہ حکمت باغبان بیند درینباب
کیا حکمت باغبان یعنی خدا دیکھتا ہے اس مقدمے مین
کہ زنجیرش نہد بر پای از آب
کہ زنجیر پانی سے اُسکے پانون پر رکھتا ہے

بپای دلبرے زنجیر باید
اُس معشوق یعنی یوسف کے پاؤن مین زنجیر کا ہونا چاہیے
کہ در یک لحظہ ہوش از من رباید
جو دم بھر مین ہوش مجھ سے لیجاتا یعنی بیہوش کرتا ہے

نباشد در نظر چندان درنگش
نہین رہتا ہے نظر مین اتنی دیر وہ
کہ بینم سیر روی لالہ رنگش
کہ دیکھون مین آسودہ ہوکر اسکا چہرہ سُرخ

زمن چون برق رخشان بگذرد زود
مجھ سے یعنی میری نگاہ سے مثل چمکنے والی بجلی کے جلد گذر جاتا ہے
بر آرد از دل پُر آتشم دود
نکالتا ہے میرے آگ بھرے ہوے دل سے دھوان

اگر یار شود بخت بلندم
اگر نصیب میرا مدد دیوے
بدین زنجیر زر پایش ببندم
اسی سونے کی زنجیر سے اُسکے پانون باندھون مین

ببینم روی او چندانکہ خواہم
دیکھون مین صورت اُس کی جتنی دیر چاہون مین
کزو روشن شود روز سیاہم
اوس سے روشن ہو میرا دن تاریک یعنی جدائی کا

چہ می گویم نگار ناز پرورد
کیا کہتی ہون مین معشوق پالے ہوے کو
ق **کہ گر بر پشت پانشیندش گرد**
اگر جو اُسکے پانون کی پیٹھ پر بیٹھی ہے خاک

بروی جان نشیند کوہ دردم
میری جان پر فوراً بیٹھ جاتا ہے پہاڑ یعنی ناگوار کمال ہوتا ہے
بساط شادمانے در نوردم
بچھونا خوشی کا لپیٹتی ہون مین یعنی غمگین ہوجاتی ہون

پسندم کی بود بر خاطرش بار
پسند مجکو کب ہووے اُس کے دل پر بوجھ
بسیمین ساق او از بند آزار
گوری کلائی پر ایذا بیڑی کی

مرا صد تیغ خوشتر بر دل تنگ
میرے دل تنگ پر سو تلوارین بہتر ہین
کہ در دامان او خاری زند چنگ
نہین اُسکے دامن مین یک کانٹا چنگل مارے یعنی چبھے

ازین افسانہاے عاشقانہ
ان عاشقانہ کہانیون یعنی باتون سے
یکے افتاد ناگہ بر نشانہ
ایک پڑی ایکبارگی نشانے پر

فتاد از زخم آن بر سینہ اش چاک
پڑا اُس کے زخم سے اُسکے سینہ پر شگاف
چو صید زخمناک افتادہ بر خاک
مثل زخمی شکار کے گر پڑی خاک پر

بہ بیہوشی زمانی گشت دمساز
بیہوشی سے کچھ دیر موافق یعنی بیہوش رہی
دگر آمد بحال خویشتن باز
پھر اپنے حال یعنی حواس مین آئی

بافسون دل دیوانہ خویش
واسطے اپنے دل دیوانہ کے بہلانے کے
ز سر آغاز کرد افسانہ خویش
شروع سے شروع کیا قصہ اپنا

گہی در گریہ گہ در خندہ میشد
کبھی روتی تھی کبھی ہنستی تھی
گہی می مرد و گاہی زندہ میشد
کبھی مرجاتی اور کبھی زندہ ہوتی تھی

ہمیشہ ہر دم از حالے بحالی
ہمیشہ ہر ایک دم ایک حال سے دوسرے حال مین
بدینسان بود حالش تا بسالی
اسی طرح رہا حال اُس کا ایک برس تک

در خواب دیدن زلیخا یوسف را نوبت سوم و نام و مقام وی را پرسیدن و بعقل و ہوش باز آمدن زلیخا

خواب مین دیکھنا زلیخا کا یوسف کو تیسری مرتبہ اور نام اور مقام انکا پوچھنا اور عقل اور ہوش مین پھر آنا زلیخا کا

بیا ای عشق پر افسون و نیرنگ
آؤ اے عشق منتر اور جادو بھرے ہوے
کہ باشد کار تو گہ صلح و گہ جنگ
کہ رہتا ہے کام تیرا کبھی ملاپ اور کبھی لڑائی

گہی فرزانہ را دیوانہ سازی
کبھی عقلمند کو سودائی بناتا ہے تو
گہی دیوانہ را فرزانہ سازی
کبھی دیوانے کو عقلمند کردیتا ہے تو

چو بر زلف پریرویان نہی بند
جو معشوقون کی زلف پر کوئی پیچ دیتا ہے یعنی دیتو
بزنجیر جنون افتد خردمند
دیوانہ پن کی زنجیر مین گر پڑے عقلمند

اگر زان زلف بندی بر کشائی
جب اُس زلف سے کوئی پیچ کھولے تو
چراغ عقل یابد روشنائی
چراغ عقل کا روشنی پاوے

زلیخا یک شبی بی صبر و بیهوش
ایک رات زلیخا بے صبر اور بیہوش نے
بغم همراز با محنت هم آغوش
غم سے ہم صحبت رنج سے پہلو بہ پہلو

ز جام درد دُرد آشامے کرد
درد کے پیالے سے تلچھٹ پی لیا
ز سوز عشق بے آرامے کرد
عشق کی آگ سے بیقراری شروع کی

کشید از مقنعه موے معنبر
کھینچے اوڑھنی سے خوشبودار بال یعنی ننگے سر ہوگئی
فشاند از آتش دل خاک بر سر
جھاڑی دل کی آگ سے سر پر خاک

بسجده پست سرو ناز خم کرد
سجدے کے واسطے پیٹھ سرو ناز کے پالے ہوئے یعنی زلیخا نے جھکائی
زمین را رشک گلزار ارم کرد
زمین کو رشک دینے والی باغ بہشت کی بنا دیا

ز نرگس ریخت اشک ارغوانی
آنکھ سے گرائے آنسو سرخ
چو سوسن کرد ساز خوش بیانی
مثل سوسن کے شروع کی خوش بیانی

شد از غمگین دل خود غصه پرداز
ہوئی غمگین دل اپنے سے رنج کا شغل کرنے والی
بیار خویش کرد این قصه آغاز
اپنے یار سے یہ کہانی شروع کی

که ای تاراج تو هوش و قرارم
کہ اے لوٹا ہوا تیرا ہوش اور قرار میرا
پریشان کردهٔ تو روزگارم
پریشان کیا ہوا تیرا زمانہ میرا

غمم دادی و غمخوارے نکردی
غم مجکو دیا تونے اور غمخواری نہ کی تو نے
دلم بردی و دلداری نکردی
دل میرا لے گیا تو اور دلداری نہ کی تو نے

ندانم نام تو تا سازمش ورد
نہین جانتی ہون مین تیرا نام کہ اسکا وظیفہ کروں مین
نیابم جاے تو تا گردمش گرد
نہین پاتی ہون مین جگہ تیری کہ گرد پھرون مین اس کے

بکار خویش مے بودم شکر خند
اپنے کام مین رہتی تھی مین خوش
کنون دربندم از تو چون نی قند
اسیر قید مین ہون تجھ سے مثل گنے کے یعنی جیسے گرہین گنے مین ہوتی ہین

چو غنچه [illegible] خوردم از تبسم خون
کلی کی طرح [illegible] غم سے خون کھایا مین نے
فتادم همچو گل از پرده بیرون
پڑی مین پھول کی طرح پردے سے باہر یعنی بدنام ہوئی

نمی گویم که در چشمت عزیزم
نہین کہتی ہون مین کہ تیری آنکھ مین بزرگ ہون مین
نه آخر مر ترا کمتر کنیزم
نہین آخر کو مین تیری حقیر لونڈی ہون مین

چه باشد گر کنیزی را نوازے
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو
ز بند محنتش آزاد سازے
رنج کے قید سے آزاد کرے مجکو

مبادا کس بخون آغشته چون من
مت ہو کوئی خون مین ڈوبا ہوا مثل میرے
میان خلق رسوا گشته چون من
خلق مین بدنام ہوئی میری طرح

دل مادر ز بدپیوندیم تنگ
دل ماں کا میری بری پیوند ہونے سے عاجز
پدر را آید از فرزندیم ننگ
باپ کو میرے لڑکے ہونے سے شرم آتی ہے

پرستاران مرا پدرود کردند
لونڈیاں میری کو رخصت کر دیا
بتنهاییم غم فرسود کردند
اکیلے مین صبر غم نے مجکو گھلا دیا

زدی آتش بجان چون من خسی را
لگائی تونے آگ مجھ ایسے تنکے یعنی لاغر کی جان مین
نسوزد کس بدینسان بیکسی را
نہین جلاتا ہے کوئی اسطرح کسی بیکس کو

بآن مقصود جان و دل خطابش
اسی جان اور دل کے مقصود یعنی یوسف سے خطاب اسکا
بدینسان بود تا بربود خوابش
اسی طرح رہا جب تک اسکو نیند آئی

چو چشمش مست شد از ساغر خواب
جب آنکھ اسکی مست ہوئی نیند کے پیالے سے
بخوابش آمد آن غارتگر خواب
اسکے خواب مین وہ نیند کا لوٹنے والا یعنی یوسف آیا

بشکل خوبتر از هرچه گویم
ساتھ اچھی زیادہ شکل کے جس چیز سے کہ کہوں مین
ندانم بعد ازین دیگر چه گویم
نہین جانتا ہوں مین آگے اس سے اور کیا کہوں مین

بزاری دست در دامانش آویخت
رونے مین ہاتھ اس کے دامن مین لٹکایا یعنی ڈالا
بپایش از مژه خون جگر ریخت
اسکے قدموں پر پلکوں سے خون کلیجے کا گرایا

که ای از محنت عشقت رمیده
کہ اے شخص تیرے عشق کی تکلیف مین بھاگا
قرارم از دل و خوابم ز دیده
قرار میرے دل سے اور نیند میری آنکھ سے

بپاکی کاینچنین پاک آفریدت
قسم اس پاک کی جسنے ایسا پاک پیدا کیا تجھکو
ز خوبان دو عالم برگزیدت
دونوں جہان کے معشوقوں سے پسند کیا تجھکو

که اندوه مرا کوتاهیم ده
کہ میرے رنج کو کمی دے
ز نام و شهر خویش آگاهیم ده
نام اور شہر اپنے سے مجھکو خبر دے

بگفتا گر بدین کارت تمام ست
کہا اگر اسی پر تیرے کام کا انجام ہے
عزیز مصرم و مصرم مقام ست
عزیز مصر کا ہوں میں اور مصر میرا مقام ہے

بمصر از خاصگان شاه مصرم
مصر مین بادشاہ مصر کے خاصوں سے ہون مین
عزیزے داد عز و جاه مصرم
اس عزیز نے دیا عز و جاہ مصر کا مجکو

زلیخا چون ز جانان این نشان یافت
زلیخا نے جو معشوق سے یہ پتا پایا
تو گوئی مردهٔ صد ساله جان یافت
تو کہے سو برس کے مردے نے جان پائی

رسیدش بعد از آن گفتار چون نوش
ہونچا اُس کے یعنی زلیخا کے بعد اُن آبحیات کی سی باتون کے
به تن زور و بدل صبر و بجان هوش
بدن مین طاقت اور دل مین صبر اور جان مین ہوش

از آن خوابی که دید از بخت بیدار
اُس خواب سے کہ دیکھا جاگتے ہوئے نصیبہ سے
اگرچه خفت مجنون خاست هشیار
اگرچہ سوئی تھی دیوانی اٹھی ہوش سے درست

خبر زان مه که در دل جوشش آورد
اس چاند یعنی یوسف کی خبر نہین اسکے دل مین جوش لائی
دگر باره بعقل و هوشش آورد
دوبارہ عقل اور حواس مین اس کو لایا

کنیزان را ز هر سو داد آواز
لونڈیون کو ہر طرف سے آواز دی
که ای با من درین اندوه دمساز
کہ اے میرے ساتھ اس غم مین شریک

پدر را مژدهٔ دولت رسانید
باپ کو خوشخبری دولت کی ہونچاؤ تم
دلش از آتش محنت رهانید
اُس کے دل کو رنج کی آگ سے چھڑاؤ تم

که آمد عقل و دانش سوی من باز
کہ ہوش حواس آ گئے طرف میرے یعنی مجھ مین پھر
روان شد زاب فته جوی من باز
جاری ہو گیا پانی میری نہر کا پھر

بیا بردار بند زر ز سیم
اٹھاؤ بیڑی سنہری میری چاندی یعنی گوری کلائی کی
که نبود از جنون من بعد بیم
کہ نہو ویگا دیوانگی سے پھر خوف مجھکو

چو مُد عل سیم را در بند مگذار
مال جمع کرنیوالے یعنی کنجوس کے چاندی کو قید مین چھوڑ
بدست خویش بند از سیم بردار
اپنے ہاتھ سے قید چاندی سے اٹھا یعنی بیڑی میری کاٹ دے

پدر را چون رسید این مژده در گوش
باپ کے کان مین جو یہ خوشخبری پہونچی
باستقبال آن رفت از سر هوش
واسطے پیشوائی اُس کی کے گیا سر اُس کے سے ہوش

برسم عاشق اوّل ترک خود کرد
عاشق کی طرح پہلے چھوڑنا خودی کا کیا یعنی بیخود ہو گیا
وزان پس روسوی آن سرو قد کرد
اور اس سے پیچھے منھ طرف اس سرو قد یعنی زلیخا کے کیا

دهان بکشاد آن مار دو سر را
منھ کھولا اس دو منھے سانپ یعنی زنجیر کا
رها ند از بند غم آن سیمبر را
چھڑایا قید غم سے اُس معشوق یعنی زلیخا کو

پرستاران بپایش سر نهادند
لونڈیون نے اُس کے قدمون پہ سر رکھا
بزیر پاش تخت زر نهادند
اُس کے پاؤن کے نیچے تخت سونے کا رکھا

نشاندندش فراز مسند ناز
بٹھایا اُس کو اوپر مسند ناز کے
بزرین تاج کردندش سرافراز
سنہرے تاج سے اُس کو سرفراز کیا

پریرویان ز هر جا جمع گشتند
خوبصورتین یعنی سہیلیان ہر جگہ سے جمع ہوئین
همه پروانهٔ آن شمع گشتند
سب پروانہ اُس شمع یعنی زلیخا کی ہوئین

بهمزادان چو در مجلس نشستی
ہمجولیون مین جو بیچ مجلس کے بیٹھتی
چو طوطی لعل او شکر شکستی
طوطی کی طرح اس کے ہونٹھ میٹھی باتین کرتے

سر درج حکایت باز کردی
منھ ڈبہ حکایت کا کھولتی
ز هر شهری سخن آغاز کردی
ہر ایک شہر سے بات شروع کرتی

ز روم و شام گشتی نکته انگیز
روم اور شام سے ہوتی بارکی اٹھانیوالی
شدی از ذکر مصر اندر شکر ریز
ہوتی مصر کے ذکر سے شکر ریزی مین

حدیث مصریان کردی سرانجام
باتین مصر والون کی کرتی ختم
که تا بردی عزیز مصر را نام
تا کہ لیجاے یعنی لے عزیز مصر کا نام

چو این نامش گرفتی بر زبان جای
یہ نام جس کی زبان پر جگہ پکڑتا یعنی آتا
در افتادی بسان سایه در پای
سایے کی طرح اُس کے قدمون پر گر پڑتی

ز ابر دیده سیل خون فشاندی
آنکھون کی بدلی سے سیلاب خون کا جھاڑتی یعنی بہاتی
نوای ناله بر گردون رساندی
آواز فریاد کی آسمان پر پہونچاتی

بروز و شب همه این بود کارش
تمام دن اور رات یہی تھا کام اُس کا
سخن از یار راندی وز دیارش
باتین یار سے چلاتی۔ یعنی کہتی اور اُسکے ملک سے

بدین گفتار خوش گشتی سخن کوش
ان باتون مین اچھی طرح باتین کرتی
وگرنه بودی از گفتار خاموش
اور جو نہین بولنے سے چپ رہتی

آمدن رسولان بخواستگاری زلیخا و تنگدل برگشتن آنها

آنا قاصدون کا واسطے مانگنے یعنی منگنی کرنے زلیخا کے اور واپس لوٹ جانا اُن کا

زلیخا گرچه بود آشفته حالش
زلیخا کا اگرچہ وہ پریشان حال تھا
جهان پر بود از صیت جمالش
جہان اُس کی خوبصورتی کے آوازے سے بھرا تھا

بہر جا قصۂ حسنش رسیدے
ہر جگہ قصہ اس کے حسن کا پہونچتا
سران ملک را سودای او بود
ملکوں کے پادشاہوں کو سودا اس کا تھا
بہر وقت آمدی از شہریاری
ہر وقت آتا تھا ایک پادشاہ کے پاس سے
درین فرصت کہ از قید جنون رست
اس عرصے میں کہ قید دیوانہ پن سے چھوٹی
ق
رسولان از شہ ہر مرز و ہر بوم
قاصد ہر سرحد اور مقام کے پادشاہ کے
فزون از دہ تن از رہ در رسیدند
زیادہ دس آدمیوں سے برابر پہونچے
یکے منشور ملک و مال در مشت
ایک کے ہاتھ میں ملک اور مال دینے کا فرمان
کہ ہر یک تحفۂ کشورستانیست
کہ ہر ایک تحفہ ایک پادشاہ کا ہے
بہر جا رو نہد آن غیرت خور
جس جگہ رخ کرے یعنی جاوے وہ آفتاب کی شرمندہ کرنیوالی
بہر کشور کہ گردد جلوہ گاہش
جس ملک میں کہ ہو اس کے جلوے کی جگہ
اگر گیرد چو مہ در روم آرام
جو اختیار کرے چاند کی طرح روم میں آرام
اگر آرد بسوی روم آہنگ
جو لاوے ارادہ طرف روم کے
بدین دستور ہر قاصد پیامے
اسی طرح سے ہر قاصد ایک پیغام

شدی مفتون او ہر کس شنیدے
ہوتا عاشق اس کا جو شخص سنتا
بزم خسروان غوغای او بود
بادشاہوں کی محفل میں غل اس کا تھا
بامید وصالش خواستگاری
اس کی ملاقات کی امید میں ایک مانگنے والا یعنی منگنی کیلیے
بتخت دلبری ہشیار بنشست
معشوقی کے تخت پر ہوشیار بیٹھی
چو شاہ ملک شام و کشور روم
مثل پادشاہ شام اور پادشاہ روم کے
بدرگاہ جلالش آرمیدند
اس کی یعنی زلیخا کی بزرگ درگاہ میں آرام کیا یعنی آئے
یکے مہر سلیمانے در انگشت
ایک کی انگلی میں مہر سلیمانی یعنی پادشاہی انگوٹھی
ز شاہی خواستگاری را نشانیست
ہر پادشاہت خواہش کا ایک نشان ہے
بود آن تختگاہش تاج بر سر
ہووے اپنی پادشاہت کا تاج اس کے سر پر
بود دیہیم شاہی خاک راہش
ہووے تاج اس پادشاہ کا اس کی راہ کی خاک
دعا ہی او کند از صبح تا شام
دعا اس کو کرے یعنے وے صبح سے شام تک
غلام او شود از روم تا زنگ
غلام اس کا ہووے روم سے زنگ تک
ہمی گفت از لب فرخندہ نامی
بیان کرتا تھا ہونٹھ سے ایک مبارک نام

زلیخا را چو زین معنی خبر شد
زلیخا کو جو اس بات سے خبر ہوئی
کہ با انیان ز مصر آیا کسی ہست
کہ آیا ان میں مصر سے کوئی شخص ہے
بسوی مصریانم می کشد دل
طرف مصر والوں کے مجکو کھینچتا ہے دل
نسیمے کز دیار مصر خیزد
جو ہوا کہ شہر مصر سے اٹھے
مرا خوشتر از آن باد صد بار
مجکو اس ہوا سے سو درجے بہتر ہے
درین اندیشہ بود او کش پدر خواند
اسی فکر میں تھی کہ اس کو باپ نے بلایا
بگفت ای نور چشم و شادی دل
کہا اے روشنی آنکھ کی اور خوشی دل کی
بدار الملک خوبی شہریاران
خوبی کی بادشاہت میں پادشاہ
بدل داغ تمنای تو دارند
دل میں داغ تیری آرزو کا رکھتے ہیں
بسوی ما بامید قبولے
طرف ہمارے قبول کرنے کی امید پر
بگویم داستان ہر رسولے
سنتا ہوں میں داستان ہر قاصد تجکو
بہر کشور کہ افتد دولت میل
طرف جس ملک کے کہ پڑے یعنی ہو تیرے دل میں خواہش
پدر میگفت او خاموش می بود
باپ کہتا تھا وہ چپ رہتی تھی

ز اندیشہ دلش زیر و زبر شد
فکر سے دل اس کا الٹ پلٹ ہو گیا
کہ عشق مصریانم پشت بشکست
کیونکہ مصر والوں کے عشق نے میری پیٹھ توڑ دی یعنی عاجز کیا
ز مصر ار قاصدی نبود چہ حاصل
مصر سے جو نہووے کوئی قاصد کیا فائدہ
کہ در چشمم غبار مصر ریزد
بلکہ میری آنکھ میں گرد مصر کی چھانے
کہ آرد نافہ از صحرای تاتار
جو لاوے تاتار کے جنگل سے نافہ یعنی خوشبو
پدر رو وارش بہ پیش دیدہ بنشاند
باپ کے اس کو نظر کے سامنے بٹھایا
ز پیوندش نخواہم آزادی دل
قید سے مجھ سے آزادی دل کی
بتخت شہریارے تاجداران
تخت پادشاہی سے پادشاہ
بسینہ تخم سودای تو کارند
سینے میں بیج تیرے عشق کا بوتے ہیں
رسید اینک ز ہر ملکی رسولے
پہونچے اب تک ہر ایک ملک سے ایک قاصد
ببین تا کہ می افتد قبولت
دیکھ تجکو کون پسند پڑتا ہے
سر افرازم بر دو ی شاہ آن خیل
سر ... اس گروہ کا پادشاہ کرون میں
بہو ہی آشنائی گوش می بود
اس آشنا یعنی یوسف کی امید میں سننے والی تھی

خوشا گوش سخن کردن زجائی
بہت اچھا بات سن لینا اُس جگہ سے
بامید حدیث آشنائی
اُس آشنا یعنی یوسفؑ کے ذکر کی اُمید پر

زشاہان قصہ ہائی دری آورد
بادشاہون کے ذکر پے در پے لایا یعنی بیان کیے
ولی از مصریان دم بر نیاورد
اور لیکن مصر والون سے سانس نہ لی یعنی کچھ نہ کہا

زلیخا دید کز مصر و دیارش
زلیخا نے دیکھا کہ مصر اور اُس گھر سے
نیامد ہیچ قاصد خواستگارش
نہ آیا کوئی قاصد اس کا مانگنے والا

زدیدار پدر نومید برخاست
باپ کے دیکھنے یعنی سامنے سے نا امید اٹھی
زغم لرزان چو شاخ بید برخاست
غم سے شاخ بید کی طرح کانپتی اُٹھ گئی

بنوک دیدہ مروارید می سفت
دیدے کی نوک یعنی پلکون کے بال سے موتی بیدھتی تھی
زدیدہ اشک می بارید و میگفت
آنکھون سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی

مرا اے کاشکے مادر نمیزاد
مجھکو اے افسوس مان پیدا نہ کرتی
وگر میزاد پس شیرم نمیداد
اور اگر جنتی پھر دودھ مجھکو نہ دیتی

ندانم بر چہ طالع زادہ ام من
نہین جانتی ہون مین کس وقت پیدا ہوئی ہون مین
بدین طالع کجا افتادہ ام من
ایسا نصیبہ کہان سے پڑا ہے میرا یعنی بدقسمت ہون مین

اگر برخیزد از دریا سحابے
جو اُٹھے دریا سے ایک بدلی
کہ ریزد بر لب ہر تشنہ آبے
کہ گراوے ہر پیاسے کے ہونٹھ پر ایک پانی

چو رہ سوئے من لب تشنہ آرد
جو راہ طرف مجھ پیاسی کے لاوے یعنی اگر پانی برسے
بجائے آب جز آتش نبارد
بجای پانی کے سوا آگ کے نہ برسے یعنی میری بدقسمتی سے آگ برساوے

ندانم اے فلک با من چہ داری
نہین جانتی ہون مین اے آسمان مجھ سے کیون بغض رکھتا ہے تو
چو خویشم غرق خون دامن چہ داری
اپنی طرح میرا دامن خون کا ڈوبا ہوا کیون رکھتا ہے تو

گرم ندہی بسوی دوست پرواز
جو مجھکو طرف دوست کے اڑنے نہین دیتا ہے تو
از و باری چنین دورم مینداز
اُس سے بارے اتنی دور مجھکو مت پھینک

گر از من مرگ خواہی مُردم اینک
جو میری موت چاہے تو مر گئی مین ابھی سے
زبیداد تو جان بسپردم اینک
ظلم سے تیرے جان سونپی مین ابھی سے

وگر خواہی مرا در رنج و اندوہ
اور اگر چاہے تو مجھکو رنج اور غم مین
نہادی بر دلم صد رنج چون کوہ
رکھے تونے میرے دل پر سو رنج مثل پہاڑ کے

بزیر کوہ کاہے چند باشد
نیچے پہاڑ کے ایک تنکا کتنا ہو یعنی کیا معلوم ہو
بموج غم گیاہے چند باشد
غم کی لہر مین ایک گھاس کتنی ہووے یعنی کیا معلوم ہو

دلم از زخم تو صد جای ریش ست
دل میرا تیرے زخم سے سو جگہ زخمی ہے
اگر رحمی کنی برجای خویش ست
جو تو ایک رحم کرے اپنی جگہ پر یعنی بجا ہے

اگر من شاد و گر غمگین ترا چہ
جو مین خوش اور جو رنجیدہ تجھکو کیا غم
وگر من تلخ و گر شیرین ترا چہ
اور جو مین کڑوی اور جو میٹھی تجھکو کیا فکر

وگر شد خرمنم بر باد گو شو
اور جو ہوا کھلیان میرا برباد کہہ ہو جاے
دو صد خرمن ازین بر تو بیک جو
دو سو کھلیان اس سے تیرے نزدیک برابر ایک جو کے

کیم من از وجود من چہ خیزد
کیا ہون مین میرے ذات سے کیا اُٹھے یعنی کیا ہو سکے
وزین بود و نبود من چہ خیزد
اور اس ہونے اور نہونے میرے سے کیا ہو سکے

ہزاران تازہ گل بر باد دادی
ہزارون تازہ پھول یعنی نوجوانون کو برباد کیا تو نے
زداغ مرگ بر آتش نہادی
موت کے داغ سے بہت اگر ... یعنی جلا دیے تو نے

کجا گردد ترا خاطر پریشان
کہان ہو تیرا دل پریشان
کہ من باشم یکے دیگر ز ایشان
کہ مین ہون ایک دوسری انھین یعنی مرے اور جلے ہوؤن سے

بصد افغان و درد آن روز تا شب
سو فریاد اور درد سے اُس روز رات تک
درون چون غنچہ از خون لبالب
دل کلی کی طرح خون سے زلیخا کا بھرا ہوا

سرشک از دیدہ نمناک میریخت
آنسو دیدۂ تر سے گراتی تھی
ز دست غصہ بر سر خاک میریخت
غصہ کے ہاتھ سے سر پر خاک گراتی تھی

پدر چون دید شوق و بیقرارش
باپ نے اس کے شوق اور بیقراری کو جو دیکھا
ز سودائی عزیز مصر زارش
عزیز مصر کے عشق سے رونا اُس کا

رسولان را بخلعتہاے شاہی
قاصدون کو ساتھ بادشاہی خلعتون کے
اجازت داد و لب پُر عذر خواہی
حکم دیا اور ہونٹھ عذر خواہی کا بھرا ہوا یعنی عذر سے

کہ ہست از بہر این فرزانہ فرزند
کہ اُس عقلمند لڑکی کے واسطے
زبانم با عزیز مصر در بند
زبان میری ساتھ عزیز مصر کے بیچ گرہ کے

بود روشن بر دانش پرستان
ظاہر ہو یعنی ہے عقلمندون پر
کہ باشد دست پیشینہ ستان
کہ ہوتا ہے غالب ہاتھ پیشینہ ... کا

زبان ہر ازین بہ مثل نیست
جہان کی زبان پر اس سے بہتر مثال نہین ہے
کہ گوید دست پیشین را بدل نیست
کہ کہتے ہین اگلے ہاتھ کا بدلا نہین ہے

رسولان زان تمنا در گذشتند
قاصد اُس آرزو سے درگذرے
ز پیش باد بر کف باز گشتند
اُسکے آگے سے ہو ہتھیلی پر یعنی نامراد پھرے

فرستادن پدر زلیخا قاصد را بسوی عزیز برای خواستگاری زلیخا

بھیجنا زلیخا کے باپ کا قاصد کو عزیز مصر کی طرف زلیخا کی منگنی کے لیے

زلیخا داشت از دل بر جگر داغ
زلیخا رکھتی تھی دل سے کلیجے پر داغ
ز نومیدی فزودش داغ بر داغ
ناامیدی سے اُس کے داغ پر داغ زیادہ ہوا

بود ہر روز را از دور سپیدی
ہوتا ہے ہر دن کے لیے زمانہ سپیدی یعنی روشنی کا
بجز روز سیاہ ناامیدی
سوا دن اندھیرے نا امیدی کے

پدر چون بہر مصرش خستہ جان دید
باپ نے جو واسطے مصر کے اُس کو نیم جان دیکھا
علاج خستہ جانش اندران دید
دوا اُس کی زخمی جان کی اس مین دیکھی

کہ دانای براہ مصر پوید
کہ ایک قاصد طرف راہ مصر کے دوڑے یعنی جاوے
علاجش از عزیز مصر جوید
علاج اُس کا عزیز مصر سے ڈھونڈھے

برد از وی پیامی چند با او
لیجاوے اُس سے چند پیام اُس کے پاس
زلیخا را دہد پیوند با او
زلیخا کو پیوند دے یعنی بیاہے ساتھ اُس کے

ز نزدیکان یکی دانا گزین کرد
پاس والون مین سے ایک قاصد کو پسند کیا
ز دانائی ہزارش آفرین کرد
اُس کی عقلمندی سے ہزارون تعریفین کین

بداد از تحفہا صد گونہ چیزش
دین سیکڑون قسم کی چیزین اُس کو تحائف سے
برفتن راہی زد سوی عزیزش
واسطے جانے کے تجویز کیا طرف عزیز کے اُس کو

پیامش داد کای دور زمانہ
پیام اُس کو دیا کہ اے عزیز مصر گردش زمانہ نے
ترا بوسید خاک آستانہ
چومی تیری خاک آستانے کی

بہر روز از نوازشہای گردون
ہر روز آسمان کی مہربانیون سے
عزیزی بر عزیزی بادت افزون
بزرگی پر بزرگی تیری زیادہ ہوجیو

مرا در برج عصمت آفتابیست
پاکدامنی کے برج مین میرا آفتاب یعنی زلیخا ہے
کہ مہ را در جگر افتادہ تابیست
جس سے چاند کے کلیجے مین ایک پیچ و تاب پڑا ہے

ز اوج ماہ برتر پایہ او
چاند سے بلند مرتبہ اُس کا
ندیدہ دیدۂ خور سایہ او
نہ دیکھا دیدہ آفتاب نے سایہ اس کا

ز گوہر در صدف صافی بدن تر
سیپ کے اندر کے موتی سے بدن زیادہ صاف
ز اختر در شرف پرتو فگن تر
برج شرف کے ستارہ سے روشن زیادہ

کند پوشیدہ رخ مہ را نظارہ
دیکھتی ہے منہ چھپا کر چاند کو
کہ ترسد بیندش چشم ستارہ
کہ ڈرتی ہے دیکھے گی ستارون کی آنکھ

جز آئینہ کسی کم دیدہ رویش
سوا آئینے کے کسی نے کم دیکھا منھ اُس کا
بجز شانہ کسی نگشودہ مویش
سوا کنگھی کے کسی نے نہ کھولا بال اُس کے

نباشد غیر زلفش را میسر
سوا اُس کی زلف کے کسی کو میسر نہوتا یعنے نہ ہوا
کہ گاہی افگند در پای او سر
کہ کبھی اُسکے پاؤن پر سر ڈالے یعنی رکھے

بصحن خانہ چون گردد خرامان
گھر کے صحن مین جب ٹہلے
نیارد پای بوسش غیر دامان
نہ قدم چومے اُسکے کوئی سوا دامن کے

ندیدہ سیب او مشاطہ در مشت
نہ دیکھا سیب زنخدان اُسکے کو کنگھی کرنیوالی کی مٹھی مین
نسودہ بر لبش نیشکر انگشت
نہ گھسی اُسکے ہونٹھ پر گنے نے انگلی یعنی کسی نے ہاتھ نہین لگایا

جمال او ز گل دامن کشیدہ
اُس کی خوبصورتی نے پھول سے دامن بچایا
کہ پیراہن بہ بدنامی دریدہ
کہ اُس نے لباس بدنامی سے چاک کیا

ز نرگس چشم او پوشیدہ رخسار
اُس کی آنکھ نے نرگس سے چھپایا منھ
کہ نرگس خیرہ چشم است و قدح خوار
کہ نرگس بے حیا ہے اور شراب پینے والی

نہ پوید در فروغ مہر یا ماہ
نہین دوڑتی یعنی چلتی ہے آفتاب یا چاند کی روشنی مین
کہ تا با او نگردد سایہ ہمراہ
تاکہ سایہ اُس کے ساتھ نہ ہو جاوے

گذر بر چشمہ چون کس نیفتد
گذر اُس کا نہر کے چشمہ پر نہین پڑتا ہے
کہ چشم عکس بر رویش نیفتد
کہ آنکھ عکس کی اُس کے منھ پر نہ پڑے

درون پردہ منزلگاہ کردہ
پردے کے اندر مقام کیے ہوئے
ولی صد شور از بیرون پردہ
اور لیکن سو آوازین پردے کے باہر سے

همه شاهان هوا خواهان اویند
تمام بادشاہ چاہنے والے یعنی عاشق اس کے ہین
خراب لطف ناگاهان اویند
خراب کیے ہوے اس کی کبھی کبھی مہربانی کے ہین

سرافرازان ز حد روم تا شام
بڑے بڑے سردار سرحد روم سے ہے شام تک
همه از شوق او خون دل آشام
سب اوسکے شوق سے دلکا خون پینے والے یعنی عاشق

ولی او در نیارد سر بهر کس
ولیکن وہ نہین لاتی ہے خیال کسی کی طرف
هوای مصر در سر دارد و بس
خواہش مصر کی سر مین رکھتی ہے اور بس

نگردد خاطر او رام با روم
نہین ہوتا ہے دل اس کا متوجہ طرف روم کے
شمارد آب و خاک شام را شوم
گنتی ہے یعنی سمجھتی ہے شام کی آب و ہوا کو منحوس

براه مصر چشم او سبیل ست
مصر کی راہ مین آنکھ اس کی روان ہے
براه مصر اشکش رود نیل ست
مصر کی راہ مین آنسو اسکے دریاے نیل ہین

همانا خاک او زانجا سرشتند
تحقیق کر خاک اسکی اس جگہ سے گوندھی یعنی مٹی مصر کی تھی
برات رزق او آنجا نوشتند
حصہ اس کی روزی کا اس جگہ لکھا

ندانم سوی مصرش این کشش چیست
نہین جانتا ہون مین مصر کیطرف اسکو یہ آمیزش کیون ہے
هوا انگیز طبعش آن طرف چیست
طبیعت اس کی اس طرف خواہش کرنیوالی کیون ہے

اگر افتد قبول رای عالی
اگر عقل برتر کے پسند پڑے یعنی آپ کہین
فرستیمش بآن دلکش حوالی
بھیجین ہم اس کو اس دل کھینچنے والی طرف

اگر نبود پی صدر خانه خوبی
اگر نہو ہیچ دولتخانہ کے کوئی لائق + + +
بود خدمتگری را خاکروبی
ہو خدمتگاری کے لیے ایک جھاڑو دینے والی

عزیز مصر چون این مژده بشنود
عزیز مصر نے جو یہ خوشخبری سنی
کلاه فخر بر اوج فلک سود
تاج فخر کا آسمان کی بلندی پر رکھا یعنی اپنا فخر سمجھا

تواضع کرد و گفتا من که باشم
عاجزی کی اور کہا مین کون ہون
که در دل تخم این اندیشه پاشم
کہ دل مین اس خیال کا بیج چھڑکون یعنی بوؤن مین

ولی چون شه مرا برداشت از خاک
ولیکن جب بادشاہ نے مجھکو خاک سے اٹھایا یعنی معزز کیا
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
اگر آسمان سے سر بلند کرون مین لائق یعنی بجا ہے

من آن خاکم که ابر نو بهاری
مین وہ خاک ہون کہ بدلی نو بہار کی
کند از لطف بر من قطره باری
مہربانی سے مجھ پر بوند برساوے

اگر بر روید از تن صد زبانم
جو پیدا ہون سو زبانین میرے بدن سے
چو سبزه شکر لطفش کی توانم
گھاس کی طرح شکر اسکی مہربانی کا کب سکون مین

برین لطفی که شه کردست اظهار
اس مہربانی پر کہ بادشاہ نے ظاہر کی ہے
بود واجب اگر بختم شود یار
واجب ہے جو نصیبہ میرا ہو مددگار

کنم از فرق پا وز دیده نعلین
بناؤن مین سر سے پاؤن اور دیدہ سے جوتہ
شوم سویش روان بالراس والعین
اس کی طرف روانہ ہون مین بسر و چشم

ولی باشاه مصر آن کان فرهنگ
لیکن بادشاہ مصر سے اس کان دانائی نے
چنانم در گرفته خدمتی تنگ
ایسا سخت گرفتار مجھکو ایک خدمت مین کیا

که گر یک ساعت از وی دور گردم
کہ اگر گھڑی بھر اس سے دور ہو جاؤن مین
به تیغ سطوتش رنجور گردم
دبدبے کی تلوار سے بیمار ہون مین

درین خدمت مرا معذور دارد
اس خدمت سے مجکو معاف رکھے
گمان نخوت از من دور دارد
شبہ غرور کا مجھ سے دور رکھے

اگر گوید برای حق گزاری
اگر کہین واسطے حق ادا کرنے کے
روان سازم دو صد زرین عماری
روانہ کرون مین دو سو سونے کی عماریان

هزاران از کنیزان و غلامان
ہزارون لونڈی اور غلامون سے
صنوبر قامتان طوبی خرامان
سرو کے ایسے قد طوبے کی طرح خرام کرنے والے

غلامانی ز بس نیکو سرشتی
غلام ایسے انتہا کے نیک خصلت
مصفا تر ز غلمان بهشتی
غلمان بہشتی سے زیادہ گورے

ز شیرینی دهان شان در شکر خند
ان کے منھ کی مٹھائی سے راحت ہوتے ہین
ز لعل و زر همه موی کمر بند
لعل اور سونے سے سب کمر پٹکا باندھے ہوے

میان بسته کله گوشه شکسته
کمر باندھے ٹوپی کا کونا توڑے ہوے
بزرین خانهای زین نشسته
سنہرے زین سواری پر بیٹھے ہوے

کنیزان همه در حلهٔ نور
سب لونڈیان نور کے لباس مین
چو حوران از قصور آب و گل دور
مانند حورون کے پانی اور مٹی کے قصور سے دور

معنبر طره‌ها بر گل گشاده
خوشبودار زلفین پھول یعنی گال پر کھولے ہوے
مقوس طاقها بر مه نهاده
قوس کیے ہوے طاق چاند پر رکھے ہوے

زهر گوهر بخود بر بسته زیور
ہر جواہرات سے آپ بندھے ہوئے زیور
نشسته جلوه گر در هودج زر
بیٹھے ہوئے جلوہ کرنے والے سنہری عماری مین

ز ارباب کیاست هر که باید
عقلمندون سے جو شخص کہ چاہیے
ز ارکان فراست هر که شاید
عقلمندون سے جو شخص کہ لائق ہووے

فرستم تا بصد اعزازش آرند
بھیجون مین تا کہ سیکڑون بزرگیون سے اُس کو لاوین
بدین خلوتسرای نازش آرند
اس محلسرائے ناز مین اُس کو لاوین

چو دانا قاصد این اندیشه بشنید
جو دانا قاصد نے یہ انتظام سنا
بسجده سر نهاد و خاک بوسید
سجدے مین سر رکھا اور زمین چومی

که ای مصر از تو دیده صد عزیزی
کہ اے عزیز مصر جنے دیکھے تجھ ایسے سیکڑون بادشاہ
ز تو گشته کرم در تازه چیزی
تجھ سے ہوئی ہر ایک چیز مین بخشش تازہ

شه ما را سر خیل و حشم نیست
ہمارے بادشاہ کو خیال نوکر چاکرون کا نہین ہے
به پیش هر چه گفتی هیچ کم نیست
آگے اوس کے جو کچھ بیان کیا تو نے کچھ بھی نہین

غلامان و کنیزان هر چه دارد
غلام اور لونڈیان جو کچھ کہ رکھا ہے
نیارد در شمارے گر شمارد
نہین گن سکتا ہے کوئی اگر شمار کرے

ببزم خلوتش فرخنده بختان
محفل تنہائی اُس کی خوش نصیب یعنی امیر
بود افزون تر از برگ درختان
زیادہ تر ہین درخت کی پتیون سے

ز دستش بذل گوهرهای تابان
اُن کے ہاتھ کے خرچ کیے یعنے دیے ہوے موتی روشن
بود افزون تر از ریگ بیابان
زیادہ تر ہین اس سے موتی جنگل کی ریت سے

مراد او قبول خاطر تست
مراد اُس کی پسند خاطر ہونا تیرا ہے
خوش آنکس کو قبول خاطر تست
اچھا وہ شخص جس کے پسند خاطر تو ہے

چو آن میوه خورای خوانت افتاد
جو وہ میوہ لائق تیرے خوان کے معلوم ہوا یعنی زلیخا تیرے قابل ہے
بزودی پیش تو خواهد فرستاد
جلد آگے تیرے بھیجے گا

نسیم قبول از جانب مصر وزیدن و عماری زلیخا را

ہوا قبول ہونے کی مصر کی طرف سے چلنا اور عماری زلیخا کی

چون محمل گل به مصر کشیدن

مثل ٹوکرے پھول کی طرف مصر کے کھینچنا

جو از مصر آمد آن مرد خردمند
جو مصر سے آیا وہ مرد عقلمند یعنے قاصد
که از جان زلیخا بگسلد بند
کہ جان سے زلیخا کی بیڑی توڑے یعنی کاٹے

خبرهای خوش آورد از عزیزش
خوشخبریان وہ عزیز کے پاس سے لایا
تهی از خویش و پُر کرد از عزیزش
خالی خودی سے کیا اور بھرا عزیز سے اُسکو

گل بختش شگفتن کرد آغاز
اُس کے نصیبہ کے پھول نے کھلنا شروع کیا
همای دولتش آمد بپرواز
ہمائے دولت اُسکی یعنی زلیخا کی پرواز مین آئی

ز خوابی بندها بر کارش افتاد
اُس خواب سے بیڑیان اُس کے کام پر پڑین
خیالی آمد و آن بند بگشاد
ایک خیال آیا اور اوس کی بیڑی کھولی

بلی هر جا نشاط و یا ملالیست
ہان جس جگہ کوئی خوشی یا کوئی رنج ہے
بگیتی در ز خوابی یا خیالیست
جہان مین کسی خواب یا کسی خیال سے ہے

خوش آنکس کز خیال خواب بگذشت
اچھا وہ شخص کہ خیال اور خواب سے گذرا
سبکسار از چنین گرداب بگذشت
ہلکا بس بھنور سے گذرا

زلیخا را پدر چون شادمان یافت
زلیخا کو باپ نے جو خوش پایا
بترتیب جهاز او عنان تافت
درستی جہیز اُس کے مین باگ پھیری یعنی مصروف ہوا

مهیا ساخت بهر آن عروسی
موجود کین اس کے لیے دولہن کی طرح
هزاران لعبت چینی و روسی
ہزارون لونڈیان چین اور روس کی

همه بسته دهان و نارپستان
سب تنگ دہن اور انار کی سی چھاتیان
عذارشان گلستان بر گلستان
رخسارے اُن کے باغ باغ یعنے سرخ سرخ

نهاده عقد گوهر بر بناگوش
رکھے ہوے لڑیان موتی کی کان کی لو پر
کشیده قوس مشکین گوش تا گوش
کھینچے ہوے کمان یعنی ابرو کان سے کان تک

چو برگ گل بوقت صبح تازه
مثل پھول کے پتیون کے صبح کے وقت تازہ
ز رنگ وسمه پاک و عار غازه
شرم وسمہ لگانے اور شرم گلگونے سے پاک

نغولہ بستہ بر لالہ ز عنبر
جوڑا باندھا رخسارے پر عنبر یعنی زلف سے

ز گوش آویزہ کردہ لولوی تر
کان سے آویزہ کیے ہوئے موتی آبدار

ہزار امرد غلام فتنہ انگیز
ہزار نوجوان غلام فساد اوٹھانے والے

بعشوہ جانستان و رغمزہ خونریز
ادا سے جان لینے والے اشارے سے خون کرنے والے

کلاہ لعل بر سر کج نہادہ
ٹوپی سُرخ سر پر ٹیڑھی رکھے ہوئے

گرہ از کاکل مشکین گشادہ
گرہ یعنی جوڑا زلف مشکین سے کھولے ہوئے

ز اطراف کلہ ہر تار کاکل
ٹوپی کے کناروں سے ہر تار زلف کا یعنے بال

چنان کز زیر لالہ شاخ سنبل
ایسے کہ لالے کے نیچے سے بیل سنبل کی

ببر کردہ قباہای قصب تنگ
پہنے ہوئے چکنیں قصب کی طرح سبز و نرم

چو غنچہ نازک و چون نیشکر تنگ
کلی کی طرح نازک مثل گنے کے چست

کمرہای مرصع بستہ بر موی
پٹکے جڑاؤ باندھے ہوئے بال یعنی کمر پر

بموی آویختہ صد دل ز ہر سوی
بالوں میں لٹکائے ہوئے سو دل ہر طرف سے

ہزار اسپ نکو شکل و خوش اندام
ہزاروں گھوڑے خوبصورت اور اچھے بدن کے

بگاہ پویہ تند و وقت زین رام
وقت دوڑنے کے تیز اور وقت زین رکھنے کے تابع

چو گوی پیش چوگان تیز دو تر
مثل ایک گیند جو آگے چوگان کے تیز دوڑنے والے

ز آب روی سبز و نرم رو تر
سبزے کی آب سے آہستہ چلنے والے زیادہ

اگر سایہ فکندی تازیانہ
اگر کوڑے کا سایہ پڑ جاتا

برون جستی ز میدان زمانہ
باہر کودتے زمانے کے میدان سے

چو وحشی گور در صحرا تگاور
مثل جنگلی گورخر جنگل میں دوڑنے والے

چو آبی مرغ در دریا شناور
مثل مرغابی کے دریا میں تیرنے والے

شکن در سنگ خارا کردہ از سم
ٹاپ سے سنگ خارا میں شکن ڈالی

گرہ بر خیزران افگندہ از دم
گرہ بید یعنی خیزران میں ڈالی دم سے

بریدہ کوہ را آسان چو ہامون
طے کیا پہاڑ کو آسانی سے مثل جنگل کے

ز فرمان عنان کم رفتہ بیرون
باگ کے حکم سے کم گیا باہر

ہزار اشتر ہمہ صاحب شکوہان
ہزاروں اونٹ سب قوی ہیکل

سراسر پشتہ پشت و کوہ کوہان
سب کی پشتے پیٹھ اور پہاڑ ایسے کوہان

بہ تنہا کوہ اما بی ستون نی
بردباری میں پہاڑ لیکن بے ستون یعنے اپاہج نہیں

ز راہ بادرفتاری برون نی
تیز چلنے کی راہ سے باہر نہیں

چو زہاد قناعت کوش و کم خوار
مثل پرہیزگاروں کے قناعت کرنے والے اور کم کھانے والے

چو اصحاب تحمل باربردار
مثل صاحب برداشت کے بوجھ اُٹھانے والے

بریدہ صد بیابان بر توکل
طے کیے سیکڑوں جنگل بھروسے پر یعنی بے آب و دانہ

چریدہ خار را چون سنبل و گل
چرے کانٹے مثل سنبل اور پھول کے خوشی سے

ز شوق رہروی بیخواب و خوردان
شوق راہ چلنے سے بے کھانے سوئے

بر آہنگ حدی صحرانوردان
ہانکنے کی آواز پر جنگل طے کرنے والے

ز انواع نفائس صد شتر بار
طرح طرح کی نفیس چیزوں سے سیکڑوں اونٹ لدے ہوئے

خراج کشوری بر ہر شتر بار
محصول ایک ولایت کا ہر ایک اونٹ پر لدا ہوا

دو صد مفرش ز دیبای گرامی
دو سو لباس عمدہ دیبا سے بنے ہوئے

چہ مصری و چہ رومی و چہ شامی
کیا مصر اور کیا روم اور کیا شام والی سے

دو صد درج گہرہای درخشان
دو سو ڈبے روشن موتیوں کے

ز یاقوت و در و لعل بدخشان
یاقوت اور موتی اور لعل بدخشان سے

دو صد طبلہ پر از مشک تتاری
دو سو پٹارے مشک تاتار سے بھرے ہوئے

ز سارا عنبر و عود قماری
عنبر خالص اور عود قماری سے

بہر جا ساربان منزل نشین شد
جس جگہ شتربان مقام کرنے والے ہوئے

ہمہ روی زمین صحرای چین شد
تمام زمین مثل چین کی یعنی خوشبودار ہوئی

مرتب ساخت از بہر زلیخا
آراستہ کی زلیخا کے لیے

یکی دلکش عماری حجلہ آسا
ایک عمدہ عماری تخت عروس کے مانند

مقطع خانہ از صندل و عود
قطع دار ایک گھر یعنی درجہ صندل اور عود سے

موصل لوحہای او ز زر اندود
وصل کیے ہوئے تختے اُسکے سونے کے ساتھ سونا چڑھے ہوئے

مرصع سقف او چون چتر جمشید
جڑاؤ چھت اُسکی مثل چتر جمشید بادشاہ کے

زرافشان قبہ اش چون گوی خورشید
سنہری کلسیاں اُس کی مثل گیند آفتاب کے

برون او درون او ہمہ پر
باہر اور اندر اُس کے تمام بھرے ہوئے

ز مسمار زر و آویزہ در
تر سونے کے اور آویزے موتی کے

فروہشتہ برو زربفت دیبا
چھنکا اُس پر زربفت دیبا کا

برنگ دلپذیر و شکل زیبا
پسندیدہ رنگ اور اچھی طرح کے

زلیخا را درآن حجلہ نشاندند
زلیخا کو اُس عماری مین بٹھایا

بصد نازش بسوی مصر راندند
سو نزاکت سے اُس کو مصر کیطرف روانہ کیا

بہ پشت بادپایان آن عماری
گھوڑون کی پیٹھ پر وہ عماری

روان شد چون گل باد بہاری
روانہ ہوئی مثل پھول باد بہار کے

ہزاران سرو و شمشاد و صنوبر
ہزارون سرو اور صنوبر قد لونڈی غلام

سمن روی و سمن بوی و سمن بر
چنبیلی کا رخسارہ اور چنبیلی کی خوشبو اور چنبیلی کا سا بدن

روان گشتند گوئی نوبہارے
روانہ ہوئے گئے تو ایک نو بہار

رخ آورد از دیاری در دیارے
رخ کیا ایک ملک سے دوسرے ملک مین

بہر منزل کہ شد جا آن صنم را
جس جگہہ پر کہ منزل ہوئی اُس معشوق کی

خجالت داد بستان ارم را
شرمندگی دی یعنی شرمندہ کیا باغ بہشت کو

غلامان مست جولان رنگ و تاز
غلام مست گھوڑا دوڑانے مین دوڑتے ہوے

کنیزان جلوہ گر از ہودج ناز
لونڈیان چھاگے والی نازک عماری سے

فگندہ ہر کنیز از زلف دامی
ڈالے ہوے ہر ایک لونڈی زلف سے ایک جال

شکار خویشتن کردہ غلامی
شکار اپنا کیے ہوے ایک غلام کو

کشیدہ ہر غلام از غمزہ تیری
کھینچے ہوے ہر ایک غلام غمزے سے ایک تیر

کشادہ رخنہ در جان اسیری
کھولے یعنی کیے ہوے سوراخ ایک قیدی یعنی عاشق کی جان مین

ز یکسو دلبرے و عشوہ سازی
ایک طرف سے معشوقی اور اشارے بازی

ز دیگر سو نیاز و عشقبازی
دوسری طرف سے آرزو اور عاشقی

ہزاران عاشق و معشوق درکار
ہزارون عاشق اور معشوق کام مین

بہر جا صد متاع و صد خریدار
ہر جگہ سیکڑون چیزین اور سیکڑون خریدار

بدین دستور منزل مے بریدند
اِسی طرح سے منزل طے کرتے تھے

بسوی مصر محمل مے کشیدند
طرف مصر کے کجاوہ یعنی عماری کھینچے تھے

زلیخا شاد دل از بخت خوشنود
زلیخا خوش خوش نصیبی سے

کہ راہ مصر طی خواہد شدن زود
کہ راہ مصر کی جلد طے ہو جایگی

شب غم را سحر خواہد رسیدن
غم کی رات کو صبح پہونچے گی

غم ہجران بسر خواہد رسیدن
غم جدائی کا آخر کو پہونچے گا

ازان غافل کہ آخر شب بس سیاہ است
اُس سے غافل کہ وہ رات نہایت اندھیری ہے

ازان تا صبح چندین سالہ راہ است
اُس سے صبح تک کئی برس کی راہ ہے

بروز روشن و شبہای تاریک
دن روشن اور اندھیری راتون مین

ہمی راندند تا شد مصر نزدیک
چلے جاتے تھے یہانتک کہ مصر نزدیک ہوا

فرستادند ازانجا قاصدی پیش
بھیجا وہان سے ایک قاصد آگے

کہ راند پیش ازیشان محمل خویش
کہ ان لوگون سے آگے اپنا کجاوہ ہنکاوے

بسوی مصر جوید پیشتر راہ
شہر کی طرف آگے راہ ڈھونڈھے

عزیز مصر را گرداند آگاہ
عزیز مصر کو خبر داد کیا

کہ آمد بر سر اینک دولت تیز
کہ آئی سر پر دولت ابھی جلد یعنی سواری آپہنچی

گر استقبال خواہی کرد برخیز
اگر پیشوائی کیا چاہتا ہے تو اُٹھ

خبر یافتن عزیز مصر از مقدم زلیخا و بعزیمت استقبال

خبر پانا عزیز مصر کا زلیخا کے آنے سے اور پیشوائی کے ارادے سے

برخاستن و با لشکریان مصر خود را بتجمل آراستن

اُٹھنا اور مصر کے لشکر والون سے آپ کو بخوبی تمام آراستہ کرنا

عزیز مصر چون این قصہ بشنید
عزیز مصر نے جب یہ قصہ سُنا

جہان را بر مراد خویشتن دید
جہان کو اپنے مقصد پر دیکھا

منادی کرد تا از کشور مصر
ڈھنڈھورا بجوایا کہ ملک مصر سے

برون آیند یکسر لشکر مصر
باہر آوین تمام لشکر مصر کے

ز اسباب تجمل ہر چہ دارند
عمدہ عمدہ اسباب سے جو کچھ رکھتے ہین

ہمہ در معرض عرض اندر آرند
سب مقام پیشوائی مین لاوین

برون آمد سپاہ از پای تا فرق
باہر نکلی سپاہ سر سے پانون تک

شدہ در زیور و زر و گہر غرق
ہو کر زیور اور سونے اور موتی مین غرق

غلامان وکنیزان صد ہزاران
غلام اور لونڈیاں سیکڑوں ہزاروں
غلامان بطوق وتاج زرین
غلام طوق اور سنہرے تاج سے
کنیزان ہمہ ہفت کردہ
لونڈیاں سب ساتوں سنگار کیے ہوئے
شکر لب مطربان نکتہ پرداز
معشوق جیسے گانے والے باریکی جاننے والوں نے
مغنی چنگ عشرت ساز کردہ
بجانے والوں نے چنگ خوشی کی بجائی
ہمالش داد گوش عود را تاب
ستار کے کان مروڑے یعنی کھونٹیاں مروڑیں
نوائے نے نوید وصل دادہ
بانسری کی آواز نے خوشخبری وصل کی دی
رباب از تار غم جان را امان دہ
طنبور غم کی تاریکی سے جان کا پناہ دینے والا
درافگندہ دف این آواز از دوست
ستائی دف نے یہ آواز دوست سے
بدین آئین رخ اندر رہ نہادند
اس طور سے منہ راہ میں رکھا یعنی چلے
چو مہ چون یک دو منزل رہ بریدند
مثل چاند کے جب ایک دو منزل راہ چلے
زمینی یافتند از تیرگی دور
ایک زمین پائی تاریکی سے دور یعنی روشن
زگوئے ابر چرخ بے کنارہ
تو گیسے بدلی آسمان بے کنارا سے

ہمہ گلچہرگان و مہ عذاران
سب پھول کے سے چہرے اور چاند کے سے رخسارے
چو رستہ نخل زر از خاک زرین
مثل سونے کے اوگے ہوئے درخت کے زمین سے کھڑے
بہودج در پس زربفت پردہ
پیچھے زربفت کے پردے کے عماری میں
برسم تہنیت خوش کردہ آواز
بطور مبارک بادی کے خوشی کی آواز کی یعنی گائے
نوائے خرمی آغاز کردہ
گانا خوشی کا شروع کیا
طرب را ساختہ از تارش اسباب
گانے کے سبب اُسکے تار کو بنایا یعنی سُرایا
بجان از وی امید وصل زادہ
جان میں اُس سے امید وصل کی پیدا ہوئی
برآوردہ کمانچہ نعرہ زدہ
نکالی مضراب نے آواز مرحبا کی
کزو در دست رہ کوبان بود پوست
کہ اُس سے راہ کوٹنے والوں کے ہاتھ میں چمڑہ یعنی دف
برہ داد نشاط و عیش دادند
راہ میں حق خوشی اور عیش کا ادا کیا
بآن خورشید مہرویان رسیدند
پاس اُس آفتاب چاند سی صورتوں کے پہونچے
زدہ در وی ہزاران قبۂ نور
لگے ہوئی اُسمیں ہزاروں کلیاں نور کی یعنی خیمہ
بسان ژالہ باریدہ ستارہ
اولے کے طرح برستے تھے ستارے

کشیدہ درمیانہ بارگاہی
کھنچی ہوئی درمیان میں ایک بارگاہ
عزیز مصر چون آن بارگہ دید
عزیز مصر نے جو وہ بارگاہ دیکھی
فرود آمد ز رخش خسروانہ
اتر آیا بادشاہانہ گھوڑے سے
سقیمان حرم پیشش دویدند
لونڈیاں محل کی آگے اُس کے دوڑیں
یکایک را سلام و مرحبا گفت
ایک ایک سے سلام اور مرحبا کہا عزیز مصر نے
تفحص کرد زیشان حال آن ماہ
دریافت کیا ان سے حال اُس چاند یعنی زلیخا کا
برسم پیشکش چیزی کہ بودش
بطور تحفہ کے جو کچھ کہ اسکے پاس تھے
چہ از شیرین وشاقان شکر خند
کیا خوبصورت غلام مسکرانے والے
چہ از اسپان زرین زر گرفتہ
کیا گھوڑوں سونے کے زیور پہنے ہوئے سے
چہ از موئینہ و ابریشمینہ
کیا پشمینہ اور ریشمی کپڑوں سے
ز شکرہای مصری تنگ بر تنگ
مصری شکر سے بورے بھرے ہوئے
بدینہا روی صحرا را بیاراست
ان چیزوں سے زمین جنگل کی آراستہ کی
بفردا عزم رہ را نامزد کرد
کل کے دن ارادہ چلنے کا بیان کیا

ز خوبان صف زدہ ہر سو سپاہی
خوبصورت قطار باندھے ہر طرف ایک سپاہ
چو صبح از پرتو خورشید خندید
مثل صبح کے عکس آفتاب سے روشن ہوا یعنی ہنسا
بسوی بارگہ شد خوش روانہ
بارگاہ کی طرف خوش خوش چلا
باقبال زمین بوسش رسیدند
واسطے زمین بوسی اقبال اسکے پہونچیں
چو گل در روی شان از خندہ شگفت
مثل پھول کے اُنکے سامنے ہنسی سے کھلا
ز آسیب ہوا و محنت راہ
تکلیف آب ہوا اور رنج راہ سے
کہ پیش چشم خوشتر می نمودش
جو کہ اُسکی نظر میں اچھے معلوم ہوتے تھے
چہ از زرین کلاہان کمربند
کیا سنہری ٹوپیاں اور کمربند باندھے ہوئے
ز دم تا گوش در گوہر گرفتہ
دُم سے کان تک موتی لگے ہوئے
چہ از نادر گہرہائے خزینہ
کیا خزانے کے نایاب موتیوں سے
ز شربتہای نوشین رنگ بر رنگ
میٹھے شربتوں طرح طرح سے
تلطفہا نمود و عذرہا خواست
مہربانیاں کیں اور معافی مانگی
وز آن پس رو بمنزل گاہ خود کرد
اور بعد اسکے اپنے مکان کو چلا

دیدن زلیخا عزیز مصر را از شگاف خیمه و فریاد برداشتن که

دیکھنا زلیخا کا عزیز مصر کو خیمے کی درار سے اور فریاد کرنا کہ

این آن کس نیست که من او را در خواب دیده‌ام و سالها محنت کشیده

یہ وہ شخص نہیں ہے جس کو خواب میں دیکھا تھا اور برسوں رنج کھینچا

کهن چرخ مشعبد حقه بازیست
آسمان پرانا شعبده کرنے والا ایک مکار ہے
پی آزار مردم حیله سازیست
آدمیوں کے ستانے کے لیے ایک حیلہ کرنیوالا ہے

بامیدی نهد بر بیدلی بند
ساتھ ایک امید کے ایک عاشق پر بیڑی رکھتا ہے
برد آخر بنومیدیش پیوند
کاٹتا ہے آخر کو ناامیدی سے اُس کا جوڑ

نماید میوهٔ کامش از دور
دکھلاتا ہے میوہ اُسکے مقصد کا دور سے
کند خاطر بناکامیش رنجور
کرتا ہے دل اُسکا مقصد نہ ملنے سے رنجیدہ

ق

عزیز مصر چون افگند سایه
عزیز مصر نے جو سایہ ڈالا یعنی آیا
دران خیمه زلیخا بود و دایه
اُس خیمے میں زلیخا تھی اور دایہ

عنان بربود از کف شوق دیدار
باگ توڑائی زلیخا کے ہاتھ سے شوق دیدار نے
بدایه گفت کای دیرینه غمخوار
دایہ سے کہا کہ اے پرانی غمخوار

علاجی آن که یک دیدار بینم
کوئی ایسی تدبیر کر کہ ایک نظر اسکو دیکھوں
کزین پس صبر را دشوار بینم
کہ بعد اسکے صبر کو مشکل دیکھتی ہوں میں

نباشد شوق دل هرگز ازان بیش
نہیں ہوتا ہے شوق دل کا ہرگز اُس سے زیادہ
که همسایه شود یار وفاکیش
جب پڑوس ہووے یار وفادار

چو گیرد آب بر لب تشنه جانی
جو کوئی پیاسا لیوے یعنی پاوے پانی ہونٹھ پر
بسوزد گر نه تر سازد دهانی
جلے اگر نہ تر کرے ایک بار منہ

زلیخا را چو دایه مضطرب دید
زلیخا کو جو دایہ نے بیقرار دیکھا
بتدبیرش بگرد خیمه گردید
اسکی تدبیر کے لیے گرد خیمہ کے پھری

شگافی زد بصد افسون و نیرنگ
ایک درز کی سو مکر اور حیلے سے
دران خیمه چو چشم خیمگی تنگ
پردہ نشینوں کی آنکھ کی طرح نہایت چھوٹی

زلیخا کرد زان خیمه نگاهی
زلیخا نے اُس خیمے سے ایک نگاہ کی
برآورد از دل غمدیده آهی
نکالی غمگین دل سے ایک آہ

که واویلا عجب کارم افتاد
کہ افسوس عجب کام میرا پڑا یعنی بگڑ گیا
بسر نابرده دیوارم افتاد
سر تک تعمیر لیگئے یعنی بدون پوری ہوئے دیوار میری گر پڑی

نه آنست اینکه من در خواب دیدم
یہ وہ نہیں ہے جسکو میں نے خواب میں دیکھا
به جست و جویش این محنت کشیدم
اس کی جستجو میں یہ رنج کھینچا میں نے

نه آنست اینکه عقل و هوش من برد
یہ وہ نہیں ہے جو عقل اور ہوش میرا لیگیا تھا
عنان دل بدست بیهشی سپرد
باگ میرے دل کی بیہوشی کو سونپی یعنی بیہوش کر دیا

نه آنست اینکه گفت از خویش رازم
یہ وہ نہیں ہے جسنے اپنا بھید مجھ سے بیان کیا
ز بیهوشی بهوش آورد بازم
بیہوشی سے پھر ہوش میں مجھکو لایا

دریغا بخت سستم سستی آورد
افسوس نصیبہ سست میرا سستی لایا
طلوع اخترم بدبختی آورد
میرے ستارے کا طلوع بدنصیبی لایا

کشاندم نخل خرما خار بر داد
لگایا میں نے چھوارے کا درخت کانٹا پھل دیا یعنی نکلا
کشاندم تخم مهر آزار بر داد
جھاڑ یعنی بویا میں نے بیج محبت کا رنج پیدا ہوا

برای گنج بردم رنج بسیار
خزانے کے واسطے لیگیا یعنی اٹھایا میں نے رنج بہت
فتاد آخر مرا با اژدها کار
آخر مجھکو سانپ سے کام پڑا

شدم بر بوی گل چیدن بگلشن
بعوض گل چننے کی امید میں گیا میں طرف باغ کے
سنان خار زد چنگم بدامن
کانٹے کی گانسی نے پنجہ مارا میرے دامن میں یعنی کانٹا کھینچا

منم آن تشنه بر ریگ بیابان
میں وہ پیاسی ہوں جنگل کی بالو پر
بره ای آب هر سوی شتابان
پانی کے لیے ہر طرف دوڑنے والی

زبان از تشنگی بر لب فتاده
زبان ہونٹھ پر پیاس سے پڑی ہوئی
لب از تبخاله موج خون کشاده
ہونٹھ کے چھالوں سے لہر خون کی کھلیں

نماید ناگهان از دور آبم
دکھائی دیا ایکبارگی دور سے پانی مجھکو
فتان خیزان بسوی او شتابم
گرتی اٹھتی طرف اسکے دوڑی میں

بجای آب یابم در مغاکی
پانی کی جگہ پاؤں میں ایک غار میں
ز تاب خور درخشان شوره خاکی
گرمی آفتاب سے چمکتی ہوئی ادھر کی مٹی

منم آن راحلہ گم کردہ در کوہ
میں وہ قافلہ پہاڑ میں بھولی ہوئی ہون
زبی زادی بزیر کوہ اندوہ
بے توشہ ہونے سے نیچے پہاڑ غم کے

شدہ پا شاخ شاخ از زخم سنگم
ہوے پانون ٹکڑے ٹکڑے پتھر کے زخم سے
نہ پای سیرونی رای در نگم
نہ پانون چلنے کے قابل اور نہ تدبیر دیر کی مجکو

نہ ناگہ چشم خون آغشتہ من
ایکبار آنکھ خون سے آلودہ میری
نشانی بیند از گم گشتہ من
ایک نشان دیکھے کھوئے ہوئے میرے سے

کشایم گام سوے او دلیری
رکھون مین قدم اُسکی طرف بہادرانہ
بود از بخت بد درندہ شیری
ہووے بدنصیبی سے ایک شیر درندہ

منم آن تاجری کشتی شکستہ
مین ہون ایک سوداگر ناؤ ٹوٹی ہوئی
برہنہ بر سر لوحے نشستہ
ننگا ایک تختے پر بیٹھا ہوا

رباید ہر زمان از جای موجم
لیجاتی ہے ہر دم ایک جگہ سے لہر مجکو
برد گہ در حضیض و گہ بر اوجم
لیجاتی ہے پستی اور کبھی بلندی پر مجکو

کہ ناگہ زورقی آید پدیدار
کہ ایکبارگی ایک ڈونگی ظاہر ہووے
شوم خرم کزو آسان شود کار
خوش ہون مین کہ اس سے آسان ہو کار

چو نزدیک من آید بیدرنگی
جو پاس میرے آوے بے کسی دیر کے
بود بہر ہلاک من نہنگی
واسطے مارڈالنے میرے کے ایک مگرمچھ ہو

چو من در جملہ عالم بیدلی نیست
مثل میرے تمام جہان مین کوئی عاشق نہین ہے
میان بیدلان بیحاصلی نیست
عاشقون مین ایسا بیحاصل کوئی نہین ہے

نہ دل اکنون بدست من نہ دلبر
نہ دل اب میرے ہاتھ مین نہ دلبر
از انم سنگ بر دل دست بر سر
اسی سے میرے دل پر پتھر اور سر پر ہاتھ یعنی پیٹتی ہون

خدا را ای فلک بر من ببخشای
خداکے واسطے اے آسمان مجھ پر رحم کر
بروی من دری از مہر بکشای
میرے منھ پر ایک دروازہ مہربانی سے کھول

اگر نہ نی بکف دامان یارم
جو نہین دیتا یعنی نہین دیتا ہے تو میرے ہاتھ مین دامن یار کا
گرفتار کسی دیگر مدارم
کسی دوسرے کی قید یعنی عاشق مجکو مت رکھ

برسوائی مدر پیراہنم را
بدنامی سے مت پھاڑ میرے کپڑون کو
بدست کس میالا دامنم را
کسیکے ہاتھ سے مت آلودہ کر میرے دامنکو

بمقصود دل خود بستہ ام عہد
واسطے مقصد دل اپنے کے باندھا ہے مینے اقرار
کہ دارم پاس گنج خود بصد جہد
کہ رکھون مین نگہبانی اپنے خزانے کی سو کوشش سے

مسوز از غم من بیدست و پا را
نہ جلا غم سے مجھ بے ہاتھ پانون یعنی اپاہج کو
مدہ بر گنج من دست اژدہا را
میرے خزانے پر اختیار نہ دے سانپ کو

بدینسان تا بدیدی زاری داشت
اسی طرح کچھ دیر تک فریاد رکھی یعنی کی
ز نوک ہر مژہ خونباری داشت
ہر ایک پلک کے بال سے خون برسایا کی

ہمی نالید از جان و دل چاک
روتی تھی دل اور جان چاک چاک سے
ہمی مالید رو از درد بر خاک
ملتی تھی منھ درد سے خاک پر

در آمد مرغ بخشایش بپرواز
آئی اُڑنے مین چڑیا بخشش خدا کی یعنی رحم آیا
سروش غیب ناگہ دادش آواز
غیب کے فرشتے نے ایکبارگی اُسکو آواز دی

کہ ای بیچارہ رو از خاک بردار
کہ اے بیچاری سر خاک سے اُٹھا
کزین مشکل ترا آسان شود کار
کہ اس مشکل سے تیرا کام آسان ہو جائیگا

عزیز مصر مقصود دلت نیست
عزیز مصر اگر مقصد تیرے دل کا نہین ہے
ولی مقصود بی او حاصلت نیست
اور لیکن مقصد تیرا بغیر اسکے حاصل نہین ہے

از و خواہی جمال دوست دیدن
اُس سے جمال دوست کا دیکھے گی تو
وزو خواہی بمقصودت رسیدن
اور اس سے مقصد پر پہونچے گی تو

مباد از صحبت او ہیچ بیمت
صحبت اُسکی سے مت ہو جیئو کوئی خوف تجکو
کزو ماند سلامت قفل سیمت
بلکہ اس سے درست رہیگا قفل تیری چاندی کا

کلیدش را بود دندانہ از موم
اُسکی کنجی کا دانت ہوویگا موم سے
بود کار کلید موم معلوم
کام موم کی کنجی کا ہوتا ہے معلوم

چہ حاجت گوہرت را داشتن پاس
کیا ضرور اپنے موتی کو محفوظ رکھنا تجکو
ز نرم آہن نیاید کار الماس
نرم لوہے سے کام الماس کی سوئی کا نہین ہو سکتا

چو از خار ترش دادند سوزن
جب تر کانٹے سے اسکو سوئی دی یعنی اسکا جسم بنایا
چہ سان گردد بخارا بخیہ افگن
کسطرح پتھر مین ہووے بخیہ ڈالنی یعنی لگانیوالی

چو باشد آستین از دست خالی
جو آستین ہاتھ سے خالی ہووے
نیاید ز آستین خنجر نگالی
نہ آوے آستین سے خنجر کا اندیشہ کرنا

زلیخا چون زغیب این مژده بشنود — بشکرانه سر خود بر زمین سود

زلیخا نے جو غیب سے یہ خوشخبری سنی — شکرانے سے سر اپنا زمین پر گھسا یعنی سجدہ کیا

زبان از ناله و لب از فغان بست — چو غنچه خوردن خون را میان بست

زبان فریاد سے اور ہونٹھ شور سے بند کیا — مثل کلی کے خون کھانے پر کمر باندھی

زخون خوردن دمی بی غم نمیزد — زغم میسوخت اما دم نمیزد

خون کھانے سے بے غم کوئی دم نہیں مارتی تھی — غم سے جلتی تھی لیکن دم نہ مارتی تھی

بره می بود چشم انتظارش — که کی این عقده بگشاید زکارش

آنکھ اسکی انتظار میں رہتی تھی — کہ کب یہ گرہ کھلے اسکے کام سے

در آمدن زلیخا همراه عزیز مصر و بیرون آمدن مصریان و

آنا زلیخا کا ساتھ عزیز مصر کے اور باہر آنا مصر والوں کا اور

طبقهاے زر نثار بر عمارے زلیخا افشاندن

طباق سونے کے بھرے ہوئے زلیخا کے عماری پر قربان کرکے لٹا دینا

سحرگاهان که زد چرخ مکوکب — ز زرین کوس کوس رحلت شب

صبح کے وقت کہ بجایا آسمان ستارہ دار نے — سنہرے نقارے یعنی آفتاب سے نقارہ رات کے کوچ کرنیکا

کواکب نیز محفل بر شکستند — بهمراهی شب محمل به بستند

ستاروں کی بھی محفل ٹوٹی یعنی غروب ہوگئی — رات کے ساتھ کجاوہ باندھا یعنی چھپ گئ

شد از رخشانی آن زرفشان کوس — برنگ پر طوطی دم طاؤس

ہوئی اس سنہرے نقارے یعنی آفتاب کی چمک سے — مانند طوطی کے پر کے دم مور کی

عزیز آمد بفر شهریارے — نشاند از خیمه مه را در عمارے

عزیز آیا بادشاہی دبدبہ سے — اٹھایا خیمے سے چاند یعنی زلیخا کو عماری میں

سپه را از پس و پیش و چپ و راست — بآئینی که میبایست آراست

سپاہ کو آگے اور پیچھے اور بائیں اور دہنے سے — ساتھ اس طریقے کے کہ چاہیے تھا آراستہ کیا

ز چتر زر بفرق نیک بختان — شد سایه زرین درختان

سنہرے چتر سے خوش نصیبوں کے سر پر — پائوں پر ہوا سایہ سنہرے درختوں یعنی معشوقوں کے

مرصع زین بپائے هر درختی — شده مسند برائے نیک بختی

جڑاؤ زین ہر ایک درخت کے پاؤں کے نیچے — ہوئی مسند ہر ایک نیکبخت کے لیے

درخت و سایه و مسند روانه — نشسته نیکبخت اندر بهانه

درخت اور سایہ اور مسند چلنے والی — بیٹھے ہوئے معشوق بہانے میں

طرب سازان نواها ساز کردند — شتربانان حدی آغاز کردند

گانیوالوں نے گانا شروع کیا — شتربانوں نے حدی کہنا شروع کیا

شد از بانگ حدی و غلغل لحن — فلک ها را طبق پر دشت را صحن

اونٹ ہنکانیکی آواز اور گانیکی آوازوں سے — آسمانوں کے طبق اور جنگل کی زمین بھر گئی

ز بس رفتار کز اسپ و شتر بود — در و دشت از هلال و بدر پر بود

کثرت گھوڑوں اور اونٹ کے چلنے سے کہ تھی — وہ جنگل دوج کے چاند اور پورے چاند سے بھرا تھا

گهی کنده بهر سو از تگ و پوی — هلال از زخم ناخن بدر را روی

کبھی کھودا ہر طرف دوڑ دھوپ سے — ہلال نے ناخن کے زخم سے بدر کا منھ

گهی طالع شده فرخنده بدری — هلال از وی شده ناچیز قدری

کبھی چمکنے والا ہوا ایک مبارک ماہ کامل — دوج کا چاند جس سے ہوگیا نہایت کم قدر

زمین را کرده ریش اسپ از سم خویش — کف پای شتر مرهم بران ریش

زمین کو گھوڑوں نے اپنی ٹاپوں سے زخمی کیا — اونٹوں کے تلوؤں نے اسکے زخم پر مرہم رکھا

پی مست آهوان زین نشیمن — صهیل بادپایان ارغنون زن

واسطے ہرنوں مست یعنی سپاہیوں زین کے بیٹھنے والوں کے — آواز گھوڑوں کی ارغنون بجانے والی

پی آسودگان هودج ناز — نفیر ساربانان پرده پرواز

واسطے آرام کرنیوالوں ناز کے ہودے یعنی لونڈیوں کے — آواز اونٹ چلانیوالوں کی پردہ آراستہ کرنیوالی

کنیزان زلیخا خرم و خوش — که رست از دیو هجران آن پریوش

لونڈیاں زلیخا کی خوش اور خرسند — کہ چھوٹی جدائی کے دیو سے وہ پری شکل یعنی زلیخا

عزیز و اهل او هم شادمانه — که شد زیبان بتی بانوی خانه

عزیز اور عزیز کے لوگ بھی نہایت خوش — کہ ایسی خوبصورت عورت گھر کی بی بی ہوئے

زلیخا تلخ عمر اندر عمارے — رسانده بر فلک فریاد و زارے

زلیخا کی زندگی تلخ بیچ عماری کے — پہونچایا آسمان پر رونا اور چلانا

کہ ای گردون مرا زینسان چہ داری
کہ اے آسمان مجکو اسطرح کیا رکھتا ہے تو
چنین بی صبر و بیسامان چہ داری
ایسا بے صبر اور بے سامان کیا رکھتا ہے تو

ندانم در حق تو من چہ کردم
نہین جانتی ہون مین تیرے حق مین کیا کیا مین نے
کہ افگندی چنین در رنج و دردم
کہ ڈالا ایسے رنج اور درد مین مجکو

نخست از من بخوابی دل ربودی
پہلے خواب مین مجھ سے دل لے گیا تو
بہ بیداری ہزارم غم فزودی
بیداری مین مجھ پر ہزارون غم بڑھائے تو نے

گہ از دیوانگی بندم نہادے
کبھی دیوانے پن سے مجکو قید رکھا تو نے
گہ از فرزانگی بندم کشادے
کبھی ہوشیاری سے بیڑی میری کھولی تو نے

چو شد از تو شکست خود درستم
جو ہوئی تجھ سے شکست اپنی ثابت مجکو
خطا کردم کہ از تو چارہ جستم
خطا کی مین نے کہ تجھ سے چارہ جوئی کی مین نے

چہ دانستم کہ وقت چارہ سازی
کیا جانتی تھی مین کہ وقت تدبیر کرنیکے
مرا از خانمان آوارہ سازی
مجکو گھر بار سے آوارہ کریگا تو

مرا بس بود داغ بے نصیبی
مجکو کافی تھا داغ بے نصیبی کا
فزون کردی بدان درد غریبی
زیادہ کیا تو نے اسپر درد مسافری کا

چو باشد جانگدازی چارہ سازیت
جب تیری چارہ سازی جانگدازی ہے
معاذ اللہ چہ باشد جانگدازیت
پناہ خدا کی کیا ہوگی تیری جانگدازی

منہ در رہ دگر دام فریبم
مت رکھ دوبارہ میری راہ مین جال فریب کا
میفگن سنگ بر جام شکیبم
مت پھینک پتھر میرے صبر کے پیالے پر

دہی وعدہ کزین پس کامیابی
وعدہ کرتا ہے تو کہ بعد اس کے مقصد پاویگی تو
وزان آرام جان آرام یابی
اور اُس آرام جان سے آرام پاوے گی تو

بدین وعدہ بغایت شادمانم
اس وعدے سے نہایت خوش ہون مین
ولی گر باشد این بختم چہ دانم
لیکن اگر ایسا ہو نصیبہ میرا کیا جانون مین

زلیخا با فلک این گفتگو داشت
زلیخا آسمان سے یہ باتین کر رہی تھی
کہ آن بردشت رہ آمد فرو داشت
کہ اُس بھائی ہلنے یعنی اسباب کے اتارنے کی جگہ آئی

برآمد بانگ رہ دانان بہ تعجیل
آئی آواز راہ جاننے والون کی جلد جلد
کہ اینک شہر مصر و ساحل نیل
کہ یہ ہے شہر مصر اور کنارہ دریائے نیل کا ہے

ہزاران تن سوار و پا پیادہ
ہزارون آدمی سوار اور پاؤن پیدل
خروشان بر لب نیل ایستادہ
شور کرتے ہوئے کنارے دریائے نیل کے کھڑے ہوئے

عزیز مصر را در حق گذاری
عزیز مصر کو بیچ حق ادا کرنے کے
بکف بہر نثار آن عماری
ہاتھ مین واسطے قربان کرنے اُس عماری کے

طبقہائے زر از زر و درم پُر
خوان سونے کے اشرفی اور روپیون سے بھرے ہوئے
طبقہائے دگر از گوہر و دُر
اور خوان جواہرات اور موتیون سے

گہر ریزان برو صاحب نثاران
موتی لٹانیوالے اُسپر قربان کرنیوالے لوگ
چو بر طرف چمن ابر بہاران
جسطرح باغ کے کنارون پر بدلی بہار کی

زبس کفہا زر و گوہر فشان شد
اس کثرت سے ہاتھون نے روپیے اور موتی لٹائے
عماری در زر و گوہر نہان شد
کہ عماری زلیخا کی روپیے اور موتیون مین چھپ گئی

نمی آمد ز گوہر ریز مردم
نہ آتے بسبب نہ پڑنے کے لوگون کے موتی لٹانے سے
دران رہ مرکبان را بر زمین سُم
اس راستے مین گھوڑون کے پاؤن زمین پر

چو گشتی سُم اسپان آتش افگن
جو ٹاپین گھوڑون کی ہوتین آگ ڈالنے والی
ز نعل و لعل بودی سنگ و آہن
لعل اور نعل سے پتھر اور لوہا بن جاتے

ہمہ صفہا کشیدہ میل در میل
سب قطارین کھینچے ہوئے میل مین
نثار افشان گذشتہ از لب نیل
لٹاتے ہوئے دریائے نیل کے کنارے سے گذرے

بہ نیل اندر شد از درہای شاہی
دریائے نیل مین بادشاہی موتیون سے ہوگئے
چو پُر گوہر صدف ہر گوش ماہی
مثل موتی بھری سیپی کے ہر ایک مچھلی کے کان

شد از بذل درم ریزان بسیار
کثرت روپیے لٹانے والون سے ہوگئے
نہنگش نیز چون ماہی درم دار
گھڑیال بھی اُس دریا کے مثل مچھلی کے درم رکھنے والے

بدین آرایش شاہانہ رفتند
ساتھ اس بادشاہانہ آراستگی کے گئے
بدولت سوی دولتخانہ رفتند
دولت سے طرف دولتخانہ شاہی کے گئے

سرائے بلکہ در دنیا بہشتی
ایک گھر بلکہ دنیا مین ایک بہشت
ز فرشش ماہ خشتی مہر خشتی
اُس کے فرش سے چاند اور سورج ایک ایک اینٹ

دران دولتسرا تختے نہادہ
اُس محل مین ایک تخت رکھا ہوا
بہ زیبائی زہر تختے زیادہ
خوبصورتی مین ہر ایک تخت سے بڑھکر

دران پرده بکار اُستاد زرکار
اُس مین لگایا اوستاد سونار نے
پی گوهر فشانی زر بخروار
واسطے موتی لگانے یعنی جڑاؤ کرنیکے سونا ڈھیرون

بپای تخت زر مهدش رساندند
برابر پایۂ تخت ٹھہرکے گہوارہ یعنی سواری اسکی پہونچائی
گهروارش بتخت زر نشاندند
موتی کے مانند اسکو سونے کے تخت پر بٹھایا

دل و جانش ز داغ دل برستند
دل اور جان اسکے دلکے داغ سے بچنے ہوئے
ازان زر بود در آتش نشسته
اُس سونے سے آگ مین تھی بیٹھی ہوئی

مرصع تاج بر فرقش نهادند
جڑاؤ تاج اُس کے سر پر رکھا
میان تخت و تاجش جلوه دادند
درمیان تخت اور تاج کے اسکو آراستگی دی

ولیکن بود زان تاج گران سنگ
اور لیکن تھی اُس بھاری وزن کے تاج سے
بزیر کوه از بار دل تنگ
نیچے پہاڑ کے دل کے بوجھ سے تنگ

نشاندندش تبارک گوهر انبوه
بٹھائے یعنی لگائے اسکے تاج مین ڈھیرون موتی
ولی بود آن بر و باران اندوه
لیکن اُس پر وہ تھے مینھ غم کا

ز گوهرها که بردی خور بران رشک
موتیون سے کہ لیجاتا تھا آفتاب اُس پر حسد
بچشمش در نیامد جز در اشک
اسکی آنکھ مین نہ آئے تھے سوا آنسو کے موتی کے

کسی کش دل ز هجران لخت لخت است
وہ شخص کہ اسکا دل جدائی سے ٹکڑے ٹکڑے ہے
بیک لحظست اگر اهل تخت است
تھوڑے عرصے کیلیے ہی اگر خواہش کرنیوالا تخت کا ہی

در آن میدان کرا باشد سر تاج
اُس میدان مین کس کو ہو خیال تاج کا
که صد سر میرود آنجا بتاراج
جس جگہ سیکڑون سر لٹ جاتے یعنی ضائع جاتے ہین

چو چشم از اشک نومیدی بود پر
جو آنکھ ناامیدی کے آنسو سے بھری ہووے
کجا باشد در و گنجایش در
کہان ہووے اسمین گنجایش موتی کی

عمر گذرانیدن زلیخا در مفارقت یوسف علیه السلام

عمر گذرانا زلیخا کا حضرت یوسف علیه السلام کی جدائی مین

وتلهف وتاسف مدی اللیالی والایام

اور حسرت اور افسوس کا رات دن زیادہ ہونا

چو دل با دلبری آرام گیرد
جو دل ساتھ ایک معشوق کے آرام قبول کرے
ز وصل دیگری کی کام گیرد
دوسرے کی ملاقات سے کب مقصود حاصل کرے

کجا پروانه پرد سوی خورشید
کہان پروانہ اُڑے طرف آفتاب کے
چو باشد سوی شمعش روی امید
جب شمع کی طرف اُسکی امید کا منہ ہووے

نهی صد دسته ریحان پیش بلبل
رکھے تو سو دستے ریحان کے آگے بلبل کے
نخواهد خاطرش جز نکهت گل
نہ خواہش کرے دل اُسکا سوا خوشبو پھول کے

ز مهر آتش چو در نیلوفر افتد
آفتاب سے جب نیلوفر کو عشق ہووے
تماشای مهش کی در خور افتد
دیکھنا چاند کا کب اُسکو موافق ہووے

چو خواهد تشنه جانی شربت آب
جب مانگتا ہو کوئی پیاسا گھونٹ پانی کا
نیفتد سودمندش شکر ناب
نہ پڑے فائدہ مند اُسکو شکر خالص

زلیخا را در ان فرخنده منزل
زلیخا کو اُس مبارک مکان مین
همه اسباب حشمت بود حاصل
تمام اسباب امیری کے حاصل تھے

غلامی بود پیشش او عزیزش
ایک غلام تھا آگے اُس کے وہ عزیز
نبود از مال و زر کم هیچ چیزش
نہ تھی روپے اور مال سے کچھ کمی اُس کو

پرستاران گل بوی و گل اندام
لونڈیان پھول سی خوشبو اور پھول ایسے بدن
پرستاریش را بی صبر و آرام
اُس کی خدمت کے لیے بے صبر اور آرام

کنیزان دل آشوب دل آرای
لونڈیان دل پریشان کرنیوالی اور دل آراستہ کرنیوالی
پی خدمتگری بنشسته از پای
خدمتگاری کے لیے بیٹھی ہوئین دو زانو

غلامان قصب پوش و کمربند
غلام قصب پہنے ہوئے کمر باندھے ہوئے
ز سر تا پای شیرین چون نی قند
سر سے پانون تک شیرین مثل گنے کے

سیه فامان از عنبر سرشته
حبشی لوگ عنبر سے ملے یعنی بنے ہوئے
ز شهوت پاکدامن چون فرشته
خواہش بد سے مثل فرشتون کے پاک

مقیمان حرم در پاکبازی
رہنے والے محل کے پاکی مین
امینان حرم در کارسازی
امانت دار محل کے کام کرنے مین

ز خاتونان مصری همنشینان
مصر کی بیگمون سے ساتھ بیٹھنے والی
برعنائی و خوبی نازنینان
رعنائی اور خوبصورتی مین نازک بدن

همه هم قامت و همزاد با او
سب قد مین اور سن مین برابر ساتھ اُسکے
زلیخا با همه در صفهٔ بار
زلیخا سب کے ساتھ بار عام مین
بساط خرمی افگنده بودی
بچھونا خوشی کا بچھائے یعنی خوش رہتی
بظاهر با همه گفت و شنود داشت
ظاہر مین سب سے باتین کیا کرتی تھی
لبش با خلق در گفتار می بود
ہونٹھ اسکے لوگون سے بات کرنے مین رہتے تھے
ازان بار گران در شادی و غم
اُس بھاری بوجھ سے خوشی اور غم مین
بصورت بود با مردم نشسته
ظاہر مین تھی پاس آدمیون کے بیٹھی ہوئی
ز وقت صبح تا شب کارش این بود
صبح سے رات تک کام اُسکا یہی تھا
چو شب بر چهره مشکین پرده بستی
جب چہرے پر رات سیاہ پردہ باندھتی یعنی رات ہوتی
خیال دوست را در خلوت راز
دوست کے خیال کو بھید کی خلوت مین
بزانوی ادب بنشستی پیش
دوزانو بیٹھتی اُس کے آگے
زناله چنگ محنت ساز کردی
نالے سے چنگ محنت کی بجاتی
بدو گفتی که ای مقصود جانم
اُس سے کہتی کہ اے مقصد میری جان

ز ذوق همنشینی شاد با او
باہم بیٹھنے کے شوق مین خوش ساتھ اُسکے
ق که یکسان باشد آنجا یار و اغیار
کہ برابر ہون جس جگہ اپنے اور غیر
درون پرخون و لب پرخنده بودی
اندر بھرا لہو یعنی باطن مین غمگین اور ہونٹھ ہنسی سے یعنی ظاہر مین خوش رہتی
ولی دل جای دیگر در گرو داشت
لیکن دل دوسری جگہ گرو رکھتی تھی
ولی جان و دلش با یار می بود
لیکن جان اور دل اُسکا پاس یار کے رہتا تھا
نبودش با کسی پیوند محکم
نہ تھا اُسکو کسی کے ساتھ رشتہ مضبوط
یعنی از همه خاطر گسسته
باطن مین سب سے دل توڑے یعنی اٹھائے ہوئے
میان دوستان کردارش این بود
درمیان دوستون کے کام اُسکا یہی تھا
چو مه در پرده اش تنها نشستی
چاند مثل باندھے اُسکے پردے مین اکیلی بیٹھتی
نشاندی تا سحر بر مسند ناز
بٹھلاتی صبح تک ناز کی مسند پر
بعرض او رسانیدی غم خویش
اُس سے بیان کرتی غم اپنا
سرود بیخودی آغاز کردی
گانا بیخودی کا شروع کرتی
منه از خویشتن دادی نشانم
نہ دیتی اپنا پتہ دیا تھا تو نے مجھکو

عزیز مصر گفتی خویش را نام
عزیز مصر بتلایا تو نے اپنا نام
بفرقم تاج عزت از عزیزیت
میرے سر پر تاج بزرگی کا تیری بزرگی سے
بمصر امروز مهجور و غریبم
مصر مین آج جدا اور مسافر ہون مین
نه آنم تا بسی سوزم درین داغ
نہیں جانتی ہون کتنا جلونگی مین اِس داغ مین
بیا و رونق باغ دلم باش
آ اور میرے دل کے باغ کی رونق ہو
بنومیدی کشید از عشق کارم
نا امیدی پر کھنچا عشق سے کام میرا
بدین امید اکنون زنده ماندم
اِس امید پر اب تک زندہ رہی مین
بنوری کز جمالت بر دلم تافت
ساتھ اُس نور کے کہ تیرے جمال سے میرے دل پر چمکا
ز شوقت گرچه خونبار است چشمم
شوق تیرے سے اگرچہ خونبار ہین آنکھین میری
خوشا وقتی که از راهی برآئی
اچھا وہ وقت کہ کسی راہ سے آوے تو
چو دیدار تو بینم نیست گردم
جب دیدار تیرا دیکھونگی نیست ہو جاؤنگی مین
کنم سر رشته پندار خود گم
کرون گی مین رشتہ اپنے جاننے کا گم
مرا دیگر بجای خود نه بینی
مجھکو دوسری بار اپنی جگہ پر نہ دیکھے گا

عزیزی روزیت باد ای سرانجام
عزیزی تجھکو نصیب ہو خیر انجام کار
برد آثار دولت از کنیزیت
اوپر اُسکے نشان دولت کا تیری لونڈی ہونے سے
ز اقبال وصالت بی نصیبم
تیری ملاقات کے اقبال سے بے نصیب ہوتی
چراغ محنت افروزم بدین داغ
چراغ محنت کا جلاؤنگی مین اِس داغ مین
بوصلت مرهم داغ دلم باش
ملاقات اپنی سے میرے دل کے داغ کا مرہم ہو
سروش غیب کرد امیدوارم
فرشتہ غیب نے کیا امیدوار مجھکو
ز دامن گرد نومیدی فشاندم
دامن سے گرد نا امیدی کی جھاڑی مین نے
یقین دارم که آخر خواهمت یافت
یقین رکھتی ہون مین کہ آخر تجھکو پاؤنگی مین
بسوی شش جهت چار است چشمم
طرف چھ جہات کے مقابل ہے آنکھ میری
ببرج دیده چون ماهی درآئی
آنکھ کے برج مین مثل ایک چاند کے آوے تو
بساط هستی خود در نوردم
بچھونا اپنی ہستی کا لپیٹون یعنی مرجاؤنگی مین
شوم از بیخودی در کار خود گم
ہو جاؤنگی اپنے کام سے بیخودی مین گم
چو جان آئی بجان من نشینی
مثل جان کے آوے تو میری جان مین بیٹھے تو

تو ئی از ہر دو عالم آرزویم
تو ہے دونون جہان سے آرزو میری
ترا چون یافتم از خود چہ گویم
تجھکو جو پایا مین نے آپ سے کیا کہون مین

نہم یک سو خیال ما و من را
رکھون مین ایک طرف خیال ہم اور مین یعنی خودی کو
ترا یابم چو جویم خویشتن را
تجھکو پاتی ہون مین جو ڈھونڈھتی ہون مین اپنے کو

سحر کردی بدین گفتار شب را
صبح کرتی ان باتون مین رات کو
نہ بستی زین سخن تا روز لب را
نہ بند کرتی ان باتون سے دن تک ہونٹھ کو

چو باد صبح جستن کرد آغاز
جب ہوا صبح کی چلنا شروع کرتی
بر آئین دگر کردے سخن ساز
دوسری طرح پر باتین شروع کرتی

چہ گفتی گفتی اے باد سحر خیز
کیا کہتی کہتی اے ہوا صبح کی چلنے والی
شمیم مشک در جیب سمن ریز
خوشبو مشک کی چنبیلی کے گریبان مین گرانیوالی

تماشاگاہ سرو و سوسن آرای
سیرگاہ سرو اور سوسن کی آراستہ کر
ز سنبل جعد تر بر روی گل سای
سنبل سے زلف پھول سبز کے منہ پر گھس

بشاخ از برگ جنبانی جلاجل
شاخ پر پتون سے بجاتی ہے تو جھانجھ
شود رقصان درخت پای در گل
ناچنے لگتے ہین درخت گڑے ہوے

بمعشوقان بری پیغام عاشق
معشوقون کے پاس لیجاتی ہے تو پیغام عاشق کا
بدین جنبش دہی آرام عاشق
اسی حرکت سے دیتی ہے تو عاشق کو آرام

ز دلداران نوازشنامہ آری
معشوقون کے پاس سے خط لاتی ہے تو
کنی غمدیدگان را غمگساری
کرتی ہے تو غمگینون کی غمخواری

کس از من در جہان غمدیدہ تر نیست
کوئی مجھ سے جہان مین زیادہ غمدیدہ نہین ہی
ز داغ ہجر ماتم دیدہ تر نیست
جدائی کے داغ سے ماتم دیکھا ہوا زیادہ نہین ہے

دلم بیمار شد دلداری کن
دل میرا بیمار ہو گیا کچھ دلداری کر
غمم بسیار شد غمخوارگی کن
غم مجھکو بہت ہوا کچھ غمخواری کر

بعالم ہیچ منزل گر نباشد
جہان مین کوئی ایسا مقام نہ ہووے
کنت آنجا گاہ و بیگہ رہ نباشد
جس جگہ تجھکو وقت اور بیوقت راہ نہووے

وگر در خود بود ز آہن درآئی
اور جو تحقیق کر دروازہ لوہے کا ہو اندر آوے تو
چہ در بندند از روزن درآئی
جو دروازہ بند کرلین جھروکے سے آوے تو

ببخشا بر من بی زاد و روئے
رحم کر مجھ بیتوشہ اور بیطاقت پر
بکن از جانب من جستجوئے
کر میری طرف سے ایک جستجو

درآ در دار ملک شہریاران
آ باد شاہون کی سلطنت مین
برآ بر تختگاہ تاجداران
بیٹھ بادشاہون کے تخت پر

بہر شہرے خبر پرس از مہ من
ہر ایک شہر مین خبر پوچھ چاند یعنی یوسف میرے سے
بہر تختے نشان جو از شہ من
ہر ایک تخت پر نشان ڈھونڈھ میرے بادشاہ سے

گذر افگن بہر باغ و بہاری
گذر کر یعنی جا ہر باغ اور ہر بہار مین
قدم نہ بر لب ہر جویباری
قدم رکھ ہر ایک نہر کے کنارے

بود بر طرف جوی زین تگ و پوی
شاید کنارے کسی نہر کے اس دوڑ دھوپ سے
بچشم آید ترا آن سرو دلجوی
دکھائی دے تجھکو وہ سرو دل ڈھونڈھنیوالا

بصحرائے ختن نہ از کرم گام
ختن کے جنگل مین مہربانی سے قدم رکھ
بصورتخانۂ چین گیر آرام
طرف تصویرخانہ چین کے لے آرام یعنی جا

تماشا کن ز روئے او مثالی
دیکھ اسکے چہرے کی طرح کوئی شبیہ
بدام آور ز بوئے او غزالی
جال مین پھنسا اسکی امید مین کسی ہرن کے بچے

چو گیرد رای رفتن زین دیارت
جو ارادہ اس ملک سے تیرے جانے کا ہووے
بہر کوہ و دری کافتد گذارت
جس پہاڑ اور جنگل مین کہ پڑے گذر تیرا

اگر پیش آیدت کبک خرامان
اگر تیرے آگے آوے چکور چلتا ہوا
بیاد او بزن دستش بدامان
اسکی یعنی یوسف علیہ السلام کی یاد مین ہاتھ اسکے دامن مین مار

وگر بینی براہے کاروانے
اور جو دیکھے تو کسی راہ مین کوئی قافلہ
درو سالار رشتہ دلستانے
اسمین کسی معشوق کو سردار بنا ہوا

بچشم من ببین آن شاہ جان را
میری آنکھ سے دیکھ اس معشوق کو
بآئین کشور رسان آن کاروان را
اس ملک مین پہونچا دے اس قافلے کو

بود کان دلستان را چون ببینم
شاید جبکہ اس معشوق کو دیکھون مین
گلی از گلبن امید چینم
ایک پھول امید کے درخت سے چنون مین

ز وقت صبح تا خورشید تابان
صبح کے وقت سے آفتاب روشن جب تک
بجولانگاہ روز آمد شتابان
پہنچ گھوڑ دوڑ کی جگہ دنکے دوڑتا ہوا آیا

دل پُر درد و چشم خونفشان داشت
دل درد بھرا ہوا اور آنکھ خون بہانیوالی رکھتی تھی
چو شد خورشید شمع مجلس افروز
جب شمع آفتاب کی مجلس روشن کرنیوالی ہوئی
پرستاران بہ پیشش صف کشیدند
لونڈیون نے آگے اوس کے قطارین کھینچین
بآن صافی دلان و پاک سینہ
اُن صاف دلون اور پاک سینہ سے
ہر روز و شبی این بود حالش
ہر ایک رات اور دن یہی تھا حال اُسکا
چو در خانہ دل او تنگ گشتی
جب گھر مین دل اُسکا تنگ ہوتا
گہی با داغ سینہ ز آہ و نالہ
کبھی سینے کے داغ سے آہ و زاری سے
ازان گلرخ بہ لالہ راز گفتی
اُس معشوق کا لالہ سے بھید کہتی تھی
گہی چون سیل سر دادی بجنگل
کبھی جب سیلاب چھوڑ دیتی تھی جنگل
نہادی درمیان با او غم خویش
رکھتی تھی اُس سے درمیان مین غم اپنا
بسر می برد زینسان روزگاری
بسر لیجاتی تھی اسی طرح ایک زمانہ
کہ یار کس از کدامین رہ برآید
کہ یار اُسکا کس راہ سے آتا ہے
بیا جامی کہ ہمت برگماریم
آؤ جامی ہمت مقرر یعنی مضبوط کرین ہم

بباد صبحدم این داستان داشت
ہوای صبح سے یہی بیان رکھتی یعنی کرتی تھی
زلیخا ہمچو خورشید انجمن سوز
زلیخا مثل آفتاب کے ہوتی مجلس گرم کرنیوالی
رفیقان با جمالش آرمیدند
رفیقون نے اُسکے جمال سے آرام کیا
بجا آورد راہ و رسم دینہ
بجا لاتی یعنی برتا طریقہ کل والا
بدین آئین گذشتی ماہ و سالش
اسی طرح گذرتے تھے مہینے اور سال اُسکے
بعزم گشت تیز آہنگ گشتی
سیر کے ارادے مین جلد ارادہ کرتی تھی
بدشت افراختی خیمہ چو لالہ
جنگل مین بلند کرتی تھی خیمہ مثل لالہ کے
ز داغ دل سخنہا باز گفتی
دل کے داغ سے پھر باتین کہتی تھی
شدی با دیدۂ گریان سوی نیل
جاتی ساتھ دیدۂ گریان کے طرف دریا کے
زدی در نیل دلق ماتم خویش
مارتی یعنی ڈالتی دریا مین گدڑی ماتم اپنے کی
برہ میداشت چشم انتظاری
راہ مین رکھتی تھی وہ آنکھ انتظار کی
چو خور طالع شود چون مہ برآید
مثل آفتاب کے طلوع کرے یا مثل چاند کے نکلے
ز کنعان ماہ کنعان را برآریم
کنعان سے ماہ کنعان یعنی یوسف کو نکالین ہم

زلیخا با دل امیدوار ست
زلیخا ساتھ دل امیدوار کے ہے
ز حد بگذشت درد انتظارش
حد سے گذرا درد اُس کے انتظار کا
چہ خوش باشد کہ بعد از انتظاری
کیا خوش ہو کہ ایک انتظار کے بعد

نظر بر شاہ راہ انتظار ست
نظر اوسکی راہ انتظار کے ہے
دوا بخشی گنیم از وصل یارش
دوا دین ہم یار کی ملاقات سے اُسکو
بامیدے رسد امیدواری
کسی امید پر پہونچے کوئی امیدوار

آغاز داستان حسد بردن برادران یوسف و انتظار کشیدن ایشان بر انتقام وے باتفاق

شروع داستان ڈاہ کرنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا اور
بالاتفاق سب کا اُن سے بدلا لینے کا منتظر رہنا

دبیر خامہ ز استاد کہن زاد
قلم کے منشی نے پُرانے اُستاد سے
کہ چون یوسف بخوبی سر برافروخت
کہ جب یوسف نے خوبی مین سر بلند کیا
بسان مردمش در دیدہ بنشست
پتلی کی طرح اُس کو آنکھ مین بٹھلایا
گرفتی باوی آنسان لطفہا پیش
پیش یعنی کرتے تھے یوسف پر اسطرح کی مہربانیان
درختی بود در صحن سرایش
ایک درخت یعقوب کے مکان کے صحن مین تھا
ستادہ در مقام استقامت
کھڑا ہوا مقام راستی مین
چو سکان صوامع سبز پوشی
مثل عبادتخانون کے رہنے والون کے تھا ایک سبز پوش

درین نامہ چنین داد سخن داد
اس کتاب مین اسطرح سخن کی داد دی
دل یعقوب را مشغوف خود ساخت
یعقوب کے دل کو اپنا دیوانہ بنایا
ز فرزندان دیگر دیدہ بربست
اور لڑکون سے آنکھ بند کر لی یعنی نہ دیکھتا تھا
کہ بودی رشک ایشان ہر دم شدی پیش
کہ اُنپر رشک تھا یعنی اور بھائیون کو ہر دم زیادہ ہوتا تھا
بسبزی و خوشی بہجت فزایش
سبزی اور خوبی مین اُسکا خوشی بڑھانیوالا
فگندہ بر زمین ظل کرامت
ڈالے ہوئے زمین پر سایہ مہربانی کا
ز جنبش تیز وجدی در خروشی
جنبش سے تیز اور عشق سے شور کرنے مین

پی تسبیح هر برگش زبانی
خدا کو پاکی سے یاد کرنیکے لیے ہر پتی اسکی ایک زبان
بنام ایزد عجب تسبیح خوانی
سبحان اللہ ایک عجیب تسبیح پڑھنے والی

گذشته شاخ زین فیروزه کاخش
گذری اس سبز محل یعنی آسمان سے شاخ اسکی
ملائک گشته گنجشکان شاخش
فرشتے ہوئے چڑیان اس شاخ کی

بهر فرزندش دادی خداوند
ہر لڑکے سے کہ خدا اسکو دیتا
ازان خرم درخت سدره مانند
اس اچھے درخت سدرہ کے مثل سے

همانندم تازه شاخی بر دمیدی
اسی وقت ایک نئی شاخ اوگتی یعنی پیدا ہوتی
که با قدش برابر سر کشیدی
جو برابر قد اسکے کے بلند ہوتی جاتی

چو در راه بلاغت پا نهادی
جب رسیدگی کی راہ مین قدم رکھتا
بدستش زان عصای سبز دادی
اسکے ہاتھ مین اس سے ایک سبز لاٹھی دیتا

بجز یوسف که از تائید بختش
سوا یوسفؑ کے کہ اسکے نصیبے کی مدد سے
عصا لائق نیامد زان درختش
لاٹھی اس درخت سے اسکے لائق نہ نکلی

نهال باغ جان بود او نشاید
درخت باغ جان کا وہ تھا نہین لائق ہی
که با او شاخ چوبی همسر آید
کہ اس سے ایک لکڑی کی شاخ ہمسری کرے

شبی پنهان ز اخوان با پدر گفت
بھائیون سے پوشیدہ ایک رات باپ سے کہا
که ای بازوی سعیت با ظفر جفت
کہ اے بازو تیری کوشش کا فتح سے ہمنشین ہووے

دعا کن تا کفیل کار رشدم
دعا کر تاکہ ذمہ دار نشوونما میری کا
برویاند عصایی از بهشتم
پیدا کرے ایک لکڑی بہشت سے میرے لیے

که از عهد جوانی تا به پیری
کہ جوانی کے زمانے سے بڑھاپے تک
کند هر جا که افتم دستگیری
جسجگہ کہ گرون مین کرے مدد میری

دهد در جلوه گاه جنگ بازی
دیوے بیچ میدان لڑائی کے
مرا بر هر برادر سرفرازی
مجکو ہر ایک بھائی پر سر بلندی

پدر روی تضرع با خدا کرد
باپ نے منہ زاری کا طرف خدا کے کیا
برای خاطر یوسف دعا کرد
واسطے خاطر یوسفؑ کے دعا کی

رسید از سدره پیک ملک سرمد
پہونچا سدرہ سے قاصد ملک ہمیشہ کا
عصایی سبز در دست از زبرجد
ایک لکڑی سبز ہاتھ مین زبرجد سے

نه زخم تیشهٔ ایام دیده
نہ زخم زمانے کے بسولے کا دیکھا
نه رنج ارهٔ دوران کشیده
نہ رنج زمانے کے آرے کا کھینچا

قوی قوت گران قیمت سبک سنگ
نہایت مضبوط قیمتی ہلکے وزن کی
نیالوده به ننگ روغن و رنگ
نہ آلودہ ہوئی روغن اور رنگ کی شرم سے

پیام آورد کین فضل الهی ست
پیام لایا کہ یہ مہربانی خدا تعالےٰ کی ہے
ستون بارگاه پادشاهی ست
کھمبا بارگاہ بادشاہی کا ہے یعنی یہ لکڑی

چو شد یوسف ازان تحفه قوی دست
جب یوسفؑ کا ہاتھ اس تحفے سے طاقتور ہو گیا
ز حسرت حاسدان را پشت بشکست
افسوس سے حسد کرنے والون کی پیٹھ ٹوٹ گئی

بر ایشان آن عصا از دست هستی
ان یعنی بھائیون پر وہ لکڑی ہستی کے ہاتھ سے
گران تر آمد از صد چوب دستی
بھاری زیادہ معلوم ہوتی سو لاٹھیون سے

بخود بستند ازان هر یک خیالی
اپنے مین باندھا اس سے ہر ایک نے ایک خیال
نشاندند از حسد در دل نهالی
بٹھلایا حسد سے دل مین ایک درخت

ز اول طبع را زان زندگی داد
پہلے طبیعت کو اس سے زندگی دی
ولی آخر بر شرمندگی داد
لیکن آخر مین پھل شرمندگی کا دیا

بخواب دیدن یوسفؑ سجدهٔ آفتاب و مهتاب و یازده
خواب مین دیکھنا حضرت یوسفؑ کا سجدہ کرتے ہوئے آفتاب و ماہتاب اور گیارہ

ستاره و استماع اخوان و ازدیاد حسد بردن ایشان
ستارون کو اور سننا بھائیون کا اور زیادہ حسد کرنا ان کا حضرت یوسفؑ سے

خوش آن کز بند صورت باز رسته
کیا خوب وہ شخص کہ قید ظاہر سے آزاد ہوا
ز سحر چشم بندان چشم بسته
نظر باندھنے والون کے جادو سے آنکھ اپنی بند کی

دلش بیدار و چشمش در شکر خواب
دل جاگنے والا اور آنکھین اسکی نیند مین
ندیده کس چنین بیدار در خواب
نہ دیکھی کسی نے ایسی بیداری نیند مین

بپوشیده ز نا پاینده دیده
بند کیے ہوئے بے ثبات چیزوں سے آنکھ
ولے بگشوده با پاینده دیده
لیکن طرف ثبات والی چیزوں کی آنکھ کھولے ہوئے

شبی یوسف به پیش چشم یعقوب
ایک رات حضرت یوسف نے سامنے حضرت یعقوب کے
که پیش او چو چشمش بود محبوب
کہ جس کی آنکھ کے سامنے اُس کے عزیز تھے

بخواب خوش نهاده سر بیالین
میٹھی نیند میں سر تکیے پر رکھے ہوئے
بخنده لعل نوشین کرد شیرین
ہنسی میں میٹھے ہونٹھ شیرین کیے یعنی ہنس پڑے

ز شیرین خندهٔ آن لعل شکر خند
میٹھی ہنسی کے ان میٹھی ہنسنے والے ہونٹھوں نے
دل یعقوب را شوری درافگند
حضرت یعقوب کے دل میں ایک پریشانی ڈالی

چو یوسف نرگس سیراب بگشاد
جب یوسف علیہ السلام نے آنکھ کھولی یعنی جاگے
چو بخت خویش چشم از خواب بگشاد
اپنے نصیبے کی طرح آنکھ نیند سے کھولی

پدر گفتش اے [illegible] شکر خنده تو
باپ نے کہا اے یوسف شکر شیرین خندہ تجھ سے
چه موجب داشت شکر خنده تو
کیا سبب رکھتی تھی ہنسی تیری

بگفتا خواب دیدم مهر و مه را
کہا خواب میں دیکھا میں نے آفتاب اور چاند کو
درخشنده کواکب یازده را
چمکنے والے گیارہ ستاروں کو

که یکسر داد تعظیم بدادند
کہ سبھوں نے حق میرے تعظیم کا دیا یعنی ادا کیا
بسجده پیش رویم سر نهادند
سجدے کے لیے میرے سامنے سر جھکایا

پدر گفتا که بس کن زین سخن بس
باپ نے کہا کہ بس کر اس بات سے بس یعنی چپ رہ
مگو این خواب را زنهار با کس
اس خواب کو ہرگز کسی سے نہ کہنا

مبادا این خواب اخوان بدانند
ایسا نہو اس خواب کو بھائی جان جائیں
به بیداری صد آزارت رسانند
بیداری میں سو ایذائیں تجھکو پہونچا دینگے

ز تو بر دل هزاران غصه دارند
تیری طرف سے دلپر ہزاروں رنج رکھتے ہیں
درین غصه کیت فارغ گذارند
اس رنج سے کب تجھکو خالی یعنی بے ایذا چھوڑینگے

نیارند از حسد آن خواب را تاب
تاب نہ لاوینگے حسد سے اس خواب کی
که بس روشن بود تعبیر این خواب
کہ بہت ظاہر ہے تعبیر اس خواب کی

پدر کرد این وصیت لیک تقدیر
باپ نے یہ وصیت کی لیکن تقدیر
بپا دی بگسلد زنجیر تدبیر
اکیلے ہوا سے توڑتی ہے زنجیر تدبیر

بیک کس گفت یوسف آن فسانه
ایک شخص سے یوسف نے کہی وہ داستان
نهاد آنرا باخوان در میانه
رکھی اُسنے بھائیوں کے درمیان یعنی بھائیوں سے کہدیا

شنیدستی که هر سر کز دو بگذشت
سنا ہے تونے کہ جو بھید دو آدمیوں سے گذرا
باندک وقت ورد هر زبان گشت
تھوڑی دیر میں ہر شخص کی زبان کا وظیفہ ہوا

حکیمی گفت کان دو جز دو لب نیست
ایک استاد نے کہا کہ وہ دو سوائے دونوں لبوں کے نہیں ہے
کزان سر بگذرانیدن ادب نیست
کہ اُن سے بھید گذرانا یعنی باہر نکالنا ادب نہیں ہے

بسا سر کز دو لب افتد به بیرون
بہت بھید کہ دو ہونٹھوں سے باہر نکلتے ہیں
درون صد دلاور را کند خون
دل سو بہادروں کا خون کردیتے ہیں

چه خوش گفت آن نکوگوی نکوکار
کیا اچھا کہا اس اچھے کہنے والے نیک کام نے
که سر خواهی سلامت سر نگهدار
جو سر سلامت چاہتا ہے تو بھید کو نگاہ رکھ

چو وحشی مرغ از قید قفس جست
جب جنگلی چڑیا پنجرے کے قید سے چھوٹی
دگر نتوان بدستان پای او بست
دوبارہ نہیں ممکن ہے مکر سے اسکو قید کرنا

چو اخوان قصهٔ یوسف شنیدند
جب بھائیوں نے قصہ حضرت یوسف کا سنا
ز غصه پیرهن بر خود دریدند
رنج سے کُرتہ یعنی کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے

که یا رب چیست در خاطر پدر را
کہ اے خدا باپ کے دل میں کیا ہے
که نشناسد ز نفع خود ضرر را
کہ اپنے نفع نقصان کو نہیں پہچانتا ہے

نمیداند که از طفلی چه آید
نہیں جانتا ہے کہ ایک لڑکے سے کیا ہو سکتا ہے
که طفلی جز بطفلی را نشاید
بلکہ کوئی لڑکا سوا اسکے لڑکپن کے کسی لائق نہو گا

بهر یک چند بر بافد دروغی
ہر ایک تھوڑے کتنے ایک جھوٹ بناتا یعنی بولتا ہے
دهد زان گوهر خود را فروغی
اُس سے اپنی ذات کو ایک فروغ دیتا ہے

خورد آن پیر مسکین زان فریبی
کھاتا ہے وہ غریب بڈھا اس سے ایک فریب
شود از صحبت آن ناشکیبی
نہیں ہوتا ہے اُسکی صحبت سے صبر کرنیوالا

کند قطع نکو پیوندی ما
قطع کرتا ہے ہماری نیک پیوندی کو
برد مهر پدر فرزندی ما
کاٹتا ہے محبت باپ اور لڑکے ہماری کو

پدر کردست زینسان سر بلندش
باپ نے اس طرح سر چڑھایا ہے
نیفتد ایچ ازین حشمت پسندش
نہیں کافی معلوم ہوتی ہے اتنی حشمت اسکو

هوس دارد که ما از تیرگی پاک،
هوس رکھتا ہے کہ ہم لوگ گنا ہون سے پاک
بسجده پیش او افتیم بر خاک
واسطے سجدے کے اُسکے آگے گر پڑین ہم خاک پر

نه تنها ما که مادر با پدر هم
صرف ہم لوگ نہین بلکہ مان باپ سے بھی
نباید جاه جوئی این قدر هم
اتنی مرتبے حاصل کرنے کی جستجو بھی نہ چاہیے

پدر را ما خریداریم نے او
باپ کے خریدار ہین ہم نہین اُسکے
پدر را ما هوا داریم نے او
باپ کے ہم دوست ہین نہین اُسکے

اگر روز ست در صحرا شبانیم
اگر دن ہے جنگل مین چروا ہے یعنی محافظ ہین ہم
وگر شب خانه اش را پاسبانیم
اور جو رات اُسکے گھر کے چوکیدار ہین ہم

بر اعدا قوت بازوش از ماست
دشمنون پر قوت بازو اُسکے کی ہم سے ہے
بر احباب آبروی رویش از ماست
دوستونکے سامنے اُسکے منھ کو آبرو ہمسے ہے

بجز حیلت گری از وی چه دیدست
سوا مکاری کے اُس سے کیا دیکھا ہے
کز نیسان بر سر ما برگزیدست
کہ اسطرح سے ہم لوگونپر اُسے قبول کیا ہے

بیا تا کار خود را چاره سازیم
آؤ تو اپنے کام کی تدبیر کرین ہم
بهر راهش توان آواره سازیم
جس تدبیر سے ہو سکے اُس لڑکے کو آوارہ کرین ہم

چو با ما بر سر غمخوارگی نیست
جب ہم سے غمخواری کی راہ پر نہین ہے
دوای او بجز آوارگی نیست
دوا اُسکی سوا اُسکی یعنی یوسف ع کی آوارگی کی نہین ہے

بباید چاره سازی را میان بست
چاہیے تدبیر کرنے کے لیے کمر باندھنا
نرفته اختیار چاره از دست
نہین گیا اختیار تدبیر کا ہاتھ سے

چو خاری بر دمد از شور بختی
جب کوئی کانٹا پیدا ہووے کمبختی سے
بباید کند ناگشته درختی
اُکھیڑنا چاہیے بے ایک درخت کے پیدا ہوے

بقصد چاره سازی عهد بستند
تدبیر کرنے کے ارادے پر اقرار باندھا
بعزم مشورت یکجا نشستند
مشورہ کرنے کے ارادے مین باہم بیٹھے

مشورت کردن برادران بایکدیگر که یوسف ع

صلاح کرنا سب بھائیون کا آپس مین کہ یوسف ع

علیه السلام را از پیش پدر براندازند

اُن پر سلام ہو باپ کے آگے سے جدا کرین

چو آید مشکلے پیش خردمند
جب پیش آتی ہے عقلمند کو کوئی مشکل
گزان مشکل فتد در کار او بند
کہ اس مشکل سے اُسکے کام مین بند پڑے یعنی رکس جاوے

کند عقل دگر با عقل خود یار
کرتا ہے شخص دوسرے کی عقل کو اپنی عقل مین شریک
که تا در حل آن گردد مددگار
تاکہ اسکی کشادگی مین اُس کا مددگار ہو

زیک شمع نگیرد نور خانه
ایک چراغ سے اُسکا گھر روشنی نہین پکڑتا ہے
فروزد شمع دیگر در میانه
جلاتا ہے شمع دوسری درمیان مین

ولی هست این سخن در راست بینان
لیکن یہ بات سچ دیکھنے والون یعنی انصاف پسندون مین
بصدر راستی بالا نشینان
راستی کی مسند کے اوپر بیٹھنے والون مین

نه در کج رو حریفان کج اندیش
ٹیڑھے چلنے والے حریفون کج اندیش یعنی بے انصافون مین نہین
که گردد از دو کج کجروی بیش
کہ ہوتا ہے دو ٹیڑھے چلنے والون سے ٹیڑھاپن زیادہ

چو مجلس ساختند اخوان یوسف ع
جب جلسہ کیا یوسف کے بھائیون نے
برای مشورت در شان یوسف ع
یوسف کی شان مین مشورے کے لیے

یکی گفت او ز حسرت خون ما ریخت
ایک نے کہا اُسنے حسرت سے ہمارا خون گرایا
بخون ریزیش باید حیله انگیخت
اسکی خونریزی کا کوئی حیلہ اٹھانا چاہیے

ز دشمن ریز خون چون یافتی دست
دشمن کا خون گراؤ جب پاؤ تم اختیار
که از دستش بخونریزی توان رست
کہ اُسکے ہاتھ سے ساتھ خونریزی کے چھوٹنا

یکی گفت این نه بیدینی ست راهی
ایک نے کہا یہ ایک بیدینی کی راہ ہے
که اندیشیم قتل بے گناهی
کہ کسی بیگناہ کے مارڈالنے کا ہم خیال کرین

اگر اسپ جفا رانیم آخر
اگر ظلم کا گھوڑا چلاوین آخر یعنی ظلم کرین ہم
نه در کشتن مسلمانیم آخر
مار ڈالنے مین آخر مسلمان نہین ہین ہم

غرض زین بقعه بیرون بردن اوست
باہر لے جانا اُسکا اس مکان سے غرض ہے
نه کشتن یا زدن یا مردن اوست
نہ کہ مار ڈالنا یا مارنا یا مر جانا اُسکا منظور ہے

ہمان بہ کافگنیمش از پدر دور
بہتر وہ ہے کہ باپ سے دور اسکو ڈالین یعنی کرین ہم
بہ حائل داوے محروم و مہجور
کسی خوفناک جنگل مین بے نصیب اور علیحدہ

بیابانی درو جز دام و دد نے
ایسا جنگل جسمین سوا چارپایون اور درندونکے نہو
بجز روباہ و گرگ از نیک و بد نے
سوا لومڑی اور بھیڑیے کے کوئی نیک اور بد نہو

نباشد آب او جز اشک نومید
پانی اسکو نہو یعنی نہ ملے سوا ناامیدی کے آنسو کے
نباشد نان او جز قرص خورشید
روٹی اسکو نہو یعنی نہ ملے سوا گردۂ آفتاب کے

نہ در وے سایۂ غیر از شب تار
نہ اسمین سایہ سوا اندھیری رات کے
نہ در وے بسترے جز نشتر خار
نہ اسمین کوئی بچھونا سوا کانٹون کی نوک کے

چو گنجد اندرو آرام گیرد
جب چند روز اسمین آرام قبول کرے یعنی رہیگا
بمرگ خویشتن بیشک بمیرد
اپنی موت سے بیشک مر جاویگا

نگردد تیغ ما رنگین بخونش
نہ رنگین ہو ہماری تلوار اسکے خون مین
رہیم از تیغ نیرنگ و فسونش
چھوٹین ہم اسکی مکر اور جادو کی تلوار سے

دگر یک گفت قتل دیگرست این
پھر ایک نے کہا یہ دوسرا قتل ہے
چہ جائی قتل از انہم بدترست این
کیا مقام قتل کا اس سے بھی یہ بدتر ہے

شنیدم زیر خنجر جان سپردن
سنا ہم نے خنجر کے نیچے جان سونپنا یعنی مر جانا
بہ است از گرسنہ یا تشنہ مردن
بھوکے یا پیاسے مرجانے سے بہتر ہے

صواب آنست کاندر دور و نزدیک
بہتر وہ ہے کہ دور اور نزدیک مین
طلب داریم چاہی تنگ و تاریک
ڈھونڈھین ہم ایک کنوان تنگ اور اندھیرا

ز صدر عظمت و جاہ افگنیمش
بزرگی اور مرتبے کی مسند سے گرادین ہم اسکو
بصد خواری دران چاہ افگنیمش
سیکڑون ذلت سے اس کنوئین مین ڈالین ہم اسکو

بود کانجا نشیند کاروانے
شاید کہ وہان کوئی قافلہ بیٹھے یعنی آوے
بر آساید دران منزل زمانے
آرام کرے اس مقام مین کچھ دیر

بچاہ اندر کسے دلوے گزارد
اور کنوئین مین کوئی ڈول ڈالے پانی کے لیے
بجاے آب از ان چاہش برآرد
بجاے پانی کے اُس کنوئین سے اسکو نکالے

بفرزندیش گیرد یا غلامے
فرزندی مین اُس کو لے یا غلامی مین
کند در بردن وی تیزگامے
لیجانے مین اُسکے جلدی کرے

شود پیوند او زینجا بریدہ
قطع ہو جاوے یہان سے اسکا تعلق
بوے از ما گزندے نارسیدہ
ہم سے اسکو بغیر کسی ایذا پہونچے ہوے

چو گفت او قصۂ چاہ پر آسیب
جب بیان کیا اسنے قصہ آسیب بھری ہوے کنوئین کا
شدند آنان ہمہ در چاہ سر شیب
سبکے سب پستی کے کنوئین مین گئے یعنے سر جھکائے

ز غور چاہ مکر خود نہ آگاہ
اپنے مکر کے کنوئین کی گہرائی سے بے خبر
ہمہ بے ریسمان رفتند در چاہ
سب بغیر رسی کے کنوئین مین گئے یعنے بے انجام اندیشی کے

گرفتہ با پدر در دل نفاقے
باپ سے دل مین ایک مکر کر کے
بدان تزویر کردند اتفاقے
اس مکر سے ایک اتفاق کیا

وزان پس رو بکار خود نہادند
بعد اسکے رخ اپنے کام کی طرف کیا
بفردا وعدۂ این کار دادند
اس کام کا وعدہ کل یعنی دوسرے دن کا کیا

درخواست کردن برادران یوسف ویرا پیش پدر بردن یوسف را

درخواست کرنا حضرت یوسف کے بھائیون کا اور حضرت یوسف کو آگے باپ کے لے جانا

خوش آن مردان کہ از خود رستگانند
اچھے وہ لوگ ہین کہ خودی سے آزاد ہین
بکنج بیخودی بنشستگانند
بیخودی کے گوشے مین بیٹھنے والے ہین

ز قید طبع و کید نفس پاکند
قید طبیعت اور نفس کے مکر سے پاک ہین
براہ درد و کوے عشق خاکند
درد کی راہ اور عشق کی گلی مین خاک ہوگئے ہین

نہ زیشان بر دل مردم غباری
نہ اُن سے آدمیون کے دل پر کوئی غبار
نہ از مردم بریشان ہیچ باری
نہ اُن سے لوگون پر کچھ کوئی بوجھ

ناسازے عالم سازگارند
زمانے کی ناموافقت سے موافقت کرنیوالے ہین
بسر بارے کہ آید بُرد بارند
سر پر جو بوجھ کہ پڑے بوجھ اٹھانیوالے ہین

چو شب خسپند بے کین و ستیزند
بے لڑائی اور کینہ کے جیسے رات کو سوتے ہین
سحر زانسان کہ مے خسپند خیزند
صبح کو اسی طرح سے کہ سوتے ہین اٹھتے ہین

حسد ورزان یوسف بامدادان
حسد کرنیوالے یعنی بھائی یوسف کے صبح کو
بفکر دینہ خرم طبع و شادان
رات کی فکر مین دل خوشی خوشی

زبان پُر مهر و سینه کینه اندیش
زبان محبت بھری ہوئی اور سینہ کینہ اندیشہ کرنے والا
چو گرگان رو نہان در صورت میش
مثل بھیڑیون کے منہ چھپائے بھیڑ کے سامنے

بدیدار پدر احرام بستند
باپ کے دیکھنے کے لیے احرام باندھا یعنی نیت کی
بزانوے ادب پیشش نشستند
ادب کے زانو سے اُس کے آگے بیٹھے

در زرق و ملق باز کردند
مکر اور خوشامد کے دروازے کو کھولا
ز ہر جائی سخن آغاز کردند
ہر ایک مقام کی باتین شروع کین

بیان کردند ہر نو و کہن را
بیان کیے ہر نئے اور پرانے یعنی اگلے پچھلے
رسانیدند تا اینجا سخن را
پہونچایا یہان تک بات کو

کہ از خانہ ملالت خاست مارا
کہ گھر سے رنج پیدا ہوا ہے ہم کو
ہواے رفتن صحراست مارا
شوق جنگل کے جانے کا ہے ہم کو

اگر باشد اجازت قصد داریم
اگر حکم ہو ارادہ رکھتے ہین ہم
کہ فردا روز در صحرا گذاریم
کہ کل کا دن جنگل مین گزران کرین ہم

برادر یوسف آن نور دیدہ
وہ آنکھون کا نور یعنی ہمارا بھائی یوسف
ز کم سالے بصحرا کم رسیدہ
کم سنی سے جنگل مین کم پہونچا یعنی کم ہو گیا

چہ باشد گر بما ہمراہ سازی
کیا اچھا ہو اگر اُسکو ہمارے ساتھ کر دیجیے
بہمراہیش مارا سرفرازے
اسکے ساتھ کر دینے سے ہم کو سرفراز کیجیے

بکنج خانہ ماندہ روز تا شب
گھر کے گوشے مین رہا ہے رات دن
فارسلہ غدا یرتع و یلعب
پس بھیج اسکو کہ سیر کرے اور کھائے اور کھیلے

گہے با او رہِ صحرا نوردیم
کبھی اسکے ساتھ جنگل کی راہ چلین ہم
گہے بر پشت کوہ و بیشہ گردیم
کبھی پہاڑ کی پیٹھ اور جنگل مین پھرین ہم

گہی از گوسفندے شیر دوشیم
کبھی کسی بھیڑ سے دودھ دوہین ہم
گہی شیرین و خندان شیر نوشیم
کبھی ہنسکر میٹھا میٹھا خوشی سے دودھ پئین ہم

ز فرش سبزہ بازیگاہ سازیم
گھاس کے فرش پر کھیل کی جگہ بناوین ہم
بروے لالہ زاری راہ سازیم
اور پر لالہ زار کے راہ بنا دین ہم

ربائیم از سر لالہ کلاہش
لیجائین لالے کے سر سے ہم وہ ٹوپی
کنیم از فرق یوسف جلوہ گاہش
کرین تو یوسف کے سر کو اسکی جلوہ گاہ یعنی یوسف کو پہنا دین

زدہ بالا بسان کبک دامان
باندھ کر اوپر مثل چکور کے دامن
میان سبزہ سازیمش خرامان
درمیان سبزے کے اُسکو ٹہلا دین ہم

بیکجا گلہ آہو چرانیم
ایک جگہ گلہ ہرن کا چرائین ہم
ز یکسو گرگ را زہرہ درانیم
ایک طرف سے بھیڑیے کا پتہ پھاڑین ہم

بود طبعش بدینہا شاد گردد
شاید طبیعت اسکی ان باتون سے خوش ہووے
ز اندوہ وطن آزاد گردد
وطن کے غم سے آزاد ہو

ز جد گرچہ ہزار اعجوبہ سازی
عمدگی سے اگرچہ ہزارون اعجوبہ باتین کرے تو
نخندد طبع کودک جز ببازی
نہین خوش ہوتی ہے طبیعت لڑکونکی سوا کھیل کے

چو یعقوب این سخن بشنید زایشان
جو یعقوب نے اُن سے یہ بات سنی
گریبان رضا پیچید زایشان
گریبان خوشی کا پھیرا اُن سے

بگفتا بُردنش وے کے پسندم
کہا لیجانا اسکا کب پسند کرون مین
کز ان گردد درون اندوہ مندم
کہ اس سے دل میرا غمگین ہوگا

از ان ترسم کزو غافل نشینید
اُس سے ڈرتا ہون مین کہ غافل بیٹھ رہو
ز غفلت صورت حالش نبینید
غفلت سے صورت حال اُسکے کی نہ دیکھو

درین دیرینہ دشت محنت انگیز
اس پرانے رنج پیدا کرنیوالے جنگل یعنی دنیا مین
کہن گرگی برو دندان کند تیز
کوئی پرانا بھیڑیا اسپر دانت تیز کرے

بدان نازک بدن دندان رساند
اس نازک بدن پر دانت لگا دے
تنش را بلکہ جانم را دراند
اُسکے بدن کو بلکہ میری جان کو پھاڑے

چو آن افسونگران آنرا شنیدند
جو اُن جادوگرون یعنی یوسف کے بھائیون نے وہ سُنا
فسون دیگر از نو در دمیدند
منتر دوسرا نئے سر سے پھونکا یعنی یون کہا

کہ آخر ما نہ زینسان سست رایم
کہ آخر ہم لوگ اسطرح کے بے وقوف نہین ہین
کہ ہر دہ تن بگرگے در نیائیم
کہ ہم دسون آدمی ایک بھیڑیے پر غالب نہ آئین

نہ گرگ ار شیر مردم خوار باشد
بھیڑیا نہین اگر آدمی کھانیوالا شیر ہووے
بچنگ ما چو روبہ خوار باشد
ہمارے پنجے مین مثل لومڑی کے ذلیل ہووے

چو زینسان کرد یعقوب این سخن گوش
جب اسطرح کی باتین یعقوب نے اُن سے سنین
ز عذر انگیختن گردید خاموش
عذر اٹھانے یعنی منع کرنے سے چپ ہوگیا

بصحرا بُردن یوسف رضا داد
یوسف کے لیجانے کے لیے اجازت دی

بلا را اور دیار خود صلا داد
بلا کو اپنے ملک مین آواز دیا یعنی بلایا

بردن برادران یوسف را از پیش پدر و در چاه فگندن

لیجانا بھائیون کا حضرت یوسف کو باپ کے پاس سے اور کنوئین مین ڈال دینا

فغان زین چرخ دولابی که هر روز
فریاد اس آسمان گھومنے والے سے کہ ہر روز

بچاهی افگند ماه دل افروز
ایک کنوئین مین ڈالتا ہے چاند دل روشن کرنیوالے کو

غزالی در ریاض جان چرنده
جان کے باغ مین ایک چرنیوالے ہرن کو

نهد در پنجهٔ گرگ درنده
رکھتا ہے بھیڑیے پھاڑنیوالے کے پنجے مین

چو یوسف را بدان گرگان سپردند
جو یوسف کو ان بھیڑیون کو سونپا

فلک گفتا که گرگان بره بردند
آسمان نے کہا کہ بھیڑیے بکری کا بچہ لے گئے

یتیمان پدر تا می نمودند
باپ کی آنکھون مین جبتک دکھائی دیتے رہے

ز یکدیگر بمهرش می ربودند
ایک دوسرے اسکو محبت سے لیجا رہے تھے

گهی آن بر سر و دوشش گرفتی
کبھی وہ سر اور کاندھے پر اُس کو لیتے

گه این تنگ اندر آغوشش گرفتی
کبھی اسکو وہ گود مین لپٹا لیتے

چو پا بر دامن صحرا نهادند
جب جنگل کے دامن پر پانون رکھا

برو دست جفاکاری کشادند
اسپر ظلم کرنے کا ہاتھ کھولا

ز دوش مرحمت بارش فگندند
مہربانی کے کاندھے سے بوجھ اُس کا ڈالدیا

میان خاره و خارش فگندند
پتھر اور کانٹے کے درمیان اسکو ڈال دیا

برهنه پا قدم بر خار می زد
ننگے پانون قدم کانٹون پر مارتا یعنی چلتا تھا

بگل از خار و خس مسمار می زد
پھول پر کانٹے اور تنکے سے میخین ٹھونکتا تھا

فگنده کفش ره بر خار می زد
جوتے اتارے ہوئے راہ کانٹون پر چلتا تھا

کف سیمین ز خاره پاره میزد
تلوے گورے پتھر کے ٹکڑون سے مارتا یا کانٹے تلوون کو ٹکڑے کرتے

کف پای که میبودش ز گل تنگ
تلوے اُسکے کہ پھول سے بھی نرم تھے

ز خون در خار و خارا گشت گلرنگ
خون سے کانٹے اور پتھرون مین سرخ ہو گئے

چو ماندی پس از آن قوم سخت پنجه
جب پیچھے رہجاتا ان دشمن سخت پنجہ یعنی بھائیون سے

طپانچه کردیش رخسار رنجه
طمانچے سے کر دیتے اُسکا منہ رنجیدہ

به تیغ قطع باد آن دست کوتاه
تلوار سے کٹے ہوئے وہ ہاتھ ہون

که بر سر پنجه زند با پنجهٔ ماه
کہ تھپیڑ مارین پنجہ ماہ یعنی یوسف کے منہ پر

چو رفتی پیش کردی زخم سیلی
جب آگے جاتا لگاتے زخم گردنی کے

قفایش چون رخ بدخواه نیلی
گدی اُسکی مثل دشمن کے منہ کے نیلی

به بسته از قفا و پشت دستی
بند کیے ہوئے وہ گدی ہاتھ کی پیٹھ سے

که بیند آن قفا از وی شکستی
کہ دیکھے وہ گدی پایا اُسسے شکست

چو با ایشان شدی پهلو به پهلو
جب اس آن کے برابر ملکر چلتا

رسیدی مالش گوشش ز هر سو
پہنچتی گوشمالی اُس کو ہرطرف سے

کسی کان گوش را مالد به انگشت
جو شخص کہ اُسکے کان کو انگلیون سے ملے

چو انگشتش مبادا هیچ در مشت
انگلیون کی طرح کچھ اُسکی مٹھی مین مت ہو جیو

بزاری هر کرا دامن کشیدی
رونے مین جس کا دامن کھینچتا

به بیزاری گریبانش دریدی
ناخوشی سے وہ اُسکا گریبان پھاڑ ڈالتا

بگریه هر کرا در پا فتادی
رونے مین جس شخص کے پانون پڑتا

بخنده بر سر او پا نهادی
ہنسی سے وہ اُسکے سر پر پانون رکھتا

بناله هر کرا آواز کردی
رونے مین جس شخص کو آواز دیتا

نواهای مخالف ساز کردی
آوازین خلاف یعنی بُری بُری باتین بناتے

چو شد نومید زیشان ناله برداشت
جب ان سے نا امید ہوا چلا کر رو دیا

ز خون دیده بر گل لاله میکاشت
خون دیدہ سے زمین پر لالہ بوتا تھا

گهی در خون و گه در خاک میخفت
کبھی خون مین اور کبھی خاک مین پڑا رہتا تھا

ز اندوه دل صد چاک میگفت
رنج دل سو ٹکڑے سے بیان کرتا تھا

کجائی ای پدر آخر کجائی
کہان ہے نورانی باپ آخر کہان ہے تو

ز حال من چنین غافل چرائی
میرے حال سے ایسا بے خبر کیون ہے تو

بیا بنگر کنیزک زادگان را
آکر دیکھ لونڈی کے بچون کو

ز راه عقل و دین افتادگان را
عقل اور دین کی راہ سے گرے ہوئے کو

بیا بنگر مرا تا در چه حالم
اگر دیکھو مجھکو کس حال میں ہون میں
بدست این حسودان پایمالم
ان دشمنوں کے ہاتھ سے عاجز ہو رہا ہون میں

عزیز خویش را خود خوار کردی
اپنے عزیز کو آپ ہی ذلیل کیا تو نے
بدست دشمنان افگار کردی
دشمنوں کے ہاتھ سے زخمی کیا تو نے

مرا در چنگ بیمہران فگندے
مجھکو بے محبت والوں کے چنگل میں ڈالا تو نے
غزالی در کف گرگان فگندے
ایک ہرن کو بھیڑیوں کے ہاتھ میں ڈالدیا تو نے

کہ با کام دلت در دل چہ دارند
کہ تیرے دل کے مقصد یعنی مجھ سے کیا دل میں رکھتے ہیں
حق الطاف تو چون میگزارند
حق تیری مہربانیوں کا کیونکر ادا کرتے ہیں

گلی کز روضۂ جانت دمیدست
وہ پھول کہ تیری جان کے باغ سے پیدا ہوا ہے
برو باران احسانت چکیدست
اسپر تیرے احسان کا پانی ٹپکا ہے

چنان از تشنگی بیتاب مانده
ایسا پیاس سے بے قرار رہا
کہ نے رنگ اندر وی نی آب مانده
کہ نہ رنگ اس میں رہا نہ رونق

نہال تازه پرورده بہشتی
تازہ کے پالے ہوئے درخت بہشت والے کو
کہ در بستانسرای عمر کشتی
کہ عمر کے باغ میں بویا تو نے

چنان از باد جور افتاده بر خاک
ایسا ظلم کی ہوا سے گر پڑا زمین پر
کز وجوید بلندی خار و خاشاک
کہ اس سے بلندی ڈھونڈھتے ہیں کانٹے اور تنکے

مہی کز وی شبت را نور بودی
وہ چاند کہ جس سے تیری رات روشن ہوتی
ز ظلمتہای دوران دور بودی
زمانے کی تاریکیوں سے دور رہتا

رسیدش از فلک ز انسان وبالی
پہونچی اسکو آسمان سے ایک ایسی تاریکی
کہ جوید لمعۂ نورانہ ہلالی
کہ ڈھونڈتا ہوا ایک چمک روشنی کی دوج کے چاند سے

بدینسان بود حالش تا سہ فرسنگ
ایسا ہی حال اس کا رہا تین کوس تک
ازو صلح و از آن سنگین دلان جنگ
اس سے صلح اور ان سخت دلوں سے لڑائی

ازو نرمی از ایشان سخت روئی
اس سے نرمی انھوں سے سختی
ازو گرمی و ز ایشان سرد گوئی
اس سے نرمی اور ان سے بے مروتی

کہ ناگہ بر سر چاہے رسیدند
کہ اتفاقاً ایک کنوئیں پر پہونچے
ز رفتن بر سر چاه آرمیدند
چلنے سے اوپر کنوئیں کے آرام کیا یعنی ٹھہرے

چہی چون گور ظالم تنگ و تیره
ایک کنواں مثل ظالم کی قبر کے چھوٹا اور اندھا
ز تاریکیش چشم عقل خیره
اسکے اندھیرے سے آنکھ عقل کی اندھی

لب او چون دہان اژدہائے
ہونٹھ یعنی منہ اسکا مثل ایک اژدھے کے منہ کے
پی قوت از برون مردم ربائے
کھانے کے لیے باہر سے آدمی لیجانے یعنی نگلجانیوالا

درونش چون درون مردم آزار
دل اسکا مثل آدمی کی ستانیوالے یعنی ظالم کے دل کے
برای مردم آزاری پر از مار
آدمی کے ستانے کے لیے سانپوں سے بھرا ہوا

مدار نقطۂ اندوه و درش
جائے قرار یعنی نقطۂ غم کی دور اسکا
برون از طاقت اندیشہ غورش
خیال کی طاقت سے دور گہرائی اسکی

محیطش پر کدورت مرکزش دور
گھیرا اسکا اندھیرا بھرا ہوا تہ اسکی دور
ہوایش پر عفونت چشمہ اش شور
ہوا اسکی بدبو بھری ہوئی چشمہ اسکا کھاری

نفس زن گر در و یکدم نشستی
غوطہ خور اگر اسمیں دم بھر بیٹھتا
نفس را بر نفس زن راه بستی
غوطہ خور کے سانس کی راہ بند کرتا یعنی دم بند کردیتا

چو ایشان دفع آن گلچہره مہ را
جب انھوں نے دور کرنا اس خوبصورت چاند یعنی یوسف کا
پسندیدند آن نابہره چہ را
پسند کیا اس بدنصیب کنوئیں کو

دگر بار از جفاشان داد برداشت
دوبارہ انکے ظلم سے فریاد اٹھائی
بنوعی نالہ و فریاد برداشت
ایسی طرح رونا اور چلانا شروع کیا

کہ گر آن سنگ را معلوم گشتی
کہ اگر وہ پتھر کو معلوم ہوتا
ز سوزش نرم تر از موم گشتی
اسکی گرمی سے موم سے زیادہ نرم ہوجاتا

ولی آن ساز تیز آہنگ تر شد
لیکن وہ ساز تیز زیادہ یعنی جلد ہوا
دل چون سنگ ایشان سنگ تر شد
پتھر کا سا دل انکا زیادہ سخت ہوا

چہ گویم کز جفا ایشان چہ کردند
کیا بیان کروں میں انکے ظلم سے کہ کیا کیا
دلم ندہد گواہی انچہ کردند
میرا دل گواہی نہیں دیتا ہے جو کچھ کیا

بر آن ساعد کہ گر بر وی رسیدی
اس کلائی پر کہ اگر اسپر پہونچتا
حریر خلد از آن آزار دیدی
حریر بہشت کا اس سے تکلیف دیکھتی

رسن بستند از موی بز و میش
رسی بکری اور بھیڑ کے بالوں کی باندھی
برو شد ہر سر موی یکے نیش
اسپر ہوگئی ہر نوک بال کی ایک ڈنک

میانش را که بودی موی مانند
کمر اسکی کو کہ تھی مانند بال کے یعنی پتلی
به پشمین ریسمان دادند پیوند
بالون کی رسی سے جکڑ دیا

کشیدند از بدن پیراهن او
اتارا بدن سے کرتہ اس کا
چو گل از غنچه عریان شد تن او
پھول کی طرح کلی سے ننگا ہو گیا بدن اسکا

بقصد خود بپوشیدند از ملامت
اپنے قصد یعنی بدن پر پہنا ملامت سے
لباسی تا بدامان قیامت
ایک لباس دامن قیامت تک

فرود آویختند انگه بچاهش
نیچے لٹکایا اسوقت کنوئیں مین اسکو
در آب انداختند از نیمه راهش
پانی مین ڈالا آدھی دور سے اسکو

ز خوبی بود خورشید جهانتاب
خوبی سے تھا جہان کا روشن کرنیوالا آفتاب
فگندش چرخ چون خورشید در آب
ڈالا اسکو آسمان نے آفتاب کی طرح پانی مین

برون از آب در چه بود سنگی
باہر یعنی علحدہ پانی سے تھا ایک پتھر کنوئین مین
نشیمن ساخت آنرا بیدرنگی
مکان یعنی بیٹھنے کی جگہ اسکو بنائی جلد

چه دولت یافت آخر بنگر آن سنگ
کیا دولت پائی دیکھ آخر کو اس پتھر نے
که کان گوهری شد بس گران سنگ
کہ موتی کی کان ہو گیا بھاری پتھر

ز لعل خوشگوار و شکر آگین
مزے دار ہونٹھ اور مٹھائی بھرے ہوئے سے
شده شوراب همچون شهد شیرین
ہوا کھاری پانی مثل شہد کے میٹھا

شد از نور رخش آنچاه روشن
ہوا اسکے چہرے کی روشنی سے وہ کنوان روشن
چو شب روی زمین از ماه روشن
مثل رات کے منہ زمین کا چاند سے روشن

شمیم گیسوان عطر سایش
خوشبو زلفون خوشبو دار اسکی نے
عفونت را برون برد از هوایش
بدبو کو نکال دیا اسکی ہوا سے

ز نور طلعت آن هر گزنده
روشنی شکل اسکی سے ہر کاٹنے والا یعنی سانپ بچھو
سوی سوراخ دیگر شد خزنده
ایک دوسرے کے سوراخ مین گھس گئے

بتعویذ اندر آستین پیراهنی بود
اسکے کرتے مین ایک تعویذ تھا
که جدش را ز آتش حامی بود
کہ اسکے دادا یعنی حضرت ابراہیم کو آگ سے بچانیوالا تھی

فرستادش براهیم رضوان
بھیجا اسکو رضوان نے واسطے ابراہیم کے
ازان روشد برو آتش گلستان
اسی سبب سے اسپر آگ باغ ہو گئی

رسید از سدره جبریل امین زود
پہونچے سدرہ سے جبرئیل امین جلد
ز بازوی وی آن تعویذ بگشود
اسکے بازو سے وہ تعویذ کھول لیا

برون آورد زانجا پیرهن را
باہر لایا وہان سے کرتے کو
بدان پوشید آن پاکیزه تن را
اس پاکیزہ بدن مین اس کو پہنایا

ازان پس گفت ای مهجور غمناک
بعد اسکے کہا اے جدا پڑے ہوے غمگین
پیامت میرساند ایزد پاک
پیام تجھکو پہونچاتا ہے خدا پاک

که روزی این خیانت پیشگان را
کہ ایک دن ان چوری پیشہ یعنی بھائیون کو
گروه ناصواب اندیشگان را
گروہ برائی سوچنے والون کو

ز تو دلریش تر پیشت رسانم
تجھ سے زیادہ رنجیدہ تیرے آگے پہونچاؤنگا مین
فگنده پیش سر پیشت رسانم
سر جھکائے تیرے آگے پہونچاؤنگا مین

بر ایشان این جفاها را شماری
انھین پران ظلمون کو گنے یعنی سمجھے تو
وز ایشان حال خود پوشیده داری
اور ان سے اپنا حال پوشیدہ رکھے تو

تو دانی مو بمو ایشان کیانند
تو جانتا ہے بال بال یعنی ذرا ذرا یہ کون ہین
سر موی ترا ایشان ندانند
تجھکو یہ بال برابر نہین جانتے یعنی بالکل نا واقف ہین

ز جبریل این سخن یوسف چو بشنود
جبرئیل سے یوسف علیہ السلام نے جو یہ بات سنی
ز رنج و محنت اخوان برآسود
بھائیون کے محنت اور رنج سے آسودہ ہوا

نمود آن تخته سنگین تختگاهی
کیا یعنی بنایا اس پتھر کے تخت کو ایک تخت گاہ
نشست آنجا چو نیکو بخت شاهی
بیٹھا اسجگہ مثل ایک نیکبخت بادشاہ کے

بتسکین دادن جان حزینش
اسکی غمگین جان کے تسکین دینے کو
ندیم خاص شد روح الامینش
مصاحب اسکا خاص ہوا جبرئیل

بازآمدن اخوان یوسف علیه السلام نزد پدر و

پھر آنا حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیون کا باپ کے پاس اور

از مکر خود نام گرگان گرفتن

اپنے مکر سے بھیڑیون کا نام لگانا

چو یوسف را بچاه انداختندش
جب یوسف کو انھون نے کنوئین مین ڈالدیا
چه تاریک منزل ساختندش
اندھیرے کنوئین کو اُسکا گھر بنا دیا

به پیراهن که از وے بر کشیدند
کرتے مین کہ اُسکے بدن سے اُتارا تھا
مصالح غیر ازین دیگر ندیدند
مصلحت اسکے سوا اور نہ دیکھی

که از خون دروغش رنگ سازند
کہ جھوٹے خون سے اُسکو رنگین کرین
به نزدیک پدر نیرنگ سازند
باپ کے پاس مکر کرین

بکشتند از پی آن گوسپندی
مارڈالا اسکے واسطے ایک بھیڑ کو
گرفتند از تن او قطره چندی
لیا اسکے بدن سے کئی بوند خون

بخون گوسفندش رنگ کردند
بھیڑ کے خون سے اُس کو رنگین کیا
بخانه بعد ازان آهنگ کردند
بعد اُسکے گھر کی طرف ارادہ کیا

بنزدیک پدر هر یک نشستند
سامنے باپ کے ہر ایک بیٹھے
بگرد مه چو هاله حلقه بستند
مثل چاند کے گرداگرد سکے حلقہ باندھا

گشاده پیر چشم خویشتن را
کھولا بڈھے یعنی یعقوب نے اپنی آنکھ کو
ندید آن نوجوان سیم تن را
نہ دیکھا اس خوبصورت نوجوان کو یعنی یوسف کو

ندیده نور دیده پیش دیده
نہ دیکھ کر لڑکے کو آگے نظر کے
بسوز و درد آهے بر کشیده
سوز اور درد سے ایک آہ کھینچی

بگفتا یوسف مه روی من کو
کہا میرا چاند سا یوسف کہان ہے
سنان مژگان کمان ابروی من کو
جسکے ابرو مثل کمان اور مژگان مثل گانسی کی ہو وہ کہان ہے

قرارم همره او رفت و جانم
صبر میرا اُسکے ساتھ گیا اور جان میری
به هجرش هم رهم بادرد و هم غم
اسکی جدائی سے درد اور غم کے ساتھ ہون مین

بامید قدومش چشم در راه
اُسکے آنے کی امید مین آنکھین راہ مین یعنی منتظر
بماندم کاید آن رخشان تر از ماه
رہین میری کہ وہ چاند سے زیادہ روشن آتا ہوگا

[illegible marginal notes]

کشیدم بالتقایش انتظاری
کھینچا مین نے اسکی صورت کا ایسا انتظار
زده از تیغ هجرم زخم کاری
جدائی کی تلوار سے لگایا میرے زخم گہرا

به تلبیس اینهمه گشتند گریان
مکر سے یہ سب رونے لگے
بگفتند ای پدر زان ماه تابان
کہا اے باپ سن اس روشن چاند کے حال سے

پی آسایش آن نیکبختے
واسطے اس نیکبخت یعنی یوسف کے آرام کے
بیاسودیم در پای درختے
ٹھہرے ہم لوگ نیچے ایک درخت کے

درختے دلکش و هم سایه گستر
ایسا دلکش اور سایہ دار درخت
هوا و سایه او روح پرور
ہوا اور سایہ جسکا روح کو خوش کرنے والا

نموده در ته او سایه نور
معلوم ہوا نیچے اُسکے نور کا سایہ
بهم آمیخته چون مشک و کافور
ملا ہوا مثل مشک اور کافور کے

بزیر آن ز تابش آفتابے
اُسکے نیچے دھوپ کی گرمی سے
شدیم آسوده چون تشنه ز آبے
آسودہ ہوئے ہم مثل پیاسے کے پانی سے

پس از وی شد هوای صید ما را
بعد اسکے ہمکو شکار کی خواہش ہوئی
هوای صید کرده قید ما را
شکار کی خواہش نے ہمکو قید کیا

متاع خویش یوسف را نشاندیم
اپنے اسباب کے پاس یوسف کو بٹھایا ہم نے
وزانجا اسپ سوی صید راندیم
اور وہان سے گھوڑا شکار کی طرف بڑھایا ہم نے

چو مایان را هوای صید بربوده
ہم کو جب شکار کا شوق لے گیا
متاع یوسفم را گرگ خورده
ہمارے اسباب یعنی یوسف کو بھیڑیے نے کھایا

گرت باور نمی افتد توانیم
اگر تجکو یقین نہ پڑے سکتے ہین ہم
بدین دعوی گواهی بگذرانیم
اس دعوے پر کوئی گواہ گذرانین ہم

کشیدند از بغل پیراهن آنماه
کھینچا یعنی نکالا بغل سے کرتہ اس چاند کا
زخون آلوده و بی پاره ناگاه
خون سے بھرا ہوا اور بغیر پھٹا ہوا یکبارگی

به پیش پیر کنعانی نهادند
آگے کنعان کے بڈھے یعنی یعقوب کے رکھدیا
دلیل از راستی قول خویش دادند
دلیل اپنے سچ کہنے پہ دی

که این بشناس و بین پیراهن اوست
کہ اسکو دیکھ اور پہچان اسی کا کرتہ ہے
شده گلرنگ از خون تن اوست
اُسی کے بدن کے خون سے سرخ ہوگیا ہے

[illegible marginal notes]

بدین کاری کہ پیراہن دلیل است
ساتھا اس کام کے کہ کرتہ دلیل ہے
رضای آنخداوند جلیل است
خوشی اس خدا بڑے بزرگ کی ہے

چو یعقوب این سخن در گوش خود کرد
یعقوب نے جو یہ بات اپنے کانوں میں کی یعنی سنی
وداع جان و عقل و ہوش خود کرد
رخصت جان اور عقل اور ہوش اپنے کی کی

بہ بیہوشی ز بیہوشی در آمد
بیہوشی میں بیہوشی سے گر پڑا
دو چشم او بخون جوشی در آمد
دونوں آنکھیں اسکی خون جوش کرنیں آئیں یعنی رونیکا

گہی بیہوش و گہ ہشیار میشد
کبھی بیہوش اور کبھی ہوشیار ہو جاتا تھا
گہے بر زیست خود بیزار میشد
کبھی اپنی زندگی پر ناراض ہوتا تھا

بلای جان مشتاقان فراق است
مشتاقوں کی بلاے جان جدائی ہے
فراق دوستان مالایطاق است
جدائی دوستوں کی طاقت سے باہر ہے

بسا عاشق براہ آشنائے
بہت سے عاشق آشنائی کی راہ میں
شدہ مقتول از تیغ جدائے
جدائی کی تلوار سے قتل ہو گئے

شنیدم این سخن از عاشق زار
یہ بات ایک عاشق زار سے سنی ہے میں نے
کہ دوری بہ ز جان اما نہ از یار
کہ جان سے دوری بہتر ہو لیکن یار سے نہیں بہتر

فغان و گریہ بسیار کردہ
رونا اور فریاد بہت شروع کی
فراق یوسف او را کار کردہ
یوسف کی جدائی نے اسکا کام کیا

بگفتندش مکن گریہ ضرر ہست
لوگوں نے کہا مت رو نقصان ہے
کہ گریہ دافع نور بصر ہست
کہ رونا دور کرنیوالا بینائی آنکھ کا ہے

بگفتا دیدہ بہر دیدن یار
کہا آنکھ واسطے دیکھنے یار کے
بود خوشتر وگرنہ نیست درکار
اچھی ہوتی ہے اور جو نہیں درکار نہیں ہے

پی دیدار جانان دیدہ خوشتر
واسطے معشوق کے دیکھنے کے آنکھیں اچھی ہیں
ولی بے روی جانان کور بہتر
اور لیکن بے منہ دیکھے معشوق کے اندھی بہتر

بفرزندان زبان طعنہ بگشاد
لڑکوں سے زبان طعنے کی کھولی
کہ از دست شما بیداد و فریاد
کہ تم لوگوں کے ظلم کے ہاتھ سے فریاد ہے

چرا او را ز پیش من ربودند
کیوں انہوں اسکو میرے سامنے سے لے گئے
چو بر وے حامی و حافظ نبودند
جب اسکے پشت پناہ اور نگہبان نہ رہے

ندانستم کہ تنہا مے گذارند
نہ جانتا تھا میں کہ اکیلا چھوڑ دینگے
غزال من بہ گرگان می سپارند
میرے ہرن کو بھیڑیوں کو سونپیں گے

دریغا حسرتا بہر اینچنین رائے
افسوس افسوس ایسی عقل پر
زدم تیشہ بدست خویش در پائے
بسولا مارا میں نے اپنے ہاتھ سے پانوں میں

غزال خود بگرگان چون سپردم
اپنے ہرن کو بھیڑیوں کے سپرد کیوں کیا میں نے
بنادانی چرا این زہر خوردم
باوصف جاننے کے کیوں یہ زہر کھایا میں نے

بہ پیراہن تفحص کرد و دیدہ
کرتے سے دریافت کیا اور دیکھا
نہ جائی پارہ نی جائی دریدہ
نہ کسی جگہ ٹکڑے ہوا نہ کسی جگہ پھٹا ہوا

بمژگان اشک چون گوہر همی سفت
پلکوں کے کناروں میں آنسو موتی کی طرح پروتا تھا
بہ پیراہن نظر میکرد و میگفت
کرتے میں دیکھتا تھا اور کہتا تھا

چگونہ گرگ یوسف خوار بودہ
کیسا یوسف کا کھانے والا بھیڑیا تھا
کہ یوسف خوردہ و پیراہن نسودہ
کہ یوسف کو کھا گیا اور کرتہ نہ گھسا

عجب از قتل مجروح دونیم است
تعجب مرجانے زخمی دو ٹکڑے سے ہے
کہ خود دو نیم و پیراہن سلیم است
کہ آپ دو ٹکڑے اور کرتہ ثابت ہے

نماید گفتن ایشان دروغے
معلوم ہوتا ہے ان کا جھوٹ
نمی بینم بقول ایشان فروغے
نہیں دیکھتا ہوں میں انکی باتوں میں کچھ سچ

چو لغزش دید در گفتار آنہا
جب بے اعتباری دیکھی انکی باتوں میں
برای امتحان کار آنہا
انکے کام کی آزمایش کے لیے

طلب فرمود گرگان را ز صحرا
بلایا بھیڑیوں کو جنگل سے
بپرسیدہ کہ خورد آن را ز صحرا
پوچھا کون کھا گیا اسکو جنگل سے

کہ آن نور دو چشم را کہ بردہ
کہ میرے اس دونوں آنکھوں کے نور کو کون لیگیا
دل و جانم جگر گوشہ کہ خوردہ
دل اور جان میرے جگر گوشے کا کس نے کھایا

چہ بیدادیست این بر من دل ریش
یہ کیسا ظلم ہے مجھ زخمی دل پر
کہ شد پیدا ز گرگ کوتہ اندیش
کہ ظاہر ہوا مجھ پر بھیڑیے ناقص اندیشہ کرنیوالے سے

بحیرت آمدہ گفتند گرگان
حیرت میں آکر بھیڑیوں نے کہا
کہ ای روشن گہر مہتر بزرگان
کہ اے روشن ذات سردار بزرگوں کے

اگر من یوسفت را دیده باشم
جو ہم نے تیرے یوسف کو دیکھا ہو
بعهد دیده ده نادیده باشم
قسم آنکھ دینے والے یعنی خدا کی اندھے ہو جائیں ہم

چه تهمت می نهی بر ما غریبان
کیا تہمت لگاتا ہے تو ہم غریبوں پر
بگفت جاهلان و بی نصیبان
جاہلوں اور بدنصیبوں کے کہنے سے

چو از گرگان شنید این عهد یعقوب
جب بھیڑیوں سے یہ اقرار یعقوب نے سنا
بدل دانست کو احیاست محبوب
دل میں جانا کہ وہ پیارا یعنی یوسف زندہ ہے

بگفت او را خداوندا نگهدار
دعا کی اے خدا اسکو نگہ رکھیو
ز تلبیس زمانه خویش و اغیار
اپنے بیگانے اور زمانے کے مکر سے

ز هجر دوست کرده گریه آغاز
دوست کی جدائی سے رونا شروع کیا
شده دیوار با او گریه پرواز
دیوار اوس کے ساتھ رونے لگی

چو از حسن و جمالش یاد کردی
جب اسکی خوبی اور خوبصورتی سے یاد کرتا
فغان و ناله بی تعداد کردی
بیشمار نالے اور فریاد کرتا

گهی از خویشتن بیگانه گشتی
کبھی آپ سے غیر یعنی بیخود ہو جاتا
گهی فرزانه گه دیوانه گشتی
کبھی عقلمند کبھی مجنون ہو جاتا

بدینسان مدتی کردند بسر بس
اسی طرح مدتیں بسر کیں انہوں نے
که آمد بوی پیراهن ز مصرش
کہ آئی بوی مصر کی اوس کرتے سے

رسیدن کاروان بر سر چاه و برون آوردن یوسف علیه السلام را مثل ماه

پہونچنا قافلے کا اوپر کنوئیں کے اور باہر نکالنا حضرت یوسف علیه السلام کو مثل چاند کے

بنام ایزد چه فرخ کاروانی
سبحان اللہ کیا مبارک وہ قافلہ
گزیشان آب جویان کاروانی
کہ ان پانی بھرنے والوں سے ایک عقلمند

چو دلوی برکشد ناگه ز چاهی
جو ایک ڈول کھینچے ایکبارگی ایک کنوئیں سے
شود طالع ز برج دلو ماهی
ظاہر ہو جیسے برج دلو سے ایک چاند

سه روز آن ماه در چه بود تا شب
تین دن رات تک وہ چاند یعنی یوسف کنوئیں میں رہا
چو ماه نخشب اندر چاه نخشب
مثل نخشب کے چاند کے نخشب کے کنوئیں میں

چه چارم روز ازین فیروزه خرگاه
جو چوتھے دن اس سبز رنگ خیمے سے
برآمد یوسف گم گشته از چاه
نکلا یوسف کھو گیا ہوا کنوئیں سے

ز مدین کاروانی رخت بسته
مدین سے ایک قافلہ اسباب باندھے ہوئے
بعزم مصر با بخت خجسته
مصر کے ارادے میں ساتھ مبارک نصیبے کے

ز راه افتاده دور آنجا فتادند
راہ سے علیحدہ ہو کر وہاں آ پڑے
پی آسودگی محمل کشادند
ستانے کے لیے کجاوہ کھول دیا

خوش آن گمره که ره آرد بجائی
اچھا وہ بھولا ہوا کہ راہ لاوے یعنی پہونچے اس جگہ
که باشد همچو یوسف ره نمائی
جہاں ہو یوسف ایسا راہ بتانے والا

بگرد چاه منزل گاه کردند
کنوئیں کے گرد قیام کیا
بقصد آب رو در چاه کردند
پانی کے ارادے سے منہ کنوئیں کی طرف کیا

نخست آمد سعادتمند مردی
پہلے آیا ایک مرد خوش نصیب
بسوی آب حیوان ره نوردی
طرف آبحیات کے راہ چلنے والا

بتاریکی چاه آن خضر سیمای
کنوئیں کے اندھیرے میں خضر پیشانی نے
فرو آویخت دلو آب پیمای
پانی بھرنے والا ڈول نیچے لٹکایا

بیوسف گفت جبریل امین خیز
یوسف سے کہا جبریل امین نے کہ اٹھ
زلال رحمتی بر تشنگان ریز
میٹھا پانی رحمت کا پیاسوں پر ڈال

نشین در دلو چون خورشید تابان
ڈول میں بیٹھ مثل آفتاب روشن کے
ز مغرب سوی مشرق شو شتابان
پچھم طرف پورب کے دوڑ

کنار چاه را دور افق کن
کنوئیں کے کنارے کو دور گوشے کا بناؤ
افق را باز نورانی شفق کن
گوشے کو پھر پردہ روشن کر

زرویت پرتوی بر عالم افگن
اپنے چہرے سے ایک پرتو روشنی جہان پر ڈال
جہانرا از سر نو ساز روشن
جہان کو نئے سرے سے یعنی دوبارہ پھر روشن کر

روان یوسف بسنگ چاہ بر جست
فوراً یوسف کنوئین کے پتھر سے کود پڑا
چو آب چشمہ اندر دلو بنشست
چشمہ کے پانی کی طرح ڈول مین بیٹھا

کشید آن دلو را مرد توانا
کھینچا اس ڈول کو طاقتور مرد نے
بقدر وزن دلو و آب دانا
موافق وزن ڈول اور پانی کے جان کر

بگفت امروز دلو ما گرانست
کہا آج ہمارا ڈول بھاری ہے
یقین چیزی بجز آب اندر آنست
یقیناً کوئی چیز سوا پانی کے اسمین ہے

چو آن ماہ جہان آرا بر آمد
جب وہ چاند جہان کا آراستہ کرنیوالا یعنی یوسف نکلا
ز جانش بانگ یا بشری بر آمد
اسکے دل سے آواز خوشخبری کی نکلی

بشارت کز چنین تاریک چاہی
خوشخبری ہو کہ ایسے اندھیرے کنوئین سے
بر آمد بس جہان افروز ماہی
نکلا ایک نہایت جہان روشن کرنیوالا چاند

بشارت کز میان چشمہ شور
خوشخبری ہو کہ کھاری کنوئین کے اندر سے
بر آمد آبی از شور آبگی دور
نکلا ایسا پانی کھاری پن سے دور

دران صحرا گلی بشگفت او را
اس جنگل مین ایک پھول کھلا اسکے لیے
ولی از دیگران بنہفت او را
لیکن دوسرون سے چھپایا اس کو

نہانی جانب منزل کشش برد
پوشیدہ طرف خیمے کے اسکو لے گیا
بیاران خودش پوشیدہ بسپرد
اپنے ساتھیون مین اسکو چھپا کر رکھا

بلی چون نیکبختی گنج یابد
ہان جو کوئی خوش نصیب خزانہ پاوے
اگر پنہان ندارد رنج یابد
اگر پوشیدہ نہ رکھے رنج پاوے

حسودان ہم دران نزدیک بودند
دشمن بھی وہین نزدیک تھے
ز حال او تفحص می نمودند
اسکے حال کی جستجو کرتے تھے یعنی یوسف کے بھائی

ہمی بردند دائم انتظارش
ہمیشہ انتظار کرتے تھے اسکا
کہ تا خود چون شود انجام کارش
کہ کیونکر تحقیق ہوا انجام کار اسکا

ز حال کاروان آگاہ گشتند
قافلے کے حال سے آگاہ ہوے
خبر جویان بگرد چاہ گشتند
خبر پوچھتے ہوئے کنوئین کے کنارے پھرے

نہان کردند یوسف را ندائی
پوشیدہ یعنی آہستہ سے یوسف کو ایک آواز دی
برون نامد ز چاہ الا صدائی
نہ نکلی لیکن کنوئین سے کوئی آواز

بسوی کاروان کردند آہنگ
قافلے کی طرف ارادہ کیا
کہ تا آرند یوسف را فراچنگ
تاکہ یوسف کو چنگل مین لا دین

پس از جہد تمام و جہد بسیار
بعد نہایت کوشش اور کاوش کے
میان کاروان آمد پدیدار
قافلے کے درمیان ظاہر ہوا

گرفتندش کہ ما را بندہ است این
پکڑ لیا اسکو کہ یہ ہمارا غلام ہے
سر از طوق وفا تابندہ است این
حلقہ وفا سے سر پھیرنے والا ہے

بکار و خدمت آمد سست پیوند
کام اور خدمت مین نہایت سستی کرتا ہے
رہ بگریختن گیرد بہر چند
ہر چند روز بعد بھاگ جاتا ہے

ز نیکو بندگی فارغ نہاد است
اچھی طرح نوکری کرنے سے بیکار ہے
فروشیمش اگر چہ خانہ زاد است
بیچتے ہین ہم اسکو اگرچہ خانہ زاد ہے

چو گیرد بندہ بد بندگی پیش
جو لیتا ہے کوئی غلام بری بندگی آگے
ز نیکوئی کند بد بندگی بیش
ایک نیک سے کرتا ہے بدبندگی بہت زیادہ

بہ آن باشد کہ بفروشم بہ بیش
بہتر وہ ہے کہ تھوڑی قیمت پر بیچ ڈالون مین اسکو
ندارم از بدی و رتاب و تیش
نہ رکھون اسکی برائی سے کچھ

در اصلاحش ازین بس می نکوشیم
اسکی اصلاح مین اس سے کوشش زیادہ نہ کرینگے ہم
بہر قیمت کہ باشد میفروشیم
جس قیمت پر کہ ہو بیچتے ہین ہم

جوانمردی کہ از چہ بر کشیدش
جس جوانمرد نے کہ کنوئین سے نکالا تھا اسکو
باندک قیمتی زیشان خریدش
تھوڑی قیمت پر مول لیا اس نے

بہ مالک بود مشہور آن جوانمرد
اس جوان کا نام مالک مشہور تھا
بفلس چند مملوک خودش کرد
عوض چند پیسون کے غلام اپنا اسنے کر لیا

وزان پس کاروان محمل بہ بستند
بعد اسکے قافلے نے کجاوے باندھے
بقصد مصر در محمل نشستند
مصر کے ارادے سے کجاوے مین بیٹھے

زیان کاران کہ جنس جان فروشند
بدکار لوگ کہ جنس جان کی بیچتے ہین
چنان جنس چنین ارزان فروشند
ایسی چیز ایسی سستی بیچتے ہین

خراج مصر یک دیدار از وی
ایک مرتبہ دیکھ لینا اُسکا خراج مصر کا
متاعِ جان بیک گفتار از وی
اسکی ایک بات پر جان کا اسباب صدقے

ولی این نرخ را یعقوبؑ داند
لیکن اسکا بھاؤ حضرت یعقوبؑ جانتے ہیں
زلیخا کی خریدارے تواند
زلیخا کب مول لے سکتی ہے

دہد گنج سعادت ناخردمند
دیتا ہے نیکبختی کے خزانے کو بے عقل
ستاند زو شیدہ درہمی چند
لیتا ہے اس سے کھنکھر یعنی پھیکل کئی درم

رسانیدن مالک یوسفؑ را در حوالی مصر و

پہونچایا مالک کا یوسف علیہ السلام کو سرحد مصر میں اور

فرستادن بادشاہ عزیز را باستقبال

بھیجنا بادشاہ کا عزیز کو واسطے پیشوائی کرنے کے

چو مالک را برون از دست رنجی
جب مالک کا زیادہ ایک مزدوری سے
نمے آمد زروی آن دلآرای
نہ آتا یعنی نہ پہونچتا تھا اُس دل آرام کرنیوالے کیوجہ سے

ببویش جان ہمی پرورد و میرفت
اسکی خوشبو سے جان پالتا تھا اور جاتا تھا
بمصر آمد چو نزدیک از رہِ دور
مصر کے قریب جب راہ دور سے آیا

کہ آمد مالک اینک از سفر باز
کہ مالک سفر سے بھی واپس آیا
غلامی نی کہ رخشان آفتابی
ایک غلام نہیں بلکہ ایک روشن آفتاب

فرو شد پا ازین سودا بہ گنجی
دھنس گیا پانوں اس تجارت سے ایک خزانے میں
دران رہ بر زمین از شادیش پای
اسکا پانوں زمین پر خوشی سے راہ میں

دو منزل را یکی میکرد و میرفت
دو منزل کو ایک کرتا یعنی جلد چلا جاتا تھا
میان مصریان شد قصہ مشہور
مصر والوں میں یہ قصہ مشہور ہوا

بعبرانی غلامی گشتہ دمساز
ایک عبرانی غلام کو ساتھ لے کر
بدار الملک گیتی کامیابی
جہان کے دار الملک میں ایک صاحب مقصد

باوجِ نیکوی تابندہ ماہی
خوبصورتی کی بلندی پر ایک روشن چاند
بملک دلبری فرخندہ شاہی
معشوقی کے ملک میں ایک مبارک بادشاہ

ندیدہ با ہزاران دیدہ افلاک
آسمان نے باوجود ہزاروں آنکھوں کے نہ دیکھی
چو او نقشی بصورت خانۂ خاک
اسطرح کی کوئی صورت خاکی تصویر خانے یعنی جہان میں

چو شاہ مصر این آوازہ بشنید
جب شاہ مصر نے یہ شہرہ سنا
ازین غیرت بسی بر خویش پیچید
اس غیرت سے اپنے اوپر بہت شرمایا

کہ خاک مصر بستان جمالست
کہ خاک مصر کی خوبصورتی کا باغ ہے
بہ از گلہای این بستان محالست
اس باغ کے پھولوں یعنی یہاں کے خوبصورتوں سے بہتر ہونا مشکل ہے

گلی کز روضۂ فردوس خیزد
جو پھول کہ باغ بہشت سے پیدا ہوتا ہے
ز شرم روی شان بر خاک ریزد
اُنکے چہرے کی شرم سے خاک پر گر پڑے

عزیز مصر را گفتا روان شو
عزیز مصر کو حکم دیا کہ روانہ ہو
باستقبال سوی کاروان شو
پیشوائی کے لیے قافلے کی طرف جا

بچشم خود ببین آن ماہ نو را
اپنی آنکھ سے دیکھ اُس خوبصورت کو
بیاور خود بدین درگاہ او را
لے آ اس درگاہ میں یعنی ہمارے پاس اسکو

عزیز مصر رو در کاروان کرد
عزیز مصر طرف قافلے کے چلا
نظر در روی آن آرام جان کرد
نگاہ کی اس آرام جان یعنی یوسف کی طرف

چنان دیدار او از خود ربودش
ایسا اسکے دیکھنے سے بیخود ہوا وہ
کہ بیخود خاست تا آرد سجودش
کہ بیخودی میں اٹھا تاکہ اسکو سجدہ کرے

ولی یوسفؑ سرش از خاک برداشت
لیکن یوسف نے سر اُسکا خاک سے اٹھا دیا
بہ پیش روی خویشش سجدہ نگذاشت
اپنے سامنے اسکو سجدے میں نہ چھوڑا

کہ سر جز پیش آنکس خم مبادت
کہ سر تیرا سوا اس شخص یعنی خدا کے آگے کسی کے نہ جھکے
کہ بر گردن ز سر منت نہادت
جسنے تیری گردن پر احسان سے سر رکھدیا یعنی بنایا

عزیز آنگہ ز مالک شد طلبگار
عزیز نے اسوقت مالک سے درخواست کی
کش آرد تا در شاہ جہاندار
کہ اسکو بادشاہ مصر کے دروازے تک لاوے

بگفت از آمدن فکرے ندارم
کہا آنے یعنی چلنے سے کوئی اندیشہ نہیں رکھتا ہوں
ولے از لطف تو امیدوارم
لیکن تیری مہربانی سے امیدوار ہوں

که ما را این زمان معذور داری
کہ ہم کو اسوقت معاف رکھے تو
بآسایش درین منزل گذاری
واسطے آرام کے اس مقام میں چھوڑدے تو

بود روزی دو سه آسوده گردیم
شاید دو تین دن میں آسودہ ہوئیں ہم
که از رنج سفر بیخواب و خوردیم
کہ سفر کی تکلیف سے نہ سوئے ہیں نہ کھایا ہے ہم نے

غبار راه از روی و چرک از تن بشوییم
گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھوئیں ہم
به تن پاکیزه سوی شاه پوییم
صاف بدن سے طرف بادشاہ کے چلیں ہم

عزیز مصر چون این نکته بشنید
عزیز مصر نے جو یہ بات سنی
بخدمتگاری شه باز گردید
بادشاہ کی خدمت میں واپس پھرا

بشاه از حسن یوسف شمه گفت
یوسف کے حسن سے بادشاہ سے کچھ بیان کیا
بغیرت ساخت جان شاه را جفت
شرم سے بادشاہ کی طبیعت کو جوڑا یعنی شرمندہ کیا

اشارت کرد کز خوبان هزاران
اشارہ کیا کہ ہزاروں خوبصورت
بدار الملک خوبی شهریاران
خوبصورتی کے ملک کے بادشاہ

همه زرین کله بنهاده بر سر
سب سنہرے تاج سروں پر رکھ کر
همه زرکش قبا پوشیده در بر
تمامی کی قبائیں بدنوں میں پہن کر

کمرهای مرصع بر میان شان
ٹکے جڑاؤ اور انکی کمروں پر بندھے
بخنده در شکرریزی دهان شان
ہنسی میں شکر گرانے والے منھ آن کے

چو گل از گلبن خوبی بچینند
مثل پھول کے خوبصورتی کی ٹہنی سے چنیں
زگلرویان مصری برگزینند
مصر کے معشوقوں سے انتخاب کریں

که چون آرند یوسف را ببازار
کہ جب لاویں یوسف کو بازار میں
کنندش عرض بر چشم خریدار
پیش کریں اسکو آگے خریداروں کے

کشند انیان بدین شکل و شمائل
کھینچیں یہ لوگ بھی اس صورت اور شکل سے
بدعوی دارنش صف در مقابل
واسطے دعوے کرنے کے قطار مقابلے میں

شود از خود بود مهر جهانگرد
ہووے یعنی ممکن ہو اگر آپ آفتاب جہان پھرنیوالا ہو
ازین آتش رخان بازار او سرد
اُن سرخ چہروں یعنی خوبصورتوں سے اسکا بازار سرد

باب نیل در آمدن یوسف و غبار سفر
دریا سے نیل میں آنا یوسف کا اور غبار سفر کا

شستن و بر هودج اعلی نشستن
دھونا اور بلند عماری پر بیٹھنا

بچارم روز موعد یوسف خور
چوتھے وعدہ کیے ہوئے دن کو یوسف آفتاب نے
چو زد از ساحل نیل فلک سر
جو سر ملا یعنی نکالا کنارہ سے دریاے آسمان سے

بیوسف گفت مالک کای دل آرای
یوسف سے کہا مالک نے کہ اے دل آراستہ کرنیوالے
تو همچون خور کنار نیل کن جای
تو بھی مثل آفتاب دریا کے کنارے جا

زخود کن گرد ره را شست و شوئی
اپنے بدن سے راہ کے گرد غبار کو دھو ڈال
زخاک نیل را ده آبروئی
اپنی خاک سے دریا کو ایک آبرو دے

بحکم مالک آن خورشید تابان
مالک کے حکم سے وہ آفتاب روشن
بسوی نیل شد حالی شتابان
طرف دریا کے چلا فوراً

بزیر پیرهن برد از درون دست
نیچے کرتے کے یعنی اندر لے گیا ہاتھ
سمن را پرده نیلوفری بست
چمیلی پر پردہ نیلوفر کا باندھا یعنی کرتا اتارا

کلاه زرفشان از فرق بنهاد
ٹوپی سنہری سر سے اتاری
ز زرین بیضه خور زاغ شب زاد
سنہری انڈے آفتاب سے کوا رات کا پیدا ہوا یعنے بال دکھلائے

کشید انگه چنان پیراهن از فرق
کھینچا اسوقت اسطرح کرتہ سر سے
که جیبش غرب مه شد دامنش شرق
کہ گریبان اس چاند کا غرب کو ہوا اور دامن اسکا مشرق میں

نمود آن دوش و بر از عطف دامن
دکھائی دیا وہ کندھا اور سینہ دامن کے گوشے سے
چنان کز دور گردون صبح روشن
ایسی کہ آسمان کے کنارے سے روشنی صبح کی

ازار نیلگون بسته به تعجیل
نیلی لنگی باندھ کر جلد
چو سیمین سرو آمد بر لب نیل
مثل چاندی کے سرو کے آیا کنارے دریا کے

ز چرخ نیلگون برخاست فریاد
نیلے آسمان سے اٹھی فریاد یعنی شور بلند ہوا
که شد مصر از قدوم آن مه آباد
کہ مصر اس چاند کے آنے سے ہو گیا آباد

بجای نیل من بودی چه بودی
بجائے نیل کے جو میں ہوتا کیا اچھا ہوتا
ز پا بوسش من آسودی چه بودی
اسکی قدمبوسی سے میں آسودہ ہوتا کیا اچھا ہوتا

برآن شد خور کہ خود را افگند پیش
آفتاب ایسا مستعد ہوا کہ آپ کو آگے ڈالے
برود نیل ریزد چشمۂ خویش
دریاے نیل مین گرادے چشمہ اپنا

ببیند چشمۂ خود چون سزایش
نہین دیکھتا ہے چشمہ اپنا لائق اُس کے
طفیل نیل شوید دست و پایش
بدولت نیل کے دھووے ہاتھ پانون اسکے

بدریا پا نہاد و از سوے ساحل
دریا مین قدم رکھا کنارے کی طرف سے
چو مہ در برج آبی کرد منزل
مثل چاند کے برج آبی مین مقام کیا

بطلعت بود خورشید جہانتاب
صورت مین تھا آفتاب جہان روشن کرنیوالا
چو نیلوفر فرو رفت اندران آب
مثل نیلوفر کے پانی مین غوطہ لگایا

تنش در آب چون عریان درآمد
ننگے بدن جو وہ پانی کے اندر آیا یعنی گیا
بہ تن آب روان را جان درآمد
بہتے ہوے پانی کے بدن مین جان آگئی

گشاد از ہم مسلسل گیسوان را
کھولا آپس سے یعنی جھٹکا یا بیچدار بالون کو
بپا زنجیر بست آب روان را
بہتے ہوے پانی کے پانوئمین زنجیر باندھی

مہیا ساخت بہر صید خوابے
موجود کیا یعنی بچھایا واسطے شکار کرنے کے
معنبر دامے از مہ تا بماہے
ایک خوشبودار جال آسمان سے زمین تک

گہے میریخت آب از دست بر سر
کبھی گراتا یعنی اچھالتا تھا ہاتھ سے پانی سر پر
ز پروین ماہ را می بست زیور
پروین سے چاند کو زیور پہناتا تھا یعنی پانی کے قطرے چہرہ پر تھے

گہی مے داد از کف مالش گل
کبھی ہاتھ سے پھول کو ملتا یعنی منھ دھوتا
بہ پنجہ شانہ میزد شاخ سنبل
پنجے سے بالون مین کنگھی کرتا یعنی سلجھاتا تھا

چو گرد از روی چرک از تن فرو شست
جب گرد چہرے سے اور میل بدن سے دھو ڈالا
چو سروی از کنار نیل بر رست
مثل ایک سرو کے دریا کے کنارے سے پیدا ہوا

ز مفرش دار مالک پیرہن خواست
توشہ خانہ کے داروغہ سے کپڑے منگائے
بجلباب سمن گل را بیاراست
چنبیلی کی چادر سے پھول کو آراستہ کیا

کشیدہ انگہ بہر دیباے دلکش
کھینچی اسوقت بدن مین دیباے زری یعنی پہنی
بچندین نقشہای خوش منقش
عمدہ عمدہ گلکاریون اور نقاشی کی

ز زرین تاج مہ را قدر بشکست
سنہرے تاج سے چاند کا مرتبہ توڑا یعنی کم ہوگیا
کمر بند مرصع بر میان بست
جڑاؤ پٹکا کمر پر باندھا

فرو آویخت زلفین دلاویز
لٹکا دین دل اٹکانے والی زلفین
ہوای مصر زان شد عنبر آمیز
ہوا مصر کی اس سے خوشبودار ہوگئی

بدان خوبیش در ہودج نشاندند
اس خوبی سے اسکو عماری پر بٹھایا
بقصد قصر شہ محمل براندند
محل بادشاہی کی طرف سواری ہنکائی

نمود از قصر بیرون تختگاہے
دکھلائی دی محل سے باہر تخت گاہ
کہ شاہ آنجا کشیدے رختگاہی
کہ بادشاہ وہان کپڑے پہنا کرتا تھا

بہ پیش خیل خوبان صف کشیدند
آگے اسکے معشوقون کے گروہ نے قطار کھینچی
پے دیدار یوسف آرمیدند
یوسف کے دیکھنے کے لیے ٹھہرے

فراز تخت ہودج را نہادند
آگے تخت کے عماری کو رکھ دیا
جہانے چشم بر ہودج کشادند
ایک جہان یعنی سب نے عماری کو دیکھا

قضارا بود زابر تیرہ آن روز
اتفاقاً بدلی سے اسدن اندھیرا تھا
نہفتہ آفتاب عالم افروز
چھپا ہوا آفتاب جہان روشن کرنے والا

بیوسف گفت مالک کای دلارای
یوسف سے مالک نے کہا کہ اے دل خوش کرنیوالے
ز ہودج نہ بسوے تختگہ پای
عماری سے رکھ طرف تخت گاہ کے قدم

تو خورشیدی ز عارض پردہ بگشای
تو آفتاب ہے چہرے سے پردہ اٹھا
ز نور خویش عالم را بیارای
اپنے نور سے جہان کو آراستہ کر

چو یوسف برج ہودج را بپرداخت
جب یوسف نے عماری کے برج کو خالی کیا
چو خور بر چشم مردم پرتو انداخت
آفتاب کی طرح آدمیونکی آنکھ پر روشنی ڈالی

گمان شد ناظران را کافتاب است
دیکھنے والون کو شبہہ ہوا کہ آفتاب ہے
کہ طالع گشتہ از نیلی سحاب است
کہ نیلی بدلی سے نکل آیا ہے

نظر کردند در مہر جہانتاب
آفتاب جہان روشن کرنیوالے کیطرف دیکھا
بدانستند کز روی ہست این تاب
جانا کہ اس سے یہ روشنی نہین ہے

ہنوز او در پس ابر است مستور
ابھی وہ بدلی کے پیچھے چھپا ہوا ہے
ز روی یوسف است این تابش نور
یوسف کے چہرے سے یہ نور کی چمک ہے

ز حیرت کف زنان اہل نظارہ
حیرت سے تالیان بجاتے ہوے دیکھنے والون نے
فغان برداشتند از ہر کنارہ
ہر طرف سے شور غل بلند کیا

که یارب کیست این فرخنده اختر
کہ خدایا یہ کون روشن ستارہ ہے
که هم ماه است ازان شرمنده هم خور
کہ چاند بھی جس سے شرمندہ ہے اور آفتاب بھی

بتان مصر سر در پیش ماندند
مصر کے خوبصورتوں نے سر جھکا لیا
ز نوکش حرف نسخ خویش خواندند
اسکی تختی یعنی چہرے سے اپنے خراب ہونیکا لکھا پڑھا

بلی هر جا بود مهر آشکارا
سچ ہے جہان چمکتا ہو آفتاب
سها را جز نهان بودن چه یارا
سہا کو سوا چھپ جانے کے کیا طاقت

رسیدن زلیخا بدرگاهِ بادشاه و سبب ازدحام پرسیدن و جمال یوسف دیدن

پہونچنا زلیخا کا بادشاہ کی درگاہ میں اور سبب بھیڑ ہونے کا دریافت کرنا اور جمال حضرت یوسف کا دیکھنا

زلیخا بود ازین صورت تهی دل
زلیخا تھی اس حال سے خالی دل یعنی بے خبر
کزو تا یوسف آمد یک دو منزل
جب تک کہ حضرت یوسف ایک دو منزل آگے

ولی آگه ازین معنی خبر داشت
لیکن جان اسکی اس حال سے خبر رکھتی تھی
ز داغ عشق سوزی در جگر داشت
عشق کے داغ سے ایک سوز کلیجے میں رکھتی تھی

نمیدانست کاین شوق از کجا خاست
نہیں جانتی تھی کہ یہ شوق کہاں سے پیدا ہوا
بحیله سازیش تسکین همی خواست
حیلہ سازی سے اسکی تسکین چاہتی تھی

بصحرا شد برون تا زان بهانه
جنگل میں گئی تاکہ اسی بہانے سے
ز دل بیرون دهد اندوه خانه
دل سے باہر نکالے رنج گھر کا

بسختی چند روز آنجا بسر برد
سختی سے چند روز وہاں بسر کیے
و زان محنت بسی دندان بیفشرد
اس رنج میں بہت دانت کٹکٹائے

گرفت اسباب عیش و خرمی پیش
عیش اور خوشی کے سامان موجود تھے
ولی هر لحظه شد اندوه او بیش
لیکن ہر دم اسکا رنج بڑھتا جاتا تھا

چو در صحرا بخرمن سیلش افتاد
جب جنگل میں اسکے کھلیان پر سیلاب پڑا
دگر باره بخانه میلش افتاد
پھر اسکی خواہش طرف گھر کے ہوئی

به پشت بارگی هودج نشین شد
گھوڑے کی پیٹھ پر عماری میں بیٹھی
بمنزل گاه خود رحلت گزین شد
گھر کی طرف کوچ کرنے والی ہوئی

اگر چه روی در منزلگهش بود
اگرچہ منہ اسکا طرف گھر کے تھا
گذر بر جانب قصر شهش بود
گذر اسکا محل بادشاہ کی طرف تھا

چو دید آن انجمن گفت اینچه غوغاست
جب دیکھا وہ جماؤ کہا یہ کیا غل ہے
که گوئی رستخیز از مصر برخاست
کہ کہے تو قیامت مصر سے اٹھی

یکی گفت این پی فرخنده نامیست
ایک نے کہا یہ ایک مبارک نام کے لیے ہے
بساط عرض کنعانی غلامیست
بچھونا یعنی مقام فروخت ایک کنعانی غلام کا ہے

غلامی نی که رخشان آفتابی
ایک غلام نہیں بلکہ ایک روشن آفتاب
بدار الملک خوبی کامیابی
خوبی کے ملک میں ایک مقصود رکھنے والا

زلیخا دامن هودج برانداخت
زلیخا نے پردہ عماری کا اٹھا دیا
چو چشمش بر غلام افتاد بشناخت
غلام پر جو اسکی نظر پڑی پہچان گئی

بر آمد از دلش بیخواست فریاد
دل اسکے سے بے تحاشا فریاد نکلی
ز فریادی که زد بیخود بیفتاد
ایسی فریاد کہ اس سے بیخود گر پڑی

روان هودج کشان هودج براندند
جلد عماری کھینچنے والوں نے عماری بڑھائی
بخلوت خانهٔ خاصش رساندند
محل خاص میں اس کو پہونچایا

چو شد منزلگهش آن خلوت راز
جب ہوا مقام اسکا بھید تنہائی کا یعنی گھر پہونچی
ز حال بیخودی آمد بخود باز
حال بیخودی سے خودی یعنی ہوش میں آئی

ازو پرسید دایه کای دل افروز
اس سے پوچھا دایہ نے کہ اے دل روشن کرنیوالی
چرا کردی فغان از جان پر سوز
کیوں سوز بھری ہوئی جان سے شور کیا تو نے

لب شیرین بافغان چون گشادی
میٹھے ہونٹوں کو فریاد کے لیے کیوں کھولا تو نے
بدان تلخی چرا بیخود فتادی
اسکی فریاد کی تلخی سے کیوں بیخود گر پڑی تو

بگفت ای مهربان مادر چگویم
کہا اے مہربان کیا بیان کروں میں
که گردد آفت من هر چه گویم
کہ ہوگی آفت میری جو کچھ کہوں گی میں

دران مجمع غلامی را که دیدی
اس مجمع مین جس غلام کو کہ تونے دیکھا تھا
ز اہل مصر وصف او شنیدی
مصر کے لوگون سے تعریف اُسکی تو نے سنی تھی

ز عالم قبله گاه جان من اوست
جہان سے قبلہ گاہ میری جان کا وہ ہے
فدای آن جان من جانانِ من اوست
میری جان قربان اُسکے معشوق میرا وہی ہے

بخوابم روی زیبا وی نمودست
خواب مین اُسی نے مجکو خوبصورت چہرہ دکھلایا ہے
شکیب از جان شیدای ربودست
صبر جان عاشق سے وہی لے گیا ہے

به تن در تب بدل در تاب از ویم
بدن مین گرمی دل مین میرے اُسی سے تڑپ ہے
ز دیده عرق خون ناب از ویم
آنکھین میری خالص خون مین اُسی سے غرق ہین

درین منزل ز سودایش فتادم
اس مقام مین اسی کے سودا سے پڑی ہون مین
بدین شهر از تمنایش فتادم
اس شہر مین اسکی آرزو سے پڑی ہوئی ہون مین

مرا از خانمان آواره او ساخت
مجکو گھر سے آوارہ اُسی نے کیا
درین آوارگی بیچاره او ساخت
اس پریشانی مین آوارہ اسی نے کیا

به محنت که دیدی چند سالم
جس رنج مین کہ کئی برس مجکو دیکھا تو نے
که بود از راحت گیتی ملالم
کہ تھا زمانے کی راحت سے رنج مجکو

همه از آرزوی روی او بود
یہ سب اُسی کے چہرے کی آرزو مین تھا
ز شوق قامت دلجوی او بود
اُسی کے قد دلجو کے شوق مین تھا

ز کوه افزون بود بار من امروز
پہاڑ سے زیادہ ہو بوجھ میرا آج کے دن
ندانم چون شود کار من امروز
نہین جانتی ہون مین کیسا ہو کام میرا آج کے دن

مه من شاه ایوان که گردد
چاند میرا کس محلہ کا بادشاہ ہو
برخ شمع شبستان که گردد
شمع کس شبستان کا اُسکا چہرہ ہو

کدامین دیده روشن گردد از وی
کون آنکھین روشن ہو نگی اُس سے
کدامین خانه گلشن گردد از وی
کون گھر باغ ہوگا اُس سے

که یابد از لب جان بخش او کام
کون پاویگا اُسکے لب جانبخش سے مقصد
که گیرد در پناه سروش آرام
کون سرو اُسکی قد کے پناہ مین آرام پاوے

کمند جعد مشکینش که یابد
اُسکی زلف کی کمند کو کون بٹے گا
ز وصل نخل سیمینش که لافد
اُسکی ملاقات کے سیمین درخت سے کون برابری کرے

که بازو حاصل خود در بهایش
کون ہارے اپنی آمدنی اُسکی قیمت مین
که سازد کحل دیده خاک پایش
کون اُسکے پاؤن کی خاک کو سرمہ آنکھ کا بناوے

مرا به گردد از وی حال یا نے
میرا حال اُس سے بہتر ہوا یا نہووے
رسد دستم بدین اقبال یا نے
پہنچتا ہے اس اقبال پر میرا ہاتھ یا نہین

چو دایه آتش او دید کز چیست
جب دایہ نے اُسکی آگ کو دیکھا کہ کس سبب سے ہے
چو شمع از آتش او زار بگریست
شمع کی طرح اُسکی آگ سے بہت روئی

بگفت ای شمع سوز خود نهان دار
کہا اے شمع اپنے سوز کو پوشیدہ رکھ
غم شب رنج روز خود نهان دار
اپنے رات اور دن کے رنج کو پوشیدہ رکھ

صبوری پیشه گردی روزگاری
صبر کا پیشہ اختیار کیا تو نے ایک زمانہ
مکن جز صبر نیز امروز کاری
مت کر سوا صبر کے آج بھی کوئی کام

بود کز صبر امیدت بر آید
شاید کہ صبر سے امید تیری بر آوے
ز ابر تیره خورشیدت بر آید
کالی بدلی رنج سے تیرا آفتاب نکل آوے

به معرض بیع آمدن یوسف و خریدن
بکنے کے مقام پر آنا یوسف کا اور مول لینا
زلیخا وی را به قیمت دو چند
زلیخا کا اُس کو دوگنی قیمت پر

چه خوش وقتی و خرم روزگاری
کیا اچھا وقت اور اچھا زمانہ وہ ہے
که یاری بر خورد از وصل یاری
کہ ایک یار پھل کھاوے ایک یار کے وصل سے

بر افروزد چراغ آشنائی
روشن کرے چراغ آشنائی کا وہ
رهائی یابد از داغ جدائی
داغ جدائی سے خلاصی پاوے

چو یوسف شد بخوبی گرم بازار
جب یوسف کی خوبی کا بازار گرم ہوا
شدندش مصریان یکسر خریدار
ہوے تمام مصر والے اُس کے خریدار

بهر چیزیکه هر کس دسترس داشت
جو شخص جو کچھ اپنے پاس رکھتا تھا
در آن بازار بیع او هوس داشت
اسیلی زاد مین اسکے مول لینے کی خواہش رکھتا تھا

شنیدم کز غمش زالی بر آشفت
سنا مین نے کہ اسکے غم سے ایک بڑھیا بیتاب ہوئی
تنیده ریسمانی چند و میگفت
سوت تھوڑا کات رہی تھی اور یہ کہتی تھی

همین بس گرچه من کاسد قماشم
یہی بہت ہے اگر مین کھوٹی پونجی یعنی غریب ہون
که در سلک خریدارانش باشم
کہ اسکے خریدارونکی لڑی مین بھی ہو جاؤن

منادی بانگ میزد از چپ و راست
منادی پکار رہی تھی بائین اور داہنے سے
که میخواهد غلامی بی‌ظلم و کاست
کہ کون چاہتا ہے ایک غلام کہ برائیون سے اچھا

رخ او مطلع صبح سعادت
منہ اسکا مطلع نیکبختی کے سویرے کا
لب او گوهر کان ملاحت
ہونٹھ اسکے نمکینی کان کے موتی

ز سیمای صلاحش چهره پرنور
اسکی نیک پیشانی سے چہرہ روشن
ز اخلاق کرامش سینه معمور
اچھی عادتون سے اسکا سینہ بھرا ہوا

نیارد بر زبان جز راستی هیچ
نہین لاتا ہے زبان پر سوا سچائی کے کچھ
نباشد در کلام او خم و پیچ
ہوا اسکی باتون مین کوئی پیچ اور ٹیڑھاپن

یکی شد زان میانه اول کار
ایک اس درمیان سے سب سے پہلے
بیک بدره زر سرخش خریدار
ایک ہمیان زر سرخ سے اسکا خریدار ہوا

از آن بدره که چون خواهی شمارش
اس ہمیانی سے اگر تو شمار کرنا چاہے
بیابی از درست زر هزارش
پاوے تو ہزار اشرفیان اسمین

خریداران دیگر رخش راندند
دوسرے خریداروں نے گھوڑا چلایا یعنی دام لگائے
بمنزل گاه صد بدره رساندند
تو ہمیان کی یعنی لاکھ اشرفی تک قیمت پہونچائی

بر آن افزود دولتمند دیگر
اسپر بڑھائے دام دوسرے امیر نے
بقدر وزن یوسف مشک اذفر
یوسف کے وزن کے برابر مشک خالص

بر آن دانای دیگر ساخت افزون
اسپر دوسرے عقلمند نے زیادہ کیا
بوزنش لعل ناب و در مکنون
برابر اسکے وزن کے لعل خالص اور گنج موتی

بدین قانون ترقی مینمودند
اسی قاعدے سے قیمت بڑھاتے جاتے تھے
ز انواع نفائس میفزودند
قسم قسم کی نفیس چیزون سے بڑھاتے جاتے تھے

زلیخا گشت زین معنی خبردار
زلیخا ہوئی اس حال سے خبردار
مضاعف ساخت آنها را بیکبار
دو گنا کیا ان سب کا ایکبارگی

خریداران دیگر لب به بستند
اور خریداروں نے ہونٹھ بند کر لیے یعنی چپ رہے
پس زانوی نومیدی نشستند
نا امیدی کا زانو توڑ کر یعنی نا امید بیٹھ رہے

عزیز مصر را گفت ای نکورای
عزیز مصر سے کہا اے نیک عقل
برو بر مالک این قیمت به پیمای
جا یا پس مالک کے اس قیمت کا اندازہ کرو

بگفتا آنچه من دارم دفینه
کہا میں جو کچھ رکھتا ہون دفینہ
ز مشک و گوهر و زر و خزینه
مشک اور موتی اور سونے اور خزانے سے

بیک نیمه بهایش در نیاید
آدھی قیمت اس کی مین نہ آوے گا
ادای او تمام از من کی آید
پوری ادائی اسکی مجھ سے کب ہو سکے

زلیخا داشت درجی پر ز گوهر
زلیخا رکھتی تھی موتیون سے بھرا ہوا ایک ڈبہ
نه درجی بلکه برجی پر ز اختر
ایک ڈبا نہین بلکہ ایک برج ستارون سے بھرا ہوا

بهای هر گهر زان درج مکنون
قیمت ہر ایک موتی کی اس پوشیدہ ڈبے سے
خراج مصر بودی بلکه افزون
خراج مصر کا ہوتا بلکہ اس سے زیادہ

بگفتا کاین گهرها در بهایش
کہا کہ یہ موتی اس کی قیمت مین
بده ای گوهر جانم فدایش
دے اے موتی میری جان اسکا قربان

عزیزش گفت او را زو بهانه
عزیز مصر نے پھر ایک بہانہ کیا
که دارد میل او شاه زمانه
کہ رکھتا ہے خواہش اسکی بادشاہ مصر

که در خیل وی این پاکیزه دامان
کہ اسکے نوکرون مین یہ پاک دامن
بود سر دفتر دیگر غلامان
ہو سرگروہ اور غلامون کا

بگفتا شو سوی شاه جهاندار
زلیخا نے کہا جا طرف شاہ جہاندار کے
حق خدمتگزاری را بجا آر
حق خدمتگزاری کا بجا لاؤ

بگو سر دل جز این بندی ندارم
کہا دل پر سوا اسکے کوئی فکر نہین رکھتا ہون مین
که پیش دیده فرزندی ندارم
اگر آنکھون کے سامنے کوئی لڑکا نہین رکھتا ہون لیکن

سر افرازی مده زین احترامم
سربلندی دے اس بزرگی سے مجکو
که آید زیر فرمان این غلامم
کہ میری تابعداری مین یہ غلام آجائے

بُرجِ جم اخترِ تابندہ باشد
میرے برج مین ستارہ روشن ہووے
عزیز آمد بفرمانِ زلیخا
عزیز آیا زلیخا کے حکم سے
چو شاہ این نکتہ سنجیدہ بشنید
بادشاہ نے جو یہ معقول بات سنی
اجازت داد تا حالی خریدش
اجازت دی تو فوراً مول لیا اُس نے
بسوی خانہ بردش خرم و شاد
طرف گھر کے خوش خوش لے گیا اُس کو
بمژگان گوہرِ شادی ہمی سفت
پلکون کے بال سے خوشی کے موتی پروتی تھی
کہ بیدار ایست یارب یا بخوابست
جاگتے مین ہے یا خدایا خواب ہے
بشبہائے سیہ کے بود امیدم
کالی راتون مین کب تھی امید مجکو
کہ شب را صبح فیروزے برآمد
میری رات کا فتحمندی کا صبح ظاہر ہوا
شدم با نازنین خویش ہمراز
ہوئی مین نازنین اپنے سے باتین کرنیوالے
درین محنت سرای غم چو من کیست
اس محنت کے گھر یعنی دنیا مین میری طرح کون ہے
چہ بودم ماہیے در ماتم آب
مین کیا مچھلی تھی دریا کے ماتم مین
در آمد سیلے از ابرِ کرامت
آیا ایک سیلاب بخشش کی بدلی سے

مرا فرزند وشہ را بندہ باشد
میرا لڑکا اور بادشاہ کا غلام ہووے
بگفت این قصہ را با شاہ والا
بیان کیا اس حال کو بادشاہ زبردست سے
ز بذل التماس سر نہ پیچید
قبول کرنے غرض اسکی سے سر نہیں پھیرا
ز مہر دل بفرزندی گزیدش
دل کی محبت سے فرزندی مین اسکو اختیار کیا
زلیخا شد ز بند محنت آزاد
زلیخا غم کے قید سے آزاد ہو گئی
دو چشم خود ہمی مالید و میگفت
دونون آنکھین اپنی ملتی تھی اور کہتی تھی
کہ جان من ز جانان کامیاب است
کہ میری جان معشوق سے مقصدور ہے
کہ گردد روز از نیکو نہ سفیدم
کہ ہوگا اسطرح سے روشن دن میرا
غم و رنج شبا روزے برآمد
غم اور رنج رات اور دن کا گذر گیا
سزد اکنون کہ بر گردون کنم ناز
لائق ہے اب فخر گردون مین کرون آسمان کے
پس از شرمندگی خرم چو من کیست
پیچھے شرمندگی کے خوشی مثل میرے کون ہے
طپان بر ریگ نقصان ز غم آب
گرم بالو پر لوٹتے پانی کے غم سے
بدریا شد ز راہ ریگ سلامت
بالو سے لے گیا دریا مین سلامت مجکو

کہ بودم گمرہے از ظلمت شب
بلکہ تھی مین ایک گمراہ رات کی تاریکی سے
برآمد از افق تابندہ ماہے
نکلا گوشہ پہاڑ سے ایک روشن چاند
کہ بودم خفتہ بر بستر مرگ
بلکہ موت کے بچھونے پر سوئی تھی مین
در آمد ناگہان خضر از در من
آئے حضرت خضر اکبارگی میرے دروازے سے
بحمد اللہ کہ دولت یاریم کرد
شکر خدا کا کہ دولت نے میری مدد کی
ہزاران جان فدای آن نکوکار
ہزارون جانین اس نیک کام کے قربان
چہ غم گر حقہ گوہر شکستم
کیا غم ہو ڈبہ موتی کا توڑا یعنی خرچ کیا مین نے
بہ پیش نقد جان گوہر چہ باشد
نقد جان کے آگے موتی کیا ہووے
جمادی چند دادم جان خریدم
چند بیجان دیے مین نے جان مول لی مین نے
کی از نقدی خود آن کس بہرہ بیند
کب اپنے نقدے وہ شخص فائدہ دیکھے
اگر خر مہرہ را پدرود کردم
اگر چھو کوڑیون کو رخصت کیا مین نے
بشعر فکرت این اسرار می بخت
فکر کے کپڑے مین یہ خیال چھانتی تھی
گہی در روی یوسف لال می بود
کبھی یوسف کے سامنے چپ رہتی تھی

رسیدہ جان ز گرما ہیم بر لب
جان میری لب پر گرمائی سے پہونچی
بکوے دولتم بنمود راہے
دولت کی گلی کی مجکو دکھلائی راہ
خلیدہ در رگ جان نشتر مرگ
رگ جان مین نشتر موت کا چبھا ہوا
بآب زندگی شد پای ور من
زندگی کے پانی یعنی آب حیات سے ہوئے پاؤن میرے
زمانہ ترک جان آزاریم کرد
زمانے نے میری جان کا ایذا دینا چھوڑ دیا
کہ آورد این چنین نقدے بیازار
جو لایا ایسے نقد کو بازار مین
چو آمد معدن گوہر بدستم
جب کان موتی کی آگئی میرے ہاتھ مین
طفیل دوست باشد ہر چہ باشد
بدولت دوست کے ہوتا ہے جو کچھ ہوتا ہے
بنام ایزد عجب ارزان خریدم
قسم خدا کی عجیب سستا مول لیا مین نے
کہ عیسی را دہد خر مہرہ چیند
جو عیسے کو دے یعنی بیچے کوڑیان
چو عیسی زان من شد سود کردم
جب عیسی میرے ملک مین ہو گیا فائدہ کیا مین نے
سرشک از چشم گوہر بار میریخت
آنسو موتی برسانیوالی آنکھ سے گراتی تھی
ز داغ ہجر فارغ بال می بود
جدائی کے داغ سے بے فکر رہتی تھی

اگہ از ہجر گذشتہ یاد می کرد
کبھی گذری ہوئی جدائی سے یاد کرتی تھی

بوصلش خاطر خود شاد می کرد
اسکے ملنے سے دل اپنا خوش کرتی تھی

داستان دختر بازغہ از نسل عادیان کہ غائبانہ
داستان لڑکی بازغہ کا عادیان کی نسل سے کہ پوشیدہ

بجمال یوسف علیہ السلام عاشق شدہ و دران آئینہ
یوسف علیہ السلام کے جمال پر عاشق ہوئی اور اوس آئینے مین

دیدار جمال حقیقت دیدہ از مجازی بحقیقی رسیدہ
دیدار جمال حقیقت کا دیکھ کر مجازی سے حقیقی کی طرف پہونچی

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
نہین محبت صرف دیکھنے سے پیدا ہوتی ہے

بسا کین دولت از گفتار خیزد
بلکہ اکثر یہ دولت باتون بھی سننے سے پیدا ہوتی ہے

در آید جلوہ حسن از در گوش
آتا ہے جلوہ حسن کا کان کے دروازے سے

ز جان آرام برباید ز دل ہوش
جان سے آرام لیجاتا ہے دل سے ہوش

ندارد دلبری ازین دلالہ کاری
نہین رکھتی ہے اس سے زیادہ کوئی کام کٹنی

کہ گوید قصہ زیبا نگاری
کہ بیان کرے قصہ کسی خوبصورت معشوق کا

ز دیدن ہیچ اثرے در میانہ
دیکھنے سے کوئی اثر درمیان مین نہین

کند عاشق کسانرا غائبانہ
بناتا ہے عاشق لوگون کو غائبانہ

بملک مصر زیبا دخترے بود
مصر کے ملک مین ایک خوبصورت لڑکی تھی

کہ نسل عادیانرا سروری بود
کہ عادیون کی نسل کی ایک سردار تھی

زدہ در تیغ عقیقش خندہ بر در
خندہ مارا اسکے منہ نے موتی کے ڈبہ پر

ز شکر خندہ او مصر از شکر پر
اسکی مسکراہٹ سے مصر شکر سے بھرا ہوا

زبس شیرین کہ شکر خندہ او بود
مسکرانا اسکا جو نہایت شیرین تھا

دل نیشکر اندر بند او بود
گنے کا دل اسکے قید مین تھا

چو شکر ریختے از لعل خندان
جب بات کرتی ہنسنے والے ہونٹھ سے

شکر انگشت بگرفتے بدندان
شکر دانت مین انگلی دبا لیتی

شکر بود از دہانش با دل تنگ
شکر اسکے منہ سے ہے دلتنگ تھی

نبات از رشک لعلش شیشہ بر سنگ
مصری اسکے ہونٹھ کی حسد سے پتھر پر یعنی چورہ

چو در لطف از نباتش لب فرہ شد
جب اسکے ہونٹھ صفائی مین مصری سے غالب ہے

نبات اندر دل شیشہ گرہ شد
مصری شیشے کے دل مین بند ہو گئی

نبات ار چند دادی شیشہ را دل
شیشے کو ہرچند مصری کو دل یعنی تقویت دیتی

نمی شد با لب لعلش مقابل
نہین ہوتا تھا اس کے ہونٹھ سے مقابل

نبود ایمن ز لعل می پرستش
نہ تھا بیخوف ہونٹھ شراب پینے والے اسکے سے

کہ با آن پر دلی آرد شکستش
کہ باوجود اس دل بھری ہونیکے دے شکست

جہانرا فتنہ بود آن غیرت حور
جہان کے لیے فساد تھی وہ حور کی غیرت دہندہ کرنیوالی

ز شیرین شکر او مصر پر شور
اسکے ہونٹھ کی شیرینی سے مصر بھرا ہوا شور کا

سران ملک در سودایش بودند
سردار ملک کے اسکے سودے مین تھے

بتان شہر با پروایش بودند
معشوق شہر کے خواہش کرنیوالے اسکے تھے

ولی بر چرخ مے سود افسر او
لیکن آسمان پر رگڑتا تھا تاج اسکا

بہر کس در نمے آمد سر او
ہر شخص کے دروازے پر نہین آتا تھا سر اسکا

ز عز و ناز استغنائے جاہش
بزرگی اور مرتبے اور دولت کی بے پروائی سے

نمے افتاد سوئے کس نگاہش
نہین پڑتی تھی طرف کسی کے نگاہ اسکی

حدیث یوسف و وصفش چو بشنید
ذکر یوسف کا اور تعریف اس کی جو سنی

بماہ روی او مہرش بجنبید
طرف اس چاند سی صورت کے محبت اسکی نے حرکت کی

چو شد گفت و شنید او پیاپے
جب گفتگو یعنی ذکر اس کا برابر ہوا

شد آن اندیشہ محکم در دل وے
ہوا خیال اسکا اسکے دل مین مضبوط

بدیدن میلش افتاد از شنیدن
سننے سے اسکو دیکھنے کی خواہش ہوئی

بلے باشد شنیدن تخم دیدن
بیج ہے سننا دیکھنے کا بیج یعنی ابتدا ہے

نصابے قیمتش معلوم خود ساخت
مقدار اسکی قیمت کی اپنے مین اندازہ کی

ز ترتیب نصابش دل نپرداخت
اسکی مقدار کی درستی سے دق بے فکر کیا

هزار اشتر همه پاکیزه گوهر
ہزار اونٹ اور سب اچھی نسل کے
پر از دیبا و مشک و گوهر و زر
دیبا اور مشک اور موتی اور سونے سے بھرے ہوئے

ز انواع نفائس هرچه بودش
عمدہ چیزون سے جو کچھ اُسکے پاس تھین
که دادن در بها لایق نمودش
جو اسکی قیمت مین دینے کے لائق معلوم ہوئین اسکو

مرتب کرد و راه مصر برداشت
تیار کین اور راہ مصر کی اٹھائی یعنی پکڑی
بگنجش از خزائن هیچ نگذاشت
خزانے مین خزانے کی چیزون سے کچھ نہ چھوڑا

فتاد از مقدمش آوازه در مصر
اس کے آنے سے مصر مین شہرہ پڑا
برآمد های و هوی تازه در مصر
مصر مین نیا ایک شور و غل پیدا ہوا

بمصر آمد سحر در راه یوسف
مصر مین آئی پردہ سحر کے بل یوسف کی راہ مین
خبر پرسان ز جولانگاه یوسف
خبر پوچھتی ہوئی یوسف کی سیرگاہ سے

چو از جولانگه یوسف خبر یافت
جب یوسف کی سیرگاہ سے خبر پائی
دل خرم بسوی او عنان تافت
خوش خوش دل طرف اس کے باگ پھیری

جمالی دید بیرون از حد ادراک
ایک خوبصورتی دیکھی جو حد ادراک سے باہر تھی
چو جان از آلودگی آب و گل پاک
مثل جان کے آب و خاک کی آلائش سے پاک

بگیتی مثل او مادر نزاده
جہان مین مثل اُسکا نہ پیدا ہوا کبھی
ز کس مانند او نشنیده هرگز
کسی سے کبھی اُسکا مثل نہ سنا

نخست از دیدن او بر چهره افتاد
پہلے اسکے دیکھنے سے بیخود ہو کر گر پڑی
ز ذوق بیخودی گشت از خود آزاد
بیخودی کے مزے سے خودی سے چھوٹ گئی

وز آن پس هستی هشیاری آورد
بعد اسکے ہوش ہستی مین آئی
ز خواب غفلتش بیداری آورد
اُسکی غفلت کی نیند بیداری لائی یعنی جگادیا

زبان بگشاد و پرسش کرد آغاز
زبان کھولی اور پوچھنا شروع کیا
جواهر جست زان گنجینهٔ راز
موتی ڈھونڈھے اسکے بھید کے خزانے سے

بگفت ای از تو کار نیکوی راست
پوچھا اے یوسف تجھ سے کام نیکی کا درست ہے
بدین خوبی جمالت را که آراست
اس خوبی سے تیری خوبصورتی کو کس نے سنوارا

که لامع ساخت خورشید جبینت
کسنے روشن کیا تیری پیشانی کے آفتاب کو
که آمد خرمن مه خوشه چینت
کون چاند آیا یعنی ہوا تیری کھلیان کا بالی چننے والا

کدامین خامه زن نقش تو پرداخت
کس نقاش نے تیرا نقش بنایا
کدامین باغبان سرو تو افراخت
کس باغبان نے سرو یعنی قد تیرے کو بلند کیا

که زد پرگار طاق ابروت را
کسنے پرکار سے بنایا تیرے ابرو کے طاق کو
که داد این تاب بند گیسوت را
کسنے پیچ تیرے ان زلف کے حلقون کو دیا

گل سیراب تو آب از کجا خورد
پھول تازہ تیرے نے پانی کہان سے پایا
بدین آبش درین بستان که آورد
اس رونق سے اُسکو اس باغ مین کون لایا

بسروت خوب رفتاری که آموخت
تیرے سرو کو خوبی سے چلنا کسنے سکھایا
بلعلت نغز گفتاری که آموخت
تیرے ہونٹھون کو میٹھی باتین کرنا کسنے سکھلایا

مه روی تو لوح نامهٔ کیست
چاند چہرے تیرے کا لوح کس خط کی ہے
سر زلف تو حرف خامهٔ کیست
سر زلف تیری کا حرف کس کے قلم کا ہے

که بینا نرگست را چشم بگشاد
کسکی بینا آنکھون نے تیری آنکھین کھولین
ز خواب نیستی بیداریش داد
نیستی کی نیند سے بیداری اُسکو دی یعنی جگادیا

که بر درج درت زد قفل یاقوت
کسنے تیرے موتی کے ڈبے پر قفل یاقوت کا لگایا
که دل را قوت آمد روح را قوت
کہ دل کو قوت ہوئی اور روح کو غذا

که کند در زنخدان چاه غبغب
کسنے تیری ٹھوڑی کے حلقے مین کھودا کنوان
که از آب زندگی کرده لبالب
وہ کسنے آب حیات سے اُسکو بھر دیا

که خال عنبرینت زد بر خسار
کسنے کالا تل تیرے چہرے پر بنایا
نشیمن ساخت زاغی را بگلزار
ایک کوّے کا باغ مین گھونسلا بنایا

چو یوسف این سخنها کرد ازو گوش
جب یوسف نے یہ باتین اس سے سنین
غذای جان فشاند از چشمهٔ نوش
غذا جان کی جھاڑی ہونٹھ کے چشمے سے یعنی جوابدیا

بگفتا صنعت آن صانعم من
کہا کاریگری اسی کاریگر کی ہون مین
که از بحرش برشحه قانعم من
کہ جس کے دریا کے ایک قطرے سے قناعت کئے ہوا ہون

فلک یک نقطه از کلک کمالش
آسمان ایک نقطہ اسکے کمال کے قلم سے
جهان یک غنچه از باغ جمالش
جہان ایک کلی اسکے جمال کے باغ سے

ز نور حکمتش خورشید تابی
اسکے نور حکمت سے آفتاب ایک چمک
ز بحر قدرتش گردون حبابی
اسکی قدرت کے دریا سے آسمان ایک بلبلہ

جمالی بود پاک از تہمت عیب
ایک جمال تھا عیب کی تہمت سے پاک
ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت
جہان کے ذرّون سے آئینے بنائے
بچشم تیز بینت ہر چہ نیکوست
تیری تیز دیکھنے والی آنکھ مین جو کچھ اچھا ہے
چو دیدی عکس سوی اصل بشتاب
جب عکس دیکھا تو نے طرف اصل کے دوڑ
معاذ اللہ ز اصل ار دور مانی
پناہ خدا کی جو اصل سے دور رہے تو
نباشد عکس را چندان بقائی
نہین ہوتی ہے عکس کے اسقدر روشنی
بقا خواہی بروی اصل بنگر
بقا چاہتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ
غم چیزی کہ رگ جان زاخراشد
غم اس چیز کا رگ جان کو تراشتا ہے
چو دانا دختر این اسرار بشنید
جب عقلمند لڑکی نے یہ بھید سنے
بیوسف گفت چون وصفت شنیدم
یوسفؑ سے کہا جو تیری تعریف سنی مین نے
گرفتم پیش راہ آرزویت
تیری آرزو کی راہ آگے لی مین نے
چو دیدم روی تو افتادم از پای
جب تیرا منہ دیکھا مین نے گر پڑی مین
ولی چون گوہر اسرار سفتی
لیکن جب بھید کے موتی پروئے تو نے

نہفتہ در حجاب پردۂ غیب
چھپا ہوا پردۂ غیب کی پردے مین
ز روی خود بہر یک پرتو انداخت
اپنے منھ سے ہر ایک پر روشنی ڈالی
چو نیکو بنگری عکس رخ اوست
جو اچھی طرح دیکھے تو اسکے چہرے کا نور ہے
کہ پیش اصل نبود عکس را تاب
کہ سامنے اصل کے عکس کو روشنی نہین ہوتی ہے
چو عکس آخر شود بی نور مانی
جب عکس آخر ہو جاوے بے نور رہے تو
ندارد رنگ گل چندان وفائی
پھول کا رنگ نہین رکھتا ہے اسقدر پائداری
وفا جوئی بسوی اصل بنگر
وفا ڈھونڈھتی ہے تو طرف اصل کے دیکھ
کہ گاہی باشد و گاہی نباشد
کہ کبھی رہتی ہے اور کبھی نہین رہتی ہے
بساط عشق یوسف در نوردید
حضرت یوسف کے عشق کی بساط کو لپیٹا
بدل داغ تمنایت کشیدم
دل مین تیری آرزو کا داغ کھینچا مین نے
ز سر پا ساختم در جستجویت
تیری جستجو مین سر کو پاؤن بنایا مین نے
بجان دادن نہایت میردم رای
تیرے قدم پر جان دینے کی تدبیر کرتی تھی مین
نشان زان منبع انوار گفتی
نشان اس چشمۂ نور کا بتایا تو نے

بتحقیق سخن بشگافتی موی
بات کی تحقیق مین موشگافی کی تو نے
حجاب از روی امیدم کشودی
پردہ میری امید کے منھ سے کھولا تو نے
کنون بر من در این راز باز است
اب مجھپر دروازہ اس بھید کا کھلا ہوا ہے
چو باشد بر حقیقت چشم بازم
جب میری آنکھ حقیقت پر کشادہ ہو گئی
جزاک اللہ کہ چشمم باز کردی
بدلا دے تجکو خدا کہ میری آنکھ کھولی تو نے
ز مہر غیر بگسستی دل من
غیر کی محبت سے میرا دل توڑا تو نے
اگر ہر موی من گردد زبانی
جو ہر رونگٹا میرا زبان ہو جاوے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
تیرے شکر کے موتی نہین پرو سکتی ہون مین
پس آنگہ کرد پدرودی و رفت
پس اسوقت اسکو رخصت کیا اور گئی
بنا کرد از پس رفتن بتعجیل
بنایا جانے کے بعد نہایت جلد
دلش از ملک و مال عالم آزاد
دل اسکا جہان کے ملک و مال سے آزاد ہو گیا
چو ملک و مال وی تاراج کردند
جب دولت اور مال اسکا لوٹ لیا
بجای تاج از گوہر مرصع
بجائے موتی کے جڑاؤ تاج کے

مرا از مہر خود بر تافتی روی
میرا اپنی محبت سے منہ پھیرا تو نے
ز ذرہ رو بخورشیدم نمودی
ذرے سے میرا منھ طرف آفتاب کے کر دیا تو نے
کہ با تو عشق ورزیدن مجاز است
کہ تجھ سے محبت اختیار کرنا بے حقیقت ہے
بہ افتد ترک سودای مجازم
چھوڑنا عشق مجازی کا بہتر معلوم ہو مجکو
مرا با جان جان ہمراز کردی
مجکو ساتھ جان کی جان یعنی خدا کے ہمراز کر دیا تو نے
حریم وصل کردی منزل من
کعبہ وصل خدا کا بنایا تو نے گھر میرا
ز تو رانم بہر یک داستانی
ہر ایک سے تیری تعریف کی داستان بیان کرون مین
سر موی نہ احسان تو گفتن
بال برابر تیرے احسان نہین کر سکتی ہون مین
برست از مایۂ سودی و رفت
چھوٹی اسکے فائدے کی پونجی سے اور گئی
عبادت خانہ بر ساحل نیل
ایک عبادت خانہ دریاے نیل کے کنارے پر
مسکینان و محتاجان صلا داد
غریب اور محتاجون کو آواز دیا
بقوت یک شبش محتاج کردند
ایک رات کے کھانے تک کا اسکو محتاج کر دیا
قناعت کرد با فرسودہ مقنع
قناعت کی اوپر ایک پھٹی چادر کے

بجای بستن زرین عصابه
بجائے سر پر سنہرے سربند باندھنے کے

بسر بر بست پشمین پایتابه
سر پر ادنی پائتابے باندھے

تن خود ز اطلس و اکسون بپرداخت
اپنے بدن کو اطلس اور اکسون سے خالی کیا

لباس آیینه آسا از نمد ساخت
لباس آئینے کی طرح نمدے سے بنایا

بدست وی ز گوهر دار یاره
اسکے ہاتھ میں موتی والے کنگن سے

سفالین سبحه آمد در شماره
خاک کی تسبیح گننے کے لیے آگئی

به کنج آن عبادت خانه ره کرد
اس عبادتخانے کے گوشے میں راہ کی یعنی بیٹھی

ز عالم رو در آن محراب گه کرد
جہان سے منہ طرف اس محرابگاہ کے کیا

ز گلخن دامن خاکستر آورد
بھاڑ سے دامن یعنی تہ گرم راکھ کی لائی

بجای بستر سنجاب گسترد
بجائے سنجاب کے بچھونے کے بچھائی

ز خارا زیر سر بنهاد بالش
پتھر سے نیچے سر کے تکیہ رکھا

در آمد گیتی از وردش بنالش
جہان اسکے ورد سے رونے لگا

در آن معبد بسر می برد تا بود
اس عبادتخانے میں بسر کرتی رہی جبتک رہی

بطاعت پای می افشرد تا بود
خدا کی بندگی میں قدم جمائے رہی جبتک زندہ رہی

چو در طاعتگری عمرش سر آمد
جب عبادت کرنے میں عمر اسکی آخر ہوئی

بجان دادن چو مردان خوش بر آمد
جان دینے میں مثل مردوں کے خوب نکلی

نه پنداری که جان را رایگان داد
نہ سمجھ تو کہ جان مفت دے دی

فروغ روی جانان دید و جان داد
روشنی معشوق کے منہ کی دیکھی اور جان دیدی

دلا مردانگی زان زن بیاموز
اے دل مردی اس عورت سے سیکھ

بماتم شیوه شیون بیاموز
ماتم زدوں سے طریقہ رونے کا سیکھ

غم خود خور اگر این غم نداری
غم اپنا کھا اگر اسکا غم نہیں رکھتا ہے تو

بکن ماتم گر این ماتم نداری
ماتم کر اگر یہ غم نہیں رکھتا ہے تو

بسر شد عمر در صورت پرستی
بسر ہوئی عمر ظاہر پرستی میں

دمی ز اندیشهٔ صورت نرستی
ایک دم ظاہر یعنی دنیا کے اندیشے سے نہ چھوٹا تو

بهر دم صورتی را زان زوالست
ہردم ایک صورت کو اس سبب سے زوال ہے

ز حالی هر زمان گردان بحالست
ہردم ایک حال سے گردش کرنیوالی دوسرے حال میں ہے

مزن هر دم قدم بر سنگلاخی
مت مار ہر وقت قدم ایک پتھریلی زمین پر

ز شاخی هر زمان منشین بشاخی
ایک شاخ سے دوسری شاخ پر ہر وقت مت بیٹھ

نشیمن برتر از کون و مکان گیر
گھونسلا کون و مکان سے بلند اختیار کر

فراز کاخ معنی آشیان گیر
اوپر محل حقیقت کے گھونسلا بنا تو

بود معنی یکی صورت هزاران
حقیقت ایک ہوتی ہے اور صورتیں ہزاروں

مجو جمعیت از صورت شماران
مت ڈھونڈ دلجمعی صورت اختیار کرنیوالوں سے

پریشانی بود هر جا شمارست
پریشانی ہوتی ہے جس جگہ شمار ہے

وزان رو در یکی کردن حصارست
اُن سے منہ پر ایک طرف کرنا حفاظت ہے

چو تاب حملهٔ دشمن نیاری
جب تاب دشمن کے حملے کی نہ لاوے تو

به آن کز جنگ او باشی حصاری
بہتر وہ کہ جنگ اسکی ہو تو قلعہ بند میں

ترتیب کردن زلیخا اسباب فراغت
آراستہ کرنا زلیخا کا اسباب خوشنودی

یوسف را و خدمتگزاری نمودن وی یوسف را
یوسف علیہ السلام کے اور خدمتگزاری یوسف علیہ السلام کی کرنا

چو دولت گیر شد دام زلیخا
جب دولت قید کرنیوالا ہوا جال زلیخا کا

فلک زد سکه بر نام زلیخا
آسمان نے مارا سکہ زلیخا کے نام پر

نظر از آرزوهای جهان بست
جہان کی آرزوؤں سے آنکھ بند کرلی

بخدمتگاری یوسف میان بست
یوسف کی خدمتگاری میں کمر باندھی

ز زربفت جامهای خز و دیبا
زربفت اور خز و دیبا کے کپڑوں سے

قبایش همچو قدش چست و زیبا
برابر قد اسکے بحی مثل قد اسکے تنگ اور ٹھیک

مذهب تاجها زرین کمرها
سنہرے تاج اور سنہرے کمربند

مرصع هر یک از رخشان گهرها
جڑاؤ ہر ایک چمکدار موتیوں سے

چو روز سال هر یک صد و شصت
مثل سال بھر کے دنوں کے ہر ایک تین سو ساٹھ
مهیا کرد و فارغ بال بنشست
مہیا کیے اور فراغت سے بیٹھی

بهر صبحی که روز نو دمیدے
ہر ایک صبح جب نیا دن نکلتا
بدوشش خلعتی از نو کشیدے
اسکے بدن میں ایک نئی پوشاک پہناتی

چو از زر تاج کردی خسرو شرق
جب سنہرا تاج سر پر رکھتا بادشاہ پورب کا یعنی آفتاب
بتاج دیگرش آراستے فرق
دوسرے تاج سے یوسف کا سر آراستہ کرتی

چو سر افراختے سرو روانش
جو سر بلند کرتا قد اسکا یعنی آفتاب کا
بآئین دگر بستے میانش
دوسری طرح سے باندھتی اسکے کمر کا

رخ او آفتاب دلفریبان
چہرہ اسکا آفتاب دل فریب دینے والون کا
نشد طالع دو روز از یک گریبان
نہ طلوع ہوا دو روز ایک گریبان سے یعنی دو روز ایک کپڑا نہ پہنا

دو بار آن تازه سرو گلشن ناز
دو مرتبہ اس نزاکت کے باغ کے تازہ سرو کا
بیک افسر نشد هرگز سرافراز
ایک تاج کبھی سر بلند کرنے والا نہ ہوا

نه بست آن لب شکر از یک کمربند
نہ باندھی اس شکر لب کے ایک کمربند سے
میان خود مکرر چون نے قند
کمر اپنی دوبارہ مثل گنے کے

چو تاج زر بفرق او نهادے
جب سنہرا تاج اسکے سر پر رکھتی
هزاران بوسه اش بر فرق دادے
ہزاروں بوسے اس کے سر پر دیتی

که چون تو خاکپایش تاج من باد
کہ تجھ ایسے کی پاؤں کی خاک وہ میری تاج ہو جیو
باوج سروری معراج من باد
سرداری کی بلندی پر میرا عروج ہو جیو

چو پیراهن کشیدے بر تن او
جب کرتہ پہناتی اس کے بدن پر
شدے همراز با پیراهن او
ہوتی ہمراز اس کے کرتے سے

تنم گفتے ز تو یک تار بادا
بدن میرا کہتی تو تجھ سے ایک تار ہو جیو
وزان تن چون تو برخوردار بادا
اسکے بدن سے مثل تیرے برخوردار ہو جیو

قبا بر قد آن سرو دلارا
چکن اسکے دل آراستہ کرنے والے قد پر
چو کردے راست گفتی مرحبا را
جب پہناتی کہتی خاص کر [illegible] سے

که دارم آرزو زان سرو گلرنگ
کہ رکھتی ہوں میں آرزو اس سرو گلرنگ سے
که همچون تو در آغوشش کشم تنگ
کہ تیری طرح اسکو گود میں دبا لوں میں

کمر چون چست کردی بر میانش
پٹکہ جب اسکی کمر پر باندھتی
گذشتے این تمنا بر زبانش
گذرتی یہ آرزو اسکی زبان پر

که گر دستم کمر بودی چه بودے
کہ جو ہاتھ میرا پٹکہ ہوتا کیا اچھا ہوتا
ز وصلش بهره ور بودی چه بودے
اسکی ملاقات سے نصیبہ ور ہوتی کیا اچھا ہوتا

مسلسل گیسویش چون شانه کردی
اسکے پیچدار بالوں کو جب کنگھی کرتی
مداوای دل دیوانه کردی
دوا دل دیوانے کی کرتی

بهم بربافتے از عنبر خام
آپس میں گوندھتی عنبر خالص سے
شکار جان خود را عنبرین دام
اپنی جان کے شکار کے لیے جال زلفوں کا

بقصد خورد شام و طعمه چاشت
شام اور صبح کے کھانے کے قصد میں
بنعمتخانه خود روز و شب داشت
نعمت خانے اپنے میں رات و دن تیار رکھتی تھی

مهیا کرده خوانهای ملون
موجود کیے خوان طرح طرح کے
بنعمتهای گوناگون مزین
طرح طرح نعمتوں سے آراستہ

پئے حلوایش قند و مغز بادام
واسطے حلوے اسکے کے قند اور مغز بادام
گرفتے از لب و دندان او وام
قرض لیتی اسکے ہونٹھ اور دانت سے

برای میوه های گونه گونه
واسطے میووں طرح طرح کے
ز سیمین سیب او کردے نمونه
گورے گورے سیب اسکے کو کرتی نمونہ

گهی از سینه های مرغ در پیش
کبھی مرغ کے سینوں سے آگے
کبابش ساز کردی چون دل خویش
کباب اسکے لیے بناتی مثل دل اپنے کے

گهی کردی چو لعل آبدارش
کبھی بناتی مثل اسکے آبدار ہونٹوں کے
مربا های خاص و خوشگوارش
مربے خاص اور خوش ذائقہ وہ

چو کردی شربتش از شکر ناب
جب بناتی شربت اسکے لیے شکر خالص سے
شدی همچون نبات از شرم او آب
ہوتی مثل مصری کے اسکی شرم سے پانی

بهر چیزی که زینها میل دیدے
جس اچھی چیز پر خواہش دیکھتی
روان چون جان خود پیشش کشیدے
جلد مثل جان اپنی کے اسکے آگے کھینچتی یعنی رکھتی

شبانگه گر خیال خواب بودے
رات کے وقت گر اسکو خیال نیند کا ہوتا
ز ورد رنج او بیتاب بودے
درد رنج اس کے سے بیتاب ہو جاتی

بیفگندے فراش دلپذیرش
ڈالتی یعنی بچھاتی فرش دلپذیر اسکے لیے
نہادی مہد دیبای و حریرش
رکھتی گدے دیبا اور حریر کے اسکے لیے

نہالش را ز گل کردی نہالین
درخت یعنی قد اسکے کا پھول سے بناتی بالاپوش
گلش را از سمن یا لالہ بالین
پھول اسکے کو چنبیلی یا لالے سے تکیہ بناتی

بنغمہ خواندی و بس افسانہ گفتی
نغمہ پڑھتی اور بہت کہانیاں کہتی
غبار خاطرش ز افسانہ رفتی
غبار اسکے دل کا کہانیوں سے جھاڑتی

چو جستی نرگسش را پردہ خواب
جب بند کرتا اسکی آنکھ کو پردہ نیند کا
شدی با شمع ہمدم در تب و تاب
ہوتی ساتھ شمع کے جلنے میں ہمدم

دو دست آہوی خود را تا سحرگاہ
دو دست ہرنوں اپنے کو صبح کے وقت تک
چرانیدی بباغ حسن آن ماہ
چراتی حسن کے باغ اس چاند یعنی یوسف میں

گہے با نرگسش ہمراز گشتے
کبھی اسکی آنکھوں سے ہمراز ہوتی
گہے با غنچہ اش دمساز گشتے
کبھی اسکی کلی سے دمساز ہوتی

گہے از لالہ زارش لالہ چیدے
کبھی لالے کے کھیت اسکے سے لالہ چنتی
گہے از گلستانش گل خریدے
کبھی اسکے باغ سے پھول مول لیتی

گرفتے گہ ز نوشین چشمہ اش لب
ہونٹھ پر دہاتی کبھی اسکے میٹھے چشمے سے
گہے گرد ذقن گشتی چو غبغب
کبھی گرد ٹھوڑی کے گھومتی مثل غبغب کے

گہے با گیسوش کردی سخن ساز
کبھی اسکی زلف سے کرتی سخن سازی
گہے ہمسر شدے با گلبن باز
کبھی برابری کرتی ساتھ شاخ ناز کے

مرا از دیدہ زان خونابہ باشد
میرے دیدے کا پانی اس سے سنج ہوتا ہے
کہ دیوی با پری ہمخوابہ باشد
کہ ایک دیو ایک پری کے ساتھ ہمخواب ہووے

بدین افسوس پشت دست خایان
اس افسوس میں پیٹھ ہاتھ کی چباتی ہوئی
رساندی شب چو گیسویش بپایان
پہونچاتی رات کو مثل اسکی زلف کے انتہا پر

بروزان و شبان این بود کارش
رات اور دن اس کو یہی کام تھا
نبود از کار او یکدم قرارش
نہ تھا اسکے کام سے ایک دم اس کو قرار

غمش خوردی و غمخوارش کردی
غم اسکا کھاتی اور غمخواری اسکی کرتی
بخاتونی پرستاریش کردی
باوصف بی بی ہونے کے غلامی اسکی کرتی

بلی عاشق ہمیشہ جان فروشد
سچ ہے عاشق ہمیشہ جان بیچتا ہے
بجان در خدمت معشوق کوشد
جان سے معشوق کی خدمت میں کوشش کرتا ہے

بمژگان خس از رہ او خار چیند
پلکوں کے بل کانٹے اسکی راہ سے چنتا ہے
بچشم از پای او آزار بیند
آنکھ کے بل اسکے پانوں سے تکلیف دیکھتا ہے

بچشم جان نشیند حاضر او
جان کی آنکھ سے بیٹھتا ہے سامنے اسکے
بود کافتد قبول خاطر او
شاید کہ اسکے دل کے پسند پڑے

شرح دادن یوسف قصۂ راہ و زحمت
بیان کرنا یوسف علیہ السلام کا قصہ راہ اور تکلیف
چاہ و آگاہ شدن زلیخا ازانکہ اندوہے
کنوئیں کی اور خبردار ہونا زلیخا کا اس سے کہ جو رنج کہ زلیخا
کہ آن روز داشت ازان بودہ است
اس دن رکھتی تھی اسی سے ہوا تھا

سخن پرداز این شیرین فسانہ
بیان کرنیوالا اس میٹھی کہانی کا
چنین آرد فسانہ در میانہ
ایسا لاتا ہے قصہ درمیان میں

کہ پیش از وصل یوسف بود روزی
کہ یوسف کے وصل سے پہلے تھا ایک دن
زلیخا را عجب دردی و سوزی
زلیخا کو عجیب ایک درد اور ایک سوز

ز دل صبر و ز تن آرام رفتہ
دل سے صبر اور بدن سے آرام گیا
شکیب از جان غم فرجام رفتہ
صبر جان غم انجام سے گیا

نہ در خانہ بکارے بند گشتے
نہیں گھر کے کسی کام میں مصروف ہوتی
نہ از بیرون بکس خرسند گشتے
نہ باہر کسی شخص سے خوش ہوتی

مژہ پر آب و دل پر خون ہمی رفت
پلکیں آنسو سے بھری اور دل بھرا ہوا خون کا پھرتی تھی
درون می آمد و بیرون ہمی رفت
اندر آتی تھی اور باہر جاتی تھی

بہ وگفت آن بلند اقبال دایہ
اس سے کہا اس بلند اقبال دایہ نے
کہ اے مہ پارہ خورشید سایہ
کہ اے چاند کا ٹکڑا آفتاب سایہ

مبادت از جفای چرخ تابے
نہ ہو تجکو آسمان کے ظلم سے کوئی تکلیف
زبیداد زمانہ اضطرابے
زمانے کے ظلم سے کوئی بے قراری

نمی دانم کہ امروزت چہ حالت
نہین جانتی ہون کہ آج تیرا کیا حال ہو
کہ جانت غرق دریای ملالت
کہ تیری جان رنج کے دریا مین ڈوبی ہے

چو آن برگے کہ گرداند نسیمش
مثل اس پتی کے کہ اڑاتی ہے ہوا اسکو
کہ بر یک جا نہ بیند کس مقیمش
کہ ایک جگہ پر کوئی نہین دیکھتا ٹھہرا ہوا اس کو

گہے پس پشت افتد گاہ بر روی
کبھی پیچھے جاتی ہے کبھی آگے
گہ آن سو باشدش جنبش گہ این سوی
کبھی اس طرف جنبش اسکو ہوتی ہے کبھی ادھر

بیکجا سر منزل آرامے ندارد
ایک مقام پر آرام نہین رکھتی ہے
بجز گردندگے کامے ندارد
سوا پھرنے کے کوئی مطلب نہین رکھتی ہو

بگو این بیقراری از کہ داری
بتلا بیقراری کس سبب سے رکھتی ہے تو
بجو دل نہ بجیلہ داری از کہ داری
اپنے دل مین جو رنج کو رکھتی ہے کس سبب سے رکھتی ہے تو

بگفتا من نجو د حیرانم امروز
کہا مین آپ حیران ہون مین آج
بکار خویش سر گردانم امروز
اپنے کام سے پریشان ہون مین آج کے روز

نمی دارم ندانم این غم از چیست
جو غم رکھتی ہون نہین جانتی ہون یہ غم کس سبب سے ہے
زجانم سر زدہ این ماتم از کیست
میری جان سے پیدا ہوا یہ ماتم کس سبب سے ہے

نہانی دردو آرامم بر داشت
نہانی پوشیدہ آرام لے گیا ہے
بجور درد ایامم سپر داشت
مجکو زمانے کے درد کے ظلم مین سونپ گیا ہے

ہم خلقے بجو ساکن نہادے
مین ایک خلق ہو نہین آپ بیٹھنے والی خلقت
کہ پیچید ست دردے گرد بادے
کس نے پیچیتا ہے امین مین ایک بگولا

وجودش گرچہ از جنبش تہی نیست
ذات اس کی اگرچہ حرکت سے خالی نہین ہے
ولے از حال بادش آگہی نیست
لیکن ہوا اسکی کے حال سے خبر نہین ہے

چو یوسف ہمنشین شد با زلیخا
جب یوسف زلیخا کے پاس بیٹھنے لگا
شبا روزی قرین شد با زلیخا
رات دن رہا نزدیک زلیخا کے

شبی پیش زلیخا راز می گفت
ایک رات آگے زلیخا کے حال پوشیدہ بیان کرتا تھا
غم و اندوہ پیشین باز می گفت
غم اور رنج اگلے کہہ رہا تھا

بتقریب سخن بکشاد ناگاہ
باتون کے ساتھ مین ایکبارگی کھولی
زبان در شرح راہ و قصۂ چاہ
زبان راہ اور کنوئین کے قصے کے بیان مین

زلیخا چون حدیث چاہ بشنید
زلیخا نے جب کنوئین کا حال سنا
بسان ریسمان بر خویش پیچید
رسی کی طرح اوپر اپنے پیچ و تاب کھایا

فتاد اندر دلش کان روز بودست
پڑا یعنی ایسا معلوم ہوا اسکو دل مین کہ اسی دن ہوا ہے
کہ جانش در غم جانسوز بودست
کہ جان اسکی جان جلانیوالے غم مین ہو گئی

حساب روز و مہ چون نیک دانست
حساب دن اور چاند کا جو اچھی طرح لگایا
تمیزش از یقین شد آنچہ پنداشت
آگے اسکے یقین ہوا جو کچھ معلوم ہوا تھا

بلی داند دلے کاگاہ باشد
سچ ہے وہ دل جانتا ہے جو واقف ہوتا ہے
کہ از دلہا بدلہا راہ باشد
کہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے

خصوصاً از دل صد چاک عاشق
خصوصاً عاشق کے دل صد چاک سے
کہ باشد در رہ معشوق صادق
جو ہووے معشوق کی راہ مین سچا

ز ہر چاکش بود بکشادہ راہے
ہر زخم اسکے سے ایک راہ کھلی ہوتی ہے
بسوی معشوق از آن راہ گاہ گاہے
طرف معشوق کے اس راہ سے اسکو ایک گاہ

از آن رہ پرتو احوال جانان
اس راہ سے سایہ معشوق کے حال کا
فتد بر جسم و جان ناتوانان
پڑتا ہے عاشقون کے جان اور بدن پر

اگر خاری خلد در پای دلدار
اگر کوئی کانٹا معشوق کے پانو مین چبھتا ہے
دل عاشق شود افگار زان خار
دل عاشق کا اس کانٹے سے زخمی ہو جاتا ہے

وگر بادی وزد بر زلف محبوب
اور جو کوئی ہوا چلتی ہے معشوق کی زلف پر
فتد بر جان عاشق زان صد آشوب
پڑتی ہے عاشق کی جان پر اس سے سو پریشانی

وگر گردی نشیند بر عذارش
اور جو کوئی گرد پڑتی ہے اس کے منہ پر
شود خم پشت عاشق زیر بارش
جھک جاتی ہے پیٹھ عاشق کی اسکے بوجھ کے نیچے

شنیدستم کہ روزی گرد لیلے
سنا ہے مین نے کہ ایک دن کی لیلی نے
بقصد فصد سوی نشتر میلے
فصد کے ارادے مین نشتر کی خواہش

چو زد لیلی بخود نیش از پی خون
جو لگا لیلے کے جی مین نشتر واسطے خون کے

بوادی رفت خون از دست مجنون
جنگل مین مجنون کے ہاتھ سے خون جاری ہوا

بیا جامی ز بود خود بپرہیز
او جامی اپنے ہستی سے پرہیز کر

ز پندار وجود خود بپرہیز
اپنی ذات کے غرور سے پرہیز کر

گرت فخری و ننگی ہست از انست
جو تجکو کوئی فخر اور کوئی شرم ہے اس سے ہے

ورت بوئی و رنگی ہست از انست
اور جو تجھ مین کوئی رنگ و بو ہے اس سے یعنی خدا سے ہے

مصفا شو ز مہر و کینہ خویش
صاف ہو محبت اور کینے اپنے سے

مصقل کن چو رخ آئینہ خویش
صاف کر مثل منھ کے آئینہ یعنی دل اپنا

بتو نور جمال شاہد غیب
تجھ پر نور جمال معشوق پوشیدہ یعنی خدا کا

بتابد چون کلیم اللہ از جیب
چمکے مثل موسے کے تیرے گریبان سے

شود چشم دلت روشن بدان نور
تیری آنکھ دل کی روشن ہو جاوے اس نور سے

نماند سر جانان بر تو مستور
نہ رہے بھید معشوق کا تجھ پر پوشیدہ

تمنا کردن یوسف شبانی را بحکم آنکہ ہیچ پیغمبر نبودہ است کہ شبانی نکردہ

خواہش کرنا حضرت یوسف کا چرواہی کے لیے اس سبب سے کہ کوئی پیغمبر ایسا نہین ہوا ہے جس نے چرواہی نہین کی

خوش آن بیدل کہ دولت یار گردد
اچھا وہ عاشق کہ صاحب دولت ہو جاوے

بگرد خاطر دلدار گردد
گرد خاطر داری معشوق کے ہووے

برون آید تمام از خواہش خویش
ازاد ہو تمام خواہشون اپنی سے

دہد در خواہش او کاہش خویش
آپ کو اس کی خواہش مین تکلیف دے

چو خواہد جان روانی بر لب آرد
جو جان مانگے فوراً ہونٹھ پر لے آوے

ببوسد خاک او را جان سپارد
چومے خاک اسکو جان سونپے

چو جوید دل کند دلرا ز غم خون
جو ڈھونڈھے دل کرے دل کو غم سے خون

دہد در دم ز راہ دیدہ بیرون
باہر نکال دے فوراً آنکھ کی راہ سے

چو گوید خیز از سر پاے سازد
جو کہے اٹھ سر سے پاؤن کرے

بخدمتگاری او سرفرازد
اسکی خدمتگاری سے سرفرازی حاصل کرے

اگر راند نتابد سر چو خامہ
اگر نکالدے مثل قلم کے سر نہ پھیرے

وگر خواند نہ پیچد رو چو نامہ
اور جو بلاوے منھ نہ پھیرے مثل خط کے

بحکم آنکہ امت پروری را
موافق اسکے کہ امت پالنے کے لیے

شبان لائق بود پیغمبری را
چرواہا ہوتا ہے لائق پیغمبری کے

چو یوسف با ہزاران کامرانی
جو یوسف باوصف ہزار دن مقصد وری کے

ہمی زد سر تمناے شبانی
ہزار تما چرواہے ہونے کی آرزو مین

زلیخا آن تمنا را چو دریافت
زلیخانے اسکی آرزو کو جو دریافت کیا

بتحصیل تمنایش عنان تافت
اسکی آرزو کے حاصل ہونے مین باگ موڑی

نخستین خواست استادان آن فن
پہلے اس فن کے استادون سے چاہا

کہ گردند از براے یک فلاخن
کہ گرہ بناوین اسکے واسطے ایک گوپھن

رسن ہمچون خور از زر تافتندش
رسی اسکے لیے مثل آفتاب کے سونے سے بٹین

چو گیسوے معنبر بافتندش
مثل خوشبودار زلف کے اسکے لیے بٹین

زلیخا نیز فی بخت آرزوئے
زلیخا بھی پکاتی یعنی رکھتی تھی وہ آرزو

کہ گنجاید درو خود را چو موئے
کہ سما جاوے آپ اسمین مثل ایک بال کے

چو نتوانی بی سبب در او پیوست
جو بے سبب آپ کو اسمین نہ لپیٹ سکتی تھی

ببوسد گاہ گاہش زان سبب دست
کہ چومے کبھی کبھی اس سبب سے ہاتھ اسکا

دگر میگفت این را چون پسندم
پھر کہتی تھی اس بات کو کیونکر پسند کرون مین

کہ یک مو تار خود بر وی بہ بندم
کہ ایک تار بال اپنے کا اسپر باندھون مین

مرصع ساخت بہر زیب و زیور
جڑاؤ بنوایا واسطے زیبائش اور زیور کے

چو مژگان خودش از در و گوہر
مثل اپنی پلک کے اسکے موتی اور جواہرات سے

بدستش گر فتادی لعل خوش رنگ
اسکے ہاتھ مین جو پڑتا لعل خوش رنگ

ز بیقداری فگندیش چون سنگ
بیقدری سے اسکو ڈالدیتی مثل پتھر کے

وزان پس داد فرمان تا شبانان
بعد اسکے حکم دیا تو چرواہے
رمہ در کوہ و در صحرا چرانان
بکریان جنگل اور پہاڑ چرانے والے

جدا سازند تا در برہ چند
علیحدہ کرین کئی بکریان نہایت عمدہ
کہ باشد ہر یکے بے مثل و مانند
کہ ہووین ہر ایک بے مثل اور بے مانند

چو آہوے ختن سنبل چریدہ
مثل ختن کے ہرنون کے سنبل چرے ہوے
ز گرگان ہرگز آسیبے ندیدہ
بھیڑیون سے کبھی کوئی ایذا نہ دیکھے ہوے

زرہ سان پشم شان چین چین ز تنگی
زرہ کیطرح بال انکے شکل چین در چین کے بال کے
ز ابریشم فزون در تازہ رنگی
ریشم سے زیادہ نرم اور آبدار

ز فربہ دنبہا یکسر گرانبار
موٹے اور بھاری تمام دنبے
برہ از بس گرانی نرم رفتار
راہ مین موٹے پن سے آہستہ چلنے والے

بہر وادی کہ رفتندی چرا زن
جس جنگل مین کہ جاتے چرتے ہوئے
تو گوئی موج میزد سیل روغن
تو کہے لہرا رہی ہے بہیا تیل کی

بروز موج باد از سرفرازے
اسیر ہوا انسے سرفرازی سے لہرا رہی
گرفتہ صنعت زنجیر سازے
پکڑ رہی تھی زنجیر بنانے کی کاریگری

میان آن رمہ یوسف شتابان
درمیان ان بکریون کے یوسف دوڑتا ہوا
چو در برج حمل خورشید تابان
مثل آفتاب روشن کے برج حمل مین

چو مشکین آہوے تنہا فتادہ
مثل مشکین ہرن کے اکیلا پڑا ہوا
بسوے گوسفندان رو نہادہ
طرف بکریون کے منہ کئے ہوئے

زلیخا صبر و ہوش و عقل و جان را
زلیخا نے صبر اور ہوش اور عقل اور جان کو
سگ دنبالہ کش کردہ شبان را
چرواہے کے دامن پکڑنیوالے کتے پیچھے کر دیے

نگہبانان موکل ساخت چندے
چوکیدار کئی ایک مقرر کیے
کہ دارندش نگاہ از گزندے
کہ بچاوین اسکو ہر ایک تکلیف سے

بدینسان بود تا میخواست کارش
اسی طرح رہا جبتک چاہتا تھا وہ کام
نبود از دست بیرون اختیارش
نہ باہر تھی اسکے دست اختیار سے

اگر میخواست در صحرا شبان بود
اگر چاہتا تھا جنگل مین چرواہا ہوتا
اگر میخواست شاہ ملک جان بود
اگر چاہتا تھا بادشاہ ملک جان کا تھا

ولی در ذات خود بود آن پریزاد
اور لیکن آپ تھا وہ پریزاد ذات مین
ز شاہی و شبانی ہر دو آزاد
بادشاہی اور چرواہے پن دونون سے جدا

مطالبہ کردن زلیخا وصال یوسفؑ را و استغنا نمودن یوسفؑ از وے

طلب کرنا زلیخا کا حضرت یوسف علیہ السلام کا وصل اور بے پروائی کرنا یوسف کی اس سے

چو بندد بیدلی دل در نگارے
جب باندھتا ہے کوئی عاشق دل کسی معشوق مین
نگیرد کار او ہرگز قرارے
نہ قرار لیوے کبھی اسکا کوئی کام

اگر نبود بکف نقد وصالش
اگر نہ ہووے نقد وصل کا اسکے ہاتھ مین
بہ نسیہ عشق بازد با خیالش
اور وعدہ عشقبازی کرے اسکے خیال سے

ولی خونش بود از دل چکیدہ
لیکن خون انکے دل سے ٹپکا ہووے
کہ افتد کار روی از دل بدیدہ
کو پڑے کام اسکا دل سے آنکھون مین

چو یابد بہرہ چشم اشکبارش
جب پاوے حصہ اسکی آنسو برسانیوالی آنکھ
فتد اندیشہ بوس و کنارش
پڑے فکر بوسہ لینے اور گود لینے کی اسکو

وگر بوس و کنارش ہم دہد دست
اور جب بوسہ و کنار بھی حاصل ہوتا ہے اسکو
ز بیم ہجر باشد رنجہ پیوست
جدائی کے ڈر سے ہمیشہ رنجیدہ رہتا ہے

امید کامرانی نیست در عشق
امید مقصد وری کی نہین ہے عشق مین
صفائی زندگانی نیست در عشق
صفائی زندگانی کی نہین ہے عشق مین

بود آغاز آن خون خوردن و بس
شروع اسکا خون کھانا ہوتا ہے اور بس
بود انجامش از خود مردن و بس
ہوتا ہے انجام اسکا آپ مرجانا اور بس

براحت کی بود آنکس سزاوار
آرام کے لائق کب ہوتا ہے وہ شخص
کہ خون خوردن بود یا مردنش کار
کہ خون کھانا یا مرنا اسکا کام ہووے

زلیخا بود یوسف را ندیده
زلیخا تھی یوسف کو بے دیکھے ہوئے
بخوابی و خیالے آرمیده
ایک خواب اور ایک خیال میں آرام پائے ہوئے

بجز دیدارش از ہر جستجوئے
سوا اسکے دیدار کے ہر ایک جستجو سے
نمیدانست خود را آرزوئے
اپنی کوئی آرزو نہ جانتی تھی

چو دید از دیدن او بہره مندی
جب دیکھی اسکے دیکھنے سے نصیبہ وری
ز دیدن خواست طبع او بلندی
دیکھنے سے اسکی طبیعت نے چاہی بلندی

بآن آورد روی جستجو را
اسطرف لائی منہ خواہش کا
که آرد در کنار آن آرزو را
کرلے گود میں اس آرزو یعنی یوسف کو

ز لعل او ببوسہ کام گیرد
اسکے ہونٹھ سے ساتھ بوسے کے مقصد حاصل کرے
ز سروش با کنار آرام گیرد
سرو اسکے سے گود میں آرام کرے

بلے نظاره گے کاید سوی باغ
سچ ہے سیر کرنے والا جب باغ میں آتا ہے
ز شوق گل چو لالہ سینه پر داغ
پھول کے شوق میں مثل لالے کے سینہ داغدار

نخست از روی گل دیدن شود مست
پہلے پھول کی صورت دیکھنے سے ہوتا ہے مست
ز گل دیدن بگلچیدن برد دست
پھول دیکھنے سے طرف پھول توڑنے کے لیجاتا ہے ہاتھ

زلیخا وصل را می جست چاره
زلیخا وصل کی تدبیر ڈھونڈھتی تھی
ولے میکرد ازان یوسف کناره
لیکن یوسف اس سے کنارہ کرتا تھا

زلیخا بود خون از دیده ریزان
زلیخا آنکھوں سے خون گراتی تھی
ولی میبود یوسف زو گریزان
لیکن یوسف اس سے بھاگتا تھا

زلیخا داشت بس جانسوز داغی
زلیخا رکھتی تھی ایک نہایت جانسوز داغ
ولی میداشت یوسف زو فراغی
لیکن یوسف رکھتا تھا اس سے علیحدگی

زلیخا رخ بدان فرخ لقا داشت
زلیخا منہ اس مبارک صورت پر رکھتی تھی
ولی یوسف نظر بر پشت پا داشت
لیکن یوسف نظر پاؤں کی پشت پر رکھتا تھا

زلیخا بہر یک دیدن ہمی سوخت
زلیخا ایک مرتبہ دیکھنے کے لیے ترستی تھی
ولی یوسف ز دیدن دیده میدوخت
لیکن یوسف آنکھ دیکھنے سے بند کیے رہتا تھا

ز بیم فتنه روی او نمی دید
فساد کے خوف سے منہ اسکا نہ دیکھتا تھا
بچشم فتنہ [illegible]ے او نمی دید
فساد کی نظر سے طرف اسکے نہ دیکھتا تھا

نیارد عاشق آن دیدار در چشم
آنکھ میں نہیں لاتا ہے وہ دیکھنا عاشق
که با یارش نیفتد چشم بر چشم
جب آنکھ اسکی یار کی آنکھ پر نہ پڑے یعنی مقابل نہ ہو

ز عاشق دمبدم اشکی و آہے
عاشق سے ہر دم ایک آہ اور آنسو یعنی رونا
نباشد جز بامید نگاہے
نہ سوا امید ایک نگاہ یعنی دیکھنے کے

چو یار از حال عاشق دیده پوشد
جب یار عاشق کے حال سے آنکھ چراوے
سزد گش خون دل از دیده جوشد
لائق ہو کہ اسکی آنکھ سے خون دل کا جوش کرے

زلیخا را چو این غم بر سر آمد
زلیخا کے سر پر جو یہ غم آیا یعنی پڑا
باندک فرصتے از پا در آمد
تھوڑے زمانے میں پاؤں سے آگئی یعنی نہایت عاجز ہوگئی

بہار آمد در خزان محنت و درد
گل آیا رنج اور درد کے پت جھاڑے
گل سرخش برنگ لالہ زرد
چہرہ سرخ اسکا مانند لالہ کے زرد

بدل ز اندوه بودش بار انبوه
اسکے دل پر رنج کا بوجھ بھاری تھا
سہی سروش خمید از بار اندوه
سیدھا قد اسکا یعنی پیچھے جھک گئی رنج کے بوجھ سے

برفت از لعل لب آبی که بودش
گئی اسکے سرخ ہونٹھ سے وہ رونق کہ تھی
نشست از شمع رخ تابی که بودش
بیٹھی یعنی جاتی رہی اسکے چہرے کی شمع سے روشنی کہ تھی

نکردی شانه موی عنبرین بوے
نہ کرتی کنگھی خوشبودار بالوں میں
جز از پنجه که میکندی بآن موے
سوا پنجے کے کہ اس سے نوچتی تھی بال

بسوی آئینه رخ کم کشادے
طرف آئینے کے منہ کم کھولتی یعنی کم دیکھتی تھی
مگر زانو که بروی رو نہادے
لیکن زانو کہ اسپر منہ رکھتی یعنی سر جھکائے رہتی

ز بس کز دل فشاندی خون تازه
کثرت سے کہ تازہ خون دل کا گراتی
نگشتی چہره اش محتاج غازه
نہ ہوتی اسکے چہرے کو خواہش گلگونے کی

همه عالم بچشمش چون سیه بود
تمام جہان اسکی نظر میں جب تاریک تھا
بچشمش سرمه را کے جایگه بود
اسکی آنکھ میں سرمے کی کب جگہ تھی

ز سرمه زان سیه چشمی نمی جست
سرمے سے اس سبب سے آنکھ سیاہ کرنا نہیں چاہتی تھی
که اشک نرگس او سرمه می شست
کہ آنسو اسکی آنکھ کے سرمے دھو ڈالتے تھے

زلیخا را چو شد زین غم جگر ریش
زلیخا کا کلیجہ جو اس غم سے زخمی ہوا
زبان سرزنش بکشاد بر خویش
زبان ملامت کی آپ پر کھولی

که ای کارت برسوائی کشیده — زسودای غلام زرخریده

که اے زلیخا تیرا کام بدنامی پر کھنچا — غلام مول لیے ہوے کے عشق سے

تو شاهی بر سریر سرفرازی — چرا با بندهٔ خود عشقبازی

تو بادشاہ ہے تخت سرفرازی پر — کیون تو اپنے غلام سے عشق بازی کرتی ہے

بمعشوقی چو خود شاهی طلبدار — که شاهی را بود شاهی سزاوار

آپ ایسے بادشاہ کو معشوق بنانے کی خواہش کر — کہ بادشاہی کے بادشاہ ہی لائق ہے

عجب تر آنکه از عجبی که دارد — بوصل چون توئی سر در نیارد

یہ تعجب زیادہ ہے کہ وہ ایک غرور رکھتا ہے — تجھ ایسی کے وصل پر رضامند نہین ہوتا ہے

زنان مصر گر دانند حالت — رسانند از ملامت صد ملالت

عورتین مصر کی اگر جانین حال تیرا — پہونچائین تجھکو نفرین کرنے سے سیکڑون رنج

زبان طعنه را بر من کشایند — چو ماه نو بانگشتم نمایند

سب زبان طعنے کی مجھ پر کھولین — مثل دوج کے چاند کے مجھکو انگشت نما کرینگی

همی گفت این ولیکن آن یگانه — نه زانسان در دل او داشت خانه

یہ کہتی تھی لیکن وہ یگانہ یعنی زلیخا — اسی طرح اُس کے دل مین رکھتی تھی گھر

کش از خاطر توانستی برون کرد — بدین افسانه درد ش را فسون کرد

کہ اُسکو دل سے باہر کر سکتی — اس کہانی سے اپنے درد کو منتر پڑھ سکتی تھی

بلی چون دلبری با جان در آمیخت — نیارد جان از و پیوند بگسیخت

سچ ہے جب کوئی معشوق جان سے لگ گیا — جان سے اسکا پیوند نہین ٹوٹ سکتا ہے

برد پیوند جان از تن بیکدم — ولی با او بود پیوند محکم

کٹتا ہے تعلق جان کا بدن سے دم بھر مین — لیکن ساتھ اُس کے تعلق مضبوط ہوتا ہے

چه خوش گفت آن بداغ عشق رنجور — که بو از مشک و رنگ از گل شود دور

کیا اچھا کہا اس داغ عشق کے بیمار نے — کہ مشک سے خوشبو اور رنگ پھولوں سے دور ہوتا ہے

ولی بیرون بود ز امکان عاشق — که گوید ترک جانان جان عاشق

لیکن باہر ہوتا ہے عاشق کی قوت سے — کہ چھوڑ دے معشوق کو جان عاشق کی

پرسیدن دایه از زلیخا سبب

پوچھنا دایہ کا زلیخا سے سبب

گداختن وی در مشاهدهٔ شمع جمال یوسف ع

گھلنے اسکے کا یوسف علیہ السلام کے شمع جمال دیکھنے مین

زلیخا را چو دایه آنچنان دید — ز دیده اشک ریزان حالش پرسید

زلیخا کو جب دایہ نے ایسا دیکھا — رو رو کر اس کا حال پوچھا

که ای چشمم بدیدار تو روشن — دلم از عکس رخسار تو گلشن

کہ اے آنکھ میری تیرے دیکھنے سے روشن — دل میرا تیرے چہرے کی روشنی سے باغ باغ

دلت پر رنج و جانت پر ملامت — نمیدانم ترا اکنون چه حالت

دل تیرا رنجیدہ اور تیری جان رنجیدہ ہے — مین نہین جانتی اب تیرا کیا حال ہے

ترا آرام جان پیوسته در پیش — چه میسوزی ز بی آرامی خویش

تیرا آرام جان یعنی یوسف ہمیشہ سامنے ہے — کیون اپنی بےچینی سے جلتی ہے تو

در آن وقتیکه از وی دور بودی — اگر میسوختی معذور بودی

اسوقت مین کہ اس سے دور تھی تو — اگر جلتی تھی معذور تھی

کنون عین وصال این سوختن چیست — بداغش شمع جان افروختن چیست

اب عین ملاقات مین یہ جلنا کیون ہے — اُسکے داغ سے شمع جان کو روشن کرنا کیسا ہے

کرا از عاشقان این دست داده است — که معشوقش بخدمت سر نهاده است

عاشقون سے کس کو یہ بات حاصل ہوئی ہے — کہ اُسکے معشوق نے خدمت مین سر جھکایا

همین بس طالع فرخندهٔ تو — که سلطان تو آمد بندهٔ تو

یہی بہتر ہے تیرے نصیب کی مبارکی — کہ تیرا بادشاہ یعنی معشوق ہوا بندہ تیرا

همی لائق بتاج پادشاهی — بفرمان تو شد دیگر چه خواهی

ایک بزرگ لائق تاج بادشاہی کے — تیرا تابعدار ہوا اور کیا چاہتی ہے تو

بروئش خرم و دلشاد می باش
اسکے منھ سے خوش اور خرم رہ
زغمهاے جہان آزاد میباش
جہان کے غمون سے بے فکر رہ

زسرو لالہ رنگش کام میگیر
سرو لالہ رنگ اسکے سے مقصد حاصل کرتی رہے
برفتار خوشش آرام میگیر
اسکی خوش رفتاری سے آرام پاتی رہ

لبش می بین و جان می پرور ازو
ہونٹھ اسکے دیکھ اور جان کی پرورش کر اس سے
زلال کامرانی میخور ازوے
مقصد کا میٹھا پانی اس سے پیتی رہ

زلیخا چون شنید اینہا ز دایہ
زلیخا نے جو دایہ سے یہ باتین سنین
سرشکش را ز دل خون داد مایہ
اسکے آنسو کو دل نے خون سے تقویت دی

ز ابر دیدہ خون دل فرو ریخت
آنکھ کی بدلی سے خون دل کا گراتی تھی
بہ پیش قصۂ مشکل فرو ریخت
اسکے سامنے مشکل قصہ بیان کرنے لگی

بگفت اے مہربان مادر ہمانا
کہا اے مادر مہربان حقیقت مین
نہ چندان آن بسر کار دانا
میرے کام کا بھید تو اسقدر نہین جانتی ہے

نمیدانے کہ من بر دل چہ دارم
تو نہین جانتی ہے کہ مین دل پر کیا رنج رکھتی ہون
ازان جان جہان حاصل چہ دارم
اس معشوق سے کیا فائدہ رکھتی ہون مین

بخدمت پیش رویم ایستادہ
سامنے میرے خدمت مین کھڑا ہوا ہے
ولے بنجیدے مستے را داد دادہ
لیکن نا فرمانی کا حق ادا کرتا ہے

ز من دوری نباشد ہیچگاہش
مجھ سے دوری کسی وقت نہین ہوتی ہے اسکو
ولے نبود بمن ہرگز نگاہش
لیکن میری طرف کبھی اسکو نگاہ نہین ہوتی ہے

بران تشنہ بباید زار بگریست
اس پیاسے پر بہت رونا چاہیے
کہ بر لب آب و باید تشنہ اش زیست
کہ ہونٹھ پر پانی اور وہ پیاسا جیتا رہے

چو رویم شمع خوبے برفروزد
جب چہرہ میرا خوبصورتی کی شمع روشن کرتا ہو
دو چشم خود بہ پشت پای دوزد
دونون آنکھین اپنی پانو پر یعنی نیچے جھکا لیتا ہے

بدین اندیشہ آزارش نجوم
اس خیال سے اسکو ایذا نہین دیتی ہون مین
کہ پشت پاش بہ باشد ز رویم
کہ اسکے پانون کی پیٹھ میرے چہرے سے بہتر ہوگی

چو بکشایم بدو چشم جہان بین
جب کھولتی ہون مین اسکی طرف آنکھ جہان دیکھنے والی
بہ پیشانی نماید صورت چین
پیشانی پر دکھاتا ہے صورت شکن کی

بران چین سرزنش از من روا نیست
اس شکن پر ملامت مجھ سے روا نہین ہے
کہ از وی ہر چہ می آید خطا نیست
کہ اس سے جو کچھ ہو خطا نہین ہے

ز ابرویش مرا در دل گرہاست
اسکی ابرو سے میرے دل مین گرہین ہین
کز ان کج نیست کارم بیگرہ راست
بلکہ اسکی کجی سے نہین ہے میرا کام بے گرہ کے سیدھا

چنین کز وی گرہ در کارم افتاد
ایسی کہ اس سے گرہ میرے کام مین پڑی
نظر کردن بوی دشوارم افتاد
اسکی طرف دیکھنا مجکو مشکل پڑا

دہانش کز سخن با من بہ تنگست
منھ اسکا کہ میرے بات کرنے سے تنگ ہے
بجز خون خوردنم از وی چہ رنگست
سوا میرے خون کھانے کے اسکو کیا فائدہ ہے

ز لعلش در دہانم آب گردد
ہونٹھ اسکے سے میرے منھ مین پانی بھر آتا ہے
بچشمم آب خون ناب گردد
میری آنکھ مین پانی خالص خون ہوتا ہے

قدش کامد نہال آرزویم
قد اسکا کہ آیا درخت میری آرزو کا
ز رحمت کم شود مائل بسویم
رحمت سے میری طرف کم مائل ہوتا ہے

چو خواہم کز دہانش سیب چینم
جب چاہتی ہون کہ اسکے منھ سے سیب توڑون مین
نچیدہ سیب صد آسیب بینم
بے سیب توڑے ہوئے سو تکلیفین دیکھتی ہون مین

ز چاہ غبغبش چون کام خواہم
اسکی ٹھڈی کے کنوئین سے جو مقصد چاہتی ہون مین
بچاہ غم کند آرامگاہم
غم کے کنوئین مین میری آرام گاہ بناتا ہے

بر شکلم ز آستین او کہ پیوست
اسکی آستین سے رشک مین ہون کہ ہمیشہ
بدستان یافتہ بر ساعدش دست
کہ اسنے پایا اسکے پہونچے پر اختیار

ز دامانش زنم در جیب جان چاک
دامن اسکے سے جان کا دامن چاک کرتی ہون مین
کہ دارد پیش پایش روی بر خاک
کہ رکھتا ہے آگے پانون اسکے منھ خاک پر

چو دایہ این سخن بشنید بگریست
جب دایہ نے یہ بات سنی روئی
کہ با حال چنین مشکل توان زیست
کہ ایسے حال سے مشکل ہے جینا

فراقی کافتد از دوران ضروری
جو جدائی کہ زمانے سے ضرور حاصل ہو
بہ از وصلی برین تلخی و شوری
بہتر ایسے وصل سے اس پریشانی اور تکلیف مین

غم ہجران ہمین یک سختی آرد
جدائی کا غم ایک ہی سختی رکھتا ہے
چنین وصلی دو صد بدبختی آرد
ایسا وصل دو سو کم نصیبیان پیدا کرتا ہے

فرستادن زلیخا دایہ را نزدیک یوسف علیہ السلام

بھیجنا زلیخا کا دایہ کو حضرت یوسف علیہ السلام کے

بطلب مقصود و ابا نمودن او

پاس خواہش مقصد مین اور انکار کرنا اُن کا

زلیخا با غم باین درازے
زلیخانے اس ایسے بڑے غم مین
چو دید از دایہ رحم و دلنوازے
دایہ سے جو رحم اور دلنوازی دیکھی

بگفت ای از تو صد یاریم بوده
کہا اے دایہ تجھ سے سیکڑون مددین مجکو ملین
بہر کارے ہوا داریم بوده
ہر ایک کام مین ہمدردی مجکو ہوئی

مرا یکبار دیگر یاریے کن
میری ایک بار اور مدد کر
ز غمخواریم بین غمخواریے کن
غمخواری سے مجکو دیکھ ایک غمخواری کر

قدم از تارک من کن بپیشش
میرے سر سے کر طرف اس کے قدم یعنی جا
زبان من شو از من بگویش
میری زبان بن میری طرف سے کہہ اسکو

کہ ای سرکش نہال ناز پرورد
کہ اے ناز کے پالے ہوے بلند درخت
زرخت را از لطافت ناز پرورد
تیرے منھ کو لطافت سے ناز نے پالا

ز بستان جمال و گلشن ناز
باغ جمال اور ناز کے باغ سے
برستہ چون قدت سرو سرافراز
نہ پیدا ہوا مثل تیرے قد کے سرو سر بلند

ز جان و دل گل و آبی سرشتند
جان اور دل کی پانی اور مٹی سے گوندھا
درو شاخی ز باغ سدره کشتند
اسمین ایک شاخ باغ سدره سے بوئی

چو برگ سربلندی داد آن شاخ
جب سامان سر بلندی کا دیا اس شاخ کو
سہی سرو تو اش خواندند گستاخ
تیرے اس سیدھے سرو کو کہا گستاخ

عروس دہر تا درزادن افتاد
زمانے کی دلھن نے جب سے پیدا کرنے لگی
ز تو پاکیزه تر فرزند کم زاد
تجھ سے زیادہ پاکیزه لڑکا کم جنا

بفرزندیت آدم چشم روشن
تیرے فرزند ہونے سے آدم کی آنکھ روشن
ز گلرویت عالم تازه گلشن
تیرے گلرو ہونے سے باغ جہان کا سرسبز

کمال حسن تو حد بشر نیست
کمال تیرے حسن کا حد انسان کی نہین ہے
پری از خوبی تو بہره ور نیست
پری تیری خوبی سے نصیبہ ور نہین ہے

پری را گر نبودی شرمساری
پری کو جو نہ ہوتی شرمندگی
نماندے از تو در کنج تواری
نہ رہتی تجھ سے گوشہ پوشیدگی مین

فرشتہ گرچہ بر چرخ برین ست
فرشتہ اگرچہ آسمان برتر پر ہے
بہ پیش روی تو سر بر زمین ست
تیرے منھ کے آگے سر زمین پر ہے

فلک زینسان بلندت ساخت پایہ
آسمان نے اسطرح بلند کیا تیرا مرتبہ
فگن بر مبتلاے خویش سایہ
اپنے عاشق پر اپنا سایہ ڈال

زلیخا گرچہ زینسان دلربائیست
زلیخا اگرچہ اسطرح کی دلربا ہے
فتاده در کمندت مبتلائیست
تیری کمند مین گرفتار پڑی ہے

ز طفلی داغ تو بر سینہ دارد
لڑکپن سے تیرا داغ سینے پر رکھتی ہے
ز سودایت غم دیرینہ دارد
تیرے سودا کا غم پرانا رکھتی ہے

بملک خود سہ بارت دید در خواب
اپنے ملک مین تین بار تجکو خواب مین دیکھا
وز آن عمریست مانده در تب و تاب
اس وقت سے ایک عمر گذر گئی ہے بیقراری مین

گہے چون آب در زنجیر بودست
کبھی مثل پانی کی لہر کے رہا ہے
گہے چون باد در شبگیر بودست
کبھی مثل ہوا کے راتون مین پریشان رہی ہے

کنون ہم گشتہ زین سودا چو موئے
اب بھی ہوگئی اس سودا سے مثل ایک بال کے
ندارد جز تو در دل آرزوئے
نہین رکھتی ہے تیرے سوا دل مین کوئی آرزو

بتو گردست نقد زندگی گم
تیرے واسطے نقد زندگی کا کھو دیا ہے
ترحم کن خوش است آخر ترحم
رحم کر آخر رحم کرنا اچھا ہے

بہ لب ہستی زلال زندگانے
تیرے ہونٹھ مین ہے ٹھنڈا پانی زندگی کا
چہ باشد قطره گر بروی فشانے
کیا خوب ہو جو ایک قطره اسپر چھڑک دے تو

رضا ده تا ز لعلت کام گیرد
اجازت دے تو تیرے لب سے مقصد حاصل کرے
بود سوز دلش آرام گیرد
شاید اسکا سوز دل آرام قبول کرے

بقد هستی نهال میوه آور
قد مین ہے تو درخت میوہ پیدا کرنیوالا
چه باشد گر خورد از میوه ات بر
کیا ہو جو تیرے میوہ سے برخوردار ہوے

قدم نه تا سر اندازد بپایت
قدم رکھ تو تیرے پانون پر سر رکھے
رطب چیند ز نخل دلربایت
چھوہارے توڑے تیرے دلربا درخت سے

چه کم گردد ز جاه چو تو شاہے
کیا کمی ہو جاے تجھ ایسے بادشاہ کے مرتبے سے
اگر گاہی کنی سویش نگاہے
اگر کبھی ایک نگاہ اسکی طرف کرے تو

ہوس دارد که با چندین عزیزی
آرزو رکھتی ہے کہ باوصف اسقدر عزیزی کے
کند پیش کنیزانت کنیزی
تیری لونڈیون کے آگے کرے غلامی

چو یوسف این سخن از دایه بشنود
یوسف نے جو دایہ سے یہ بات سنی
بپاسخ لعل گوہر بار بکشود
جواب مین موتی برسانے والے ہونٹھ کھولے

بدایه گفت کاے دانا بہر راز
دایہ سے کہا کہ اے ہر بھید کی واقف کار
مشو بہر فریب من فسون ساز
میرے دھوکا دینے کے لیے منتر مت پڑھ

زلیخا را غلام زر خریدم
مین زلیخا کا زر خرید غلام ہون
لبالب از وے عنایتہا که دیدم
اس سے بہت عنایتین کہ دیکھی ہین مین نے

گل و آبم عمارت کردهٔ اوست
خمیر میرا تعمیر کیا ہوا اُس کا ہے
دل و جانم وفا پروردهٔ اوست
دل اور جان میری اسکی وفا کی پالی ہوئی ہے

اگر عمرے کنم نعمت شمارے
اگر ایک عمر اسکی نعمتون کا شمار کرون مین
نیارم کردن او را حق گزاری
مین اُسکا حق نہین ادا کر سکتا ہون

سرم بر خط فرمانش نہاده
اُسکے حکم بجالانے پر سر رکھے ہوے ہون
بخدمتگاریم اینک ستاده
ابتک اسکی خدمتگاری مین کھڑا ہون مین

ولے گو بر من این اندیشه مپسند
لیکن کہہ ایسا خیال میری طرف پسند نہ کرے
که سر پیچم ز فرمان خداوند
کہ سرتابی کرون مین مالک کے حکم سے

ز بد فرمان نفس معصیت رای
برے حکم نفس گناہگاری بتانیوالے سے
نہم در تنگنای معصیت پاے
گناہگاری کی تنگ گلی مین قدم رکھون مین

بفرزندی عزیزم نام برداشت
عزیز نے فرزندی مین مجھکو مشہور کیا ہے
امین خانهٔ خویشم شمرداست
امانتدار اپنے گھر کا مجھکو شمار کیا ہے

نیم جز مرغ آب و دانهٔ او
مین سواے اُسکے آب و دانہ کھانیکے کسی لائق نہین ہون
خیانت چون کنم در خانهٔ او
چوری اسکے گھر مین کیونکر کرون مین

خدائے پاک را در ہر سرشتی
ہر ایک خلقت یعنی شخص مین خداے پاک کا
جداگانه بود کارے و کشتی
علیحدہ ہوتا ہے ایک کاروبار یعنی طبائع مختلف ہین

بود پاکیزه طینت پاک کردار
ہوتے ہین پاک اصل کے پاک کام
زنازاده نباشد جز زناکار
سوا زناکاری کے بداصل سے کچھ نہین ہوتا

ز مردم سگ ز سگ مردم نزاید
انسان سے کتا اور کتے سے آدمی نہین پیدا ہوتا ہے
ز گندم جو ز جو گندم نیاید
گیہون سے جو اور جو سے گیہون نہین نکلتا ہے

بسینه سر اسرائیل دارم
سینے مین بھید حضرت یعقوب کے رکھتا ہون مین
بدل دانائی از جبریل دارم
دل مین دانائی جبرئیل سے رکھتا ہون مین

اگر ہستم نبوت را سزاوار
اگر مین پیغمبری کے لائق ہون
بود ز اسحاقم استحقاق این کار
حضرت اسحاق سے ہوئی ہے مجھکو تحقیق اس کام کی

گلے ام رازہا در وے نہفته
ایک پھول ہون مین جسمین بھید چھپے ہوئے ہین
ز گلزار خلیل الله شگفته
باغ حضرت ابراہیم سے کھلا ہوا

معاذ الله که کاری پیشه سازم
پناہ خدا کہ اس کام کا پیشہ کرون مین
که دارد از رہ آن قوم بازم
جو رکھے اس قوم کی راہ سے علیحدہ مجھکو

زلیخا این ہوس گو دور میدار
زلیخا سے کہہ اس ہوس کو دور رکھے
دل خویش و مرا معذور میدار
اپنے دل سے اور مجھکو معاف رکھے

که من دارم ز فضل ایزد پاک
کہ خداے پاک کے فضل سے رکھتا ہون مین
امید عصمت از نفس ہوسناک
امید پاکی کی ہوس بھری نفس سے

رفتن زلیخا پیش یوسف و تضرع نمودن
جانا زلیخا کا سامنے حضرت یوسف کے اور زاری کرنا

و عذر کردن یوسف از حصول مراد
اور عذر کرنا یوسف کا مراد حاصل ہونے سے

چو دایه با زلیخا این سخن گفت
جب دایہ نے زلیخا سے آکر یہ بات بیان کی
ز گفت او چو زلف خود برآشفت
اسکے کہنے سے مثل اپنی زلف کے پریشان ہوئی

برخسار از مژه خون جگر ریخت
منہ پر پلکوں سے خون کلیجے کا گرایا
ز بادام سیه عناب تر ریخت
آنکھ سیاہ سے آنسو سرخ گرائے

خرامان ساخت سرو راستین را
خرامان کیا سرو سیدھے کو یعنی کھڑی ہوئی
بسر سایه فگند آن نازنین را
اس نازنین کے سر پر سایہ ڈالا یعنی یوسف کی پاس گئی

بدو گفت ای سر من خاک پایت
اس یعنی یوسف سے کہا اے میرا سر تیرے پاؤں کی خاک ہو
سرم خالی مبادا از هوایت
سر میرا تیری خواہش سے خالی نہ ہووے

ز مهرت یک سر مویم تهی نیست
تیری محبت سے میرا سرا کوئی بال خالی نہیں ہے
سر مویی ز خویشتم آگهی نیست
آپ سے مجکو بال برابر یعنی مطلق خبر نہیں ہے

خیالت جان اندر تن من
میرے بدن کی جان ہے خیال تیرا
کمندت طوق گردن من
طوق گردن میری کا تیری کمند زلف ہے

اگر جانست غم پروردهٔ تست
اگر جان ہے تیرے غم کی پالی ہوئی ہے
وگر تن جان بلب آوردهٔ تست
اور یہ جو بدن لب پر جان لایا ہوا تیرا ہے

ز حال دل چگویم خود که چونست
اپنے حال سے کیا کہوں میں کہ کیسا ہے
ز چشم خونفشان یک قطره خونست
خون گرانیوالی آنکھ سے ایک قطرہ خون کا ہے

چنان در لجهٔ عشق تو ام غرق
تیرے عشق کے دریا میں ایسی غرق ہوں میں
که زو خالی نیم از پای تا فرق
کہ اس سے سر سے پاؤں تک خالی نہیں ہوں میں

زند فصاد هر رگ را که کاود
فصد کھولنے والا میری جس رگ کو چاک کرے
بجای خون غمت بیرون تراود
بجائے خون کے تیرا غم باہر ٹپکے

چو یوسف این سخن بشنید بگریست
جب یوسف نے یہ بات سُنی رو دیا
زلیخا آه زد کاین گریه از چیست
زلیخا نے آہ ماری کہ یہ رونا کیوں ہے

مرا چشمی تو خندان چون نشینم
تو میری آنکھ ہے کیونکر خندان بیٹھوں میں
که چشم خویش را در گریه بینم
جب اپنی آنکھ کو روتے میں دیکھوں میں

چو از مژگان فشانی قطرهٔ آب
جب پلک سے گراتا ہے تو قطرہ پانی کا یعنی آنسو
چو آتش افگند در جان من تاب
آگ کی طرح میری جان میں جلن ڈالدیتا ہے

ز معجزهای حسنت دانم
تیرے حسن کے معجزوں سے ہے جانتی ہوں میں
که از آب افگنی آتش بجانم
کہ پانی سے آگ ڈالتا ہے تو میری جان میں

چو یوسف دید زو اندوه بسیار
جب یوسف نے اُنکو نہایت رنجیدہ دیکھا
شد از لب همچو چشم خود گهربار
ہوا لب سے مثل اپنی آنکھ کے موتی برسانیوالا

بگفت از گریه زانم دل شکسته
کہا رونے سے اس سبب سے میں دل شکستہ ہوں
که نبود عشق کس بر من خجسته
کہ کسی کو میرا عشق مبارک نہیں ہوتا ہے

چو زد عمه براه مهر من گام
جب پھوپھی نے میری محبت کی راہ میں قدم رکھا
بدزدی در جهانم ساخت بدنام
چوری میں مجکو جہان میں بدنام کیا

ز اخوانم پدر چون دوست تر داشت
مجکو باپ جو اور بھائیوں سے زیادہ چاہتا تھا
نهال کین من در جان شان کاشت
میرے کینے کا درخت اُنکی جان میں بویا

ز نزدیک پدر دورم فگندند
باپ کے پاس سے مجکو دور ڈال دیا
بخاک مصر مهجورم فگندند
ملک مصر میں جدا کر مجکو ڈالا

شود دل دمبدم خون در بر من
سینے میں میرے دل ہر دم خون ہوا آتا ہے
که تا عشقت چه آرد بر سر من
کہ نہ معلوم تیرا عشق ہے میرے سر پر کیا لاوے

بلی سلطان معشوقان غیور است
سچ ہے بادشاہ معشوقوں کا وہ خدا ہے
ز شرکت ملک معشوقیش دور است
اسکی معشوقی کا ملک شرکت سے دور ہے

نمی خواهد ز انجام و ز آغاز
نہ چاہے گا اول اور آخر سے
درین منصب کسی را با خود انباز
اس منصب میں کسی کو اپنا ہمسر

بر عنائی چو سروی سر فرازد
خود آرائی سے جب کوئی سرو سر بلند کرتا ہے
چو سایه زیر پایش پست سازد
مثل سایہ کے اُسکو پاؤں کے نیچے روندتا ہے

بزیبائی چو ماهی رخ فروزد
خوبصورتی میں جو کوئی چاند منہ چمکاتا ہے
ز برق غیرتش خرمن بسوزد
غیرت کی بجلی سے اسکا کھلیان جلاتا ہے

رسد چون خور باوج چرخ دوار
پہونچتا ہے جب آسمان گردش کھانیوالے کی بلندی پر آفتاب
بسوی مغربش سازد نگونسار
پچھم کی طرف اسکو لے ڈوبتا یعنی غروب کرتا ہے

چو مه را پر بر آید قالب از نور
جب چاند کا قالب نور سے بھر اُٹھتا ہے
کند رنج محاقش زار و رنجور
کرتا ہے رنج مہینے پورا ہونیکا اسکو ضعیف اور رنجیدہ

زلیخا گفت کای چشم و چراغم
زلیخا نے کہا کہ اے چشم و چراغ میرے
فروغ تو زمه داده فراغم
روشنی تیری نے چاند کی روشنی سے مجکو بے پروا کر دیا

نمی گویم که در چشمت عزیزم
نہیں کہتی ہوں کہ تیری نظر میں عزیز ہوں میں
کنیزانِ ترا کمتر کنیزم
تیری ادنی لونڈیوں کی لونڈی ہوں میں

چه باشد گر کنیزی را نوازی
کیا ہو اگر تو ایک لونڈی کو سرفراز کرے تو
ز بند محنتش آزاد سازی
رنج کے قید سے اس کو آزاد کرے تو

نیاید زین کنیز کمترینه
نہو سکیگا اس نہایت کمتر لونڈی سے
بجز شوق درون و سوز سینه
سوائے شوق دل اور سوز جگر کے

نه من از جان فزون میدارمت دوست
نہ میں تجکو کیا جان سے زیادہ عزیز نہیں رکھتی ہوں
گمان دشمنی بردن نه نیکوست
گمان دشمنی کا تجکو لیجانا بہتر نہیں ہے

کسی آزار جان خود نخواهد
کوئی شخص اپنی جان کی ایذا نہیں چاہتا ہے
بهیچ آفت روانِ خود نخواهد
کوئی کسی آفت اپنی جان پر نہیں چاہتا ہے

مرا از تیغ مهرت دل دو نیم است
تیری محبت کی تلوار سے میرا دل دو ٹکڑے ہے
ترا از کین من چندین چه بیم است
تجکو میری دشمنی سے اس قدر کیا خوف ہے

بکن لطفی و از لب کام من ده
ایک مہربانی کر اور ہونٹھ سے میرا مقصد دے
زمانی رام شو آرام من ده
تھوڑے دن تابعدار بن مجکو آرام دے

بزن یک گام در همراهی من
مار ایک قدم میرے ساتھ چلنے میں
ببین جاوید دولتخواهی من
دیکھ میری ہمیشہ کی دولت خواہی کو

جوابش داد یوسف کای خداوند
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے مالک
منم پیشت بهیئت بندگی بند
میں تیرے آگے قید بندگی میں بندھا ہوں

برون از بندگی کاری ندارم
بندگی سے باہر کوئی کام نہیں رکھتا ہوں میں
بقدر بندگی فرمای کارم
موافق بندگی کے بتلا دے کام مجکو

خداوندی مجو از بندهٔ خویش
اپنے بندے سے خداوندی مت ڈھونڈھ
بدین لطفم مکن شرمندهٔ خویش
اس مہربانی سے اپنا شرمندہ مجکو مت کر

کیم من تا ترا دمساز گردم
میں کون ہوں کہ تیرا دوست ہوں میں
درین خوان با عزیز انباز گردم
اس خوان میں عزیز کے ساتھ شریک ہوں میں

بباید بادشه آن بنده را کشت
ایسے بندے کو بادشاہ کو مار ڈالنا چاہیے
که زد در ریک نمکدان بادی انگشت
کہ ایک نمکدان میں برابر اسکے انگلی ڈالے

مرا به گر کنی مشغول کاری
مجکو بہتر ہے جو تو کسی ایسے کام میں مشغول کرے
که در وی بگذرانم روزگاری
کہ اسمیں ایک زمانہ گذر کروں میں

ز خدمتگاریت سر بر نیارم
تیری خدمتگاری سے سر نہ اٹھاؤنگا میں
بصد جهد حق خدمتگزارم
سو کوشش سے تیری خدمت کا حق ادا کرونگا میں

ز خدمت بندگان آزاد گردند
خدمت سے غلام آزاد ہو جاتے ہیں
بمنشور عنایت شاد گردند
عنایت کے فرمان سے خوش ہو جاتے ہیں

ز نیکو خدمتان خاطر شود شاد
اچھی خدمت کرنیوالوں سے دل خوش ہو جاتا ہے
نگردد بنده بد خدمت آزاد
بری طرح خدمت کرنیوالا غلام آزاد نہیں ہوتا ہے

زلیخا گفت کای فرخنده اختر
زلیخا نے کہا کہ اے مبارک نصیب
که هستم پیش تو از بنده کمتر
تیرے آگے میں بندے سے کمتر ہوں

بهر جائیکه کاری آیدم پیش
جس جگہ کوئی کام مجھے پیش آتا ہے
بود آنجا بپا صد کارگر بیش
سو سے زیادہ کام کرنیوالے وہاں موجود ہو جاتے ہیں

چه خوش باشد که ایشان را گذارم
کیا اچھا معلوم ہو جب ان کو چھوڑ دوں میں
بهر کاری ترا در کار دارم
مجکو ہر ایک کام میں نوکر بناؤں میں

بود پا از برای ره سپردن
پانوں راہ چلنے کے واسطے ہوتے ہیں
نباید دیده را چون پا شمردن
آنکھ کو مثل پانوں کے نہ سمجھنا چاہیے

بجای پا چو ره پر خار بینی
پانوں کی جگہ جب راہ کانٹے بھری دیکھے تو
اگر دیده بهی آزار بینی
اگر آنکھ رکھدے تو تکلیف دیکھے تو

چو یوسف این سخن بشنید و گفت
یوسف نے جب زلیخا سے یہ بات سنی اس سے کہا
که ای جان دولت با مهرت جفت
کہ اے زلیخا تیری جان اور دل میری محبت سے بہم رہے

چو صبح از صادقی در مهر رویم
مثل صبح کے سچائی کر آگے میرے چہرے کے آفتاب کے
مزن دم جز بوفق آرزویم
دعوت مت کر میرے موافق آرزو کے سوا

مرا چون آرزو خدمتگزاریست
مجکو جب خدمتگاری کی آرزو ہے
خلاف آن نه رسم دوستداریست
خلاف اسکے طریقہ دوستداری کا نہیں ہے

دلی کو مبتلای دوست باشد
جو دل کہ عاشق دوست کا ہو
مراد او رضای دوست باشد
مراد اُسکی خوشی معشوق کی ہو

رضای خود ببازد در رضایش
خوشی اپنی ہارتا یعنی کھو دیتا ہے اُس کی خوشنودی مین
نهد روی رضا بر خاک پایش
منھ خوش ہونیکا اُسکے پاؤنکی خاک پر رکھدیتا ہے

ازان یوسف همی داد این سخن ساز
اس سبب سے یوسف علیہ السلام یہ بات بناتا تھا
که تا در خدمت از صحبت رهد باز
کہ خدمت کے حیلے مین صحبت سے چھوٹ جاوے

ز صحبت داشت بیم فتنه و شور
بیچ صحبت کے خوف فساد اور بدنامی کا رکھتا تھا
بخدمت خواست تا گردد ازو دور
خدمت کے حیلے مین چاہتا تھا کہ اُس سے دور رہے

خوش آن پنبه که از آتش گریزد
وہی روئی بہتر ہے کہ آگ سے بھاگتی رہے
چو نتواند که با آتش ستیزد
جب آگ سے لڑ نہین سکتی ہے

فرستادن زلیخا یوسف را بجانب
بھیجنا زلیخا کا حضرت یوسف ع کو طرف

باغ و مهیا ساختن اسباب او
باغ کے اور اُس کے واسطے سامان موجود کرنا

چمن پیرای باغ این حکایت
اس داستان کے باغ سنوارنیوالا یعنی راویان نے
چنین کرد از کهن پیران روایت
پرانے بڈھون سے اسطرح روایت کی

که چون یوسف ز لبهای شکرخا
کہ جب یوسف نے اپنے شکر کھانیوالے ہونٹھون سے
فشاند این تازه شکر بر زلیخا
گرائی یہ تازہ شکر زلیخا پر یعنی زلیخا سے کہا

زلیخا داشت باغی وه چه باغی
زلیخا ایک باغ رکھتی تھی ایسا اچھا باغ
کزو بر دل ارم را بود داغی
جس سے باغ بہشت کے دل پر داغ تھا

بگردش زانج و گل سوری کشیده
چارون طرف اُس کے چار دیواری کھینچی ہوئی
گل سوری ز اطرافش دمیده
پھول سرخ اُس کے کنارون پر لگے ہوئے

درختانش کشیده شاخ در شاخ
درخت اُس کے بلند نہایت گنجان
به تنگ آغوشی هم چنگ گستاخ
آپس کی تنگ آغوشی مین جہت گستاخ یعنی برابر برابر

چنارش را قدم بر دامن سرو
چنار اُس کے کا قدم سرو کے دامن پر
حمائل دستها در گردن سرو
ہاتھ سرو کی گردن مین حمائل کیطرح پڑے ہوئے

نشسته گل ز غنچه در عماری
بیٹھے ہوئے پھول کلیون کی عماری مین
بفرق نارون در چتر داری
نارون آگے سر پر چھتری لگائے ہوئے

چمن نارنج بن را صحن میدان
چمن درخت نارنج کا صحن میدان
بکف نارنج و شاخش گوی و چوگان
ہاتھ مین نارنج مثل گیند کے اور ٹہنیان اُسکی چوگان

در آن میدان که خالی بود ز آفت
اس میدان مین کہ وہ آفت سے خالی تھا
ربوده از همه گوی لطافت
سب سے لطافت مین سبقت لیے ہوئے

قد رعنا کشیده نخل خرما
قد اچھا بلند چھوہارے کے درخت کا
گرفته باغ را از کار بالا
باغ نے اس سے ترقی پکڑی

ز حلوا خرمنی هر خوشه از وی
حلوے کا ایک کھلیان ہر ایک بالی سے
گرفته خسته جانان توشه از وی
لیا کمزورون نے کھانا یعنی طاقت اُس سے

بسان دایگان پستان انجیر
مثل داییون کے چھاتیان یعنی ہانڈیان انجیر کی
پی طفلان باغ از شیره پر شیر
باغ کے لڑکون کے لیے شیرہ سے دودھ بھری ہوئی تھین

بران هر مرغ عالی انجیرخواره
انجیر پر ایک ایک انجیر کھانے والا پرند
دهان برده چو طفل شیرخواره
منھ مثل دودھ پینے والے بچون کے لگائے ہوئے

فروغ خور بصحنش نیمروزان
روشنی آفتاب کی اُسکے صحن مین دوپہر کو
ز زنگاری مشبکها فروزان
زنگاری جھجریون سے روشن

بهم آمیخته خورشید و سایه
آپس مین ملا ہوا یعنی کچھ دھوپ اور کچھ چھاؤن نے
ز مشک و زر زمین را داده مایه
مشک اور زر نے یعنی دھوپ چھاؤن نے زمین کو نعمت دی

ز جنبش لمعهای نور در ظل
حرکت روشنیون یعنی اجالے کی سایے مین
ورق گل را شده زرین حلل
پھول کے پتون کو سنہری جھانجھین ہو گئین

عنادل زان جلاجل نغمه پرداز
بلبلین اُن جھانجون سے راگ گانیوالی
درین فیروزه کاخ افکنده آواز
اُس نیلے محل یعنی آسمان مین شہرہ ڈالنے والی

زبادو سایۂ بیدش ہزاران
ہوا اور اس کے سایہ بید سے ہزاروں
طپیدہ ماہیان در جویباران
مچھلیاں نہروں میں تڑپتی ہوئیں

برفت و روب باغ از خوب و ناخوب
وہ سطے باغ کے اچھے برے صاف کرنیلے
کشیدہ سایۂ ہر شاخ جاروب
کھینچی ہر شاخ کے سایہ نے جھاڑو

زخط سبزہ خاکش لوح تعلیم
سبزے کے خط سے زمین اسکی تختی تعلیم کی
کشیدہ جوے آبش جدول از سیم
کھینچی پانی کی نہر نے اسکی جدول روپہلی

ازان لوح مجدول خردہ دانان
اس جدول کی ہوئی تختی سے باریکی جاننے والے
رموز صنع حی پاک خوانان
اشارے خدا ے پاک کی کاریگری کے پڑھنے والے

گل سرخش چو خوبان ناز پرورد
پھول سرخ اسکے خوبصورتوں کی طرح ناز کے پالے ہوے
برنگ عاشقان روی گل زرد
مانند منہ عاشقوں کے رنگ زرد پھول کا

صبا جعد بنفشہ تاب دادہ
باد صبا نے بنفشہ کی چوٹی کو بل دی
گرہ از طرۂ سنبل کشادہ
گرہ سنبل کی زلف سے کھولی

سمن با لالہ و ریحان ہم آغوش
چنبیلی لالہ اور ریحان سے بغلگیر
زمین از سبزۂ تر پرنیان پوش
زمین ہری ہری گھاس سے پرنیاں پہننے والی

بہم بستہ دران نزہتگہ خور
ملے ہوے اس حور کی تازگی دینے والی جگہ میں
دو حوض از مرمر صافی چو بلور
دو حوض سنگ مرمر کے بلور کی مانند صاف

میان شان چو دیدہ فرق اندک
درمیان انکے مثل آنکھ کے تھوڑا فرق
بعینہ ہر یکی چون آن دگر یک
بالکل ہر ایک مثل اس دوسرے کے

نہ از تیشہ دران زخم تراشے
نہ ان میں نشان بسولے سے تراشنے کا
نہ از زخم تراش آنرا خراشے
نہ تراشنے کے زخم سے اُن میں کوئی کھرا پن

نہ آنرا بند پیدا و نہ پیوند
نہ اسکا بند ظاہر اور نہ جوڑ
شدہ عاجز دران فکر خردمند
ہوئی عاجز اس میں فکر عقلمند کی

تصور کردہ با خود ہر کہ دیدہ
خیال کیا ساتھ اپنے جس نے کہ دیکھا
کہ بے بند است پیوند آفریدہ
کہ بے بند کے جوڑ پیدا کیا ہے خدا نے

زلیخا بہر تسکین دل تنگ
زلیخا واسطے تسکین دل تنگ کے
چو کردی جانب آن روضہ آہنگ
جب اس باغ کی طرف ارادہ کرتی

یکی بودی لبالب کردہ از شیر
ایک کو بھر دیا تھی دودھ سے
یکے از شہد گشتی چاشنی گیر
ایک شہد سے ہوتا چاشنی لینے والا

پرستاران آن ماہ فلک مہد
لونڈیاں اس چاند آسمان گہوارے بنے زلیخا کی
ازان یک شیر نوشیدی و زان شہد
اس ایک سے دودھ پیتیں اور اُس سے شہد

میان آن دو حوض افروخت تختی
بیچ ان دونوں حوضوں کے بچھوایا ایک تخت
برای ہمچو یوسف نیک بختی
مثل یوسف کے ایسے نیکبخت کے واسطے

بترک صحبتش گفتن رضا داد
اسکو واسطے ترک صحبت کرنے کے اجازت دی
بخدمت سوی آن باغش فرستاد
واسطے خدمت کے طرف اس باغ کے اسکو بھیجا

بگل مرغ چمن زد داستانی
پھولوں سے چمن کی چڑیوں نے بیان کی ایسی داستان
کہ خوش باغی و نیکو باغبانی
کہ کیا اچھا باغ اور کیسا تھا اچھا باغبان

چو باشد باغ و بستان جنت ایوان
جب ہو باغ اور باغ کا مکان مثل بہشت کے
نشاید باغبان جز حور و رضوان
نہ چاہیے باغبان سوا رضوان اور حور کے

صد از زیبا کنیزان سمن بر
سو چنبیلی کے سی خوبصورت بدن کی بنی نازک لونڈیاں
ہمہ دوشیزہ و پاکیزہ گوہر
سب کنواری اور پاک ذات

چو سرو ناز قائم ساخت آنجا
مثل سرو ناز کے قائم کین وہاں
پے خدمت ملازم ساخت آنجا
واسطے خدمت کے نوکر رکھیں وہاں

بگفتش کای سر من پایمالت
کہا یوسف سے کہ اے سر میرا پامال تیرے
تمتع زین بتان کردم حلالت
برخورداری ان خوبصورتوں سے میں نے تجکو حلال کردی

اگر من پیش تو بر تو حرامم
اگر میں تیرے نزدیک تجھ پر حرام ہوں
وزین معنی بغایت تلخ کامم
اس بات سے نہایت ناامید ہوں میں

بسوی ہر کہ خواہی گام بردار
جسکی طرف تو چاہے قدم بڑھا تو
زوصل ہر کہ خواہی کام بردار
جس کے وصل سے تو چاہے مقصد حاصل کر

بران کام ہی کہ ایام جوانی
مقصد ور ہو کر زمانہ جوانی کا
بود وقت نشاط و کامرانی
ہوتا ہے وقت عیش اور مقصد وری کا

کنیزان را وصیت کرد بسیار
لونڈیوں کو وصیت بہت کردی
کہ ای نوشین لبان زنہار زنہار
کہ اے شیریں لبوں ہرگز ہرگز خبردار

بجان در خدمت یوسف بکوشید
جان سے یوسف کی خدمت مین کوشش کرنا تم

وگر زہر آید از دستش بنوشید
اور اگر زہر اسکے ہاتھ سے لے پی لینا تم

بہر جائے طلب دارد بتازید
جس جگہہ بلاوے دوڑنا تم

بجانبازی برائے او بنازید
اسکے واسطے جانبازی پر فخر کرنا تم

بہر حکمے کہ راند شاد باشید
جس حکم سے کہ چلاوے خوش رہنا تم

بزیر حکم او منقاد باشید
اسکے حکم کی تابعدار رہنا تم

وے از ہر کہ گردد بہرہ بردار
لیکن ہر جس سے کہ ہووے نصیبہ ور

مرا باید کند اول خبردار
چاہیے کہ پہلے مجکو خبر کر دے

ہمیزد گوئیا چون ناشکیبے
ماری یعنی کھینچی تھی مثل بے صبر کے کہ تو

بلوح آرزو نقش فریبے
آرزو کی تختی پر ایک نقش فریب کا

کہ ہر کا قد پسند او از ان حیل
کہ جو کوئی پسند اس کے پڑے اس گروہ سے

بوقت خواب سوئے او کند میل
سوتے وقت طرف اس کے رغبت کرے

نشاند خویش را پنہان بجایش
بٹھلاوے آپکو پوشیدہ اس کی جگہہ پر

خورد و بر از نہال دلربایش
پھل کھاوے درخت دلربا اس کے سے

بزیر نخل رعنا ئیش نشیند
اسکے درخت رعنا کے نیچے بیٹھے

رطب چیند ولی ور دیدہ چیند
چھوہارے توڑے لیکن چرا کر

چو یوسف را فراز تخت بنشاند
جب یوسف کو اوپر تخت کے بٹھلایا

نثار جان و دل در پایش افشاند
جان اور دل قربان کرکے اسکے پانوں پر ڈال دیا

کنیزان را بہ پیش او بپا کرد
لونڈیوں کو آپس کے آگے کھڑا کیا

بخدمت سرو بالا تان دوتا کرد
واسطے خدمت کے انکے سیدھے قد کو خمیدہ کیا

دل و جان پیش یار خویش بگذاشت
دل اور جان اپنا آگے یار کے چھوڑ دیا

بہ تن راہ وثاق خویش برداشت
بدن سے راہ اپنے گھر کی لی

خوش آن عاشق کہ بر فرمان معشوق
اچھا وہ عاشق کہ معشوق کے حکم پر

بود خوش بر دلش ہجران معشوق
رہے خوش دل معشوق کی جدائی پر

چو خواہد خاطر معشوق دورے
جو چاہے دل معشوق کا دوری

کند بر محنت ہجران صبورے
کرے رنج جدائی پر صبر

چو نبود وصل دلبر رائے دلبر
جو نہ ہو ملاقات معشوق کی یعنی اپنی منظور معشوق کو

بود صد بار ہجر از وصل خوشتر
وصل سے سو درجے جدائی بہتر ہے

عرض کردن کنیزکان جمال خویش را بر یوسف

دکھلانا لونڈیون کا اپنے حسن حضرت یوسف کو

شبانگہ کز سواد شعر گلریز
رات کو کہ سیاہ پردہ گلریز یعنی ستارون سے

ز پروین گوش را عقد گہر بست
ستارون سے کان مین موتی کی لڑیان پہنین

فلک شد نو عروس عشوہ انگیز
آسمان ہوا نئی دلہن عشوہ کرنیوالی

گرفت از شکل مہ آئینہ در دست
لیا ہاتھ مین آئینہ چاند کی طرح

کنیزان جلوہ گر در عشوہ و ناز
لونڈیان جلوہ دکھانیوالی غمزہ اور ناز مین

بگرد تخت یوسف صف کشیدند
یوسف کے تخت کے گرد قطار برابر لگائی

ہمہ دستان نمائی جلوہ پرواز
سب مکر کرنے والی اور جلوے دکھانے والی

فسون دلبری بروی دمیدند
دل چرانے کے لیے منتر اسپر پھونکے

یکے شد از لب شیرین شکر ریز
ایک مٹھے ہونٹھ سے بیر کہنے لگی

کہ کام خود کن از من شکر آمیز
کہ مقصد اپنا مجھ سے شکر ملا ہوا یعنی حاصل کر

ز تنگ شکر من بند بکشا ے
میرے منھ سے گرہ کھول

بسان طوطی از من تو شکر خا ی
مانند طوطی کے مجھ سے شکر کھا یعنی بات کر

یکے از غمزہ سویش کرد اشارت
ایک نے غمزے سے اسکی طرف اشارہ کیا

کہ از اوصاف تو قاصر عبارت
کہ تیری تعریفون سے عبارت قاصر ہے

مقامت ملک چشم جہان بین
مقام تیرا اپنی جہان دیکھنے والی آنکھ نباتی ہون مین

بیا بنشین بچشم مردم آئین
آ آنکھ مین پتلی کی طرح آ کر بیٹھ

یکے ہمبود سرو پرنیان پوش
ایک سرو پرنیان پوش نے یون ظاہر کیا

کہ این سرو است با او ہم آغوش
آج کی رات تیرا ہم آغوش یہ سرو ہو یعنی مین ہون

کجا در مہد عشرت شادی
کہان عشرت کے گہوارے مین خوش سوئیگا تو

اگر زین سرو ناز آزادی
اگر اس ناز کے سرو یعنی مجھسے علیحدہ رہیگا تو

یکی در زلف مشکین حلقه افگند
ایک نے سیاہ زلفون مین حلقے ڈالے
که هستم بی سر و پا حلقه مانند
کہ ہون مین بے سر و پا مثل حلقے کے

بروی من دری ز وصل بگشای
میرے منھ پر ایک دروازہ وصل سے کھول
مکن چون حلقه ام بیرون در جای
مت کر میری مثل زنجیر دروازے کے باہر جگہ

یکی بر داشت دست نازنین را
ایک نے نازک ہاتھ کو اٹھایا
ببالا ز ورز ساعد آستین را
اٹھائی پہونچے سے آستین

که دفع چشم بد را زان شمائل
کہ نظر بد سے مجھ کو دور کر اس خوبصورت پنجے تمہارے
بگردن دست من بادت حمائل
گردن مین تیری میرا ہاتھ حمائل ہو جیو

یکی گرد میان مو را کمر کرد
ایک نے گرد کمر کے بالون کا پٹکا بنایا
ز مو آرایش موی دگر کرد
بالون سے آرائش بال دوسرے یعنی کمر کی کی

کمر کن دست یعنی بر میانم
یعنی پٹکا بناؤ اپنے ہاتھ کو میری کمر پر
که بر لب آمد از دست تو جانم
کہ لب پر آگئی تیرے ہاتھ سے میری جان

بدینسان هر یکی زان ماهرویان
اسی طرح ہر ایک ان خوبصورتون سے
ز یوسف وصل را میبود جویان
یوسف سے وصل کی طالب ہوتی تھی

ولی بود او بخوبی تازه باغی
اور لیکن تھا وہ خوبی مین ایک تازہ باغ
وزان مشت گیاه او را فراغی
ان تھوڑی گھاس یعنی خوبصورتون سے بے پروا

ولی بودند یکسر مکر و دستان
لیکن تھین سراپا حیلہ اور مکر
بصورت بت بسیرت بت پرستان
ظاہر مین مثل بت کے خصلت مین بت پرست

ولی یوسف جز این معنی نمیخواست
اور لیکن یوسف سوا اس بات کے اور کچھ نہین چاہتا تھا
که گردد راه شان در بندگی راست
کہ ہو جاوے بندگی خدا مین انکا رستہ سیدھا

بایشان هر چه گفت از راه دین گفت
انسے جو کچھ کہا راہ دین سے سمجھایا
پی دفع شک اسرار یقین گفت
واسطے شک دور کرنے کے بھید یقین کے بیان کیے

نخستین گفت کای زیبا کنیزان
پہلے کہا اے خوبصورت لونڈیو
بچشم مردم عالم عزیزان
جہان کے لوگونکی نظر مین عزیزو معلوم ہوئیو

درین عزت ره خواری مپوئید
اس عزت مین راہ ذلت کی مت چلو تم
بجز آئین دینداری مجوئید
سوا طریق دینداری کے اور کچھ نہ ڈھونڈھو تم

ازین عالم برون ما را خدائیست
ہمارا خدا اس جہان سے باہر ہے
که ره گم کردگان را رهنمائیست
جو راہ بھولے ہوؤن کو راہ بتانیوالا ہے

گل ما از نسیم رحمت سرشت است
ہماری مٹی کو اسنے آب رحمت سے خمیر کیا ہے
ز دانائی دران گل دانه کشت است
دانائی سے اس مٹی مین دانہ بویا ہے

که تا زان دانه برخیزد نهالی
تاکہ اس دانے سے پیدا ہو کوئی پودھا
درین بستان سراپا بدکمالی
اس باغ یعنی دنیا مین پاوے ایک کمال

کشد سوی بلندی سر ز پستی
کھینچے پستی سے سر طرف بلندی کے
دهد بر میوهٔ یزدان پرستی
دیوے پھل میوہ خدا پرستی کا

پرستش جز خدائی را روا نیست
پرستش سوا اس خدا کے کسی کی جائز نہین ہے
که غیر او پرستش را سزا نیست
کوئی سوا اسکے پرستش کے لائق نہین ہے

بیا تا بعد ازین او را پرستیم
آؤ تاکہ بعد اسکے یعنی اب اسکی پرستش کرین ہم
که بی او هر کجا هستیم پستیم
کیونکہ بے اسکے جسجگہ ہین ہم پست ہین ہم

بسجده باید او را سر نهادن
اسکے سجدے مین سر جھکانا چاہیے
که دادت سر برای سجده دادن
جسنے تم کو سر دیا واسطے سجدہ کرنے کے

چرا دانا نهد پیش کسی سر
کیون دانا سر جھکاوے اس شخص کے آگے
که پا و سر بود پیشش برابر
جسکے آگے پاؤن اور سر برابر ہووے

بدست خود بت سنگین تراشند
اپنے ہاتھ سے بت پتھر کے تراشتے ہین
ز مهر او دل غمگین خراشند
اسکی محبت سے دل کو زخمی کرتے ہین

بود معلوم کز سنگی چه خیزد
معلوم ہے کہ ایک پتھر سے کیا ہو سکتا ہے
بمعبودیش جز ننگی چه خیزد
اسکے معبود بنانے مین سوا شرم کے کیا حاصل ہو

چو یوسف ز اول شب تا سحرگاه
جب یوسف نے سر شام سے صبح تک
بوعظ آن غافلان را کرد آگاه
نصیحت سے ان غافلون کو خبردار کر دیا

همه لب در ثنای او گشادند
سب نے زبان اسکی تعریف مین کھولی
سر طاعت بپای او نهادند
سر بندگی کا اسکے پانو پر رکھا

یکایک را شهادت کرد تلقین
ایک ایک کو شہادت کی تعلیم کی
دهان جمله شد زان شهد شیرین
سب کا منھ اس شہد سے میٹھا ہو گیا

خوشا شهدی که هر کز وی یک انگشت
اچھا وہ شہد کہ ہر شخص اُس سے ایک انگلی
بدست آرد بهر تلخی کند پشت
ہاتھ میں لیے ہر کھٹائی کے بعد یعنی منہ میٹھا کرے

نگردد کور و بی سعادت
نہ ہووے اندھا شیطان کمبخت
بجز از زخم انگشت شهادت
سوا اُس انگشت شہادت کے زخم کے

رسید از چشم زخمش آن خردمند
چھوٹا نکلے چشم زخم سے وہ عقلمند یعنی یوسفؑ
کز انگشت شهادت چشم او کند
کہ شہادت کی اُنگلی سے اُنگلی آنکھیں نکال لین

زلیخا جست وقت بامدادان
زلیخا نے ڈھونڈھی یعنی ملی صبح کے وقت
بیوسف راه خرم طبع و شادان
طرف یوسف کے نہایت خوشی خوشی راہ

گروهی دید گرد اگرد یوسفؑ
ایک گروہ کو دیکھا گرد یوسفؑ کے
پی تعلیم دین شاگرد یوسف
واسطے سیکھنے دین کے. مرید یوسفؑ کا

بتان بشکسته و بگسسته زنار
بت توڑے ہوے اور جنیو توڑے ہوے
ز سبحه یافته سر رشته کار
تسبیح سے پایا سررشتہ کام کا

زبان گویا بتوحید خداوند
زبانیں بات چیت کرنیوالی خدا کی وحدت میں
میان با عقد خدمت تازه پیوند
کمر ساتھ گرہ خدمت کے نئی جوڑے ہوے

بیوسفؑ گفت کای از فرق تا پای
یوسفؑ سے کہا کہ اے سر سے پانوں تک ہیبت
دل آشوب و دل آرام و دل آرای
دل بیچین کرنیوالے اور دل آرام دینیوالے اور دل آرائش کرنیوالے

برخ سیمای دیگر داری امروز
چہرہ پر پیشانی یعنی رونق اور آج رکھتا ہے تو
جمال از جای دیگر داری امروز
خوبصورتی دوسری جگہ سے یعنی دوسری جگہ سے آج رکھتا ہو

چه کردی دوش که حسنت از وی افزود
رات کو تونے کیا کیا کہ تیرا حسن اُس سے بڑھ گیا
دری دیگر ز خوبی بر تو بگشود
خوبی کا ایک دوسرا دروازہ تجھ پر کھل گیا

چه خوردی دوش کین پیرایه داد
کیا کھایا تونے کل جسنے یہ خوبی تجھکو دی
زخوبان جهان بالائیت داد
جہان کے معشوقون سے تجھکو برتری دی

همانا صحبت این نازنینان
تحقیق کہ صحبت ان نازنینون نے
سمن رخسارگان سیمین سرینان
چنبیلی کے سے رخسارون گوری بدن والیون نے

ترا حسن و جمال دیگر افزود
تیرا حسن اور جمال دونا بڑھا دیا
جمالت را کمال دیگر افزود
تیرے جمال کا کمال دونا زیادہ کر دیا

بسی میوه زمیوه رنگ گیرد
سچ ہے میوے سے میوہ رنگ پکڑ لیتا ہے
زخوبان خوب رو خوبی پذیرد
خوبصورتون سے خوبصورت اور خوبصورتی قبول کرتا ہے

بسی زینگونه با آن غنچه لب گفت
بہت اسطرح کی باتین اُس غنچہ لب یعنی یوسفؑ سے کہین
ولی او هیچ ازین گفتار نشکفت
لیکن وہ کچھ بھی ان باتون سے خوش نہ ہوا

دهان را از تکلم تنگ میداشت
منھ کو بات کرنے سے بند کیے رہا
دو رخسار از حیا گلرنگ میداشت
دونون رخسارے شرم سے سُرخ رکھے رہا

سر از شرمندگی بالا نمی کرد
سر شرمندگی سے اوپر نہ اُٹھاتا تھا
نگاه الا به پشت پای می کرد
مگر نگاہ پاؤن کی پیٹھ پر کیے تھا

زلیخا چون بدید آن سرکشیدن
زلیخا نے جب وہ سرکشی یعنی بے رخی دیکھی
بچشم مرحمت سویش ندیدن
مہربانی کی نظر سے طرف اُسکے نہ دیکھنا

ز حسرت آتشی در جانش افروخت
افسوس سے ایک آگ اُسکی جان میں جلی
بداغ ناامیدی سینه اش سوخت
ناامیدی کے داغ سے اُسکے جگر کو جلادیا

بناکامی وداع جان خود کرد
بے مقصودی سے اپنی جان کو رخصت کیا
رخ اندر کلبه احزان خود کرد
منھ اپنے گھر غمگین کی طرف کیا یعنی چلی

تضرع زلیخا پیش دایه و حیله جوئی مواصلت یوسفؑ

رونا زلیخا کا دایہ کے آگے اور تدبیر یوسفؑ کی ملاقات کی پوچھنا

چو با آن کشته سودای یوسفؑ
جب اُس یوسفؑ کی محبت کی کشتہ یعنی زلیخا پر
ز حد بگذشت استغنای یوسف
حد سے یوسفؑ کی بے پروائی گذری

شبی در کنج خلوت دایه را خواند
ایک رات گوشہ تنہائی میں دایہ کو بلایا
بصد مهرش به پیش خویش بنشاند
سو مہربانیون سے اپنے پاس اُسکو بٹھلایا

بدو گفت ای توان بخش تن من
اُس سے کہا اے میرے بدن کو طاقت دینے والی
چراغ افروز جان روشن من
چراغ روشن کرنیوالی میری روشن جان کی

گر از جان دم زنم پرورده تست
اگر میں جان کا دعوا کروں تیری پالی ہوئی ہے
ور از تن شیر رحمت خورده تست
اور جو بدن سے وہ بھی تیرا ہی دودھ پیے ہوے ہے

زمهر تو که از مادر ندیدم
اس مہربانی سے جیسی ماں سے نہ دیکھی میں نے
بدین پایه که می بینی رسیدم
اس مرتبے پر کہ دیکھتی ہے تو پہونچی میں

ز هجران تا بکی رنجور باشم
جدائی سے کب تک رنجیدہ رہوں میں
ازان جان جهان مهجور باشم
اُس جہان کی جان یعنی یوسف سے جدا رہوں میں

چه باشد گر ز طریق مهربانی
کیا ہو جو مہربانی کی راہ سے
بمنزل گاه مقصودم رسانی
تو منزل مقصود پر مجھکو پہونچا دے

چو زینسان یار بیگانه است با من
جب اس طرح بیگانہ ہے میرا یار مجھ سے
چه حاصل زانکه همخانه است با من
کیا فائدہ اُس سے جو ایک مکان میں میرے پاس ہے

هر آن معشوق کز عاشق نفور است
جو معشوق کہ عاشق سے نفرت کرنیوالا ہے
بصورت گرچه نزدیک است دور است
ظاہر میں اگرچہ نزدیک ہے لیکن دور ہے

چو پیوندی نباشد جان و دل را
جب لگاؤ نہو کوئی جان اور دل کو
چه خیزد از ملاقات آب و گل را
کیا فائدہ ہوا ملاقات سے پانی اور مٹی کی

جوابش داد دایه کای پریزاد
اُسکو دایہ نے جواب دیا کہ اے پریزاد
که ناید با تو از حور و پری یاد
کہ نہیں آتی ہے تیرے برابر حور اور پری کی یاد

جمال دلربا دادت خداوند
خدا نے وہ تجکو دلفریب خوبصورتی دی ہے
که برباید دل و دین از خردمند
جو لیجاتی ہے عقلمندوں سے دل اور دین

اگر نقاش چین در آرزویت
اگر چین کے مصور یعنی مانی و بہزاد تیری آرزو میں
کشد در بتکده نقشی ز رویت
کھینچیں بتکدے میں تیرے چہرے کی ایسی کوئی تصویر

بتان یکسر بجوییت زنده گردند
تمام تصویریں تیری آرزو میں زندہ ہو دیں
رخت بینند و از جان بنده گردند
تیرا منھ دیکھیں اور جان سے غلام ہو دیں

بکوه ار رخ نمائی آشکارا
پہاڑ کی طرف جو ظاہر میں منھ کرے
نهی عشق نهان در سنگ خارا
پوشیدہ محبت سنگ خارا میں پیدا کرے تو

چو بخرامی بباغ از عشوه کاری
جو ٹہلے تو باغ میں ناز کے انداز سے
درخت خشک را در جنبش آری
سوکھے درختوں کو حرکت یعنی وجد میں لاوے تو

بصحرا آهوانت گر ببینند
جنگل میں اگر ہرن تجکو دیکھ لیں
بمژگان از رهت خاشاک چینند
پلکوں سے تیری راہ کا کوڑا صاف کریں

چو افسون خوانی از لعل شکرخا
جو منتر پڑھے تو اپنے لب شیرین سے یعنی بلاوے
رسد مرغ از هوا ماهی ز دریا
آپہونچیں ہوا سے چڑیاں دریا سے مچھلیاں

بدین خوبی چنین درمانده چونی
باوجود اس خوبی کے ایسی عاجز کس لیے ہے تو
چرا چندین ز کس آخر زبونی
آخر پھر اسقدر عاجزی کیوں اُٹھاتی ہے تو

ز غمزه ناوک از ابرو کمان کن
غمزے سے تیر اور ابرو سے کمان بنا کر
شکار آن نگار دلستان کن
اُس دل لینے والے معشوق یعنی یوسف کو شکار کر

رخت بنما و آنرا سوی خود تاب
اپنا چہرہ دکھلا اور اُسکو اپنی طرف پھیر
بهمرازیش همزانوی خود یاب
ہمرازی سے اُسکو اپنا ہمزانو کر لے

برفتار آر این نخل رطب بار
جنبش میں لاؤ اس چھوہارے گرانیوالے درخت کو یعنی
براه لطف آر از لطف رفتار
مہربانی کی راہ پر لاؤ اپنی رفتار کے لطف سے

بتاب از زلف خم در خم کمندی
بٹ زلف خمدار سے ایک کمند
بپایش نه ز دام وصل بندی
اُسکے پاؤں میں وصل کے جال سے ایک بند رکھ

بسیمین گوی خود کن چشم او باز
طرف گورے گیند یعنی اپنے سینے کے اُسکی آنکھ کھول
چو چوگان سوی خود سازش سرافراز
چوگان کی طرح اپنی طرف اسکو سرفراز کر

ملب از خنده شهد افشانیی ده
لب پر ہنسنے سے شہد گرانا کر
وزان شهدش بخود ده چاشنی وه
اور اُس شہد سے آپ میں سے اُسکو چکھا دے

بر او از مشک خال دل گسل نه
اور سپر مشک سے دانہ دل توڑنیوالے تل کا رکھ
ز شوق خال خود داغش بدل نه
اپنے تلکے شوق سے اُسکے دل میں داغ رکھ

زلیخا گفت کای مادر چه گویم
زلیخا نے کہا کہ اے ماں کیا بیان کروں میں
که از یوسف چه می آید بر ویم
کہ یوسف سے کیا کیا مجھکو پیش آتا ہے

نسازد دیده هرگز سوی من باز
نگاہ نہیں کرتا ہے کبھی طرف میرے
چسان جلوه گری با وی کنم ساز
کس طرح کی جلوہ گری اُسکے ساتھ کروں میں

اگر مه گردم از وی رو نه بیند
اگر چاند ہو جاؤں میں دوسرے مجھکو نہ دیکھے
وگر خور بر زمین نورم نه بیند
اور اگر آفتاب زمین پر ہو جاؤں میری روشنی نہ دیکھے

چو سرمه نور دیده گر فزایم
مثل سرمے کے اگر نور آنکھ کا بڑھانیوالی ہو جاؤں تبھی
بچشم تنگ او مشکل در آیم
اُسکی تنگ آنکھ میں مشکل سے سماؤں میں

اگر کردے بسوی من نگاہے / بحال من رسیدے گاہ گاہے
اگر کرتا ایک نظر طرف میرے / میرے حال پر پہونچتا کبھی نہ کبھی

غم من در دل او جا گرفتے / غم او کے چنین بالا گرفتے
غم میرا اسکے دلمین جگہ پکڑتا یعنی اثر کرتا / غم اُسکا کب اسقدر بلندی پکڑتا

نہ تنہا آفتم زیبائی اوست / بلائے من ز بی پروائی اوست
صرف اُسکی خوبصورتی ہی میرے لیے آفت نہین ہے / میرے لیے اُسکی بے پروائی بلا ہے

اگر آن دلربا پروام کردے / کجا زینگونہ ناپروام کردے
اگر وہ دل لیجانیوالا میری پروا کرتا / کہان مجھ سے اس طرح کی بے پروائی کرتا

جوابش داد دیگر بار دایہ / کہ ای خور از جمالت بردہ مایہ
دوبارہ دایہ نے اسکو یہ جواب دیا / کہ اے زلیخا آفتاب نے تیرے جمال سے نور پایا ہے

مرا در خاطر افتاد ست کارے / کزان کارے دلت گیرد قرارے
میرے دلمین ایک کام آیا ہے / کہ اس کام سے تیرے دلکو قرار آجائیگا

ولے وقتے میسر گردد این کار / کہ سیم آرے با شتر زر بخروار
لیکن اسوقت بن سکتا ہے وہ کام / کہ ایک اونٹ بھر چاندی اور ایک بوری بھر سونا نکالو تو

بسازم چون ارم دلکش بنائے / بگویم تا در و صورت کشائے
بنواؤن مین مانند بہشت کے ایک دلکش مکان / پھر اسمین ایک مصور سے کھینچون مین

بہ وضع موضع از طبع ہنر کوش / کشند شکل تو با یوسف ہم آغوش
کہ جگہ جگہ پر اپنی ہنرمند عقل سے / کھینچے تصویر تیری ہم آغوش یوسفؑ سے

چو یوسف یکزمان در وی نشیند / در آغوش خودت ہر جا بہ بیند
جب یوسفؑ چند روز اسمین بیٹھے گا / اپنی گود مین تجھکو ہر جگہ دیکھیگا

بجنبد در دلش مہر جمالت / شود از جان طلبگار وصالت
تیری خوبصورتی کی محبت اسکے دلمین حرکت کریگی / جان سے تیرے وصل کا خواہشمند ہوگا

ز ہر سو چونکہ جنبد مہربانے / بر آید کارہا زانسان کہ دانے
جب کہ ہر طرف سے محبت جنبش یعنی جوش کریگی / بر آوینگے کام جیسے کہ جانتی ہے تو

چو بشنید این حکایت را ز دایہ / ہر چہ از زر و سیمش بود مایہ
جب سنی یہ حکایت دایہ سے / سونے اور چاندی سے جو کچھ اُسکے پاس تھا

بدان دست تصرف داد اورا / بدان سرمایہ کرد آباد اورا
اُس پر اختیار خرچ کرنے کا دیا اُس یعنی دایہ کو / اُس پونجی سے آباد کیا اُسکو

عمارت کردن دایہ خانہ را کہ
بنوانا دایہ کا اُس گھر کو

دروی تصویر یوسفؑ و زلیخا بود
جسمین تصویرین یوسفؑ اور زلیخا کی تھین

چنین گویند معماران این کاخ / کہ چون شد بر عمارت دایہ گستاخ
ایسا بیان کرتے ہین معمار اس محل کے یعنی راوی / کہ جب دایہ مکان بنوانے پر مستعد ہوئی

بدست آورد استاد ہنر کیش / بہر انگشت دستش صد ہنر بیش
ہاتھ مین لائی یعنی بلوایا ایک ہنرمند استاد / ہر انگلی مین اُسکے ہاتھ کی سو ہنرون سے زیادہ

برسم ہندسے کار آزمائے / قوانین رصد را رہنمائے
علم حسابدانون کے ایک آزمودہ کام / قاعدے نجوم کے بتلانے والا

چو از پرکار بودی خالیش مشت / نمودی کار پرکار از دو انگشت
جب پرکار سے اُسکا ہاتھ خالی ہوتا / دکھاتا کام پرکار کا دو انگلیون سے

ز تشکیلاتش مجسطی سخت آسان / ز تشکیک وی اقلیدس ہراسان
اُسکی شکلین بنانے سے مجسطی نہایت آسان / اُسکے شک کرنے سے اقلیدس ڈرنیوالا

چو بہر خط ز طبعش سر زدی خواست / بر وان کار بی مسطر شدی راست
جب واسطے خط کے اُسکی طبیعت خواہش کرتی / اُسپر وہ کام بغیر مسطر کیے سیدھا ہوجاتا

بہ چستی بر شدی بر طاق اطلس / بر ایوان زحل بستی مقرنس
چالاکی سے جاتا تھا طاق اطلس یعنی آسمان پر / جلاد فلک یعنی سنیچر کے محل پر نقاشی کرتا

چو سوی تیشہ کردی دستش آہنگ / ز خشت خام گشتی نرم تر سنگ
جب طرف بسولے کے ہاتھ اُسکا ارادہ کرتا / پتھر زیادہ کچی اینٹ سے نرم ہوجاتا

بطرازی که چو فکر آغاز کردی
بنیاد ڈالنے میں جو فکر شروع کرتا
هزاران طرح زیبا ساز کردی
ہزاروں خوبصورت بنیادیں بنا تا

عمارات جهانی بی ستون بن
عمارتیں جہان بے حد اور انتہا کی
نمودی جمله در یک روی ناخن
تمام دکھا دیتا ایک ناخن میں

به نقش آفرینش چون زدی رای
نقش آفرینش میں جب عقل دوڑ آتا
شدی از خامه لوح هستی آرای
قلم سے ہستی کی تختی کو بناؤ لیتا

به تصویری که از کلکش گذشتی
تصویروں سے جو اسکے قلم سے نکل جاتیں
ز رشح او روانی زنده گشتی
قطرۂ سیاہی اسکے سے فوراً زندہ ہو جاتیں

بسنگ ار صورت مرغی کشیدی
پتھر پر جو کسی چڑیا کی تصویر بنا تا
سبک سنگ گران از جا پریدی
فوراً بھاری پتھر جگہ سے اڑ جا تا

بحکم دایه زرین دست استاد
دایہ کے حکم سے استاد سنہرے ہاتھ نے
ز زر اندوده سرائی کرد بنیاد
ایک مکان سونا ملا ہوا بنانا شروع کیا

صفای صفحهایش صبح اقبال
صفائی اسکے مکانوں کی صبح اقبال کی
فضای خانهایش گنج آمال
صحن اسکے گھروں کا خزانہ امید کا

ممهد فرش مرمر در سرایش
بچھا ہوا فرش سنگ مرمر کا اس کے راستوں میں
موصل ز آبنوس و عاج درهایش
جوڑے ہوئے آبنوس اور ہاتھی دانت کے دروازے اسکے

دران در هم دران جا هفت خانه
اس قسم سے وہاں سات گھر بنائے
چو هفت اورنگ بی مثل زمانه
مثل ساتوں آسمان کے زمانے کے بے مثل

مرتب هر یک از لون دگر سنگ
بنا ہوا ہر ایک دوسرے رنگ کے پتھر سے
صقالت دیده و صافی و خوش رنگ
صیقل دیکھے ہوئے اور صاف اور خوش رنگ

بهفتم خانه همچون چرخ هفتم
ساتویں مکان میں مثل ساتویں آسمان کے
که هر نقشی و رنگی بود ازان گم
کہ ہر ایک نقش اور رنگ اس سے گم تھا

مرصع چل ستون از زر برافراخت
جڑاؤ چالیس ستون سونے سے بلند کیے
ز وحش و طیر زیبا شکلها ساخت
درندوں اور پرندوں کی خوبصورت شکلیں بنائیں

بپای هر ستونی ساخت از زر
نیچے ہر ایک ستون کے بنایا سونے سے
غزالی ناف او پر مشک اذفر
ایک ہرن نافہ اسکی مشک خالص سے بھری ہوئی

ز طاوسان زرین صحن او پر
سونے کے طاؤسوں سے اسکا صحن بھرا ہوا
به حلی مرصع در تبختر
جڑاؤ زیوروں سے ناز کرنے میں

میان آن درختی سرکشیده
درمیان اسکے ایک درخت سر کھینچے یعنی بنا ہوا
که مثلش چشم نادر بین ندیده
کہ اسکا مثل نادر دیکھنے والی آنکھ نے نہ دیکھا

ز سیم خام بودش نازنین ساق
خالص چاندی سے اسکی نازنین جڑ تنی تھی
ز زر شاخ اش از فیروزه اوراق
سونے کی اسکی شاخیں فیروزے کی پتیاں

بهر شاخش ز صنعت بود طیار
اسکی ہر شاخ پر کاریگری سے بنی بیٹھیں
ز مرد بال مرغ و لعل منقار
چڑیاں زمرد کے بازو اور لعل کی چونچ والی

بنام ایزد درختی سبز و خرم
سبحان اللہ کیا درخت ہرا بھرا
ندیده هرگز از باد خزان غم
نہ دیکھا جسنے کبھی پت جھاڑ کی ہوا سے ملال

همه مرغان او با مردمان رام
سب چڑیاں اسکی آدمیوں سے ہلی ہوئیں
بیکجا کرده صبح و شام آرام
ایک جگہ صبح اور شام آرام کرنے والیں

دران خانه مصور ساخت هرجا
اس مکان میں مصور نے بنائی ہر جگہ
مثال یوسف و شکل زلیخا
تصویر یوسف کی اور تصویر زلیخا کی

بهم بنشسته چون معشوق و عاشق
بیٹھے ہوئے معشوق اور عاشق کی طرح
ز مهر جان و دل باهم موافق
محبت جان اور دل سے آپس میں ملے ہوئے

بیکجا این لب آن بوسه داده
ایک جگہ بیٹھے اسنے اسکے لب کا بوسہ لیا
بیکجا آن میان این گشاده
ایک جگہ اسنے کمر اسکی کھولی

اگر نظارگی آنجا گذشتی
دیکھنے والا اگر وہاں گذرتا یعنی جاتا
ز حسرت در دهانش آب گشتی
افسوس سے اسکے منہ میں پانی بھر آتا

همانا بود سقف او سپهری
حقیقت میں تھی چھت اس مکان کی ایک آسمان
بر و تابنده هرجا ماه و مهری
جس پر چمکنے والا ہر جگہ ایک چاند اور سورج یعنی یوسف اور زلیخا

عجب ماهی و مهری چون دو پیکر
ایک عجیب چاند اور سورج مثل جوزا کے
ز چاک یک گریبان بر زده سر
ایک چاک گریبان سے سر نکالے ہوئے

نمودی در نظر بر روی دیوار
دکھائی دیتا نظر کرنے میں دیوار پر
چو در فصل بهاران تازه گلزار
فصل بہار میں مثل تازہ باغ کے

بهر گل گلزمینش بیش یا کم
پھول ہے گلزمین اسکی کم یا زیادہ
دو شاخ تازه گل پیچیده باهم
دو شاخین پھول تازہ کی باہم لپٹی ہوئی ہین

زفرش بود هر جائی شگفته
فرش اس کے تھے ہر جگہ کھلے ہوئے
دو گل باهم به بستر ناز خفته
دو پھول آپس مین بستر ناز پر سوئے ہوئے

دران خانه نبود القصه یکجای
اس گھر مین نتھی غرضکہ کوئی جگہ
تهی زان دو دلارام قول آرای
ان دونون دل کی آرام دینے اور خوش کرنیوالون سے خالی

بهر سو دیده در دیده گشودی
جس طرف دیکھنے والا آنکھ کھولتا یعنی دیکھتا
ز اول صورت ایشان نمودی
پہلے انہین کی صورت دکھائی دیتی

چو شد خانه بدین صورت مهیا
جب گھر اس طرح کا تیار ہو گیا
بیوسف شد فزون شوق زلیخا
طرف یوسف کے زیادہ ہوا شوق زلیخا کا

بهر نوبت که آن بتخانه را دید
جتنی مرتبہ کہ اس بتخانے کو دیکھتی تھی
درو مهر دگر از نو بجنبید
اس یعنی زلیخا مین اور محبت نئے سرے حرکت کرتی تھی

بلی عاشق چو بیند روی جانان
سچ ہے جب عاشق معشوق کا دیکھتا ہے منہ
شود زان نقش حرف شوق خوانان
اس نقش سے حرف شوق کا پڑھنے والا ہو

ازان حرف آتش او تازه گردد
اس حرف سے آگ اس کی تازہ ہوتی ہو
اثیر داغ بی اندازه گردد
قید داغ بیحد کا ہو جاتا ہے یعنی جلنے لگتا ہو

خواندن زلیخا یوسف را سوی

بلانا زلیخا کا یوسف کو طرف

آن خانه والتماس وصل نمودن

اس گھر کے اور ملاقات کے لیے عرض کرنا

چو شد خانه تمام از سعی استاد
جب مکان بن گیا معمار کی کوشش سے
پی تزیینش زلیخا دست بگشاد
آرائش اسکی کے لیے زلیخا نے ہاتھ کھولا

زمین آراست از فرش حریرش
زمین اسکی فرش حریر سے آراستہ کی
جمال افزود از زرین سریرش
خوبصورتی اسکی سونے کے تخت سے بڑھائی

قنادیل گهر پیوندش آویخت
موتی لگی ہوئی قندیلین اسنے لٹکائین
ریاحین بهر عطرش درهم آمیخت
خوشبوئین ہر عطر کی اس مین ملائین

همه بایستنیها ساخت آنجا
سب چیزین ضروری موجود کین وہان
بساط خرمی انداخت آنجا
بچھونا خوشی کا بچھایا وہان

دران عشرتگه از هر چیز و هر کس
اس عشرتگاہ مین ہر چیز اور ہر شخص سے
نمی بایست الا یوسف و بس
کسی کی ضرورت نتھی لیکن یوسف کی اور بس

بلی بی روی جانان گر بهشت است
سچ ہے بے صورت معشوق کے اگر بہشت ہے
بچشم عاشق مشتاق زشت است
عاشق مشتاق کی نظر مین برا ہے

بدان شد تا که یوسف را بخواند
اس ارادے مین ہو گئی تاکہ یوسف کو بلا دے
بصدر عزت و جاهش نشاند
مسند عزت اور مرتبے پر اس کو بٹھا دے

بخلوت با جمالش عشق بازد
تنہائی مین اسکے جمال سے عشقبازی کرے
بمیدان وصالش رخش تازد
اسکے وصل کے میدان مین گھوڑا دوڑا دے

ز لعل جانفزایش کام گیرد
اسکے جان بڑھانیوالے ہونٹھ سے مقصد حاصل کرے
بزلف سرکشش آرام گیرد
سایۂ زلف سرکش اسکی مین آرام لیوے

ولی اول جمال خود بیاراست
لیکن پہلے اپنے جمال کو سنوارا یعنی بناؤ سنگار کیا
وزان میل دل یوسف بخود خواست
بعد اسکے خواہش اپنے دلمین یوسف کے بلانیکی کی

بزیورها نبودش احتیاجی
زیورون کی اسکو کوئی ضرورت نہ تھی
ولی افزود زان خود را رواجی
لیکن زیادہ بناؤ ٹھنے کر لیا موافق رواج کے

بخوبی گل به بستانها سمر شد
خوبی سے باغ مین پھول مشہور ہوا
ولی از عقد شبنم خوبتر شد
لیکن شبنم کی لڑی سے زیادہ خوبصورت ہو گیا

ز غازه رنگ گل را تازگی داد
گلگونے سے پھول یعنی چہرے کے رنگ کو تازگی دی
لطافت را ازو آوازگی داد
لطافت کو خوب شہرت دی یعنی رونق دی

ز وسمه ابروان را کار پرداخت
وسمے سے بھنوون پر کام بنایا
هلال عید را قوس قزح ساخت
عید کے چاند کو قوس قزح یعنی دھنک بنایا

نغوله بست موی عنبرین را
چوٹی گوندھی خوشبودار بالون کی
گره در یکدگر زد مشک چین را
باندھ لیا مشک چین کو آپس مین

ز پشت آویخت مشکین گیسوان را
پیچھے سے لٹکایا خوشبودار بالون کو
کمحل ساخت چشم از سرمهٔ ناز
ناز کے سرمے سے آنکھ کو سرمہ آلود کیا
نهاد از عنبر تر جا بجا خال
رکھے عنبر تر سے جا بجا تل
که رویت آتشی در دل فگندست
کہ تیرے منھ نے ایک آگ دل مین ڈالی ہے
ز سرمه خطی کشید از نیل چون میل
چاند پر ایک خط کھینچا نیل سے مثل سلائی کے
نبود آن خط نیلی بر رخ آن ماه
نہ تھا وہ نیلا خط اس چاند کے چہرے پر
مگر مشاطه دید آن نرگس مست
شاید مشاطہ نے دیکھی وہ مست نرگس
بدانسان داد سیمین پنجه را رنگ
اس طرح دیا گورے پنجے کو رنگ
بکف نقشی زد او از خرده کاری
ہتھیلی مین ایک نقش بنایا اس نے ہوشیاری سے
بفندق گونه عناب تر داد
انگلیون کی پورون مین رنگ عناب تر یعنی سرخ لگایا
بصنعت ده هلال مه لقا را
کاریگری سے دسون چاند چاند شکل یعنی ناخن کو
که تا از طارم دولت هلالی
تاکہ دولت کے کوٹھے سے ایک چاند
نمود از طرف عارض گوشواره
دکھائی دیا گوشۂ رخسار سے گوشوارہ یعنی بندہ

ز عنبر داد پستی ارغوان را
عنبر سے رونق دی سرخی یعنی چہرے کو
سیه کاری بمردم کرد آغاز
بدکاری پتلیون سے شروع کی
بجانان کرد عرض صورت حال
معشوق سے صورت حال عرض کی
بر ان آتش دل و جانم سپندست
اس آگ پر میرا دل اور جان سپند ہے
که شد مصر جمال آباد زان نیل
کہ مصر جمال کا اس نیل سے آباد ہو گیا
که میلی بود بهر چشم بدخواه
بلکہ ایک سلائی تھی واسطے نظر بد دشمن کے
فتاد آنجاش میل سرمه از دست
گر پڑی اس جگہ اس کے ہاتھ سے سرمے کی سلائی
کز ان دستان دلی آرد فراچنگ
کہ اس مکر سے ایک دل کو قابو مین لاوے
کز ان نقشی بکف آرد نگاری
کہ اس نقش سے ایک معشوق کو ہاتھ مین لاوے
بجانان ز اشک عنابی خبر داد
معشوق کو سرخ آنسوون سے خبر دی
ز جلباب شفق کرد آشکارا
شفق کے پردے سے ظاہر کیا
نشانش بخشد از عید وصالی
نشان اس پرکو دے وصال کی عید سے کوئی
قران افگند مه را در ستاره
نزدیکی ڈالی چاند نے بیچ ستارے کے

که تا آن دولت دنیا و دینش
تاکہ وہ دولت اس کی دنیا اور دین کی
چو غنچه با جمال تازه و تر
مانند غنچہ کے ساتھ جمال تر و تازہ کے
مرتب ساخت بر تن پیرهن را
آراستہ کیا بدن پر یعنی پیراہن کرتہ
شعار شاخ گل از یاسمین کرد
اس پھول کی شاخ کا چنبیلی سے کیا
ندیدی دیده گر بودی تامل
نہ دیکھی آنکھ اگر غور بن جاتی
عجب آبی در ان از نقرهٔ خام
ایک عجب پانی اسمین خالص چاندی سے
ز دستینه دو ساعد دید رونق
کنگن سے دونون کلائیون کو رونق دی
ز رخش میداد با ساعد گواهی
پھر پہنچی سے دیتا تھا گواہی
چو بر نازک تنش شد پیرهن راست
جب اسکے نازک بدن پر لباس درست ہو گیا
بت چین با هزاران نازنینی
بت چین کی تھی زلیخا ہزارون خوبیون سے
نهاد از لعل سیراب و زر خشک
رکھا لعل سیراب اور خشک سونے سے
شد از گوهر مرصع جیب و دامان
موتیون سے جڑاؤ جیب و دامن ہوگئی
خرامان میشدی آئینه در دست
پھرتی تھی آئینہ ہاتھ مین لیے ہوئے

بحکم آن قران گرد و قرینش
سو جب اس قران کے ہووے نزدیک اسکے
لباس نو بنو پوشیده در بر
لباس نئے نئے پہنائے بدن مین
ز گل بر ساخت دامان سمن را
پھول یعنی بدن سے بھرا چنبیلی کے دامن بھی کرنے کو
سمن در جیب و گل در آستین کرد
چنبیلی گریبان مین اور گل یعنی ہاتھ کو آستین مین ڈالا
بجز آب تنک بر لاله و گل
سوا تھوڑے سے پانی کے لالہ اور گلاب پر
دو ماهی از دو ساعد کرده آرام
دو مچھلیون نے دو بازو سے آرام کیا
ز زر کرده دو ماهی را مطوق
سونے سے دونون مچھلیون کو طوق پہنایا
که حسنش گیرد از مه تا بماهی
کہ حسن اسکا لیوے مہ سے ماہی تک یعنی آسمان سے زمین تک
بزر کش دیبهٔ چینی بیاراست
ساتھ سنہری دیبا چین کے آپ کو آراستہ کیا
بجولان آمد از دیبای چینی
جولان مین آئی دیباے چینی سے
فروزان تاج را بر خرمن مشک
روشن تاج کو مشک کے کھلیان یعنی سر پر
بصحن خانه طاوس خرامان
گھر کے صحن مین مثل طاؤس کے خراماں
خیال حسن خود با خود همی بست
اپنی خوبصورتی کا خیال اپنے دل سے باندھتی تھی

چو عکس روی خود دید از مقابل
جب عکس اپنے چہرے کا اُس نے دیکھا مقابلے میں
ز نقد خود درون گنج طرب کرد
نقد یعنی حسن اپنے سے دلکو خوشی کا خزانہ کیا یعنی خوش ہوئی
بجست و جوی یوسف کس فرستاد
یوسف کی تلاش میں ایک شخص کو بھیجا
درآمد ناگہان از در چو ماہی
آیا دروازے سے ایکبارگی مانند ایک چاند کے
وجودی از خواص آب و گل دور
ایک ذات خاصیت عناصر سے دور
از و یک لمعۂ روشن جہانے
اس ایک روشنی سے ایک جہان روشن
زلیخا را چو دیدہ بروی افتاد
زلیخا کی جب آنکھ اس پر پڑی
گرفتش دست کای پاکیزہ سیرت
پکڑ لیا اسکا ہاتھ کہ اے پاکیزہ خصلت
بنام ایزد چہ نیکو بندۂ تو
سبحان اللہ تو کیا اچھا بندہ ہے
بطوق منت گردن فرازم
تیرے احسان کے طوق سے گردن بلند کرتی ہوں
بیا تا حق شناست باشم امروز
آ کہ تو تیری حق شناس ہوں میں آج
کنون قانون احسانت کنم ساز
اب قانون تیرے احسان کا ایسا بلند کرتی ہوں
بہ نیرنگ و فسون از حد برون برد
مکر اور حیلے سے کہ حد سے زیادہ نکل گئی تھی

عیار نقد خود را یافت کامل
کس نقد اپنے کو کامل پایا یعنی حسن میں یکتا ہیں
بقصد او خریداری طلب کرد
ارادے سے ایک خریدار کی خواہش کی
پرستاران ز پیش و پس فرستاد
لونڈیوں کو آگے پیچھے بھیجا
عطارد حشمتی خورشید جاہی
ایک عطارد دبدبہ ایک خورشید مرتبہ یعنی یوسف
جبینش طلعتش نور علی نور
شکل پیشانی اسکی کی نور اور پر نور کے یعنی بہت روشن
وزین یک حرف ہر سو داستانے
اور اس ایک حرف سے ہر طرف ایک داستان
ز شوقش شعلہ کوئی در نی افتاد
اس کے شوق سے کہے تو شعلہ نرکل میں پڑا
چراغ دیدۂ اہل بصیرت
اہل نظر کی آنکھ کا چراغ
بہ احسان و لطف ارزندہ تو
احسان اور مہربانی کے لائق تو ہے
بہ نیکو بندگیہای تو نازم
تیری نیک بندگیوں پر فخر کرتی ہوں میں
زمانی در سپاست باشم امروز
آج ایک زمانہ تیرا شکر ادا کروں میں
کہ تا باشد جہان گویند ازان باز
کہ جبتک جہان رہے اُس کے بعد بھی ذکر کریں
باول خانہ زان نقش درون برد
اُسے ساتوں درجے سے اسکو پہلے درجے میں لے گئی

ز زرین در چو وا آمد گذارش
سونے کے دروازے ٹکے سے جب وہ گذر گیا
چو شد آن در بستہ از لب مہر بگشاد
جب دروازہ بند ہو گیا ہونٹھ سے مہر کھولی یعنی بولی
نخستین گفت کای مقصود جانم
پہلے کہا کہ اے میرے جان کے مقصد
خیال خود بخواب من نمودی
خیال یعنی صورت اپنی خواب میں مجھ کو دکھائی تو نے
ز سودای خودم دیوانہ کردی
اپنے عشق سے مجھکو تو نے دیوانہ کر دیا
نظر نگشادہ در نظارۂ تو
آنکھیں کھولیں تیرے دیکھنے کے لیے
ندیدم چارۂ آوارگیہا
نہ دیکھی میں نے کوئی تدبیر پریشانیوں کی
کنون کز دیدن روی تو شادم
اب کہ تیری صورت دیکھنے سے خوش ہوں میں
ز بی روئی گذر روی بہ من کن
بے توجہی سے ایک توجہ میری طرف کر
جوابش داد یوسف سر فگندہ
جواب اسکو یوسف نے سر جھکا کر دیا
مرا از بند غم آزاد گردان
مجھکو قید غم سے آزاد کر دے
مرا خوش نیست کانجا با تو باشم
مجھکو اچھا نہیں ہو کہ یہاں تیرے پاس رہوں میں
تو کان آتشی من پنبۂ خشک
تو آگ کی کان ہے میں خشک روئی ہوں

بقفل آہنین کرد استوارش
لوہے کے قفل سے اسکو مضبوط کر دیا یعنی زلیخا نے مقفل کر دیا
ز دل راز درون خود برون داد
اپنے دل کے پوشیدہ بھید کو ظاہر کیا
کہ جان را جز تو مقصودی ندانم
کہ جان کا تیرے سوا کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں
بہ طفلی خواب از چشمم ربودی
لڑکپن میں نیند میری آنکھ سے لے گیا تو
بغمہای خودم ہمخانہ کردی
اپنے غموں سے مجھکو ہمخانہ یعنی ہمنشین کیا تو نے
بدین کشور شدم آوارۂ تو
تیرے لیے اس ملک میں پریشان پھری میں
کشیدم در غمت بیچارگیہا
بہت عاجزی تیرے غم میں اٹھائیں میں نے
ز بی روئی تو بس نامرادم
تیری بے توجہی سے نہایت بے نصیب ہوں میں
ز روی مہربانی یک سخن کن
مہربانی کی راہ سے ایک بات مجھ سے کر
کہ ای ہمچون منت صد شاہ بندہ
کہ اے زلیخا میری طرح تیرے سو بادشاہ غلام ہیں
بآزادی دلم را شاد گردان
آزاد کرنے سے میرے دل کو خوش کر
پس این پردہ تنہا با تو باشم
اس پردے کی آڑ میں تیرے ساتھ اکیلا رہوں میں
تو باد صرصری من نفحۂ مشک
تو آندھی کی ہوا ہے میں خوشبو مشک کی

کجا این پنبه با آتش برآید
کہاں یہ روئی آگ پر تاب لاوے

چسان این نفحه با صرصر گراید
کیونکر یہ خوشبو آندھی سے رغبت کرے

زلیخا آن نفس جز باد نشمرد
زلیخا نے اس بات کو سوا ہوا کے نہ شمار کیا

سخن گویان بدیگر خانه اش برد
باتین کرتے کرتے دوسرے گھر مین اسکو لے گئی

بر و قفل دگر محکم فرو بست
اسپر قفل دوسرا مضبوط بند کیا

دل یوسف از آن اندوه بشکست
دل یوسف کا اس غم سے ٹوٹ گیا

دگر باره زلیخا نعره برداشت
دوسری بار زلیخا نے نعرہ مارا یعنی فریاد کرنے لگی

نقاب از راز چندین ساله برداشت
پردہ کتنے سال کے بھید دن سے اٹھایا

بگفت ای خوشتر از جان ناخوشی چند
کہا اے جان سے زیادہ اچھے ناخوش رہیگا کب تک

بپایت می کشم سر سرکشی چند
تیرے پاؤن پر رکھتی ہون سر تو سرکشی کب تک کریگا

تهی کردم خزاین در بهایت
خالی کردیے بیچ خزانے اپنے تیری قیمت مین

متاع عقل و دین کردم فدایت
عقل اور دین کا اسباب تیرے قربان کردیا مین نے

بآن نیت که درمانم تو باشی
اس ارادے مین کہ میری دوا ہوگا تو

رهین طوق فرمانم تو باشی
میرے حکم کے طوق مین گرو رہیگا تو

نه آن کز طاعت من رو بتابی
وہ نہین کہ میری اطاعت سے منہ پھیریگا تو

بهر راهی خلاف من شتابی
خلاف میرے ہر ایک راہ مین چلیگا تو

بگفتا در گنه فرمانبری نیست
کہا گناہ مین تابعداری نہین ہے

بعصیان رستن طاعتوری نیست
گناہ مین چھٹنا بندگی نہین ہے

هر آن کاری که نپسندد خداوند
جس کام کو کہ نہ پسند کرے خدا

بود در کارگاه بندگی بند
ہوجاتا ہے بندگی کے کارخانے مین حائل

بدان کارم شناسایی مبادا
اس کام سے مجھکو پہچان مت ہو جیو

بدان دستم توانایی مبادا
اسمین مجھکو دست قدرت مت ہو جیو

دران کاشانه سخن کوتاه کردند
اس مکان مین باتین مختصر کین

بدیگر خانه منزلگاه کردند
دوسرے درجے مین مقام کیا

زلیخا بر درش قفل دگر زد
زلیخا نے اس کے دروازے پر دوسرا قفل لگایا

دگرسان قصه اش از سینه سر زد
دوسری طور کا قصہ اُسکے سینے سے پیدا کیا

بدین دستور زافسون و فسانه
اسی دستور اند مکر اور حیلون سے

همی بردش درون خانه بخانه
لیے جاتی تھی اُسکو ایک گھر سے دوسرے گھر مین

بهر جا قصه دیگر همی خواند
ہر جگہ ایک دوسرا قصہ بیان کرتی تھی

بهر جا نکته دیگر همی راند
ہر مقام پر دوسری باریکی نکالتی تھی

بشش خانه نشد کارش میسر
چھ گھرون مین اُسکا کام حاصل نہوا

نیامد مهره اش بیرون ز ششدر
نہ باہر نکلا اُسکا مہرہ ششدر سے

بهفتم خانه کرد او را قدم چست
ساتوین مکان کیطرف اُسنے قدم بڑھایا

گشاد کار خود از هفتمین جست
کھلنا یعنی حاصل ہونا اپنے مطلب کا ساتوین سے ڈھونڈھا

بلی نبود درین ره ناامیدی
سچ ہے اس راہ مین ناامیدی نہین ہوتی ہے

سیاهی را بود روزی سپیدی
سیاہی کو ایک دن سفیدی حاصل ہوتی ہے

ز صد در گر امیدت بر نیاید
سو دروازون سے جو تیری امید بر نہ آوے

بنومیدی جگر خوردن نشاید
ناامیدی سے کلیجہ کھانا نہ چاہیے

دری دیگر بباید زد که ناگاه
اور دوسرا دروازہ کھٹکھٹانا چاہیے کہ اتفاقاً

از آن ره سوی مقصد آوری راه
اس سے طرف مقصد کے راہ لیجائے تو

در آوردن زلیخا یوسف را
لانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کو ساتوین گھر مین

بخانه هفتم و مقصود خود از و خواستن
اور اپنے مقصد کی اُس سے خواہش کرنا

سخن پرداز این کاشانه راز
بات آراستہ کرنیوالا یعنی پراوی اس بھید کے مکان کا

چنین بیرون دهد از پرده آواز
اسطرح پردہ سے باہر دیتا ہے آواز یعنی بیان کرتا ہے

که چون نوبت بهفتم خانه افتاد
کہ جب باری ساتوین گھر کی پڑی یعنی آئی

زلیخا را ز جان برخاست فریاد
زلیخا کی جان سے اٹھی یعنی فریاد بلند ہوئی

که ای یوسف بچشم من قدم نه
کہ اے یوسف میری آنکھ مین قدم رکھ

ز رحمت پا درین روشن حرم نه
رحمت سے پاؤن اس روشن گھر مین رکھ

درآن خرم حرم کردش نشیمن
اس اچھے مکان مین کیا اُسنے گھر
بزنجیر زرش زد قفل آہن
اسکی سونے کی زنجیر مین قفل لوہے کا بند کیا

حریمی یافت از اغیار خالی
ایک مکان پایا غیرون سے خالی
ز چشم حاسدان دورش حوالی
جلنے والون کی نظرون سے دور اُسکی چاردیواری

درش ز آمد شد بیگانه بسته
دروازہ اُس کا غیر کے آنے سے بند کیا
امید آشنایان را شکسته
امید آشناؤن کی ٹوٹی ہوئی

درو جز عاشق و معشوق کس نه
اُسمین سوا عاشق اور معشوق کے کوئی نہ تھا
گزند شحنه آسیب عسس نه
ڈر کوتوال کا نہ خوف کوتوال کا رہا

رخ معشوق در پیرایه ناز
منہ معشوق کا لباس ناز مین
دل عاشق سرود شوق پرداز
دل عاشق کا راگ شوق کا گانے والا

هوس را عرصه میدان فتاده
حرص کے میدان مین کشادگی پڑی
طمع را آتش اندر جان فتاده
لالچ کی جان مین آگ لگی

زلیخا دیده و دل مست جانان
زلیخا کی آنکھین اور دل مست معشوق کی
نهاده دست خود در دست جانان
رکھے ہوئے ہاتھ اپنا معشوق کے ہاتھ مین

بشیرین نکته های دلپذیرش
میٹھی اور دلچسپ باتون سے اُسکو
خرامان برد تا پای سریرش
آہستہ آہستہ تخت کے نیچے یعنی برابر تک اُسکو

ببالای سریر افگنده خود را
تخت پر اپنے ڈالکر یعنی بٹھاکر اُسکو
بآب دیده گفت آن سرو قد را
روکر کہا اس سرو قد یعنی یوسف سے

اگر خورشید روی من به بیند
اگر آفتاب میرا منہ دیکھ لے
چو ماه از خرمن من خوشه چیند
چاند کی طرح میرے کھلیان سے بالی چنے یعنی روشنی لے

مرا تا کی درین محنت پسندی
مجکو کب تک اس رنج مین پسند کریگا تو
که چشم رحمت از رویم به بندی
کہ آنکھ رحمت کی میری طرف سے بند رکھتا ہے تو

بدینسان درد دل بسیار کردی
اسطرح درد دل بہت بیان کرتی تھی
بیوسف شوق دل اظهار کردی
یوسف سے شوق دل کا ظاہر کرتی

ولی یوسف نظر بر خویش میداشت
لیکن یوسف نظر اپنے اُوپر رکھتے تھے
ز بیم فتنه سر در پیش میداشت
فساد کے خوف سے سر آگے یعنی جھکائے رکھتے تھے

بفرش خانه سر افگنده در پیش
گھر کے فرش پر سر جھکائے ہوئے آگے
مصور دیده با او صورت خویش
تصویر کھینچی ہوئی دیکھی برابر اپنی تصویر کے

ز دیبا و حریر افگنده بستر
دیبا اور حریر سے بچھونے بچھے ہوئے
گرفته یکدگر را تنگ در بر
ایک دوسرے کو گود مین لپٹائے ہوئے

ازان صورت روان صرف نظر کرد
اُس تصویر سے فوراً نظر پھیر لی
نظرگاه خود از جای دگر کرد
اپنی نظرگاہ دوسری جگہ کو بنایا یعنی اور طرف دیکھنے لگا

اگر در را و گر دیوار را دید
اگر دروازے کو اور جو دیوار کو دیکھا
بهم خفته دو گلرخسار را دید
آپس مین سوتے ہوئے دونون گلرخسارون کو دیکھا

رخ خود در خدای آسمان کرد
منہ اپنا طرف خدای آسمان کے یعنی اوپر کو کیا
بسقف اندر تماشای همان کرد
چھت مین بھی وہی تماشا کیا یعنی دیکھا

فزودش میل ازان سوی زلیخا
بڑھی خواہش یوسف کی اُسسے زلیخا کی طرف
نظر بکشاد بر روی زلیخا
آنکھ کھولی اوپر منہ زلیخا کے یعنی دیکھنے لگا

زلیخا زان نظر شد تازه امید
زلیخا کی امید اُس نظر سے تازہ ہوئی
که تابد بر وی آن تابنده خورشید
کہ چمکے گا اُسکے منہ پر وہ روشن آفتاب

بآه و ناله و زاری درآمد
آہ اور نالہ اور رونے مین مصروف ہوئی
ز چشم و دل بخونباری درآمد
آنکھ اور دل اپنے خون برسانے لگی

که ای خودکام کام من روا کن
کہ اے خود مطلب میری مقصد کو جاری کر
بوصل خویش دردم را دوا کن
اپنی ملاقات سے میرے درد کی دوا کر

منم تشنه تو آب زندگانی
مین پیاسی ہون اور تو آب حیات ہے
منم کشته تو جان جاودانی
مین مردہ ہون تو زندگی ہمیشہ کی ہے

جدانم از تو دور ای گنج نایاب
تجھ سے ایسی دور ہون مین اے نایاب خزانے
که باشد کشته بیجان تشنه لب آب
جیسے کوئی کشتہ بیجان پیاسا ہو بغیر پانی کے

ز داغت سالها در تاب بودم
تیرے داغ سے برسون جلتی رہی مین
ز شوقت بیخور و بیخواب بودم
تیرے شوق سے بھوکھی اور بے سوئے رہی مین

مرا زین بیشتر در تاب مگذار
مجکو اس سے زیادہ مت جلاؤ
چنینم بیخور و بیخواب مگذار
ایسا بے کھائے اور بے سوئے مجکو مت چھوڑ

بحق آن خدائے بر تو سوگند | که باشد بر خداوندان خداوند
ساتھ حق اُس خدا کے تجھ پر قسم ہے | جو ہووے یعنی ہے صاحبون کا صاحب

باین حسن جہانگیری کہ دادت | باین خوبی کہ در عارض نہادت
قسم اس حسن جہانگیری کی کہ دیا تجھکو | قسم اس خوبی کی کہ تیرے چہرے مین رکھی

باین نوری کہ تابد از جبینت | کہ دارد ماہ را سر بر زمینت
قسم اس نور کی کہ چمکتا ہے تیری پیشانی سے | کہ جھکاتا ہے چاند سر تیری زمین پر

بابروئے کماندازی کہ داری | بسرو خوب رفتاری کہ داری
قسم اس تیرانداز ابرو کی کہ رکھتا ہے تو | قسم اُس اچھے چلنے والے قد کی کہ رکھتا ہے تو

بمحراب کمان ابروئے تو | بقلاب کمند گیسوئے تو
قسم محراب کمان ابرو تیری کی | قسم کنڈیا کمند زلف تیری کی

بجادو نرگس مردم فریبت | بدیبا پوش سرو جامہ زیبت
قسم تیری آنکھ مردم فریب کے جادو کی | قسم تیرے جامہ زیب دیبا پہننے والے قد کی

بآن موئے کہ می گوئی میانش | بآن سر نکتہ پنہانی دہانش
قسم اس بال کی جس کو کمر کہتا ہے تو | قسم اس نکتہ کی کہ کہتا ہے تو منھ اسکو

بمشکین نقطہ ات بر روئے گلرنگ | بشیرین خندہ ات از غنچۂ تنگ
قسم سیاہ نقطہ یعنی تل تیری کی پھول سے چہرے پر | قسم میٹھی ہنسی تیری کی بندھی ہوئی کلی یعنی منھ سے

بآب دیدہ من ز اشتیاقت | بآہ گرم من از سوز فراقت
قسم میرے آنسوؤن کی تیرے اشتیاق مین | قسم میری آہ گرم کی تیرے سوز جدائی سے

بمحنتہا کہ زیر کوہم از وے | گرفتار ہزار اندوہم از وے
قسم اُس بدنصیبی کی کہ نیچے پہاڑ کے اس سے ہو رہی ہون مین | پھنسی ہوئی ہزار رنج مین اس سے ہون مین

باستیلائے عشقت بر وجودم | باستغنائت از بود و نبودم
قسم تیرے غلبۂ عشق کی میری ذات پر | قسم بے پروائی تیری کی ہستی اور نیستی میری سے

کہ بر حال من بیدل ببخشائے | ز کار مشکلم این عقدہ بکشائے
کہ مجھ بیدل کے حال پر رحم کر | میرے مشکل کام سے یہ گرہ کھول

بدل عمریست تا داغ تو دارم | ہوائے بوئی از باغ تو دارم
ایک عمر گذری ہے جب سے تیرا داغ دل مین رکھتی ہون | امید ایک خوشبو کی تیرے باغ سے رکھتی ہون مین

زمانی مرہم داغ دلم شو | بیوئے رونق باغ دلم شو
ایک زمانہ میرے داغ دل کا مرہم ہوجا | ایک خوشبو سے میرے باغ دل کی رونق ہو

ز قحط ہجر تو بس ناتوانم | بخش از خوان وصلت قوت جانم
تیرے جدائی کی قحط یعنی خشکی سے نہایت عاجز ہو رہی ہون | اپنے خوان ملاقات سے میری جان کو غذا دے

ز تو اے نخل تر خرما ز من شیر | مکن در خوان نہادن ہیچ تقصیر
تجھ سے اے چھوہارے کے درخت چھوہارا مجھ سے دودھ | خوان لگانے مین کچھ کوتاہی مت کر

مرا از شیر و خرما قوت جان دہ | ز جان دادن درین قحطم امان دہ
میری جان کو دودھ اور چھوہارے سے غذا دے | اس خشک سالی مین جان دینے سے مجھکو پناہ دے

جوابش داد یوسف کای پریزاد | کہ ناید با تو کس را از پری یاد
جواب اسکو دیا یوسف نے کہ اے پریزاد | نہین آتی ہے تیرے مقابلے مین کسیکو پری کی یاد

مگیر امروز بر من کار را تنگ | مزن بر شیشۂ معصومیم سنگ
مت تنگ کر آج مجھکو اس کام پر | میری بے گناہی کے شیشہ پر پتھر مت مار

مکن تر ز آب عصیان دامنم را | مسوز از آتش شہوت تنم را
گناہ کے پانی سے میرے دامن کو مت بھگو | خواہش کی آگ سے میرے بدن کو مت جلاؤ

بآن بیچون کہ چون بنما صورت اوست | برو بنما چون در و نہا صورت اوست
قسم اُس بے مانندگی کی کہ جیسے صورت اُسکی ہے | ظاہر شکل باطن کے ظہور اُس کا ہے

ز بحر جود او گردون حبابست | ز برق نور او خورشید تابست
اُسکے بخشش کے دریا کا بلبلہ آسمان ہے | اُسکے نور کی بجلی سے آفتاب کو روشنی ہے

بپاکانی کز ایشان زادہ ام من | بدین پاکیزگی افتادہ ام من
قسم اُن پاکون کی کہ جن سے پیدا ہوا ہون | اس پاکی مین پڑا ہوا ہون مین

از ایشانست روشن گوہر من | وز ایشانست روشن اختر من
ان سے روشن میری ذات ہے | اور انھین سے روشن میرا ستارہ ہے

کہ گر امروز دست از من بداری | مرا زین تنگنا بیرون گذاری
کہ اگر آج مجھ سے ہاتھ رکھے یعنی مجھکو معاف کرے تو | مجھکو اس تنگ گلی سے باہر گذر جانے دے تو

بزودی کامگاری بینی از من | ہزاران حق گذاری بینی از من
جلد مجھ سے مقصد وری دیکھے تو | ہزار ہا حق گذاری دیکھے تو مجھ سے

زلعل جانفزایم کام یابی
میری جان بڑھانیوالے ہونٹھ سے مقصد پاویگی تو
بقند دلکشم آرام یابی
میرے دلکش قند سے آرام پاویگی تو

مکن تعجیل در تحصیل مقصود
جلدی مت کر مقصد حاصل کرنے مین
بسا دیریکه باشد خوشتر از زود
دیر بہت جلدی سے بہتر ہوتی ہے

گر افتد صید نیکو دیر در دام
جو دیر مین اچھا شکار جال مین پڑے
به است از زود تا نیکو سرانجام
بہتر ہے جلد سے جسکا انجام اچھا نہو

زلیخا گفت کز تشنه مجو تاب
زلیخا نے کہا کہ پیاسے سے مت ڈھونڈھ صبر
که اندازد بفردا خوردن آب
کہ چھوڑے کل پر پانی پینے کو

ز شوقم جان رسیده بر لب امروز
شوق سے میری جان لب پر آج پہونچگئی ہے
نیارم صبر کردن تا شب امروز
نہین صبر کرسکتی ہون مین آج کی رات تک

کی آن طاقت مرا آید پدیدار
کہان وہ طاقت مجکو پیدا ہوسکتی ہے
که تا وقتی دگر اندازم این کار
تاکہ دوسرے وقت پر اس کام کو چھوڑدون نہین

ندانم مانعت زین مصلحت چیست
نہین جانتی ہون مین تجکو اس مصلحت سے کون مانع ہے
که نتوانی دمی بی من خوش زیست
کہ میرے ساتھ دم بھر خوشی سے نہین بسر کرتا ہی تو

بگفتا مانع من زان دو چیز است
کہا اس سے مجکو منع کرنیوالی دو چیزین ہین
عتاب ایزد و قهر عزیز است
خفگی خدا کی اور غصہ عزیز کا ہے

عزیز این کج نهادی چون بداند
عزیز بدذاتی جب جان لے گا
مرا صد محنت و خواری رساند
مجکو سو محنت اور خرابی یعنی ذلت پہونچاویگا

برهنه کرده تیغ آنسان که دانی
ننگی تلوار کرے جیسا کہ جانتی ہے تو
کشد از من لباس زندگانی
کھینچے گا مجھ سے لباس زندگانی کا یعنی مار ڈالیگا

زهی خجلت که چون روز قیامت
کیا اچھی ہو شرمندگی کہ جب قیامت کے دن
که افتد بر زناکاران غرامت
کہ زنا کرنے والون پر شرمندگی پڑیگی

جزای آن جفا کیشان نویسند
بدلا ان بدکارون کا لکھین گے
مرا سر دفتر ایشان نویسند
مجکو انکا سردار لکھین گے

زلیخا گفت زان دشمن میندیش
زلیخا نے کہا اس دشمن یعنی عزیز سے مت فکر کر
که چون روز طرب بنشیندم پیش
کہ جب خوشی کے دن میرے آگے بیٹھے

دهم جامیکه با جانش ستیزد
ایسا ایک پیالہ اسکو دونگی کہ اسکی جان سو لڑے
ز هستی تا قیامت بر نخیزد
ہستی سے قیامت تک نہ اٹھے

تو میگوئی خدای من رحیم است
تو کہتا ہے میرا خدا رحم والا ہے
همیشه بر گنهگاران کریم است
ہمیشہ گنہگارون پر بخشش کرنیوالا ہے

مرا از گوهر و در صد خزینه
میرے پاس لعل اور موتی کے سو خزانے
درین خلوت سرا باشد دفینه
اس خلوت سرا مین دفن ہین

فدا سازم همه بهر گناهت
قربان یعنی خیرات کرونگی سب واسطے تیرے گناہ کے
که تا باشد ز ایزد عذر خواهت
تاکہ خدا سے ہون تیرے عذرخواہ یعنی معافی مانگنے والے

بگفت آن کس نیم کافتد پسندم
کہا وہ شخص مین نہین ہون کہ مجکو پسند پڑے
که آید بر کسی دیگر گزندم
کہ دوسرے شخص پر آوے میری ایذا

خصوصا بر عزیزی کز عزیزی
خاصکر اس عزیز پر کہ عزت سے
ترا فرمود بهر من کنیزی
تجکو میرے واسطے لونڈی بننے کو کہا

خدای من که نتوان حق گزاریش
خدا میرا کہ نہین ممکن ہے اسکی حق گزاری
برشوت کی شود آمرزگاریش
رشوت سے کب وہ ہو بخشش کرنیوالا

بجان دادن چو مزد از کس نگیرد
جان دینے مین جب کسی سے مزدوری نہین لیتا ہے
در آمرزش کجا رشوت پذیرد
بخشش مین کہان رشوت قبول کرے گا

زلیخا گفت کای شاه جوان بخت
زلیخا نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیب
که هم تاجت میسر باد و هم تخت
کہ تاج بھی تجکو میسر ہووے اور تخت بھی

دلم شد تیر محنت را نشانه
دل میرا تیرے رنج کے تیر کا نشانہ ہو گیا
ز بس کاری بهانه بر بهانه
بہت یعنی بار بار بہانے پر بہانے لاتا یعنی کرتا ہے تو

بهانه کجروی و حیله سازیست
بہانہ بدوضعی اور مکاری ہے
بهانه بی طریق راستبازیست
بہانہ بے راہ یعنی خلاف سچائی کے ہے

معاذ الله که راه کج روم من
پناہ خدا کی کہ تیرے ساتھ ٹیڑھی راہ چلو نہین
ز تو این حیله دیگر نشنوم من
تجھسے یہ حیلہ دوبارہ نہ سنونگی یعنی نہ قبول کرونگی

عجب بیطاقتم آرام من ده
نہایت بیقرار ہون مین مجکو آرام دے
اگر خواهی وگرنه کام من ده
اگر تو چاہتا ہو یا نہین چاہتا ہے مقصد میرا دے

بگفتن گفتن آمد روزِ من سر
کہتے ہی کہتے ہیں دن میرا آخر ہو گیا

نگشت از تو مرادِ من میسر
تجھ سے میری مراد میسر نہ ہوئی

زبان در بند دیگر زین خرافات
زبان کو بند کر دوسری بار ان بیہودہ باتوں سے

بجنب از جا کہ فی التاخیر آفات
اٹھ جلد کہ دیر میں آفتیں ہیں یعنی دیر نہ کر

مرا از خشک نی آتش فتادست
میری خشک نرکل یعنی جان میں آگ لگی ہے

ترا با آتشِ من خوش فتادست
تجھکو میری آگ سے خوشی بڑی یعنی ہوئی ہے

مرا این دود آتش کے کند سود
میری اس آگ کا دھواں کب فائدہ کرے

چو در چشمت نگردد آب ازین دود
جب تیری آنکھ میں اس دھوئیں سے پانی نہیں نکلتا

ازین آتش چو دودم ہست تابی
اس آگ سے مثل دھوئیں کے مجھکو ایک گرمی ہے

بیا بر آتشم زن یکدم آبی
آ میری آگ پر چھڑک تھوڑا پانی دم بھر

زلیخا چون بپایان برد این راز
زلیخا جب انتہا کو لے گئی یہ بھید

تعلل کرد یوسف دیگر آغاز
بہانہ دوسرا یوسفؑ نے شروع کیا

زلیخا گفت کای عبری عبارت
زلیخا نے کہا کہ اے عبری جاننے والے

کہ بُردی از سخن وقتم بغارت
غارت کیا تو نے باتوں میں میرا وقت

مزن بر روی کارم دستِ رد را
مت مار میرے کام کے چہرے پر ہاتھ انکار کا

کہ خواہم کشتن از دستِ تو خود را
نہیں تو مار ڈالوں گی میں تیرے ہاتھ سے آپ کو

بعشرت دست اندر گردنم آویز
خوشی سے میرے گلے میں ہاتھ ڈال

وگرنہ بُرمش از خنجرِ تیز
نہیں تو کاٹ ڈالوں گی میں اسکو تیز خنجر سے

نیاری دست اگر در گردنِ من
اگر تو میری گردن میں ہاتھ نہ ڈالے گا

شود خونِ منت حالی بگردن
ابھی میرا خون تیری گردن پر ہو گا

کشم خنجر چو سوسن بر تنِ خویش
کھینچوں گی سوسن کی طرح اپنے بدن پر خنجر

چو گل در خون کشم پیراہنِ خویش
پھول کی طرح خونین رنگوں گی لباس اپنا

نہم بر تن ز جان داغِ جدائی
رکھوں گی میں بدن پر جان کی جدائی کا داغ

ز محنت گفتنت یابم رہائی
تیری دھتکار دلیلوں سے نجات پاؤں گی میں

عزیزم پیش تو چون کشتہ یابد
جب عزیز تیرے آگے مجھکو مرا ہوا پاوے گا

پئے کشتن عنان سوی تو تابد
تیرے مار ڈالنے کے لیے متوجہ ہو گا

پس از کشتن بزیرِ پردۂ خاک
بعد مرنے کے نیچے پردۂ خاک کے

بتو پیوندد این جانِ ہوسناک
تجھ سے ملے گی یہ جان حرص بھری

بگفت این و کشید از زیرِ بستر
یہ کہا اور بستر کے تلے سے خنجر کھینچا

چو برگِ بید سبز از برق خنجر
مانند پتی بید سبز کے بجلی سے خنجر

ولی از آتشِ غم پُر تف و تاب
لیکن غم کی آگ بھری ہوئی گرمی سے

بحلق تشنہ بُرد آن قطرۂ آب
پیاسی حلق لیگئی وہ قطرہ پانی کا یعنے خنجر

چو یوسف آن بدید از جای برجست
جب یوسفؑ نے وہ حال دیکھا جگہ سے اٹھے

چو زرین یارہ بگرفتش بہر دست
مثل سنہرے کنگن کے پکڑی اسکی کلائی

کزین تندی بیارام ای زلیخا
کہ اس غصہ سے صبر کر اے زلیخا

وزین رہ باز کش گام ای زلیخا
اور اس راہ سے قدم پھیر اے زلیخا

ز من خواہی رخِ مقصود دیدن
مجھ سے منہ مقصد کا دیکھے گی تو

ز وصلِ من بکامِ دل رسیدن
میری ملاقات سے مقصد دل کو پہونچے گی تو

زلیخا ماہِ اوجِ دلستانی
زلیخا دلستانی کی بلندی کی معشوق نے

ز یوسف چون بدید آن مہربانی
یوسفؑ سے جو وہ مہربانی دیکھی

گمان زد شد کہ خواہد کامِ او داد
گمان اسکو ہوا کہ میرا مقصد بر لائے گا

بوصلِ خویشتن آرام او داد
اپنی ملاقات سے اسکو آرام دے گا

ز دستِ خود روانی خنجر انداخت
اپنے ہاتھ سے فورًا خنجر پھینکدیا

بقصدِ صلح طرحِ دیگر انداخت
صلح کے ارادے پر اور بنیاد ڈالی

لب از نوشین دہانش پر شکر کرد
ہونٹھ اسکے میٹھے منہ سے میٹھے کر لیے

ز ساعد طوق و از ساقش کمر کرد
پہونچے سے طوق اور ہاتھ سے کمربند اسکا بنایا

بپیش ناوکش جان را ہدف ساخت
اسکے تیر کے آگے جان کو نشانہ بنایا

ز شوقِ گوہرش تن را صدف ساخت
اس کے موتی کے شوق میں بدن کو سیپی بنایا

ولی نگشاد یوسف بر ہدف شست
لیکن نہ کھولی نشانہ پر یوسفؑ نے چٹکی

پئے گوہر صدف را مہر نشکست
واسطے موتی کے سیپی کی مہر نہ توڑی

دلش میخواست در سفتن بالماس
اسکا دل چاہتا تھا موتی کو چھیدنا الماس سے

ولے میداشت حکمِ عصمتش پاس
لیکن پاک دامنی اسکی کا لحاظ رکھتا تھا

زلیخا تقاضا میں مستعد اور یوسف
زلیخا در تقاضا گرم و یوسف
اٹھا رہا تھا اسباب ٹھہرنے کا
همی انگیخت اسباب توقف

اپنے ازار بند پر رکھے ہوئے ایک ہاتھ
نهادی بر ازار خویش دستی
ایک گرہ کھولتا اور دو بند لگاتا تھا
یکی عقده گشادی و دو بستی

اس درمیان میں ایک بارگی نگاہ اسکی پڑگئی
فتادش چشم ناگه در میانه
اور ایک زری کے پردے پر گھر کے گوشے میں
بزرکش پرده در کنج خانه

سوال اسنے کیا کہ یہ پردہ کس واسطے ہے
سوالش کرد کان پرده پی چیست
اس پردے میں کون پردہ نشین بیٹھا ہوا ہے
در آن پرده نشسته پردگی کیست

کہا وہ شخص جس کو میں جب تک کہ زندہ ہوں
بگفت آنکس که تا من زنده هستم
بندوں کی طرح اسکی پرستش کرتی ہوں میں
برسم بندگانش می پرستم

ایک بت اسکا بدن سونے کا اور آنکھیں موتی کی
بتی تن از زر و چشمش ز گوهر
اندر اسکے یعنی پیٹ میں خالص مشک بھرا ہوا
درونش طبله پر مشک اذفر

ہر گھڑی اسکے سامنے عاجز پڑی ہوئی ہوں میں
بهر ساعت فتاده پیش اویم
سر بندگی کا اسکے آگے رکھے ہوئے ہوں میں
سر طاعت نهاده پیش اویم

اندر پردے کے اس کے لیے بنائی میں نے جگہ
درون پرده کردم جایگاهش
تا کہ طرف میری نہووے نگاہ اسکی
که تا نبود بسوے من نگاهش

مجھسے طریقہ بے دینی کا نہ دیکھے
ز من آئین بی دینی نه بیند
اس کام میں کہ جسکو دیکھتا ہے تو نہ دیکھے
درین کارم که می بینی نه بیند

یوسف نے جو یہ بات سنی نعرہ مارا
چو یوسف این سخن بشنید و بانگ
کہ میرے نقد کے ایک دانگ برابر یہ دنیا نہیں ہے
کزین او نیارز نقدم نیست یکدانگ

تجکو مردوں کے آگے آتی ہے شرم
ترا آید بچشم مردگان شرم
اور ان بیجانوں سے دل میں شرم
وزین نازندگان در خاطر آزرم

میں دیکھنے والے دانا سے کیونکر نہ ڈروں میں
من از بینای و دانا چون نترسم
قائم رہنے والے طاقتور سے کیونکر نہ ڈروں میں
ز حی قیوم توانا چون نترسم

یہ کہا اور کام کے درمیان سے اٹھے
بگفت این در میان کار برخاست
اور اس اچھی خوابگاہ سے جاگ کر اٹھے
وزان خوش خوابگه بیدار برخاست

الف کو لام الف کی دونوں شاخ سے الگ کر لیا
الف کرد از دو شاخ لام الف دور
چھڑائی چاندی کی مقراض سے شمع کافور کی
رہاند از گاز سیمین شمع کافور

جب دوڑنے میں اسکا قدم تیز ہوا
چو گشت اندر دویدن گام تیزش
کھل گئی ہر ایک دروازے سے اسکو بھاگنے کی راہ
گشاد از هر درے راه گریزش

جس دروازے میں آتا تھا بے کسی دروازہ کھولنے والے کے
بهر در کامدی بے در گشائے
اوڑ جاتا تھا قفل کسی جگہ اور پرچا اسکی کسی جگہ
پریدی قفل جائے پره جائے

اشارہ کرنا اس کا گویا انگلی سے
اشارت کردنش گویا بانگشت
ایک کنجی تھی واسطے دروازہ کھولنے کے مٹھی میں
کلیدی بود بهر فتح در مشت

زلیخا نے جو دیکھا پیچھے سے دوڑی
زلیخا چون بدید این از عقب جست
اس سے آخر کے دروازے میں ڈیوڑھی میں جا ملی
بوی در آخرین درگاه پیوست

واسطے پھر آنے کے دامن کھینچا اسکا
پئی باز آمدن دامن کشیدش
پیچھے کی طرف سے کرتہ پھاڑا اس کا
ز سوے پشت پیراهن دریدش

باہر گیا اسکے ہاتھ سے غم رسیدہ یعنی یوسف
برون رفت از کف آن غم رسیده
مثل کلی کے کرتہ پھٹا ہوا
بسان غنچه پیراهن دریده

زلیخا نے اس شرمندگی سے کپڑے پھاڑ ڈالے
زلیخا زان غرامت جامه زد چاک
سایے کیطرح اپنے تئیں خاک یعنی زمین پر ڈال دیا
چو سایه خویش را انداخت بر خاک

ایک شور دل ناشاد سے اٹھایا
خروشی از دل ناشاد برداشت
اپنے رنج سے فریاد کرنے لگی
ز ناشادی خود فریاد برداشت

کہ افسوس بے اقبال نصیبہ سے
که وا ویلا ز بے اقبالی بخت
کہ میرے گھر سے وہ نازنین چلا گیا
که برد از خانه ام آن نازنین رخت

افسوس کہ میرے جال سے وہ شکار نکل گیا
دریغ آن صید کز دامم برون جست
افسوس کہ وہ شہد میرے حلق سے باہر نکل گیا
دریغ آن شهد کز کامم برون رفت

ارادہ کیا ایک دن ایک مکڑی نے
عزیمت کرد روزی عنکبوتے
کہ اپنے واسطے کچھ کھانا پیدا کرے
که بهر خود کند تحصیل قوتے

ایک جگہ ایک جرّہ باز کو بیٹھے دیکھا
بجائی دید شهبازی نشسته
قید ہاتھ بادشاہوں سے چھوٹا ہوا
ز قید دست شاهان باز رسته

بگرد او تنیدن کرد آغاز
گرد اسکے لپیٹنا یعنی جال لگانا شروع کیا
که بند و پیچ و بالش راز پرواز
کہ پر اور بازو اسکے اُڑنے سے باز رہے

زمانے کار در پیکار او کرد
ایک زمانہ یعنی دیر تک اس کام میں صرف کیا
لعاب خود همه در کار او کرد
تمام لعاب یعنی جالا اپنا اُس کام مین صرف کیا

چو آن شهباز کرد از وی کناره
جب اس شہباز نے اس سے کنارہ کیا یعنی اڑ گیا
نماندش غیر تار چند پاره
اس کے پاس سوا چند ٹوٹے تار کے کچھ نہ رہا

منم آن عنکبوت زار و رنجور
مین بھی وہی کمزور اور لاغر مکڑی ہون
فتاده از مراد خویشتن دور
اپنی مراد سے دور پڑی ہوئی

رگ جانم گسسته همچو تارش
میری جان کی رگ ٹوٹی ہے مثل اسکے تار کے
نگشته مرغ امیدی شکارش
امید کی کوئی چڑیا اسمین شکار نہوئی یعنی نہ پھنسی

گسسته تارم از هر کار و بارے
تار توڑے ہوے ہون مین ہر ایک کاروبار سے
بدستم نیست جز بگسسته تارے
میرے ہاتھ مین سوا ایک ٹوٹے ہوئے تار کے کچھ نہین ہے

دریافتن عزیز یوسف را بیرون آن
پانا عزیز کا یوسف علیہ السلام کو اس
خانه و افشای راز خود کردن زلیخا
گھر کے باہر اور اپنے بھید کو زلیخا کا ظاہر کرنا

چنین زد خامه نقش این فسانه
ایسا قلم نے اس داستان کا نقش مارا یعنی لکھا
که چون یوسف برون آمد ز خانه
کہ جب یوسف گھر سے باہر نکل آیا

برون خانه پیش آمد عزیزش
گھر کے باہر عزیز مصر اُس کے سامنے آیا
گروهی از خواص خانه نیزش
ایک گروہ گھر کے خواصون سے بھی اُس کے ساتھ

چو در حالش عزیز آشفتگی دید
عزیز مصر نے جب یوسف کے حال مین پریشانی دیکھی
در آن آشفتگی حالش بپرسید
اس پریشانی مین اُسکا حال پوچھا

جوابش داد از حسن ادب باز
جواب اس کو یوسف نے خوب ادب سے دیدیا
تهی از تهمت افشای آن راز
خالی تہمت اس بھید کے ظاہر کرنے سے

عزیزش دست بگرفت از سر مهر
عزیز مصر نے محبت سے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا
درون برد و بسوی آن پری چهر
گھر مین لیگیا اُسکو اس پریچہرہ یعنی زلیخا کی طرف

چو با هم دیدشان با خویشتن گفت
جب ایک ساتھ دیکھا انکو اپنے دل مین کہنے لگی
که یوسف با عزیز احوال من گفت
کہ یوسف نے عزیز سے میرا حال کہدیا

بحکم آن گمان آواز برداشت
بسبب اُس شبہہ کے چلا اٹھی
نقاب از چهره آن راز برداشت
اس بھید کے چہرہ سے پردہ اٹھایا یعنی ظاہر کیا

که ای میزان عدل آنرا سزا چیست
کہ اے عدل کے ترازو اُس شخص کی سزا کیا ہے
که با اهلت نه بر کیش وفا زیست
جسنے تیری بی بی سے طریق وفا پر زندگی کی

بکار خویش بی اندیشگی کرد
اپنے کام سے بیخوفی کی یعنی ذرا نہ خوف کیا
درین پرده خیانت پیشگی کرد
اس پردے مین چوری کا پیشہ کیا

عزیزش داد رخصت کای پری رو
عزیز مصر نے اسکو اجازت دی کہ اے خوبصورت
که کرد این کج نهادی راست برگو
کسنے یہ بدذاتی کی سچ سچ کہہ

بگفت این بندهٔ عبری کز آغاز
کہا اس عبرانی غلام نے کہ شروع سے
بفرزندی شد از لطفت سرافراز
تیری مہربانی سے فرزندی مین سرفراز ہوا

درین خلوت براحت خفته بودم
اس تنہائی کی جگہ آرام سے سو رہی تھی مین
درون از گرد محنت رفته بودم
دل رنج کی گرد سے صاف کیے ہوئی تھی مین

چو دزدان بر سر بالینم آمد
چورون کی طرح میرے سرہانے آیا
بقصد خرمن نسرینم آمد
میرے نسرین کے کھلیان کے ارادے مین آیا

خیالش آنکه من از وی نه آگاه
خیال اسکا وہ کہ مین اس سے آگاہ نہون
بجرم گلستانم آورد راه
خوشی سے میرے باغ مین راہ لاوے

باذن باغبان ناگشته محتاج
باغبان کی اجازت کا بھی محتاج نہو کر
برد سنبل بغارت گل بتاراج
سنبل کو اور پھول کو غارت کرے اور لوٹے

چو دست آورد پیش آن ناخردمند
جب ہاتھ آگے لایا وہ بے وقوف
که بگشاید ز گنج وصل من بند
کہ کھولے میرے وصل کے خزانے سے قفل

من از خواب گران بیدار گشتم
مین بڑی نیند سے جاگ پڑی مین
ز جام بیخودی هشیار گشتم
بیخودی کے پیالے سے ہوشیار ہوئی مین

ہراسان گشتہ از بیداری من
ڈر گیا بیسبب میری جاگ اٹھنے سے
گریزان شد ز خدمتگاری من
بھاگ گیا میری خدمتگاری سے

رخ از شرمندگی سوی در آورد
منھ شرمندگی سے طرف دروازے کے لایا
بروی نیکبختی در بر آورد
نیکبختی کے منھ پر دروازہ بند کیا

شتابان از قفائے او دویدم
جھپٹ کر اسکے پیچھے دوڑی مین
بدین نہادہ پا در وی رسیدم
قریب اس کی ... ہوئے ... مین

گرفتم دامنش آہستہ و چالاک
پکڑ لیا مین نے اسکے دامن کو مضبوط اور جلد
چو گل افتادہ در پیراہنش چاک
پھول کی طرح چاک ہو گیا اسکے کرتے مین

کشادہ چاک پیراہن دہانی
منھ کھول کر چاک کرتے کا
کند قول مرا روشن بیانی
میرے قول کو صاف بیان کرتا ہے

کنون آن بہ کہ ہمچون ناپسندان
اب وہ بہتر ہے کہ مثل کن گنہگاروں کے
کنی یک چند محبوس بزندان
قید کرے تو اسکو چند روز قیدخانے مین

ویا خود بر تن واندام پاکش
اور یا آپ اس کے پاک بدن پر
نہی در دیدہ سازد دردناکش
... دیکھ ...

پسندی ایرجہی این رنج گران را
پسند کرے تو اسی بھاری رنج کو
کہ گردد عبرتے مر دیگران را
جو عبرت ہو خاص دوسرے دین کے لیے

عزیز شہ از وی چو بشنید این سخن را
عزیز ... اس سے جب اس بات کو سنا
نہ بر جا دید دیگر خویشتن را
قائم نہ دیکھا ... غصے سے بے اختیار ہو گیا

دلش گشت از طریق استقامت
دل اسکا راہ راستی سے پھر گیا
زبان را ساخت تیغ ملامت
زبان کو بنایا تلوار ملامت کی

بیوسف گفت چون گشتم گہر سنج
یوسف سے کہا کیون موتی تولنے والے ہوئی مین نے
پے تیغ تو شد خالی دو صد گنج
تیرے موتی لینے مین دو سو خزانے خالی ہوگئے

بفرزندی گزیدم بعد از انت
بیٹا کرکے تجھکو فرزندی مین لیا مین نے
ز چشمت ساختم عالی مکانت
آنکھ سے بنایا مین نے برتر مکان تیرا

زلیخا را ہوادار تو کردم
زلیخا کو دوست تیرا بنایا مین نے
کنیزان را پرستار تو کردم
لونڈی غلاموں کو تیرا خدمتگار کیا مین نے

غلامان حلقہ در گوش تو گشتند
غلام تیرے تابعدار ہوئے
صفاکیش و وفاکوش تو گشتند
صفا طریقہ اور وفاکار بنوالے تیرے ہوئے

بمال خویش دادم اختیارت
اپنے مال پر تجکو اختیار دیا مین نے
نکردم رنجہ دل در ہیچکارت
نہ آزردہ کیا مین نے تیرا دل کسی کام مین

نہ دستور خرد بود اینکہ کردی
نہ طریقہ عقل کا تھا یہ جو کچھ کیا تو نے
عفاک اللہ چہ بد بود اینکہ کردی
بخشے تجکو خدا کیا برا ہوا یہ جو کچھ کیا تو نے

نمی شاید درین ویرانہ آفات
نہیں لائق تھا اس آفت بھرے ویرانے مین
جزا احسان اہل احسان مکافات
سوا احسان کے احسان کرنے والے کو بدلا

تو احسان دیدی کفران نمودی
تونے احسان دیکھا اور ناشکری کی تونے
بکافر نعمتی طغیان نمودی
نعمت کی ناشکری سے زیادتی کی تونے

ز کوی حق گزاری رخت بستے
حق ادا کرنے کی راہ سے اسباب باندھا ... گذر گیا تو
نمک خوردی نمکدان را شکستی
نمک کھایا تونے اور نمکدان توڑ ڈالا تونے

چو یوسف از عزیز این تاب تہدید
جب یوسف نے عزیز سے یہ غصہ اور ملامت دیکھی
چو موی از گرمی آتش بہ پیچید
بال کی طرح آگ کی گرمی سے بل کھایا

بدو گفت ای عزیز این آوری چند
اس سے کہا اے عزیز ... کب تک
گناہی نی بدین خواریم مپسند
کوئی گناہ میرا نہیں ...

زلیخا ہر چہ میگوید دروغ است
زلیخا جو کچھ کہتی ہے جھوٹ ہے
دروغ او چراغ بی فروغ است
جھوٹ اسکا بے روشنی کا چراغ ہے

زن از پہلوی چپ شد آفریدہ
عورت بائین پہلو سے پیدا کی گئی
کس از چپ راستی ہرگز ندیدہ
کسی نے بائین سے کبھی راستی نہ دیکھی

بدان در ہر کہ تنہا سد چپ و راست
جانتا ہے جو شخص کہ ... بائین اور داہنا
کہ از چپ راستی مشکل توان ساخت
کہ بائین سے راستی مشکل ہے

مرا تا دید دارد در پیم سر
مجکو جب سے دیکھا رکھتی ہے میرے خیال
کہ گردد کام او از من میسر
کہ ہو مقصد اسکا مجھ سے حاصل

گہی از پس در آید گہ بہ پیشم
کبھی پیچھے سے آتی ہے اور کبھی آگے میرے
بہر مکر و فسون خواند بخویشم
ہر مکر اور فریب سے بلاتی ہے اپنے پاس مجکو

ولی هرگز برو نگشاده ام چشم
اور لیکن کبھی اسپر آنکھ نہین کھولی ہے مین نے
بخوان وصل او ننهاده ام چشم
اسکے وصل کے خوان پر نظر نہین رکھی ہے مین نے

که باشم من که با خلق کریمت
کون ہون مین کہ باوجود تیرے کریمانہ خلق کے
نهم پای خیانت در حریمت
رکھون قدم چوری کا تیرے محل مین

بد آن بنده که چون مولا نه بیند
وہ غلام برا ہے کہ جب مالک کو نہ دیکھے
رود بر مسند مولی نشیند
جائے اور مالک کی مسند پر بیٹھے

ز غربت داشتم بر سینه داغی
مسافری سے رکھتا تھا ایک داغ مین سینے پر
گرفته از همه کنج فراغی
اختیار کئے ہوئے سب سے ایک گوشۂ فراغت کا

زلیخا قاصدی سویم فرستاد
زلیخا نے ایک قاصد میرے پاس بھیجا
برویم صد در اندیشه بگشاد
میرے منہ پر صدہا خیالات کے دروازے کھولے

بافسونهای شیرین از رهم برد
میٹھے داستانون اور جادو سے مجکو راہ سے لے گئی
بهمراهی در آن خلوت گهم برد
مجکو ساتھ اپنے اس خلوت گاہ مین لے گئی

قضای حاجت خود خواست از من
جاری کرنا مقصد اپنے کا مجھ سے چاہا
سکون عافیت برخاست از من
قیام آرام کا اٹھا مجھ سے یعنی مین بیقرار ہوگیا

گریزان سر بسوی در دویدم
بھاگ کر سر کے بھل دروازے کی طرف دوڑا مین
بصد درماندگی آنجا رسیدم
بمشکل سے وہان پہونچا مین

گرفت آنیک قفای دامنم را
پکڑ لیا ابھی اسنے پیچھے سے میرے دامن کو
درید از سوی پس پیراهنم را
پھاڑ ڈالا پیچھے کی طرف سے میرے کرتے کو

مرا با وی بجز این کاری نبودست
مجکو اس سے سوا اس کام کے سروکار نہین ہوا ہے
برون زین کار بازاری نبودست
باہر یعنی سوا اس کام کے اسکا بازار سے کچھ نہین ہوا ہے

گرت نبود قبول این بیگناهی
اگر تجکو یہ بے جرمی قبول نہ ہووے
بکن بسم الله اینک هر چه خواهی
بسم اللہ جو کچھ چاہے تو ابھی کر ڈال

زلیخا چون شنید این ماجرا را
زلیخا نے جو اس ماجرے کو سنا
بپاکی یاد کرد اول خدا را
پاکی سے یاد کیا اول خدا کو

وزان پس خورد سوگندان دیگر
بعد اسکے اور قسمین کھائین
بفرق شاه مصر و تاج و مسند
قسم بادشاہ مصر کے سر اور تاج اور تخت کی

باقبال عزیز و عز و جاهش
قسم عزیز کے اقبال اور اسکی عزت اور مرتبے کی
که دولت ساخت از خاصان شاهش
کہ دولت نے اسکو بادشاہ کے خاصون سے بنایا

بلی چون افتد اندر دعوی بند
سچ ہے جب پڑتی ہے کسی دعوے مین الجھن
گواه بی گواهان چیست سوگند
گواہ بے گواہون کی کیا ہے قسم ہے

کند سوگند بسیار آشکاره
کرتا ہے بہت قسمین ظاہر
دروغ اندیشی سوگند خواره
جھوٹ خیال کرنیوالا قسمین کھانے والا

پس از سوگند آب از دیدگان ریخت
بعد قسمون کے پانی آنکھون سے گرایا
که یوسف از نخست این فتنه انگیخت
کہ یوسف نے پہلے سے یہ فساد اٹھایا

چراغ کذب را کافروزش زن
چراغ جھوٹ کا کہ اسکو روشن کرتی ہے عورت
بجز اشک دروغش نیست روغن
سوا جھوٹے آنسو کے اسکا تیل نہین ہے

از آن روغن چراغش گر فروزد
اس تیل سے اگر چراغ اسکا روشن ہو جاتا ہے
بیک ساعت جهانی را بسوزد
دم بھر مین ایک جہان کو جلا دیتا ہے

عزیز آن گریه و سوگند چون دید
عزیز مصر نے وہ رونا اور قسمین جو دیکھین
بساط راست بینی در نوردید
بچھونا سچ دیکھنے کا لپیٹ ڈالا

بسرهنگی اشارت کرد تا زود
ایک سپاہی سے اشارہ کیا کہ جلد
زند بر جان یوسف زخمه چون عود
مارے یوسف کی جان پر ٹکورا مثل عود کے

ز زخم غم رگ جان را خراشد
غم کے زخم سے رگ جان کو خراش دے
ز لوحش آیت راحت تراشد
تختی یعنی پیشانی اسکی سے نشان راحت کے مٹا دے

بزندانش کند محبوس چندان
قیدخانے مین اسکو قید کرے اتنے دن
که گردد آشکارا این سر نهان
کہ ظاہر ہوئے یہ پوشیدہ بھید

بزندان کشیدن یوسف را و گواهی دادن
زنجیرون مین جکڑنا یوسف علیہ السلام کو اور گواہی دینا

طفل شیرخواره بپاکی او و گذاشتن عزیز او را
ایک دودھ پیتے ہوئے بچے کا انکی پاکدامنی پر اور چھوڑ دینا عزیز کا ان کو

چو یوسف را گرفت آن مرد سرہنگ
جب یوسف کو پکڑ لیا اس مرد سپاہی نے

بہ تنگ آمد دل یوسف ازان درد
تنگ ہوا دل حضرت یوسف کا اس درد سے

کہ ای دانای اسرار نہانی
کہ اے جاننے والے بھید پوشیدہ کے

دروغ از راست پیشت نیست ممتاز
جھوٹ سچ سے تیرے آگے جدا ہے

ز نور صدق چون دادی فروغم
سچائی کے نور سے جب دی تو نے روشنی مجھکو

گواہی بگذران بر دعوی من
گواہی ادا کرا دے میرے دعوے پر

ز شست ہمت کشور کشایش
چلکی ہمت ملک کھولنے والی اوسکی سے

دران مجمع زنی خویش زلیخا
اس مجمع میں سے ایک عورت رشتہ دار زلیخا کی

سہ ماہہ کودکی بر دوش خود داشت
ایک تین مہینے کا لڑکا اپنے کاندھے پر رکھتی تھی

چو سوسن بر زبان حرفی نراندہ
مانند سوسن کے زبان پر کوئی بات نہ لائے ہوئے

فغان زد کای عزیز آہستہ تر باش
شور کیا لڑکے نے کہ اے عزیز آہستگی کر

سزاوار عقوبت نیست یوسف
لائق عذاب کے یوسف نہیں ہے

عزیز از گفتن کودک عجب ماند
عزیز لڑکے کے بول اٹھنے سے تعجب میں رہا

بمحنت گاہ زندان کرد آہنگ
قیدخانے کی محنت گاہ کی طرف ارادہ کیا

نہان روی دعا بر آسمان کرد
پوشیدہ منہ دعا کا طرف آسمان کے کیا

ترا باشد مسلم راز دانی
تجھکو درست ہے بھید جاننا

کہ داند جز تو کردن کشف این راز
کون جانے تیرے سوا یہ بھید ظاہر کرنا

منہ تہمت بگفتار دروغم
مت رکھ تہمت جھوٹ بات کی مجھپر

کہ ہست این صدق من پیش تو روشن
جب کہ ہے یہ سچائی میری آگے تیرے روشن

چو آمد بر ہدف تیر دعایش
جو آیا نشانے پر تیر دعا اسکی کا

کہ بودی روز و شب پیش زلیخا
کہ رہتی تھی دن رات آگے زلیخا کے

چو جان بگرفتہ در آغوش خود داشت
مثل جان کے اپنی گود میں لیے رکھتی تھی

ز طومار بیان حرفی نخواندہ
مکتوب بیان سے کوئی حرف نہ پڑھے یعنی بول نہ سکتا تھا

ز تعجیل عقوبت پر حذر باش
جلدی عذاب سے پرہیز کر

بہ لطف و مرحمت اولیست یوسف
لائق مہربانی اور رحم بہتر ہے یوسف

سخن با او بقانون ادب راند
بات اس سے طریق ادب سے چلائی

کہ ای ناشستہ لب ز آلایش شیر
کہ اے بے دھوئے ہونٹھ دھوئے ہوئے دودھ کی آلودگی سے

بگو روشن کہ این آتش کہ افروخت
صاف بتلا تو کہ یہ آگ کس نے روشن کی

بگفتا من نیم نمام و غماز
کہا میں لڑائی کرنیوالا اور چغلخور نہیں ہوں

ز غماز نیست مشک چین سیہ روی
چغلخوری سے مشک چین کا منہ سیاہ ہے

ببین در تازہ گلہای بہاری
دیکھ بہار کے تازہ پھولوں کو

نیم غماز لیکن گر بدانی
میں چغلخور نہیں ہوں لیکن اگر تو جانتا ہے

برو در حال یوسف کن نظارہ
جا اور یوسف کے حال پر نظر کر

گر از پیشست در پیراہنش چاک
اگر آگے سے اس کا کرتہ پھٹا ہوا ہے

ندارد دعوی یوسف فروغی
دعوے یوسف کا کوئی فروغ نہیں رکھتا ہے

و گر از پس چاک شد پیراہن او
اور اگر پیچھے سے پھٹ گیا ہوگی تو اسکا

دروغست آنچہ میگوید زلیخا
جھوٹ ہے جو کچھ زلیخا کہتی ہے

عزیز از طفل چون گوش این سخن کرد
عزیز مصر نے لڑکے سے جو یہ بات سنی

چو دید از پس دریدہ پیرہن را
جب پیچھے سے کرتہ پھٹا ہوا دیکھا

خدایت کرد تلقین حسن تقریر
خدا نے تعلیم کی تجھکو خوبی بیان کی

کز انجم پردہ عز و شرف سوخت
جس سے میری بزرگی اور شرافت کا پردہ جلگیا

کہ گویم با کسی راز کسی باز
کہ کسی سے کسی کا بھید ظاہر کروں میں

کہ از صد پردہ بیرون مید ہد بوی
جو سو پردوں سے خوشبو باہر دیتی ہے

کہ خندان و خوشند از پردہ داری
کہ خوش اور شگفتہ ہیں پردہ داری کی وجہ سے

بگویم با تو این راز نہانی
تجھکو بتلاتا ہوں میں یہ پوشیدہ بھید

کہ پیراہن چسانش گشتہ پارہ
کہ کرتا اسکا کس طرح سے پھٹ گیا ہے

زلیخا را بود دامن ازان پاک
زلیخا کا دامن اس سے پاک ہوگا

ہمیگوید برای خود دروغی
کہتا ہے اپنے یعنی بریت کے لیے ایسا جھوٹ

بود پاک از خیانت دامن او
چوری سے پاک ہے دامن اسکا یعنی یوسف کا

نہ راہ صدق می پوید زلیخا
راہ سچائی کی نہیں چلتی ہے زلیخا

روان تفتیش حال پیرہن کرد
فورًا دریافت کرنے کے حال کا کیا

ملامت کرد آن مکارہ زن را
ملامت کی اس مکار عورت یعنی زلیخا کو

که دانستم که این کید از تو بودست
کہ جانا میں نے کہ یہ مکر تجھ سے ہوا ہے
بران آزاده این قید از تو بودست
اس آزاد پر یہ قید تیرے سبب سے ہوئی ہے

چه کیدست اینکه پیش آوردی آخر
کیا بڑا مکر ہے یہ کہ آخر کو آگے لائی تو
چه بد بود اینکه با خود کردی آخر
کیا برا تھا یہ کہ ساتھ اپنے کیا تو نے

ز راه ننگ و نام خویش گشتی
اپنے نام اور شرم کی راہ سے پھری تو
طلبگار غلام خویش گشتی
خواہش کرنے والی اپنے غلام کی ہوئی تو

پسندیدی بخود این ناپسندی
پسند کی تو نے یہ برائی اپنے اوپر
وزان پس جرم آن بر وی فگندی
بعد اسکے گناہ اسپر ڈالا یعنی عائد کیا تو نے

ز کید زن دل مردان دو نیمست
عورت کے مکر سے دل مردوں کا دو ٹکڑے ہے
زنان را کیدهای بس عظیمست
عورتوں کے مکر بہت بڑے بڑے ہیں

عزیزان را کند کید زنان خوار
عزیزوں کو عورتوں کا مکر ذلیل کر دیتا ہے
بکید زن بود دانا گرفتار
عورت کے مکر میں عقلمند بھی پھنس جاتا ہے

ز مکر زن کسی عاجز مبادا
عورت کے مکر سے کوئی شخص عاجز نہووے
زن مکاره خود هرگز مبادا
عورت مکار ہرگز آپ مت ہووے

برو زین پس باستغفار بنشین
جا بعد اسکے واسطے مغفرت چاہنے کے بیٹھ
ز خجلت روی در دیوار بنشین
شرمندگی سے منہ طرف دیوار کے بیٹھ

ز گریه گرم کن هنگامهٔ خویش
اپنے رونے کا بازار گرم کر
بشو زین حرف ناخوش نامهٔ خویش
دھو اس برے حرف سے نامہ اعمال اپنا

تو ای یوسف زبان زین کار در بند
تو اے یوسف زبان اس کام سے بند کر
بهر کس گفتن این راز مپسند
ہر شخص سے کہنا اس بھید کا مت پسند کر

همین بس در سخن چالاکی تو
یہی بہت ہے تیری بیان کی چالاکی
که روشن گشت بر ما پاکی تو
کہ روشن ہوئی ہم پر پاکی تیری

قدم از راه غمازی بدر نه
قدم چغلخوری کی راہ سے باہر رکھ
که باشد پرده پوش از پرده در به
کہ ہوتا ہے پردہ چھپانے والا پھاڑنے والے سے بہتر

عزیز این گفت و بیرون شد ز خانه
عزیز نے یہ کہا اور گھر سے باہر چلا گیا
بخوشخوئی سمر شد در زمانه
خوشخوئی سے زمانے میں مشہور ہو گیا

تحمل دلکش است اما نه چندین
برداشت اچھی ہے لیکن نہ اسقدر
نکوخوئی خوش است اما نه چندین
نیک عادت ہونا اچھا ہے لیکن نہ اسقدر

چو مرد از زن بخوشخوئی کشد بار
جو مرد عورت سے بسبب خوشخوئی ہونیکے برداشت کرتا ہے
ز خوشخوئی به بدخوئی رسد کار
خوش اخلاقی سے بدخوئی پر ہو پہنچ جاتا ہے کام

مکن در کار زن چندان صبوری
عورت کے کام میں اسقدر صبر مت کر
که افتد رخنه در سد غیوری
کہ خلل پڑے غیرت کی دیوار میں

زبان طعنه گشادن زنان مصر بر زلیخا در بارهٔ عشق یوسف

زبان طعنہ کی کھولنا مصر کی عورتوں کا زلیخا پر دربارہ عشق یوسف علیہ السلام کے

نسازد عشق را کنج سلامت
موافق نہیں آتا ہے عشق کو گوشہ سلامتی کا
خوشا رسوائی کوی ملامت
اچھی ہے بدنامی ملامت کی گلی کی

غم عشق از ملامت تازه گردد
غم عشق کا ملامت سے تازہ ہوتا ہے
وزین غوغا بلند آوازه گردد
اور اس شورش سے شہرہ بہت بلند ہوتا ہے

ملامت شحنهٔ بازار عشق است
ملامت عشق کے بازار کی کوتوال ہے
ملامت صیقل زنگار عشق است
ملامت صاف کرنیوالی عشق کے مورچہ کی ہے

ملامتهای عشق از هر کرانه
ملامتیں عشق کی ہر ایک کنارے سے
بود کاهل تنان را تازیانه
ہوتی ہیں سست لوگوں کے لیے کوڑا

چو باشد مرکب رهرو گران خیز
جب ہووے گھوڑا راستہ چلنے والا سست
شود زان تازیانه سیر او تیز
ہوتی ہے اس کوڑے سے اسکی چال تیز

زلیخا را چو بشگفت این گل راز
زلیخا کے اس بھید کا پھول جو کھل گیا
جهانی شد بطعنش بلبل آواز
ایک جہان اسکے طعنہ دینے میں بلبل کی طرح آواز والا

زنان مصر ازان آگاه گشتند
مصر کی عورتیں اس سے آگاہ ہو گئیں
ملامت را حوالتگاه گشتند
ملامت کرنے کی جگہ یعنی ملامت کی گھر ہوئیں

بهر نیک و بدش در پی فتادند
ہر نیک اور بد میں اسکے پیچھے پڑ گئیں
زبان سرزنش بر وی کشادند
زبان ملامت کی اسپر کھول لی

که فارغ شد ز هر ننگے و نامے
کہ بے پروا ہو گئی ہر ایک حیا اور شرم سے
دلش مفتون عبرانی غلامے
دل اسکا مبتلا ایک عبرانی غلام کا یعنی عاشق

چنان در مغز جانش جا گرفت است
ایسا زلیخا کے مغز جان میں گھر کر گیا ہے
که دست از دین و دانش وا گرفت است
کہ ہاتھ دین اور دانائی سے دھو ڈالا ہے

عجب گمراهیے پیش آمد اورا
ایک عجیب گمراہی آگے آئی اسکے
که رو بر بندهٔ خویش آمد اورا
کہ دل اپنے غلام پر آیا اس کا

عجب تر آنکه آن غلام ازوی نفورست
تعجب زیادہ یہ ہے کہ وہ غلام اس سے نفرت کرتا ہے
ز همسازی و همرازیش دورست
اس کی ہمصحبتی اور موافقت سے دور ہے

نگاهے می کند با او نه گاهے
کبھی اسپر وہ ایک نگاہ بھی نہیں کرتا ہے
نه گامے می زند با او براهے
ایک قدم بھی اسکے ساتھ راہ نہیں چلتا ہے

بهر جا آن رود این ایستد باز
جہان وہ چلتی ہے یہ کھڑا ہو رہتا ہے
بهر جا ایستد رفتن کند ساز
جہان وہ کھڑی ہوتی ہے یہ چلنے لگتا ہے

بهر جا آن کشد برقع ز رخسار
جہان وہ برقع چہرے سے اوٹھاتی ہے
زند این از مژه بر دیده مسمار
لگاتا ہے یہ پلکون کی بال سے دیدہ پہ کیلین یعنی نہین دیکھتا

بهر غم کان بگرید این بخندد
جس غم سے کہ وہ روتی ہے یہ خوش ہوتا ہے
هر آن در کو گشاید این ببندد
جو دروازہ کہ وہ کھولتی ہے یہ بند کر دیتا ہے

همانا پیش چشم او نکو نیست
شاید اسکی نظر میں وہ اچھی نہیں ہے
ازان رو خاطرش مائل او نیست
اس سبب سے اسکے دل کو اسکی خواہش نہین

گر آن دلبر گهی با ما نشستے
اگر وہ معشوق کہیں ہمارے پاس بیٹھ جاتا
ز ما دیگر کجا تنها نشستے
ہمارے سوا اور کسی جگہ اکیلا کب بیٹھتا

ره ناکامے ما کم گرفتی
راہ ہماری نامرادی کی کم اختیار کرتا
بما هم کام وا دے هم گرفتی
ہمکو مقصد دیتا اور ہم سے بھی لیتا

بمقبولی کسی را دسترس نیست
پسند ہونے میں کسی کو اختیار نہیں ہے
قبول خاطر اندر دست کس نیست
دل کے پسند ہونا کسی کے اختیار میں نہین ہے

بسا زیبا رخ و نیکو شمائل
بہت خوبصورت اور نیک عادت ہیں
که سویش طبع مردم نیست مائل
کہ اُنکی طرف طبیعت آدمیون کی مائل نہین ہے

بسا لیلی وشے شیرین کرشمه
بہت لیلی کی صورت اور شیرین کرشمہ
که ریزد خون دلها چشمه چشمه
کہ گراتی ہین خون دل کے بے انتہا

زلیخا چون شنید این داستان را
زلیخا نے جو سنا اس داستان کو
فضیحت خواست آن نا راستان را
برا کہنا شروع کیا اُن جھوٹ بولنے والیون کو

زوان فرمود جشنے ساز کردند
فوراً فرمایا ایک جشن آراستہ کیا
زنان مصر را آواز کردند
مصر کی تمام عورتون کو بلا یا

چه جشنے بزمگاه خسروانه
کیا اچھا جشن مجلس شاہانہ
هزارش ناز و نعمت در میانه
اُسکے درمیان ہزارون ناز اور نعمت

ز شربتهائے رنگا رنگ صافی
رنگ رنگ کے صاف شربتون سے
چو نور از عکس ظلمتها شگافی
مثل ایک عکس نور کے تاریکی کے شگاف سے

بلورین جامها لبریز کرده
بلور کے پیالے بھر بھر کر
بماء الورد عطر آمیز کرده
عرق گلاب سے خوشبودار کئے ہوئے

ز زرین خوان زمینش مطلع خور
سنہرے خوانون سے زمین اسکی مطلع آفتاب کی
ز سیمین کاسها برجے پر اختر
چاندی کے برتنون سے ایک برج ستارون سے بھرا ہوا

ز طعم و بوی خوش زان کاسه و خوان
کھانے اور خوشبو اس خوان اور برتنون سے
طعامش قوت جسم و قوت جان
کھانا اسکا غذا جسم کی اور قوت جان کی

درو از خوردنیها هر چه خواهی
ان میں کھانے کی چیزین ہر خواہش کے موافق
ز مرغ آورده حاضر تا بماهی
مرغ سے ماہی تک سب موجود تھین

پے حلواش داده نیکوان دام
اُس کے حلوا کے لیے معشوقون نے قرض دی
ز لب شکر ز دندان مغز بادام
ہونٹھ سے شکر دانتون سے مغز بادام

ز تخته تخته حلواهائے رنگین
رنگین حلوون کی تختون سے
بنائے مصر حسنش بود شیرین
بنیاد مصر اسکے حسن کی شیرین تھی

برای فرش در صحن وی افگند
واسطے فرش کے اسکے صحن میں ڈالین
هزاران خشت زر یا لوده قند
ہزارون سونے کی اینٹین صاف کی ہوئی قند کی

دہان تنگان بلبہاے شکر خا
معشوق شکر کھانے والے لبون مین

نداده ور دہان لوزینہ را جا
نہ دیے ہوے مُنھ مین لوزینہ کو جگہ

چو گشتہ کام جو لوزینہ زانہا
لوزینہ جب اُن سے مقصد ڈھونڈھنے والا

بجستوش نام رفتہ بر زبانہا
بھرتی مین نام گیا زبانون پر

نہ کرده ہیچ نادر بین تصور
نہ خیال کیا کسی نادر دیکھنے والے نے

کز آب آمد برون زانسان سبد پر
کہ پانی سے باہر آیا اُسطرح ٹوکرا بھرا ہوا

ز تازه میوه ہاے تر نایاب
تازه اور تر نایاب میوون سے

سبد ہا باغبان پرورده از آب
ٹوکرے باغبان نے پانی سے بھرے

روان ہر سو کنیزان و غلامان
روانہ ہر طرف لونڈی اور غلام

بخدمت ہمچو طاوسان خرامان
خدمت کے لیے مثل طاوسون کے ٹہلتے ہوے

پری رویان مصری حلقہ بستند
مصر کے معشوقون نے حلقہ باندھا

بمسند ہای زرین خوش نشستند
سنہری مسندون پر خوش خوش بیٹھے

ز ہر خوان انچہ میبایست خوردند
ہر خوان سے جو کچھ جی چاہا کھایا

ز ہر کار انچہ می بایست کردند
ہر ایک کام سے جو کچھ جی چاہا کیا

چو خوان بر داشتند از پیش آنان
جب خوان اُٹھایا اُن کے آگے سے

زلیخا شکر گویان مدح خوانان
زلیخا شکر کرتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی

نہاد از طبع حیلت ساز پرفن
رکھدیا حیلہ ساز اور پر فن طبیعت سے

ترنج و گزلکے بر دست ہر زن
ایک ترنج اور ایک چھری ہر عورت کے ہاتھ پر

بیک کف گزلکی در کار خود تیز
ایک ہاتھ مین چھری اپنے کام یعنی کاٹنے مین تیز

بدیگر کف ترنجے شادی انگیز
دوسرے ہاتھ مین ایک ترنج خوشی بڑھانیوالا

ترنجی رنگ او صفرا ئے فاقع
ایک ترنج رنگ اُسکا نہایت زرد

پئے صفرائیان درمان نافع
واسطے صفراوالون کے دوا نفع کرنے والی

بایشان گفت پس ای نازنینان
انھون سے کہا پس اے نازنینو

بزم نیکوئی بالا نشینان
خوبصورتی کی مجلس مین بلند بیٹھنے والیو

چرا دارید زینسان تلخ کامم
کیون رکھتی ہو اس طرح ناخوش مجکو

بطعن عشق عبرانی غلامم
عبرانی غلام کے عشق کے طعنہ سے مجکو

برستی ز آفت آن ناپسندان
چھوٹتا اُن بُرون کی آفت سے

ولی فارغ ز محنتہاے زندان
لیکن بیخبر تھا قیدخانے کی تکلیفون سے

آماده کردن زنان مصر زلیخا را بر فرستادن یوسف بزندان

مستعد کرنا مصر کی عورتون کا زلیخا کو بھیجنے پر یوسف کو قیدخانے مین

چو از دستان آن ببریده دستان
جب اُن ہاتھ کٹے ہوؤن کے مکر سے

ہمہ از خود پرستی بُت پرستان
سب خود پرستی سے بت پرستی کرنیوالی

دل یوسف نگشت از عصمت خویش
دل یوسف کا نہ پھرا اپنی پارسائی سے

بسی از بیشتر شد عصمتش بیش
زیاده سے زیاده بڑھی پارسائی اُن کی

ہمہ خفاش آن خورشید گشتند
سب چمگادڑ اُس آفتاب کی ہوگئین

ز نور قرب او نومید گشتند
اُسکی روشنی کی نزدیکی سے ناامید ہوئین

زلیخا را غبار انگیز کردند
زلیخا کے دل مین غبار پیدا کردیا

بزندان کردن او تیز کردند
اُسکے قید کرنے پر زلیخا کو آماده کیا

بدو گفتند کاے مسکین و مظلوم
اُس سے کہا کہ اے غریب اور بیچاری

نبوده سختئے چون تو محروم
نہوا تجھ سا کوئی حقدار بے نصیب

چو یوسف گر چہ نبود حور زادی
مثل یوسف کے جب تک نہوسگا کوئی حورزاد

نیابی ہرگز از وصلش مرادی
نہ پاویگی تو ہرگز اُسکے وصل سے مراد

شدیم از پند گوئی سخت تنگی
نصیحت کرنے سے بہت تنگی اٹھانیوالی ہوئین ہم

زبان کردیم سوہان از درشتی
زبان سختی سے سوہن بنالی ہم نے

ولے سوہان نگیرد آہن او
لیکن یہ سوہن اوسکے لوہے مین نہین اثر کرتا ہے

نباشد غیر از سختی فن او
سختی کے سوا اوس سے فن نہ چلیگا

چو کوره ساز زندان را برو گرم
قیدخانے کو مثل بھٹی کے اُسپر گرم کر

بود ز ان کوره گردد آہنش نرم
شاید اُس بھٹی سے لوہا اُسکا نرم ہوجائے

چو گردد نرم از آتش طبع پولاد
جب آگ سے نرم ہوتی ہے طبیعت فولاد کی
ازو چیزی تواند ساخت استاد
اُس سے کوئی چیز بنا سکتا ہے کاریگر

ز گرمی نرم گر نتواندش کرد
گرمی سے اگر نرم نہ کر سکے اُسکو
چه حاصل زانکه کوبد آهن سرد
کیا فائدہ اُس سے کہ ٹھونکے ٹھنڈے لوہے کو

زلیخا را چو زان جادو زبانان
زلیخا کو جب اُن جادو زبان والیوں سے
شد از زندان امید وصل جانان
ہوئی قید خانے سے امید وصل معشوق کی

برای راحت خود رنج او خواست
واسطے اپنے آرام کے رنج اُسکا چاہا
دران ویران مقام گنج او خواست
اُس ویرانے میں مقام اُس خزانے کا چاہا

چو نبود عشق عاشق را کمالے
جب نہو عاشق کے عشق کو کوئی کمال
نه بندد جز مراد خود خیالے
نہیں باندھتا ہے سوا اپنی مراد کے اور خیال

طفیل خویش خواهد یار خود را
اپنے مطلب کے طفیل میں چاہتا ہے اپنے یار کو
بکام خویش سازد کار خود را
اپنے مقصد کے موافق کرتا ہے اپنے کام کو

ببوی یک گل از بستان معشوق
معشوق کے باغ سے ایک پھول کی امید میں
زند صد خار غم بر جان معشوق
چبھوتا ہے سو کانٹے غم کے معشوق کی جان پر

زلیخا با عزیز آمیخت یک شب
زلیخا ایک رات ملی عزیز سے
ز دل این غصه بیرون ریخت یک شب
دل سے یہ رنج باہر کیا ایک رات

که گشتم زین پسر بدنام در مصر
کہ ہوئی میں اس لڑکے سے مصر میں بدنام
شدم رسوای خاص و عام در مصر
مصر کے خاص اور عام میں بدنام ہوئی میں

درین قولند مرد و زن موافق
اس قول میں سب مرد اور عورت کا اتفاق ہے
که من بروی بجانم گشته عاشق
کہ میں اُسپر جان سے عاشق ہوئی ہوں

درین هامون شکار تیر اویم
اس جنگل میں اُسکے تیر کی شکار ہوئی ہوں
بخاک و خون طپان نخچیر اویم
خاک اور خون میں لوٹنے والا اُسکا شکار ہوئی ہوں

بجانم تیر او چندان نشست ست
میری جان پر اُسکا تیر ایسا بیٹھا ہے
که پیکان بر سر پیکان نشست ست
جیسے کہ گانسی پر گانسی بیٹھتی ہے

سر یک مویم از عشقش تهی نیست
میرا ایک سر بال کا اُسکے عشق سے خالی نہیں ہے
بعشق او ز خویشم آگهی نیست
اُسکے عشق میں آپ سے مجھکو خبر نہیں ہے

بپا نعلین از لعل و گهر پر
پاؤں میں کھڑاؤں لعل اور موتی کی جڑے ہوئے
برو بسته دوال از رشته در
پٹہ اُسپر لگا ہوا موتی کی لڑی سے

ردائے از قصب کرده حمائل
ایک چادر قصب کی گلے میں ڈالے ہوئے
بهر تارش گره صد جان و صد دل
جسکے ہر تار میں سو جانیں اور صدہا دل لپٹے ہوئے

بدستش داد زرین آفتابه
اسکے ہاتھ میں دیا سنہرا آفتابہ
کنیزے از پیش زرین عصابه
پیچھے اسکے ایک لونڈی سنہرا سربند باندھے ہو

یکے طشتش بکف از نقره خام
ایک کے ہاتھ میں طشت خالص چاندی کا
بسان سایه او را گام بر گام
سایہ کے مانند اُسکے قدم بقدم جاتی تھی

بدینسان هر که دیدش چابک و چست
اسطرح جسنے دیکھا اُسکو چست اور چالاک
نخست از جان شیرین دست خود شست
پہلے اپنی میٹھی جان سے ہاتھ دھویا

نیارم بیش ازین گفتن که چون بود
نہیں کہہ سکتا ہوں میں اس سے سوا کہ کیسا تھا
که از هر وصف کاندیشم برون بود
کہ جس وصف سے کہ خیال کرتا ہوں میں زیادہ تھا

ز خلوتخانه آن گنج نهفته
خلوتخانے سے وہ پوشیدہ خزانہ یعنی یوسف
برون آمد چو گلزار شگفته
باہر آیا مثل شگفتہ باغ کے

زنان مصر کان گلزار دیدند
مصر کی عورتوں نے جب اُس باغ کو دیکھا
ز گلزارش گل دیدار چیدند
اُسکے باغ سے پھول دیدار کے چنے

بیک دیدار کار از دستشان رفت
ایک دیدار میں کام اُنکے ہاتھ سے گیا
زمام اختیار از دستشان رفت
باگ اختیار کی اُنکے ہاتھ سے گئی

ز زیبا شکل او حیران بماندند
اُسکی خوبصورت شکل سے حیران رہگئیں
ز حیرت چون تن بیجان بماندند
حیرت سے مانند بیجان بدن کے رہ گئیں

چو هر یک را در آن دیدار دیدن
جب ہر ایک کی اُس دیدار دیکھنے میں
تمنا شد ترنج خود بریدن
اپنے ترنج تراشنے کی آرزو ہوئی

ندانسته ترنج از دست خود باز
ترنج کو اپنے ہاتھ سے علیحدہ نہ جان کر
ز دست خود بریدن کرد آغاز
اپنے ہاتھ سے کاٹنا شروع کیا

یکے از تیغ انگشتان قلم کرد
ایک نے تلوار سے انگلیاں کاٹ ڈالیں
بدل حرف وفائے او رقم کرد
دل پر حرف اُسکی وفا کا لکھا گیا

قلم دیدے که با تیغ ار ستیزد / زهر بندش برون شنگرف ریزد

قلم کو دیکھا ... کہ جو تلوار سے لڑتا ہے / اُسکے ہر بند یعنی شگاف سے شنگرف ٹپکتا ہے

یکے پر ساخت از کف صفحهٔ سیم / کشیدش جدول سرخی چو تقویم

ایک نے بھرا ہتیلی کے صفحۂ چاندی سے / کھینچی اُسکی ایک سُرخ جدول مانند تقویم کے

بهر جدول دوان سیلی پر از خون / ز حد خود نهاده پاے بیرون

ہر ایک جدول پر ایک خون کا سیلاب بہتا ہوا / اپنی حد سے قدم باہر نکالے ہوئے

چو دیدندش که جز والا گهر نیست / بر آمد بانگ ز ایشان کین بشر نیست

جب دیکھا اُسکو کہ سوا شریف ذات کے اور نہیں ہے / آواز نکلی انھوں سے کہ یہ انسان نہیں ہے

نه چون آدم ز آب و گل سرشته ست / ز بالا آمده قدسی فرشته ست

آدمی کی طرح یہ پانی اور مٹی سے نہیں بنایا گیا ہے / اوپر سے ایک پاک فرشتہ آگیا ہے

زلیخا گفت هست این آن یگانه / کز ویم سرزنشها را نشانه

زلیخا نے کہا کہ یہ وہ یگانہ ہے / جسکے سبب میں ملامتوں کی نشانہ ہوں

ملامت کز شما بر جان من بود / همه از عشق شان نازکبدن بود

ملامت تم لوگوں سے میری جان پر تھی / سب اسی نازک بدن کے عشق سے تھی

ولی او سر بکارم در نیاورد / امید روزگارم بر نیاورد

لیکن وہ میرے کام میں سر نہ لایا یعنی متوجہ نہوا / میری مدتوں کی امید تو بر نہ لایا

مراد جان و تن من خواندم اورا / بوصل خویشتن من خواندم اورا

اپنے تن اور جان کی مراد اُسکو کہا میں نے / اپنے وصل کے لیے میں نے بلایا اُسکو

اگر ننهد بکام من دگر پاے / ازین پس کنج زندان سازمش جاے

اگر پھر میرے مطلب کے موافق قدم نہ رکھے گا / بعد اسکے قید خانے کے گوشہ اسکی جگہ بناؤنگی میں

رسد کارش دران زندان بخواری / گذارد عمر در محنت گذاری

کام اُسکا اس قیدخانے میں ذلت پر پہونچیگا / گذران کریگا عمر محنت گذرانے میں

ز زندان خوی سرکش نرم گردد / دلش در نیکخوئی گرم گردد

قیدخانے سے سرکش عادت نرم ہوجائے گی / دل اُسکا نیک خوئی میں مستعد ہوجائیگا

نگردد مرغ وحشی جز بدان رام / که گیرد در قفس یک چند آرام

جنگلی چڑیا سوا اسکے قابو میں نہیں ہوسکتی ہے / جبتک کہ پنجرے میں چند روز بند رہے

زنان مصر چون رویش بدیدند / بسا کفها که از شوقش بریدند

مصر کی عورتوں نے جو اُس کا منھ دیکھا / اُسکے شوق سے بہت ہاتھ کاٹے

گروهی زان زنان کف بریده / ز عقل و صبر و هوش و دل رمیده

ایک گروہ اُن عورتوں افسوس کی ہوئی سے / عقل اور صبر اور ہوش اور دل کھوئے ہوئے سے

ز تیغ عشق یوسف جان نبردند / از آن مجلس نرفته جان سپردند

یوسف کے عشق کی تلوار سے جان نہ بچاسکی / اس مجلس سے نہ گئیں کہ جان سونپی یعنی بیہوش ہوگئیں

گروهی از خرد بیگانه گشتند / ز عشق آن پری دیوانه گشتند

ایک گروہ یعنی بہت عقل سے جدا یعنی بیہوش ہوگئیں / اُس پری کے عشق سے سودائی ہوئیں

برهنه پا و سر بیرون دویدند / دگر روے خردمندی ندیدند

ننگے پاؤں اور ننگے سر باہر دوڑیں / پھر منھ عقلمندی کا نہ دیکھا

گروهی آمدند آخر بخود باز / ولے با سوز و درد عشق دمساز

ایک گروہ آپ میں یعنی ہوش میں پھر آگئیں / اور لیکن سوز اور درد عشق سے ہم صحبت

زلیخا وار مست از جام یوسف / فتاده مرغ دل در دام یوسف

زلیخا کے مانند مست پیالے سے یعنی شراب یوسف سے / پڑگیا مرغ دل یوسف کی محبت کے جال میں

جمال یوسف آمد خمی از مے / بقدر خود نصیب هر کس از وے

جمال یوسف کا ہوگیا شراب سے بھری ہوئی ایک خم / اپنے حصے کے موافق ہر شخص کو حصہ اُس سے

یکی را بهرهٔ مخموری و مستی / یکی را رستن از پندار هستی

ایک کے حصے میں مخموری اور مست ہونا / ایک کو چھوٹنا یعنی آزادی گمان ہستی سے

یکی را جان فشاندن بر جمالش / یکی را لال ماندن در خیالش

ایک کو جان قربان کرنا اسکے جمال پر / ایک کو گونگا یعنی خاموش رہنا اُسکے خیال میں

نیاید جز بدان بے بهره بخشود / کزان مے بهره اش بی بهرگی بود

نچاہیے سوا اُس بدنصیب کے کسی کے بخشنا / جس کو اُس شراب کے حصہ سے بے نصیبی تھی

معذور داشتن زنان مصر بعد از مشاهدهٔ جمال

معاف رکھنا مصر کی عورتوں کا بعد دیکھنے جمال

یوسف زلیخا را

یوسف علیہ السلام سے زلیخا کو

چہ کالا را بود جویندہ بسیار
جس چیز کے بہت ڈھونڈھنے والے ہوتے ہیں
فزون گردد بران میل خریدار
زیادہ ہوتی ہے اسپر خواہش خریداروں کی

چو یک عاشق شود معشوق یارے
جب ایک عاشق کسی یار کا عاشق ہوتا ہے
بود بر عشق عاشق را فزایے
ہوتا ہے عشق پر عاشق کو ایک قرار

زند سر آتش سوزش در دل
بلند ہوتی ہے جلانیوالی آگ اسکے دل میں
چو بیند دیگرے را در مقابل
جب کسی دوسرے کو مقابلے میں دیکھتا ہے

چو شد حال یوسف گنگ لال
جب حال یوسف کے گونگے یعنی چپ کیے ہونٹوں کا
جمال یوسفی را شاہد حال
حضرت یوسف کے جمال کے حال کا گواہ

زلیخا را ازان سوز جگر شد
اس سے زلیخا کے جگر میں ایک سوز پیدا ہوا
بہ یوسف میل جانش بیشتر شد
یوسف سے اسکی جان کی خواہش زیادہ ہوئی

بہ نیسان گفت یوسف او دیدہ
اسطرح کہا جب یوسف کو دیکھا
ز تیغ مہر او کفہا بریدند
اسکی محبت کی تلوار سے ہاتھ کٹ ڈالے

اگر در عشق او معذورم ہست
ہو ... اسکے عشق میں معذور ہی ہے
پدید آمد از ملامت گو ہم وست
میرے ملامت کرنے ... یعنی معاف کرو

چو یاران از دریاری در آیند
یارو راہ یاری کی راہ سے آؤ
درین کارم مددگاری نمایند
اس کام میں میری مدد کرو

چنگ محبت ساز کردند
... محبت کی ... کو بجایا شروع کیا
نوای معذرت آغاز کردند
راگ یعنی باتیں ... شروع کیا

کہ یوسف خسرو اقلیم جانست
کہ یوسف جان کی اقلیم کا بادشاہ ہے
دران اقلیم سکہ ... روانست
اس ولایت میں اسکا حکم جاری ہے

پدید آرد ... کرا آہنگ باشد
... کہنے کا جس کا ارادہ ہووے
کہ ندہد دل اگر ... باشد
کون دل نہ دے اگر ... ہووے

غمش گر مایہ رنجورے تست
غم اسکا اگرچہ تو رنجی یعنی سبب تیری بیماری کا ہے
جمالش حجت معذوری تست
جمال اسکا تیرے عذر کی دلیل ہے

بزیر چرخ کس پیدا نگردد
نیچے آسمان کے وہ شخص پیدا نہ ہووے
کہ رویش بیند و شیدا نگردد
کہ منہ اسکا دیکھے اور عاشق نہو جاوے

شدی عاشق ملامت نیست بر تو
تو عاشق ہوئی ہے ملامت تجھپر نہیں ہے
درین سودا غرامت نیست بر تو
اس سودا میں شرمندگی تجھپر نہیں ہے

فلک گرد جہان بسیار گردید
آسمان نے گرد جہان کے بہت گردش کی
بدین شایستگی معشوق کم دید
اس لائق معشوق کم دیکھا ہے

دل سنگین بہمت گرم بادش
دل سخت اسکا تیری محبت میں گرم ہووے
وزین نامہربانی شرم بادش
اور اس بےمروتی سے شرم ہو اسکو

وزان پس رو سوی یوسف نہادند
اور بعد اسکے طرف یوسف کے متوجہ ہوئیں
سخن را در نصیحت داد دادند
باتوں میں نصیحت کا حق ادا کیا

بدو گفتند کای عمر گرامی
اس سے کہا کہ اے تیری عمر بزرگ ہووے
دریدہ پیرہن در نیکنامی
نیکنامی میں کرتہ چاک کرائے ہوئے

درین بستان کہ گل با خار جفت است
اس باغ یعنی دنیا میں کہ پھول کا کانٹوں سے جوڑا ہے
گلی بی خار چون تو کم شگفت است
بغیر کانٹے کے کوئی پھول مثل تیرے کم کھلا ہے

درین دریا کہ نہ چرخش صدفہاست
اس دریا میں کہ نو آسمان اسکی سیپیاں ہیں
چو این چار گوہر را شرفہاست
تجھ سے ان چار موتی یعنی اربعہ عناصر کی بزرگیاں ہیں

مکن پایہ بلندی مایہ خویش
اپنے بلند مرتبے کو یونہی غرور کی ... مت کر
فرود آ اندکے از پایہ خویش
اپنے مرتبے سے تھوڑا نیچے تر آ

زلیخا خاک شد در رہ ای پاک
اے پاک شخص زلیخا تیری راہ میں خاک ہو گئی
تمسکش گہ گہی دامن برین خاک
کھینچ کبھی کبھی دامن اس خاک پر

چہ کم گردد ز تو ای پاکدامن
اے پاکدامن تجھ سے کیا کم ہو جاوے
اگر گہ گہ کشی بر خاک دامن
اگر تو کبھی کبھی خاک پر دامن ڈالے تو

بدفع حاجتش حجت رہا کن
اسکی حاجت روا نہ کرنے میں دلیل چھوڑ یعنی نہ کر
ز تو چون حاجتی خواہد روا کن
تجھ سے جو کوئی حاجت چاہتی ہے روا کر

بہ بیحاجت ترا اگر حاجتی ہست
بےغرض سے تیری اگر کوئی حاجت ہے
مکش از حاجت حاجتوران دست
مت کھینچ ضرورت والون کی ضرورت سے ہاتھ

مکن چون داشت حق خدمت گوش
مت کرو جب حق تیری خدمت کا نگاہ رکھا
حقوق خدمت اورا فراموش
اُس کی خدمت کے حق کی فراموشی

نیاز او نگر و زحد مبر ناز
آرزو اُسکی دیکھ اور حد سے مت ناز کر
از ان میترسم ای سرو سرافراز
اُس سے ڈرتا ہے مجکو اے سرو سرافراز

کہ چون نبود ترا جز سرکشی کار
کہ جب نہو تیرا سوا سرکشی کے کام
نیارد سرکشی جز ناخوشی بار
نہ لاوے گی سرکشی سوا ناخوشی کے پھل

فرو شوید ز دل مہر جمالت
دھووے دل سے محبت تیرے جمال کی
کند دست جلالش پایمالت
کرے تجکو ہاتھ اُسکے جلال کا پامال

حذر کن زانکہ چون مضطر شود دوست
پرہیز کر اُس سے کہ جو پریشان ہووے دوست
بخواری دوست را از سر کشد پوست
خواری سے دوست کے سر سے کھال کھینچے

چو از لب بگذرد سیل خطرمند
جب ہونٹھ سے گذر جاتا ہے خطرمند سیلاب
نہد مادر بزیر پاے فرزند
ماں بچے کو پانوؤن کے نیچے رکھ لیتی ہے

دہد ہر لحظہ تہدیدت بزندان
دیتی ہے ہر دم دھمکی تجکو قیدخانے سے
کہ ہست آرامگاہ ناپسندان
جو گنہگارون کے رہنے کی جگہ ہے

چو گور ظلم جویان تیرہ و تنگ
مثل ظالمون کی قبر کے تنگ اور تاریک
گریزان زندگان زوی بفرسنگ
زندے اُس سے کوسون بھاگنے والے

درو ضیق النفس ہر زندہ را
اُسمین ہر ایک زندہ شخص کو ضیق النفس
نشیمن ہر مرگ آ بر زندہ را
مکان ہر موت کے لائق شخص کا

درو نکشادہ دست از صنع بناد
اُسمین نہ کھلا معمار کی کاریگری کے ہاتھ سے
نہ راہ روزن و نی منفذ باد
نہ راہ روشندان کی اور نہ جھروکا ہوا کا

درش بستہ بقفل ناامیدی
دروازہ اُسکا بند ناامیدی کے قفل سے
ندیدہ غرۂ صبحش سفیدی
نہ دیکھی صبح کی سپیدی اسکی نے سپیدی

ہوایش مایہ بخش ہر وبائے
ہوا اسکی پونجی دینے والی ہر ایک وبا کی
زمینش کشت زار ہر بلائے
زمین اسکی کھیت ہر ایک بلا کا

سیاہ و تنگ چون قارورۂ قیر
کالا اور تنگ مانند شیشہ اور کلونجی کے
متاع ساکنانش غل و زنجیر
اسباب اُسکے رہنے والون کا طوق اور زنجیر

ہمہ بر سفرۂ بے آب و نانی
سب دسترخوان بے پانی اور روٹی پر
نشستہ لیک سیر از زندگانی
بیٹھے لیکن آسودہ زندگی سے

موکل سخت روے چند در وی
نگہبان سخت عادت چند اُس مین
مجاور تلخ گوے چند در وی
تکیہ دار کڑوی باتین کرنیوالے کئی اسمین

ز ابرو چین پے آزار مردم
ابروؤن شکن واسطے ایذا دینے لوگونکے
ز ہر چین صد گرہ در کار مردم
ہر شکن سے سو گرہین آدمیونکے کام مین

زدہ آتش بعالم خوے ایشان
لگائی آگ جہان مین اُن کی عادت نے
سیاہ از دود آتش روی ایشان
آگ کے دھوئین سے سیاہ زیادہ منھ اُنکا

کجا شاید چنین محنت سرائے
کہاں لائق ہے ایسے محنت سرا کو
کہ باشد جای چون تو دلربائے
کہ ہو جگہ تجھ ایسے دلربا کی

خدا را بر وجود خود ببخشائے
خدا کے لیے اپنی ذات پر رحم کر
بروی او در مقصود بکشائے
اُسکے منھ پر دروازہ مقصد کا کھول

قلم سان نہ سر بر خط تسلیم
قلم کے مانند سر رکھ اُسکے خط تسلیم پر
بشوے از لوح خاطر نقطۂ بیم
دھو دل کے تختے سے نقطہ خوف کا

وگر باشد ترا از وی ملالے
اور جو ہو تجکو اُس سے ایک ملال
کہ چندانش نمی بینی جمالے
کہ اسقدر اسکی خوبصورتی نہین دیکھتا ہے تو

چو زوین شوے دمساز ما باش
جو اوس سے بیزار ہونا چاہے تو ہم صحبت ہم سے ہو
نہانی محرم و ہمراز ما باش
پوشیدہ واقفکار اور ہمراز ہمارا ہو

کہ ما ہر یک بخوبی بے نظیریم
کہ ہم ہر ایک خوبی مین بے مثل ہین
سپہر حسن را ماہ منیریم
حسن کے آسمان کی روشن چاند ہین ہم

چو بکشائیم لبہاے شکرخا
جو کھولین ہم اپنے لب میٹھی باتین کرنیوالے
زخجلت لب فرو بندد زلیخا
شرمندگی سے لب بند کرے زلیخا

چنین شیرین و شکرخا کہ ماییم
ایسی شیرین اور شکر کھانیوالی ہین ہم
زلیخا را چہ قدر آنجا کہ ماییم
زلیخا کا مرتبہ کیا اُس جگہ کہ ہین ہم

چو یوسف گوش کرد افسونگری شان
جو یوسف نے سُنی جادوگری اُن کی
گذشتن از رہِ دین و خرد نیز
گذرنا راہ دین اور عقل سے بھی
پریشان شد ز گفت و گوی ایشان
پریشان ہوا اُنکی گفتگو سے
بحق برداشت کف بہر مناجات
خدا کی طرف واسطے مناجات کے ہاتھ اُٹھایا
پناہِ پردہ عصمت نشینان
پناہ عصمت کے پردے میں بیٹھنے والوں کے
چراغ خلوت ہر بے گزندے
چراغ تنہائی ہر بے ایذا یعنی آرام سے بیٹھنے والونکے
عجب درماندہ ام در کار ایشان
عجب عاجز ہوگیا ہوں میں ان کے کام میں
بہ از صد سال در زندان نشینم
سو برس اگر قید خانے میں بیٹھوں میں بہتر ہے
بنامحرم نظر دل را کند کور
نامحرم کی نظر دل کو اندھا کر دیتی ہے
اگر تو مکر این مکارگان را
اگر تو ان مکاروں کے مکر کو
کہ تنگ آمد از ایشان جاے بر من
جن سے یہ جگہ مجھ پر تنگ آگئی
چو زندان خواست یوسف از خداوند
جو قیدخانہ مانگا یوسف نے خدا سے
اگر بودی ز فضلش عافیت خواہ
اگر اس کے فضل سے آرام چاہتا

پے کام زلیخا یاوری شان
زلیخا کے مطلب کے لیے مدد ان کی
نہ تنہا بہر او از بہر خود نیز
نہیں صرف اُسکے لیے اپنے واسطے بھی
بگردانید رو از روے ایشان
منھ پھیرا اُنکی طرف سے
کہ ای حاجت روای اہل حاجات
کہ اے حاجتمندونکی حاجت بر لانے والے
انیس خلوت عزلت گزینان
غمخوار تنہائی کے گوشہ بیٹھنے والون کے
حصار آفت ہر ناپسندے
قلعہ ہر آفت نہ پسند کرنے والے کے
مرا زندان بہ از دیدار ایشان
قید بہتر ہے مجکو اُن کے دیدار سے
کہ یکدم طلعت ایشان بہ بینم
مگر صورت انکی دم بھر نہ دیکھوں میں
ز دو دانخانہ قرب افگند دور
زندگی کے دو دانخانے یعنی تیری بارگاہ سے دور ہو جاتی ہے
ز کوی عقل و دین آوارگان را
عقل اور دین کے کوچے سے آوارون کو
نگردانی ز من ای وای بر من
مجھ سے نہ پھیر دیگا تو اے خدا مجھ پر افسوس ہے
دعاے او بزندان ساختش بند
اُسکی دعا نے اُسکو قیدخانے میں قید کیا
سوی زندان قضا ننمودیش راہ
قیدخانے کی طرف قضا اُسکو نہ دکھلاتی راہ

اگر دیدہ ز روے چون نور دارید
اگر آنکھیں اُس سے روشن رکھتی ہو تم
اجازت گر بود آرم بروش
اگر اجازت ہو میں اُسکو باہر بلاؤن
ہمہ گفتند کز ہر گفتگو ئی
سب نے کہا کہ ہر ایک گفتگو سے
بفرما تا برون آید خرامان
فرماؤ تو باہر ٹہلتا چلا آوے
کہ ما از جان و دل مشتاق اوئیم
کہ ہم دل و جان سے اُسکی مشتاق ہین
ترنجی کز تو اکنون برکف ماست
جو ترنج کہ تجھ سے ہمارے ہاتھوں پر ہے
بریدن بے رخش نیکو نیاید
تراشنا بے منھ اُسکے کے اچھا نہین معلوم ہوتا ہے
زلیخا دایہ را سویش فرستاد
زلیخانے دایہ کو طرف اُسکی یعنی یوسُف کے بھیجا
برون نہ پا کہ در پاے تو افتم
باہر رکھ قدم کہ تیرے پاؤن پڑون مین
بود غمخانہ دل تکیہ گاہت
ہو غمخانہ دل کا تیری تکیہ گاہ
بقول دایہ یوسف بر نیامد
یوسُف دایہ کے کہنے سے باہر نہ آیا
بپاے خود زلیخا سوی او شد
اپنے پاؤن آپ زلیخا طرف اُسکے گئی
بزاری گفت کای نور دو دیدہ
رو رو کر کہا کہ اے دونوں آنکھوں کے نور

بدیدارش مرا معذور دارید
اُسکے دیکھنے سے مجکو معاف رکھو تم
بدین اندیشہ گردم رہنمونش
میری اس فکر کی رہنما ہو اُسکی
بجز او نیست ما را آرزوئی
اُسکے سوا ہماری کوئی آرزو نہین ہے
کشند بر فرق ما از ناز دامان
کھینچے ہمارے سر پر ناز سے دامن
رخش نادیدہ از عشاق اوئیم
اُسکا منھ بے دیکھے اسکے عاشقون سے ہین ہم
پی صفرائیان داروی صفرا ست
صفراوالون کے لیے صفرا کی دوا ہے
نے بُرد کسے تا او نیاید
نہ کاٹے گا کوئی جب وہ نہ آوے گا
کہ بگذر سوی ما ای سرو آزاد
کہ گذر کر ہماری طرف اے سرو آزاد
بہ پیش قد رعنائے تو افتم
آگے تیرے قد رعنا کے گر پڑون مین
بیا تا دیدہ گردد فرش راہت
آ کہ دیدہ تیری راہ کا فرش ہوئے
چو گل ز افسون او خوش بر نیامد
پھول کی طرح جادو اُسکے سے خوشی سے نہ نکلا
دران کاشانہ ہمزانوی او شد
اُس مکان میں اُسکے برابر جا کر بیٹھی
تمنای دل محنت رسیدہ
اے میرے غم رسیدہ دل کی آرزو

زخود کردے نخست امیدوارم
آپ ہی پہلے امیدوار مجکو کیا تو نے
بنومیدے فتاد آخر قرارم
ناامیدی سے پڑا آخر قرار مجکو

شدم رسوا میان مردم از تو
تیرے سبب سے لوگوں میں بدنام ہوئی میں
فتادم برزبان مردم از تو
لوگوں کی زبان پر پڑی میں تجھ سے یعنی میرا چرچا ہوا

گرفتم اینکه در چشم تو خوارم
یہ فرض کیا میں نے کہ تیری نظر میں ذلیل ہوں میں
بنزدیک تو بس بے اعتبارم
تیرے نزدیک نہایت غیر معتبر ہوں میں

مده از خواری و بے اعتباری
مت دے ذلت اور بے اعتباری
زخاتونان مصرم شرمساری
مصر کی عورتوں سے مجکو شرمندگی

دل ریشم نمک خوار لب تست
میرا زخمی دل تیرے ہونٹھ کا نمک خوار ہے
نمک ریزی بران کار لب تست
اُسپر نمک چھڑکنا تیرے ہونٹھ کا کام ہے

مده ره در وفاداریم شک را
میری وفاداری میں شک کو دخل مت دے
نگه میدار حق این نمک را
نگاہ رکھ اس نمک کے حق کو

شد از انفاس آن افسونگر گرم
پگھل گیا ہوا اُن گرم باتوں سے اس جادوگر کی
دل یوسف به بیرون آمدن نرم
دل یوسف کا باہر آنے پر نرم ہو گیا

پی تزئین او چون باد برخاست
واسطے آرائش اُسکی کے مثل ہوا کے اٹھی
چو سرو از حلہ سبزش بیاراست
مثل سرو کے سبز لباس سے اسکو آراستہ کیا

فرو آویخت گیسوے معنبر
نیچے لٹکائیں زلفیں خوشبودار
به پیش حلہ اش چون عنبر تر
آگے لباس اُسکے کے مانند عنبر تر کے

تو پنداری که بود از مشک ماری
تو سمجھے کہ مشک کا ایک سانپ تھا
کشیده خویش را بر سبزه زاری
لٹائے ہوئے آپ کو ایک سبزہ زار پر

میانش را که با مو همسری کرد
اُسکی کمر کو کہ بالوں سے برابری کی
ز زرین منطقه زیور گری کرد
سنہرے پٹکے سے آرستگی کی

ز چندان گوهر و لعل گران سنگ
اس قدر لعل اور موتی کے بوجھ سے
عجب دارم نیامد آن میان تنگ
تعجب کرتا ہوں میں وہ کمر عاجز نہو گی

بسر تاج مرصع از جواهر
سر پر جواہرات سے جڑاؤ تاج
ز هر جوهر هزارش لطف ظاهر
ہر قسم کے جواہرات سے اسکے ہزاروں لطف ظاہر

دران فکرم که دفع این گمان را
اس فکر میں ہوں میں کہ اس شک کے دور کرنیکو
سوی زندان فرستم این جوان را
طرف قید خانے کے بھیجتی ہوں میں اس جوان کو

بهر کوئی بعجز و نامرادے
ہر گلی میں اسکو عاجزی اور نامرادی کے ساتھ
بگردانم منادی در منادے
پھراؤں میں اسکو ڈھنڈھورے کے ساتھ تشہیر کرتی ہوئی

که این باشد سزای آن بداندیش
کہ یہ ہو سزا اُس بدخواہ کی
که انبازی کند با خواجه خویش
کہ ہمسری کرے اپنے مالک کے ساتھ

نیندیشد ز قهر جان خراشش
نہیں اندیشہ کرتا ہے اسکے جان خراش غصے سے
نهد پاے تمنا بر فراشش
رکھتا ہے پاؤں آرزو اُسکے فرش پر

چو مردم قهر من با او ببینند
جب لوگ غصہ میرا اُسکے ساتھ دیکھیں گے
ازان ناخوش گمان یکسو نشینند
اُس برے گمان سے کنارے بیٹھیں گے

عزیز اندیشهٔ او را پسندید
عزیز مصر نے اُسکے خیال کو پسند کیا
ز استصواب آن طبعش بخندید
اُسکے مشورہ کرنے سے طبیعت اُسکی خوش ہوئی

بگفتا من تفکر بیشتر کردم
کہا میں نے بہت فکر میں
درین معنی بسے اندیشه کردم
اس بات میں بہت غور کیا میں نے

نسنجیدم گہری به زانکه سفتی
نہ چنا میں نے کوئی موتی جیسا کہ تو نے پرویا
نیامد در دلم به زانکه گفتی
نہ آیا میرے دل میں بہتر اُس سے کہ تو نے کہا

بدست تست اکنون اختیارش
تیرے ہاتھ میں اب ہے اختیار اُسکا
ز راه خویشتن بنشان غبارش
اپنی راہ سے بٹھلا دے غبار اُس کا

زلیخا از وی این رخصت چو بشنید
زلیخا نے اُس سے جو یہ اجازت سُنی
سوی یوسف عنان کینه پیچید
باگ مکر کی طرف یوسف کے پھیری

که اے کام دل و مقصود جانم
کہ اے میرے دل اور جان کے مقصد
بعالم جز تو مقصودے ندانم
جہان میں سوا تیرے کوئی مقصد نہیں جانتی ہوں میں

عزیزم بر تو بالادست کردست
عزیز نے مجکو تجھ پر صاحب اختیار کیا ہے
سرت را زیر حکمم پست کردست
تیرا سر میرے حکم کے نیچے جھکا دیا ہے

اگر خواهم بزندان سازمت جاے
اگر میں چاہوں ان قید خانے میں تیری جگہ بناؤں
وگر خواهم بگردون سایمت پاے
اور اگر میں چاہوں آسمان پر تیرا پاؤں رکھ دوں

نہ بہ سر سرکشی تا چند با من
اطاعت کر سرکشی کب تک میرے ساتھ
برآ خوش ناخوشی تا چند با من
آ، خوش ہو یہ ناخوشی کب تک میرے ساتھ

قدم زن در مقام سازگاری
قدم رکھ مقام موافقت مین
مرا از غم رہان خود را ز خواری
مجکو غم سے چھوڑ آپ کو خواری سے

اگر کامم دہی کامت برآرم
جو مقصد میرا دے تو تیرا مقصد برلاؤن مین
باوج کبریا نامت برآرم
بزرگی کی بلندی پر تیرا نام پہونچاؤن مین

وگرنہ صد در محنت کشادست
اور نہین سو دروازے محنت کے کھلے ہوے ہین
پی زجر تو زندان ایستادست
تیری تنبیہ کے لیے قید خانہ موجود ہے

بروی خرم و خندان نشستنی
میرے سامنے خرم اور خوش بیٹھے تو
ازان بہتر کہ در زندان نشینی
اُس سے بہتر ہے کہ قید خانے مین بیٹھے تو

زبان بکشاد یوسف در خطابش
زبان کھولی یوسف نے اُسکی گفتگو مین
براد آنسان کہ میدانی جوابش
دیا جیسا کہ جانتا ہے تو جواب اُسنے یعنی انکار کیا

زلیخا از جواب او برآشفت
زلیخا اُسکے جواب سے خفا ہوئی
بسرہنگان بی فرہنگ خود گفت
اپنے بےعقل سپاہیون سے کہا

کہ زرین افسرش از سر فگندند
کہ سنہرا تاج اُسکے سر سے اُتار ڈالو
کہن پشمینہ اش در بر فگندند
پرانا کمل اُسکے بدن مین پہنا دو

ز آہن بند بر سیمش نہادند
لوہے کی بیڑی اُسکے ہاتھ مین ڈالو
بگردن طوق تسلیمش نہادند
گردن مین طوق تسلیم کا اُسکی ڈالو

بسان عیسیش بر خر نہادند
مثل عیسیٰ کے اُسکو گدھے پر سوار کرو
بہر کوی ز مصر آن خر براندند
مصر کی ہر ایک گلی سے اُس گدھے کو پھراؤ

ق منادی زن منادی برکشیدہ
ڈھنڈھورچی نے آواز لگائی
کہ ہر سرکش غلام شوخ دیدہ
کہ جو کوئی سرکش غلام بیحیا

کہ گیرد شیوہ بی حرمتی پیش
کہ اختیار کریگا بےعزتی زیادہ
نہد پا در فراش خواجہ خویش
اپنے مالک کے بچھونے پر قدم رکھے گا

بود لایق کہ ہمچون ناپسندان
لائق ہے کہ مثل مجرمون کے
بدین خواری برندش سوی زندان
اسی ذلت سے اُسکو قید خانے کی طرف لیجاوین

ولی خلقی ز ہر سو در تماشا
لیکن ہر طرف سے مخلوق دیکھ کر
ہمی گفتند حاشا ثم حاشا
کہتی تھی کہ پناہ خدا کی پھر پناہ خدا کی

کزین روی نکو بدکاری آید
کہ اس اچھے شخص سے بدکاری ہو
وزین دلدار دل آزاری آید
اور اُس دل رکھنے والے سے دل آزردگی ہو

فرشتہ است این بصد پاکی سرشتہ
سو پاکی سے پیدا کیا ہوا فرشتہ ہے
نیاید کار شیطان از فرشتہ
کام شیطان کا فرشتے سے نہین ہو سکتا ہے

نکورو می کشند از خوی بد پای
نیک صورت بری عادت سے قدم کھینچتا ہے
چہ خوش گفت آن نکوروی نکورای
کیا اچھا اُس نیک صورت اور نیک سیرت نے کہا

کہ ہر کس در جہان نیکوست رویش
کہ جو شخص جسکی صورت جہان مین نیک ہے
نبی بہتر ز روی اوست خویش
اُسکی صورت سے اُسکی عادت بہتر ہے

بصورت ہر کہ زشت آمد سرشتش
ظاہر مین جو شخص کہ بری پیدا ہوئی خلقت اُسکی
بدست از خوی زشتش روی زشتش
اُسکی بری عادت سے اُسکی صورت بری ہے

چنان کز زشت نیکوی نیاید
جیسے کہ بد سے نیکی نہین ہو سکتی ہے
ز نیکو نیز بدخوی نیاید
نیک سے بھی بدخوئی نہین ہوتی

بدینسان تا بزندانش سپردند
اسی طرح قید خانہ تک اُسکو لے گئے
بعیاران زندانش سپردند
قید خانے کے سپاہیون کے سپرد اُسکو کیا

چو آن دل زندہ در زندان درآمد
جب وہ زندہ دل قید خانے مین آیا
بہ تن زندانیان را جان درآمد
قید خانے والون کے بدن مین جان آگئی

دران محنت سرا افتادہ جوشی
اُس محنت سرا یعنی قید خانے مین ایک جوش پڑا
برآمد زان گرفتاران خروشی
اُن قیدیون سے ایک شور نکلا

شدند از مقدم آن شاہ خوبان
اُس معشوقون کے بادشاہ کی آمد سے ہوے
ہمہ زنجیریان زنجیر کوبان
تمام قیدی زنجیرین کھٹکانیوالے

بپا شد بندشان قید ارادت
پاؤن پر بیڑی اُنکی ارادت کی قید ہوگئی
بگردن غلشان طوق سعادت
اُنکی گردن مین طوق نیک بختی کے

بشادی شد بدل اندوہ ایشان
خوشی سے اُن کا رنج بدل گیا
کم از کاہی غم چون کوہ ایشان
ایک تنکے سے کم اُنکا غم کا پہاڑ ہوگیا

بلی هر جا رسد خوبی سرشتی
سچ ہے جس جگہ پہونچتا ہے کوئی خوب خصلت
اگر دوزخ بود گردد بهشتی
اگر دوزخ ہو بہشت ہو جاوے

بهر جا یار گل رخسار گردد
جس جگہ کہ یار پھول سا چہرہ ہووے
اگر گلخن بود گلزار گردد
اگر بھاڑ ہو باغ ہو جاوے

چو در زندان گرفت از جنبش آرام
جب قید خانے مین چلنے سے آرام پکڑا
بزندان بان زلیخا داد پیغام
قید خانے کے داروغہ سے زلیخا نے پیغام کہلا بھیجا

کزین پس محنتش مپسند بر دل
کہ اس سے زیادہ اُسکے دل پر محنت نہ پسند کر
ز گردن غل ز پایش بند بگسل
گردن سے طوق اور اُسکے پانوسے بیڑی توڑ

تن سیمینش از پشمینه مفرسای
گورا بدن اُس کا کمل سے مت گھس
بزرکش حله سروش بیارای
سنہرے لباس سے اُسکے قد کو سنوار

بشو ز فرق او گرد نژندی
دھو اُسکے سر سے گرد غمگینی کی
ز تاج حشمتش ده سربلندی
دبدبہ کے تاج سے اُسکو سربلندی دے

یکی خانه برای او جدا کن
ایک مکان اُسکے لیے علیحدہ تجویز کر
جدا از دیگران آنجاش جا کن
وہان اوروں سے الگ اُسکے لیے جگہ کر

معطر دار دیوار و درش را
خوشبودار رکھ دیوار اور دروازے اُسکے کو
منور ساز طاق و منظرش را
روشن کر طاق اور جھروکے اُسکے کو

زمینش را ز سندس مفرش انداز
اُسکی زمین پر دیبائے سبز کا فرش بچھاؤ
ز استبرق بساط دلکش انداز
استبرق سے عمدہ بچھونا بچھا

دران خانه چو منزل ساخت یوسف
اُس مکان مین جو یوسف نے قیام کیا
بساط بندگی انداخت یوسف
بچھونا بندگی کا بچھایا یوسف نے

رخ آورد آنچنان کش بود عادت
متوجہ ہوا جیسی کہ عادت اُسکی تھی
دران منزل بمحراب عبادت
اُس مکان مین بیچ محراب بندگی کے

چو مردان در مقام صبر بنشست
مردون کی طرح مقام صبر مین بیٹھا
بشکر آنکه از کید زنان رست
اُس شکر مین کہ عورتون کے مکر سے چھوٹا

نیفتد در جهان کس را بلائی
نہ کسی پر جہان مین ایسی بلا پڑے
که ناید زان بلا بوی عطائی
کہ نہ ہو اُس بلا سے امید بخشش کی

اسیری کز بلا باشد هراسان
جو قیدی کہ بلا سے ڈرتا ہے
کند بوی عطا دشوارش آسان
امید بخشش کی اُسکی مشکل آسان کردیتی ہے

پشیمانی زلیخا از فرستادن یوسف علیه السلام بزندان

پچھتانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے قید خانے مین بھیجنے سے

درین فیروزه کاخ دیر بنیاد
اس سبز محل پرانے بنے ہوئے یعنی دنیا مین
عجب غافل نهادست آدمیزاد
عجب غفلت پیدائش آدمی ہے

نباشد داب او نعمت شناسی
نہین ہوتا ہے طریقہ اُسکا نعمت پہچانا
نداند طبع او جز ناسپاسی
نہین جانتی ہے طبیعت اُسکی سوا ناشکری کے

بنعمت گرچه عمری بگذراند
نعمت مین اگرچہ ایک عمر گذران کرے
نداند قدر آن تا در نماند
نہ جانے مرتبہ اُسکا جب تک کہ عاجز رہے

بسا عاشق که بر هجران دلیرست
بہت عاشق کہ جدائی پر خوش ہین
بآن پندار کز معشوق سیرست
اُس خیال مین کہ معشوق سے آسودہ ہین

فلک چون آتش هجران فروزد
آسمان جب جدائی کی آگ روشن کرتا ہے
چو شمعش تن گدازد جان بسوزد
شمع کے مانند اُسکا بدن گھلتا ہے اور جان جلتی ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب قید خانہ قیدیون قید خانہ پر
گلستان شد ازان گلبرگ خندان
باغ ہوا اُس پھول شگفتہ سے

زلیخا گشت ازان سرو یگانه
زلیخا کہ اُس کا اُس سرو یگانہ سے
به از خرم گلستان بود خانه
بہتر شگفتہ باغ سے تھا گھر

چو آن سرو از گلستانش بدر شد
جو وہ سرو اُس کے باغ سے نکل گیا
گلستانش ز زندان تیره تر شد
باغ اُسکو قید خانے سے زیادہ تاریک معلوم ہوا

بتنگ آمد دران زندان دل او
تنگ آیا اُس قید خانے مین دل اُس کا
یکی صد شد ز هجران مشکل او
سو گنی ہوگئی جدائی سے مشکل اُسکی

چه مشکل زان بتر عاشق زار را
کیا مشکل اس سے بدتر عاشق زار کو
که بی دلدار بیند جای دلدار
کہ بے دلدار کے دیکھے جگہ معشوق کی

چه آسایش دران گلزار ماند
کیا آرام اس باغ میں باقی رہے
کز و گل رخت بند و خار ماند
جس سے کہ پھول نکلجاے کانٹے رہ جائیں

سنان خار در گلزار بے گل
بھالے کانٹے کے باغ میں بغیر پھول کے
بود خاصه پے آزار بلبل
خاصکر بلبل کے ایذا دینے کو ہوتے ہیں

چو خالی دید زان گل گلشن خویش
جب اس پھول سے خالی دیکھا باغ اپنا
چو غنچه چاک زد پیراهن خویش
کلی کی طرح پھاڑ ڈالا کرتہ اپنا

ز غم چون بر لبش آمد جان غمناک
غم سے جو لب پر غمگین جان آگئی
چه باک از جیب خود عاشق کند چاک
کیا ڈر ہے عاشق اپنا گریبان پھاڑ ڈالے

درے بر سینه خود می کشاید
ایک دروازہ اپنے سینے پر کھولتی ہے
که غم بیرون رود شادی درآید
کہ غم باہر جاتا ہے خوشی اندر آتی ہے

بناخن همچو گل رخسار مے کند
ناخن سے مثل پھول کے منہ نوچتی تھی
چو سنبل موے عنبر بار مے کند
مثل سنبل کے زلف خوشبودار نوچتی تھی

چو بودش روی و مو از جان نشانی
جب اسکے منہ اور بال جان سے ایک نشان تھے
ز هجر یار خود مے کند جانے
اپنے یار کی جدائی سے ایک جان نوچتی یعنی نکالتی تھی

ز دست دل بسینه سنگ میکوفت
دل کے ہاتھ سے سینے پر پتھر کوٹتی تھی
بقصد هجر طبل جنگ میکوفت
جدائی کے ارادے سے نقارہ لڑائی کا کوٹتی تھی

اگرچه بود شاه خیل خوبے
اگرچہ تھی بادشاہ گروہ خوبی یعنی خوبصورتوں کی
شکست آمد بر وزان طبل کوبے
شکست آئی اوپر اس نقارہ بجانے سے

بفرق سر ز پنجه خاک میریخت
سر پر پنجے سے خاک اڑاتی تھی
سرشک از دیده نمناک میریخت
آنسو آنسو بھری ہوئی آنکھ سے گراتی تھی

ز آب و خاک میکرد آنچنان گل
پانی اور مٹی سے اسطرح گارا بناتی یعنی لیستی تھی
که بندد رخنهاے هجر بر دل
کہ بند کرے دل پر دروازہ جدائی کا

ولے رخنه که هجران در دل افگند
لیکن جو سوراخ کہ جدائی نے دل میں کر دیا
برین یکمشت گل مشکل شود بند
اس مٹھی بھر مٹی سے مشکل ہے بند ہوتا

بدندان لعل چون عناب می خست
دانتوں سے لال سرخ رنگ کو کاٹتی تھی
بعقد در عقیق ناب می بست
موتیوں کی لڑی میں خالص عقیق پروتی تھی

مگر میخواست تا بنشاند آن خون
لیکن چاہتی تھی کہ وہ خون کو روکے
که از جوش دلش میریخت بیرون
کہ جوش دل اسکے سے گرتا تھا باہر

رخ گلگون خود میساخت نیلے
اپنے سرخ چہرے کو نیلا کرتی تھی
چو نیلوفر ز ضرب تپهاے سیلی
مثل کنول کے پھول کے گردنی کی چوٹوں سے

که سرخی درخور آمد خرمی را
کہ سرخی لائق ہوتی خوشی کو
نشاید جز کبودے ماتمی را
نہ چاہیے ماتم کو سوا نیلے کے

ز دل خونین رقم بر رو همیزد
دل پر خون سے نشان چہرے پر کرتی تھی
بحسرت دست بر زانو همیزد
افسوس سے ہاتھ زانو پر مارتی تھی

که این کاریکه من کردم که کردست
کہ یہ کام جو میں نے کیا کس نے کیا ہے
چنین زهریکه من خوردم که خوردست
ایسا زہر کہ میں نے کھایا کس نے کھایا ہے

درین محنت سرا یک عشق پیشه
اس محنت سرا یعنی دنیا میں کسی عاشق نے
نزد چون من بپاے خویش تیشه
نہ مارا مثل میرے بسولا اپنے پاؤں پر

بدست خویش چشم خویش کندم
اپنے ہاتھ اپنی آنکھ نکالی میں نے
ز کوری خویش را در چه فگندم
اندھے پن سے آپکو کنوئیں میں ڈالا میں نے

ز غم کوهی به پشت خویش بستم
غم کا ایک پہاڑ اپنی پیٹھ پر لادا میں نے
بزیر کوه پشت خود شکستم
پہاڑ کے نیچے اپنی پیٹھ توڑ ڈالی میں نے

دلم خون شد چو چندین روزگاری
دل میرا خون ہوا جب اتنے دن
که آوردم بکف زیبا نگاری
لائی میں ایک خوبصورت معشوق کو ہاتھ میں

ز دستان فلک بخت من آشفت
آسمان کے مکر سے میری تقدیر بگڑ گئی
ز دست خویش دادم آنش مفت
مفت اسکا دامن اپنے ہاتھ سے میں نے چھوڑ دیا

بجانم از دل آواره خویش
قریب جان کے یعنی عاجز ہونے میں اپنے پریشان دل سے
نمیدانم چه سازم چاره خویش
نہیں جانتی ہوں کیا کروں میں اپنی تدبیر

بدینسان نوحهٔ جانسوز مے کرد
اسی طرح جان جلانیوالے نوحہ پڑھتی تھی
شب اندوه خود را روز مے کرد
اپنے غم کی رات کو دن کرتی تھی

ز هر چیزے کز و بوئی شنیدی
جو چیز کہ اس سے کوئی خوشبو سونگھتی
به بوی او ز جان آهی کشیدی
اسکی امید میں جان سے ایک آہ کھینچتی

گرفتی دمبدم پیراهن او
اُٹھا لیتی دم بدم کرتہ اُسکا
چو گل عطر دماغ خویش کردی
مثل پھول کے عطر اپنے دماغ کا کرتی
گهی رو بر گریبانش نهادی
کبھی منھ اُسکے گریبان پر رکھتی
که طوق حشمت آن گردنست این
کہ طوق حشمت اُس گردن کا یہ ہے
گهی در آستینش دست بردی
کبھی اُس کی آستین میں ہاتھ لے جاتی
نهادی هر دو چشم خود بتعظیم
رکھتی دونوں آنکھیں اپنی واسطے تعظیم کے
گهی کردی بدیده دامنش جای
کبھی کرتی اُسکے دامن کی آنکھوں میں جگہ
نمودی نا امید از پای بوسی
کرتی نا امید قدم چومنے سے
چو دور از فرق دیدی افسرش را
جو سر سے دور دیکھتی اُس کے تاج کو
که این همسایهٔ آن فرق بودست
کہ یہ پڑوسی اُس سر کا رہا ہے
گر از کمر میانش یاد دادی
کمر کو کہ اُس کی ... یاد ...
بیاد آهوی صید افگن خویش
اپنے شکار کھیلنے والے کے ہرن کی یاد میں
چو زرکش حله اش از هم گشادی
جب سنہرے کپڑے اُسکے آپس سے کھولتی

که روزی سوده بودی بر تن او
کہ کسی دن اُس کے بدن میں لگا تھا
بدان تسکین داغ خویش کردی
اُس سے تسکین اپنے داغ کی کرتی
بصد حسرت زهش بوسه دادی
سو افسوس سے اُس کے گھنڈے کو چومتی
چه گفتم رشتهٔ جان منست این
کیا کہا میں نے رشتہ میری جان کا ہے یہ
ز بخت آن و ستبر خود شمردی
اپنے نصیب کے حاصل سے اُس کو سمجھتی
بیاد ساعدش کردی از سیم
اُسکی کلائی کی یاد میں چاندی سے بھرتی
که روزی سوده رو بر پشت آن پای
کہ ایک دن منھ رکھا تھا اُسکے پاؤں کی پیٹھ پر
به دامن بوسی او چاپلوسی
خوشامد ... اُسکے دامن چومتی
فشاندی گرد لعل و گوهرش را
جھاڑتی اُس کے موتی اور لعل کی گرد
جهانی بر زمینش فرق سودست
ایک جہان نے اُس کی زمین پر سر گھسا ہے
چو دیدی بندگی را داد دادی
جو دیکھتی بندگی کی داد دیتی
کمندش ساختی در گردن خویش
اپنی گردن اُسکی کمند میں ڈالتی
بگریه دیده پر نم گشادی
رونے کے لیے تر بھری ہوئی آنکھ کھولتی

بشستی دامن از اشک نیازش
دھوتی اپنے آرزو کے آنسو سے دامن اُسکا
چو نعلینش بجایی جفت دیدی
جو اُسکے کھڑاؤں کا کسی جگہ جوڑا دیکھتی
بدو جفتیش شدن در دل گذشتی
اُن دونوں سے اُسکے دل میں خیال جفت ہونیکا گذرتا
نهادی بند بر دل از دوالش
رکھتی دل پر بند اُسکے تسمے سے
بدینسان هر دمش از نو غمی بود
اسی طرح ہر لحظہ اسکو ایک نیا غم تھا
چو قدر نعمت دیدار نشناخت
جب دیدار کی نعمت کا مرتبہ نہ پہچانا
پشیمان شد ولی سودی نبودش
پچتانے لگی لیکن کچھ فائدہ نہ تھا اُس کو
ولی صبر از چنان روی چون توان کرد
لیکن صبر ایسی صورت سے کیونکر ممکن ہے
هلاک عاشق از جانان جدائیست
معشوق سے جدائی عاشق کے لیے موت ہے
چو افتد عقدهٔ صحبت درمیانه
جب پڑے گرہ صحبت کی درمیان میں
دگر سود تند صحبت درمیان نیست
اور جو تنگ صحبت کا درمیان نہیں ہے
بتنگ آمد ز خود ترک خودی کرد
آپ سے تنگ آئی چھوڑنا خودی کا کیا
سر خود بر در و دیوار می زد
سر اپنا دروازے اور دیوار پر مارتی تھی

ز اشک لعل خود بستی طرازش
سرخ آنسو اپنے سے باندھتی نقش اُسپر
از و بوسی بجانی منت دیدی
اُس سے ایک بوسہ عوض ایک جان کے منت سے دیکھتی
زبی جفتیش طاقت طاق گشتی
بے جوڑے ہونے سے اُسکی طاقت ختم ہو جاتی
ز خون دیده دادی رنگ آلش
دیدے کے خون سے دیتی سرخ رنگ اُسکو
ز هر چیزی جدا در ماتمی بود
جدا جدا ہر ایک چیز سے اُسکو ایک ماتم تھا
بداغ دوری از دلدار بگداخت
معشوق کی دوری کے داغ سے پگھلنے لگی
بغیر از صبر بهبودی نبودش
سوا صبر کے کچھ بہتر نہ تھا اُسکو
کی از دل مهر او بیرون توان کرد
کب اُسکی محبت دل سے باہر کرنا ممکن ہے
به تخصیص آنکه بعد از آشنائیست
خاصکر وہ کہ بعد آشنائی کے ہے
بود فرقت عذاب جاودانه
جدائی ہمیشہ کے لیے عذاب ہوتی ہے
جدائی ناخوشست اما چنان نیست
جدائی بری ہے لیکن ایسی نہیں ہے
به نیکی چون نشد مشکل بدی کرد
نیکی سے جب نہوا کام خواہش بدی کی کی
بسینه خنجر خونخوار می زد
سینے پہ خنجر خونخوار مارتی تھی

بیام قصرے شد پاسبان وار
کوٹھے کے دروازے پر جاتی تھی مثل چوکیدار کے
طناب از گیسوئے عنبر نگ می کرد
رسی زلف سیاہ رنگ سے بناتی تھی
خلاصی از جفاے دہر میجست
خلاصی زمانے کے ظلم سے ڈھونڈھتی تھی
ز ہر چیزی کہ کم یا بیش میخواست
جس چیز سے کہ کم یا زیادہ خواہش کرتی تھی
ہمی بوسید دایہ دست و پایش
چومتی تھی دایہ ہاتھ اور پانوں اُس کے
کہ از جانان مرتب باد کامت
کہ معشوق سے آراستہ ہو مقصد تیرا
رہائیت آنچنان باد از جدائی
رہائی ایسی تجکو جدائی سے ہو جیو
زمانی باخود آئین بیخودی چند
دم بھر کو ہوش میں آ بیخودی کبتک
دل ما راز غم خون میکنی تو
میرا دل غم سے خون کر رہی ہے تو
زمن بشنو کہ ہستم پیر این کار
مجھ سے سن کہ میں ہون واقفکار اس کام کی
زبی صبری فتادی در تب و تاب
بے صبری سے پڑی تو بیقراری میں
چو گیر د صرصر محنت وزیدن
جب چلنے لگتی ہے آندھی غم کی
بہ آن باشد کہ در دامن کشی پای
بہتر وہ ہو کہ دامن میں پانون سمیٹے تو

کز انجا افگند خود را نگون سار
کہ وہان سے وہ آپ کو اوندھا گرا دے
بدان راہ نفس را تنگ می کرد
اُس سے سانس کی راہ بند کرتی یعنی گردن کستی تھی
ز شربت دار جام زہر میجست
شربت سے آبدار زہر کا پیالہ ڈھونڈھتی تھی
ہمہ اسباب مرگ خویش میخواست
سب اپنی موت کے سامان چاہتی تھی
ہمی گفت از صمیم دل دعایش
دیتی تھی سچے دل کے اُسکو دعا
ز لعل او لبالب باد جامت
اُس کی شراب سے بھر جاے پیالہ تیرا
کہ ہرگز نایدت یاد از جدائی
کہ ہرگز تجکو جدائی سے یاد بھی نہ آوے
خردمندی گزین تا بیخودی چند
عقلمندی اختیار کر بیخبری کبتک
کہ کردست اینکہ اکنون میکنی تو
کس نے کیا ہے یہ کہ اب کر رہی ہے تو
شکیبائی بود تدبیر این کار
صبر ہوتا ہے تدبیر اس کام کی
برین آتش بریز از ابر صبر آب
اس آگ پر ڈال صبر کی بدلی سے پانی
نباید ہمچو کاہ از جا پریدن
نچاہیے گھانس کی طرح جگہ سے اُڑنا
مثال کوہ باشی پای بر جای
پہاڑ کی طرح قائم رہے تو جگہ پر

صبوری مایۂ فیروزی آمد
صبر پونجی فتحمندی کی آیا
صبوری میوۂ امیدت آرد
صبر میوہ تیری امید کا بر لا دے
بہ صبر اندر صدف باران شود دُر
صبر سے سیپی میں مینھ موتی ہو جاتا ہے
بہ صبر از دانہ آید خوشہ بیرون
صبر سے دانہ بالی سے باہر آتا ہے
بہ صبر اندر رحم یک قطرہ آب
صبر سے ایک قطرہ پانی کا بیٹا بین
زلیخا با دل و جان رمیدہ
زلیخا دل اور جان سے بھاگی ہوئی یعنی بیزار کو
گریبان را دریدہ تا بہ دامن
گریبان کو دامن تک چاک کر کے
ولی صبری کہ گیرد عاشق پیش
لیکن وہ صبر کہ عاشق اُسکو اختیار کرے
چو گردد ناصح از گفتار خاموش
جب نصیحت کرنے والا بات کہنے سے چپ ہو جاتا کر

قوی تر پایۂ بہروزی آمد
زبردست مرتبہ بہتری کا آیا
صبوری دولت جاویدت آرد
صبر دولت ہمیشہ کی تجکو دے گا
بہ صبر از لعل و گوہر کان شود دُر
صبر سے لعل اور موتی کان میں پیدا ہوتے ہین
ز خوشہ رہروان را توشہ بیرون
بالی سے مسافرون کے لیے توشہ ابھرتا ہے
شود نہ ماہ را ماہ جہانتاب
ہوتا ہے تو مہینے میں چاند جہان روشن کرنیوالا
شد از گفتار دایہ آرمیدہ
دایہ کی باتون سے قرار آگیا
کشید از صبر کوشش پا بہ دامن
کھینچا صبر کی کوشش کرنے سے پانون دامن مین
بہ قول ناصحان مصلحت کیش
بقول نیک نصیحت کرنیوالے لوگون کے
کند آن حرف را عاشق فراموش
کرتا ہے اُس کی باتون کو عاشق فراموش

بی طاقت شدن زلیخا در مفارقت یوسف و در شب ہمراہ دایۂ خود بزندان رفتن

کمزور ہو جانا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کی جدائی میں اور رات کو دایہ کے ساتھ آپ قید خانے میں جانا

چو در زندان آن مغرب یوسف مہر
جب نجیم کے قید خانے میں یوسف آفتاب نے
نہان کرد از زلیخای فلک چہر
پوشیدہ کیا رات سے اپنا چہرہ

زلیخا بے فلک را چہرہ شد گم
آسمان کی زلیخا کا چہرہ گم ہو گیا
شفق را شد ز اشکِ وجگر خون
شفق کا کلیجہ اُسکے آنسو سے خون ہو گیا
زلیخا را غم یوسف چنان کرد
زلیخا کو یوسف کے غم نے ایسا کیا
بگریہ نالہ جانسوز برداشت
رونے میں فریاد جان جلانیوالی اُٹھائی
چو روز اندر شب آرد روز عاشق
جب مُنھ رات میں لاتا ہر دن عاشق کا
ز ہجران تیرہ باشد روزگارش
جدائی سے سیاہ ہوتا ہے زمانہ اُسکا
ز غم روزش بود در وسیاہے
غم سے اُسکے دن کا ہوتا ہر مُنھ سیاہی میں
شب آبستن بود آن دم کہ آید
رات حاملہ ہوتی ہے اُسوقت کہ آتی ہے
چو آرد از مشیمہ بچہ بیرون
جب لاتی ہے بچہ پیٹ سے باہر
ازان مادر کہ برخوردار باشد
اُس ماں سے کون برخوردار ہووے
زلیخا را چو از بے صبری خویش
زلیخا کو جو اپنی بے صبری سے
ز دلبر دور و از دلدار مہجور
معشوق سے دور اور معشوق سے الگ جدا
چو بنود روی جانان پرتو افگن
جو منھ معشوق کا روشنی ڈالنے والا نہو وے

ز مہر یوسف آمد اشک انجم
یوسف کی محبت سے نکلا آنسو ستارے کا
وزان شد دامن گردون جگر گون
اور اس سے ہوا دامن آسمان کا کلیجے کیطرح یعنی سرخ
کہ از اشک شفق گون خونفشان کرد
کہ آنسو سرخ رنگ سے خون رونیوالا کیا
ہمان آہ و فغان روز برداشت
وہی نالہ اور آہ دن کا شروع کیا
بہ شب گردد فزونتر سوز عاشق
رات کو زیادہ بڑھتا ہے سوز عاشق کا
فزاید تیرگے شبہای تارش
بڑھتی ہے تاریکی اندھیری رات اُسکی کی
شبش گردد سیاہے بر سیاہے
رات اُسکی نہایت ہی سیاہ ہو جاتی ہر
برای عاشقان اندوہ زاید
عاشقوں کے واسطے رنج پیدا کرتی ہے
بجای شیر از و لہا کند خون
بجائے دودھ کے دلوں سے خون ٹپکتا ہے
کز نیسان بچہ اش خونخوار باشد
جس کا بچہ اس طرح کا خونخوار ہووے
بدین خونخوارگی آمد شبی پیش
اس خونخواری سے ایک رات آئے آئی
شبش بی ماہ ماند و خانہ بی نور
رات اُسکی اندھیری رہی اور گھر اندھیرا
بصد مشعل نہ گردد خانہ روشن
گھر سو مشعلوں سے بھی اجالا نہ ہووے

ز بس اندوہ دل چشمش نمی خفت
کثرت غم دل سے اُسکی آنکھ نہیں سوتی تھی
ندانم حال یوسف چیست امشب
آجکی رات نہ معلوم یوسف کا حال کیا ہے
کہ گسترده تہ پا بستر س را
کسنے بچھایا ہو اس کے پا انداز کا فرش
چراغ افروز بالینش کہ بودست
اُسکے سرہانے کسنے چراغ جلایا ہو
کہ بکشوده کمر بند از میانش
کسنے کھولا کمر بند اس کی کمر سے
ہوای آن مقامش ساخت یا نی
ہوا وہان کی موافق ہوئی یا نہیں اُسکو
گل او ہمچنان بر آب خود ہست
چہرہ اُسکا اُسی طرح اپنی رونق پر ہے
نبرده آن ہوا آب گلش را
ہوا وہان کی اُس کے چہرے کی آب لیگئی ہو
دلش چون غنچہ در تنگی فتاده
دل اسکا مثل کلی کے تنگی میں پڑا
ہمی گفت اینچنین در ہر لباسی
کہتی رہی یونہین تیر ایک پہر آنے میں
ازان پس طاقت و تابی نماندش
بعد اُسکے طاقت اور تاب نہ رہی اُس کو
ز شوقش در دل افتاد آتش تیز
اُسکے دل میں شوق کی آگ زور سے لگی
کہ یکدم جانب زندان گرائیم
کہ دم بھر کو قیدخانے کی طرف چلیں ہم

ز دیده خون دل میراند و میگفت
آنکھوں سے خون دل کا بہاتی تھی اور کہتی تھی
کفیل خدمت او کیست امشب
آجکی رات اُسکی خدمت کا کون ذمہ دار ہو گا
کہ کرده راست بر بالین سرش را
کسنے سر اُس کا تکیہ پر سیدھا رکھدیا ہو
کف راحت ببالینش کہ سودست
ہاتھ راحت کا کسنے اُس کے سر پہ پھیرا
کہ بوده وقت خواب افسانہ خوانش
کون اُس کے سوتے وقت قصہ کہتا ہو
چو مرغان رام و امش ساخت یا نی
چڑیوں کی طرح تابعداری جال کی بُننے کی یا نہیں
مسلسل سنبلش بر تاب خود ہست
پیچیدہ بال اُسکے اپنی چمک پر ہین
نشولیده نکرده سنبلش را
اُلجھا نہ دیا ہو اُس کی زلف کو
ویا چون گل ز شادی لب کشاده
اور یا مانند پھول کے خوشی میں لب کھولا
غم خود تا ز شب بگذشت پاسی
غم اپنا ایک پہر رات گئے تک
بدل از جوی صبر آبی نماندش
اُسکے دل میں صبر کی نہر کا کچھ بھی پانی نہ رہا
بدایہ دیده پر خون گفت برخیز
خون کے آنسو رو کر دایہ سے بولی کہ اُٹھ
بآن محنت سرا پنہان در آئیم
چھپ کر محنت سرا میں ہو آوین ہم

نہان در گوشۂ زندان نشینم
چھپکر قید خانے کے کسی کونے میں بیٹھوں میں
چو زندان جاے آنسان گلعذاریست
جو قید خانہ ایسے معشوق کی جگہ ہے
دل ہر عاشق از بستان کشاید
ہر عاشق کا دل باغ سے شگفتہ ہوتا ہے
روان شد ہمچو سرو ناز دایہ
چلی مثل سرو ناز کے دایہ
بزندان چون رسید آن ماہ شبگرد
قید خانے میں جو پہونچا وہ چاند رات کا پھرنے والا یعنی زلیخا
اشارت کرد تا بکشاد در را
اشارہ کیا یعنی کہا جب کھول دیا دروازہ
بدیدش بر سر سجادہ از دور
دیکھا اسکو مصلے پر بیٹھے ہوئے دور سے
گہی چون شمع بر پا ایستادہ
کبھی مثل شمع کے کھڑے ہو کر
گہی خم کردہ قامت چون مہ نو
کبھی جھک جھک کر مثل دوج کے چاند کے
گہی سر بر زمین از عذر تقصیر
کبھی زمین پر سر معافی تقصیر سے
گہی طرح تواضع درفگندہ
کبھی بنیاد عاجزی کی ڈال کر
زخود دور و بآن نزدیک بنشست
آپ سے دور اور اس سے نزدیک بیٹھی
ز جان زاری و از دل نالہ می کرد
جان سے آہ اور دل سے فریاد کرتی تھی

مہ زندانی خود را ببینم
اپنے قید خانے والے چاند کو دیکھوں میں
نہ زندان بلکہ خرم نوبہاریست
قید خانہ نہیں ہے بلکہ ایک تازہ نوبہار ہے
مرا این غنچہ در زندان کشاید
میری یہ کلی قید خانے میں کھلتی ہے
فتان خیزان بدنبالش چو سایہ
گرتی پڑتی اسکے پیچھے مانند سایہ کے
نہانی میر زندان را طلب کرد
چھپا کر قید خانے کے داروغہ کو بلایا
نمود از دور آن تابندہ مہ را
دکھلایا دور سے اس روشن چاند کو
چو خورشید درخشان غرق در نور
مانند آفتاب روشن کے نور میں ڈوبا ہوا
ز رخ زندانیان را نور دادہ
قیدیوں کو اپنے چہرے سے نور دیتے ہوئے
فگندہ بر بساط از چہرہ پرتو
جا نماز پر عکس چہرے کا ڈالا ہوا
چو شاخ تازہ گل از باد شبگیر
مثل پھول کی نئی شاخ کے رات کی ہوا سے
نشستہ چون بنفشہ سر فگندہ
بیٹھ کر مثل بنفشہ کے سر جھکا کر
ولے در گوشۂ تاریک بنشست
لیکن ایک تاریک گوشے میں بیٹھی
ز نرگس یاسمین را لالہ می کرد
آنکھوں سے چنبیلی کو لالہ بناتی تھی

بہ لولو لعل لب را می خراشید
موتی یعنی دانتوں سے ہونٹھوں کو چباتی تھی
بچشم خونفشان وز اشک گلگون
خون برسانیوالی آنکھ اور سرخ آنسوؤں سے
کہ ای چشم و چراغ نازنینان
کہ اے چشم و چراغ نازنینوں کے
بجانم آتشی افروخت عشقت
میری جان میں تیری محبت نے ایک آگ لگادی
نزد بر آتشم وصل تو آبی
میری آگ پر تیرے وصل نے ذرا پانی نہ ڈالا
بہ تیغ ظلم کردی سینہ ام چاک
ظلم کی تلوار سے میرا سینہ چاک کردیا تو نے
نداری رحم بر مظلومی من
میری بیچارگی پر ذرا بھی رحم نہیں کرتا ہے تو
ز تو ہر لحظہ ام از نو غمی زاد
تجھ سے ہر دم میرے لیے ایک نیا غم پیدا ہوا
وگر میزاد مادر کاش دایہ
اور اگر پیدا کیا تھا ان نے کاش دایہ ہی
ز شیر ناب کم میداد بہرم
دودھ خالص سے کم دیتی مجھکو حصہ یعنی کم پلاتی
زلیخا خود بدینسان در سخن بود
زلیخا خود بخود یہ باتیں کرتی تھی
سر موی بآن حاضر نمی شد
بال برابر یعنی مطلق اس طرف متوجہ نہ ہوتا تھا
چو شب بگذشت ہمچون صبح خیزان
جب رات گذر گئی مانند صبح جاگنے والوں کے

ز نخل تر رطب را می خراشید
درخت سے تازہ چھوہارے کو چھیلتی تھی
ہمی داد از درون این راز بیرون
دل کا یہ بھید ظاہر کرتی تھی
مراد خاطر اندوہگینان
غمگینوں کے دل کی مراد
سراپای وجودم سوخت عشقت
تمام جسم میرا تیری محبت نے جلا!
بآبی از دلم ننشاند تابی
اس پانی سے میرے دل کی آگ نہ بجھائی
زہی بینم ترا زین ظلم بیباک
تجھکو اس ظلم سے نہایت نڈر پاتی ہوں میں
زہی رحم تو و محرومی من
کیا اچھا ہے تیرا رحم اور بدنصیبی میری
مرا ای کاشکی مادر نمی زاد
مجھکو اگر کاشکے ماں پیدا نہ کرتی
بہ فرق من نمی افگند سایہ
میرے سر پر سایہ نہ ڈالتی
بشیر از قہر می آمیخت زہرم
غصے سے زہر میرے لیے دودھ میں ملاتی
ولی یوسف بحال خویشتن بود
لیکن یوسف اپنے حال میں تھا
وگر میشد اثر ظاہر نمی شد
اور اگر ہوتا نشان نہ معلوم ہوتا تھا
زلیخای فلک شد اشک ریزان
زلیخا آسمان کی یعنی رات روتی ہوئی گئی

غریو کوس سلطانی برآمد
نقارۂ بادشاہی کا شور بلند ہوا یعنی نوبت بجنے لگی
مؤذن در سحر خوانی برآمد
اذان دینے والے نے اذان کہنا شروع کی

دم سگ حلقہ بر حلقوم او بست
کتے کی دم نے حلقہ اسکے حلقوم پر باندھا یعنی کس دیا
دمش را از فغان شب فرو بست
اسکی آواز کو رات کے بھونکنے سے بند کردیا

خروس از خواب شب شد گردن افراز
مرغ رات کی نیند سے گردن بلند کر کے نمودار ہوا
زنای ساز کردہ تیز آواز
گلے کے ساز سے تیز آواز شروع کی

زلیخا دامن اندر چید و برگشت
زلیخا نے دامن سمیٹا اور پھر چلی
بخدمت آستان بوسید و برگشت
واسطے خدمت کے چوکھٹ چومی اور پھری

بزندان تا مہش خلوت نشین بود
قیدخانے میں جبتک اسکا چاند خلوت نشین رہا
شد آمد سوی زندانش چنین بود
آمدورفت اسکی طرف قیدخانیکے اسی طرح رہی

غذای جان او شد آن تگ و پوی
غذا اسکی جان کی وہ دوڑ دھوپ ہوئی
نبودش جز دران آمد شدن روی
نہ تھا اسکو سوا اس دوڑ دھوپ کے کچھ حاصل

نکردی کس بہ بستان میل چندان
نہ کرتا کوئی طرف باغ کے اسقدر خواہش
کہ بود آن خستہ دل را میل زندان
جیسی کہ تھی اس دلخستہ یعنی زلیخا کو چاہ قیدخانے کی

بلے آنرا کہ زندانی ست یارش
سچ ہے جس شخص کا یار قیدخانے میں ہے
بجز زندان کجا باشد قرارش
سوا قیدخانے اس کو کہاں قرار آوے

رفتن زلیخا بہ بام و نظارۂ زندان و گریستن بر مفارقت یوسف

جانا زلیخا کا کوٹھے پر اور دیکھنا قیدخانے کا اور رونا یوسف علیہ السلام کی جدائی پر

شب آمد عاشقان را پردہ راز
عاشقوں کے بھید کا پردہ رات آگئی
شب آمد بیدلان را غصہ پرداز
عاشقوں کا غصہ نکالنے والی رات آگئی

توان بس کار در شب گیر کردن
بہت کام رات کے وقت کرنا ممکن ہیں
کہ روزش کم توان تدبیر کردن
بلکہ دن میں اکثی تدبیر کم ہوسکتی ہے

زلیخا چون غم شب بگذرانید
زلیخا نے جب غم رات کا گذار لیا
نہ غم بل ماتم شب بگذرانید
غم نہیں بلکہ ماتم رات کا کر لیا

بلا و محنت روز آمدش پیش
دن کی بلا اور محنت اسکے سامنے آگئی
صد اندوہ جگر سوز آمدش پیش
سو کلیجہ جلانیوالے رنج اسکے آگے آئے

نہ رای آنکہ در زندان کند رخت
نہ مصلحت وہی کہ قیدخانے میں جاوے
نہ صبری آنکہ بی زندان کند خوی
نہ وہ صبر کہ بے قیدخانے کے دلکو روکے

ز نعمتہای خوش ہر لحظہ چیزی
طرح طرح عمدہ عمدہ چیزوں سے ہردم کچھ نہ کچھ
نہادی بر کف محرم کنیزی
ایک واقفکار لونڈی کے ہاتھ پر رکھتی

فرستادی بزندان سوی یوسف
بھیجتی قیدخانے میں پاس یوسف کے
کہ تا بیند بجائش روی یوسف
تاکہ دیکھے بجائے چہرے یوسف کے اسکو

چو آن محرم ز زندان آمدی باز
جب وہ واقفکار قیدخانے سے واپس آتی
برو صد عشقبازی کردی آغاز
اسپر سو سو طرح کا عشق شروع کرتی

گہی رو بر کف پایش نہادی
کبھی سر اسکے پانون پر رکھدیتی
گہی صد بوسہ اش بر چشم دادی
کبھی سو سو مرتبہ اس کی آنکھ چومتی

کہ این چشمیست کان رخسار دیدست
کہ یہ وہ آنکھ ہے جسنے اسکا چہرہ دیکھا ہے
کہ این پاییست کانجا ہا رسیدست
کہ یہ وہ پانون ہین جو وہان پہونچے ہین

اگر چشمش نیارم بوسہ دادن
اگر مین اس کی آنکھ کو بوسہ نہین دے سکتی ہون
و یا رو بر کف پایش نہادن
اور یا اسکے تلوے پر منھ نہین رکھ سکتی ہون

ببوسم بارے آن چشمی کہ گاہی
چومونگی مین بارے وہ آنکھ جو کبھی
کند در روی زیبایش نگاہی
اس خوبصورت چہرے کو دیکھ لے

نہم رو بر کف آن پای باری
رکھونگی مین بارے منھ اس تلوے پر
کہ وقتی میکند سویش گذاری
جس کا کسی وقت اسطرف گذر ہو جاوے

بپرسیدی از ان پس حال او را
پوچھتی بعد اسکے اس کا حال
جمال روی فرخ فال او را
خوبصورتی صورت مبارک اسکی سے

کہ رویش را نفرسودہ گزندی
کہ اسکی صورت کسی تکلیف سے خراب تو نہین ہے
بکار او نیفتادہ دست بندی
اس کے لیے کسی کام کی قید تو نہین ہے

گلش را زان ہوا پژمردگی نیست
اسکے چہرے کو اس ہوا سے پژمردگی تو نہیں ہے
تنش را زان زمین آزردگی نیست
اسکے جسم کو اس زمین سے کوئی تکلیف تو نہیں ہے

ز نعمتہا کہ بر وی خورد یا نے
نعمتوں سے جو تو نے کچھ کھائیں یا نہیں
ازین دلدادہ یاد آورد یا نے
اس عاشق نے یعنی میری کچھ یاد کی یا نہیں

پس از پرسش نمودنہای بسیار
بہت باتوں کے پوچھنے کے بعد
ز جا برخاستی با چشم خونبار
جگہ سے اٹھتی خون برسانیوالی آنکھوں سے

ببام کاخ در یک غرفہ بودش
اسکے کوٹھے کے دو منزلے میں ایک جھروکہ تھا
کز آنجا بام زندان مینمودش
کہ اس جگہ سے کوٹھا قید خانے کا دکھائی دیتا تھا

دران غرفہ شدی تنہا نشستے
اس جھروکے میں جاتی اکیلی بیٹھتی
در غرفہ بروے خلق بستے
دروازہ کھڑکی کا لوگوں کی طرف سے بند کر لیتی

بدیدہ در برخش گاہ لعل سفتے
آنکھوں سے موتی اور گالوں سے لعل پروتی تھی
سو زندان نظر کردی و گفتے
قید خانے کی طرف دیکھتی اور کہتی تھی

کہیم تا روے گلفامش نہ بینم
میں [illegible] اسکا سرخ چہرہ دیکھوں
بس این کز بام خود بامش ببینم
یہی کافی ہے کہ اپنے کوٹھے سے اسکا کوٹھا دیکھوں

نمیشایستم دیدار دیدن
میں لائق دیدار کے دیکھنے کے نہیں ہوں
خوشم با آن در و دیوار دیدن
بہتر مجھکو وہ در اور دیوار دیکھنا بہتر ہے

[illegible] نشین ست
[illegible]
نہ زندان روضۂ خلد برین ست
قید خانہ نہیں باغ بہشت برتر کا ہے

[illegible] سایہ دارد
[illegible]
کہ خورشید جہان در سایہ دارد
بلکہ آفتاب جہان کو سایہ میں رکھتی ہے

[illegible] شکست
[illegible] سے ٹوٹ گئی
گرفت آن مہ برو بنہاد و بنشست
کہ بیٹھ اس چاند نے اسپر رکھی اور بیٹھا

[illegible] برآمد ایدارش [illegible]
[illegible]
کہ سرو من فرود آرد ازان سر
کہ میرا سرو اس سے سر باہر نکالتا ہے

[illegible] باشد آستانے
[illegible] وہ چوکھٹ
کہ بوسد پای آنسان دلستانے
جو چومے پانوں ایسے معشوق کا

خوش آن کز تیغ مہرش آشکارہ
وہ بہتر ہے کہ اسکی محبت کی تلوار سے بے تکلف
تنم چون ذرہ گردد پارہ پارہ
بدن میرا مثل ذرے کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے

در افتم سرنگون از روزن او
گر پڑوں میں سر کے بل اسکے جھروکے کے
بہ پیش آفتاب روشن او
آگے آفتاب روشن اس کے کے

ہزاران رشک دارم بر زمینے
ہزاروں رشک رکھتی ہوں اس زمین پر
کہ بخرامد بدانسان نازنینے
جسپر چلتا ہے اس یعنی یوسف ایسا نازنین

شود از گرد دامانش معطر
ہوتی ہے گرد دامن اسکے سے خوشبودار
ز موے عنبر افشانش معنبر
بال عنبر گرانیوالے اسکے سے خوشبودار

سخن کوتاہ تا شب کارش این بود
قصہ مختصر رات ہونے تک کام اسکا یہی رہتا
گرفتاریش آن گفتارش این بود
ان باتوں میں وہ گرفتار رہتی تھی

درین گفتار جانش بر لب آمد
انہیں باتوں میں جان اس کی لب پر آتی
درین اندوہ روزش تا شب آمد
اسی غم میں دن اسکا رات تک پہونچتا

چو آمد شب دگر شد حیلہ اندیش
جب رات آئی اور حیلہ ڈھونڈھنے لگی
کہ گیرد پیش آئین شب پیش
کہ اختیار کرے طریقہ اگلی یعنی گذری ہوئی رات کا

شبش این بود روز آن بدان روز
راتیں اسکی یوں رہیں اور دن اسکے ایسے ہی ہر
کہ زندان بود جاے آن دل افروز
جبتک جگہ اس دل افروز یعنی یوسف کی قید خانہ رہا

بشب زندان شدن را چارہ کردی
رات کو قید خانے جانے کی تدبیر کرتی
بروز از غرفہ اش نظارہ کردی
دن بھر جھروکے سے اسکو دیکھا کرتی

نبودی ہیچگہ خالی ازین کار
ان کاموں سے کسی وقت خالی نہ رہتی
گہے دیوار دیدے گاہ دیدار
کبھی دیوار دیکھتی اور کبھی دیدار

چنان یوسف بخاطر خانہ کردش
ایسا یوسف نے اسکے دل میں گھر کر لیا
کہ از جان و جہان بیگانہ کردش
کہ جان اور جہان سے بیگانہ کر دیا اسکو

ز بس در یاد او گم کرد خود را
از بسکہ اس کی یاد میں آپ کو بھول گئی
بشست از لوح خاطر نیک و بد را
دھو ڈالا لوح دل سے نیک اور بد کو

کنیزان گرچہ میدادندش آواز
لونڈیاں اگر کبھی اس کو آواز دیتیں
نمے آمد بحال خویشتن باز
نہ آتی تھی اپنے ہوش میں [illegible]

بگفتی با کنیزان گاه بیگاه
کہتی کبھی کبھی یہ لونڈیون سے
که من هرگز نباشم از خود آگاه
کہ مین ہرگز اپنے ہوش مین نہین بیخبر ہون

بگفتا از من آگاهی مجوئید
اور یہ کہا کہ مجھ سے خبرداری مت ڈھونڈھو
بجنبانیدم اول پس بگوئید
پہلے مجکو ہلا لیا کرو پھر مجھ کہا کرو تم

زجنبانیدن اول باخود آیم
ہلانے سے پہلے ہوش مین آجاؤن گی مین
وزان پس گوش بشنیدن گشایم
بعد اسکے کان سننے کے لیے کھولون گی مین

دل من هست بازندانی من
دل میرا میرے قیدی کے پاس ہے
ازان نیست این همه حیرانی من
اس سبب سے یہ حیرانی مجکو ہے

بخاطر هر کرا آن ماه گردد
جس شخص کے دل مین وہ چاند پھر جاوے
کجا از دیگری آگاه گردد
کب کسی دوسرے سے واقف ہو سکے

بگشت از حال خود روزی مزاجش
بگڑ گیا اپنی حالت سے ایکدن مزاج اسکا
بزخم نشتر افتاد احتیاجش
نشتر کے زخم یعنی فصد کی ضرورت پڑی اسکو

زخونش بر زمین در دیده کس
خون کے قطرون اسکے سے کسی کی نظر مین
نیامد غیر یوسف یوسف و بس
اور کچھ نہ آیا سوا یوسف یوسف کے اور بس

بکلک نشتر استاد سبک دست
نشتر کے قلم سے استاد ہلکے ہاتھ یعنی جراح نے
بلوح خاک نقش این حرف ربست
خاک کی تختی پر اس حرف کا نقش باندھا

چنان از دوست پر بودش رگ و پوست
ایسا دوست سے اسکا رگ و پوست بھر گیا تھا
که بیرون نامدش از پوست جز دوست
کہ باہر نہ نکلا اسکے پوست سے اور کچھ سوا دوست کے

خوش آنکس کو رهائی یابد از خویش
اچھا وہ شخص ہے کہ رہائی پاوے آپ سے
نسیم آشنائی یابد از خویش
آشنائی کی ہوا پاوے آپ سے

کند در دل چنان جا دلبری را
ایسی اپنے دل مین دلبر کو جگہ دے
که گنجایش نماند دیگری را
کہ کسی دوسرے کی گنجایش باقی نہ رہے

درآید همچو جانش در رگ و پی
درآوے مثل جان کے اسکے رگ و پٹھے مین
نه بنید یک سر مو خالی از وی
ایک سر بال کو اس سے خالی نہ چھوڑے

نه بوئی باشدش از خود نه رنگی
نہ کوئی بو رہے اسکو آپ سے نہ کوئی رنگ
نه صلحی باشدش با کس نه جنگی
نہ کوئی صلح ہو اسکو کسی سے نہ کسی سے لڑائی

نه دل در تاج و نی در تخت بندد
نہ دل کو تاج مین اور نہ تخت مین باندھتا یعنی لگاتا ہے
ز کوی او هوس ها رخت بندد
اسکے کوچے سے خواہشین بھاگ جاتی ہین

نیارد خویشتن را در شماری
آپ کو کسی شمار مین نہین لاتا ہے
نگیرد پیش غیر از عشق کاری
سوائے عشق کے اور کام اختیار نہین کرتا ہے

اگر گوید سخن با یار گوید
اگر بات کرتا ہے یار سے کرتا ہے
وگر جوید مراد از یار جوید
اور جو مراد چاہتا ہے یار کی جستجو کرتا ہے

رخ اندر پختگی آرد ز خامی
منہ عقلمندی مین لاتا ہے نہ بےعقلی مین
ز بود خود برون آید تمامی
اپنی ہستی سے بالکل باہر نکل جاتا ہے

تو هم جامی از خود برون آئی
اے جامی تم بھی خودی سے باہر نکلو
بدولتخانه سرمد درون آئی
ہمیشہ کے دولتخانے یعنی عالم جاودانی کو جاؤ

چو داند راه دولتخانه واسے
جب ہمیشہ کے راہ دولتخانہ کی جانتا ہے تو
نه از دولت بود چندان گرانی
دولت سے اسقدر ناخوشی نہین ہوتی ہے

ازین جائے گر انجانان قدم نه
اس جان سے آزردہ لوگون کی جگہ سے قدم اٹھاکر
قدم در دولت آباد عدم نه
نیستی کے شہر مین قدم رکھ

بهودی و زیانی زان نبودت
نہ بھلائی تو اور کوئی نقصان اس سے ہوا تیرا
مباش امروز هم کالنست سودت
مت رہ آج بھی کہ اسی مین تیرا فائدہ ہے

مجو اندر خودی بهبود خود را
خودی مین اپنی بہتری مت ڈھونڈھ
کزین سودا نیابی سود خود را
کہ اس سودے سے اپنا فائدہ تو نہ پاویگا

در شرح احسان هاے یوسف بر اهل زندان و
بیچ بیان احسانون حضرت یوسف علیہ السلام کے جو قیدیون پر کئے اور

تعبیر کردن وی خواب مقربان پادشاه مصر را
تعبیر کرنا ان کا خواب نزدیکون بادشاہ مصر کی

و وصیت کردن ایشان را که وی را
اور وصیت کرنا ان لوگون کا کہ اس یعنی یوسف علیہ السلام کو

پیش شاه مصر یاد کنند
آگے بادشاہ مصر کے یاد کریں

ز مادر هر که دولتمند زاید
ان سے جو شخص صاحب دولت پیدا ہوتا ہے
فروغ دولتش ظلمت زداید
روشنی دولت اُسکی کی تاریکی کو مٹا دیتی ہے

بخارستان رود گلزار گردد
وہ کانٹوں کی جگہ جاتا ہے باغ ہو جاتا ہے
گل از بوی نافهٔ تاتار گردد
گل اس سے نافہ تاتار یعنی نہایت خوشبودار ہوتا ہے

چو ابر ار بگذرد بر تشنه کشتی
مثل بدلی کے اگر کسی پیاسے یعنی خشک کھیت پر گذرتا ہے
شود از مقدمش خرم بهشتی
اُسکے قدم سے وہ ایک سبز اور تازہ بہشت ہوتا ہے

چو باد ار بر رود بر تازه باغی
مثل ہوا کے اگر کسی تازہ باغ میں جاتا ہے
فروزد از رخ هر گل چراغی
روشن کرتا ہے اپنے چہرے سے ہر پھول کا چراغ یعنی کھلاتا پھول

بزندان گر در آید خرم و شاد
قیدخانے میں اگر وہ خوش و خرم جاتا ہے
کند زندانیان را از غم آزاد
قیدیوں کو غم سے آزاد کر دیتا ہے

چو زندان بر گرفتاران زندان
جب قیدخانہ قیدخانے کے گرفتاروں پر
شد از دیدار یوسف باغ خندان
حضرت یوسف کے دیدار سے تازہ باغ ہو گیا

همه از مقدم او شاد گشتند
سب اُس کے آنے سے خوش ہو گئے
ز بند درد و غم آزاد گشتند
رنج اور درد کے قید سے چھوٹ گئے

بگردن غل شان شد طوق اقبال
اُنکی گردن کا طوق اقبال کا طوق ہو گیا
بپا زنجیرشان فرخنده خلخال
اُن کے پاؤں کی زنجیر خوبصورت پازیب ہو گئی

اگر زندانیی بیمار گشتی
اگر کوئی قیدی بیمار ہوتا
اسیر محنت و تیمار گشتی
قید رنج اور غمخواری کا ہوتا

کمر بستی پی بیمارداریش
کمر باندھتا اُس کی بیمارداری کے لیے
خلاصی دادی از تیمارخواریش
خلاصی دیتا اُس کو غمخواری کرنے سے

وگر جا بر گرفتاری شدی تنگ
اور اگر کسی قیدی پر جگہ تنگ ہوتی یعنی تکلیف ہوتی
سوی تدبیر کارش کردی آهنگ
اُسکے کام کی درستی کی طرف ارادہ کرتا

گشاده رو شدی در رضاجوئی
خوشی سے اُسکی خوشنودی میں متوجہ ہوتا
ز تنگی در گشاد آوردیش روئی
تنگی سے اُس کو فراخی کی طرف لاتا

ق
وگر بر مفلسی عشرت شدی تلخ
اور جو کسی مفلس پر خوشی کڑوی ہوتی
ز ناداری نمودی غره اش سلخ
مفلسی سے اسکا غرہ سلخ معلوم ہوتا یعنی شروع سے تکلیف ہوتی

ز زرداران کلید زر گرفتی
خزانچیوں سے کنجی خزانے کی لیتا
ز عیشش قفل تنگی بر گرفتی
عیش سے اُسکی تنگی کا قفل کھول دیتا

ق
وگر خوابی بدیدی نیک بختی
اور اگر کوئی خواب کوئی نیک بخت دیکھتا
بگرداب خیال افتاده رختی
خیال کی بھنور میں اسباب گرے ہوئے

شنیدی از لبش تعبیر آن خواب
سنتا اُس خواب کی تعبیر یوسف کے منھ سے
بخشکی آمدی رختش ز گرداب
بھنور سے خشکی میں اُسکا اسباب آ جاتا

ق
دو کس از محرمان شاه آن بوم
دو شخص واقف کار اس زمین میں یعنی بادشاہ مصر سے
ز خلوت گاه قربش گشته محروم
خلوتگاہ نزدیکی بادشاہ سے بدنصیب ہو کر

بزندان همنفس بودند و همراز
قیدخانے میں یوسف کے ہمدم اور ہمراز تھے
دران ماتم کده با او هم آواز
اس غمخانہ یعنی قیدخانے میں یوسف کے ہم آواز تھے

بیک شب هر یکی دیدند خوابی
ایک رات کو دونوں نے ایک ایک خواب دیکھا
وزان در جان شان افتاد تابی
اور اس سے اُنکی جان میں ایک بیقراری پڑ گئی

یکی را مژده ده خواب از نجاتش
ایک کا خواب اُسکی خلاصی کی خبر دینے والا
یکی را مخبر از قطع حیاتش
ایک کا خواب اُسکے مرجانے کی خبر دینے والا

ولی تعبیر آن زیشان نهان بود
لیکن تعبیر اُن کی اُن سے پوشیدہ تھی
ازان بر جان شان بار گران بود
اس سے اُنکی جان پر بڑا بوجھ تھا

بیوسف خوابهای خود بگفتند
یوسف سے خواب اپنے بیان کیے
جواب خوابهای خود شنفتند
جواب اپنے اپنے خواب کے سنے

یکی را گوشمال از دار دادند
ایک کو گوشمالی سولی سے دی
یکی را بر در شه بار دادند
ایک کو بادشاہ کے دربار میں اجازت دی

جوانمردی که سوی شاه میرفت
جو جوانمرد کہ طرف بادشاہ کے جاتا تھا
بمسندگاه عز و جاه میرفت
طرف مسندگاہ عزت اور مرتبے کے جاتا تھا

ق

چو رو سوی شه مسند نشین کرد
جب منہ طرف بادشاہ مصر کے کیا یعنی چلنے لگا
باو یوسف اشارت اینچنین کرد
یوسف نے اُس سے ایسا اشارہ کیا یعنی یہ کہا

که چون در صحبت شه باریابی
کہ جب تو بادشاہ کی صحبت میں باریاب ہوتا
به پیشش فرصت گفتار یابی
اُسکے آگے بات کرنے کا موقع پاتا

مرا در مجلسش یادآوری زود
فوراً اُس کی مجلس میں میری یاد کرنا
کزان یادآوری وافر بری سود
کہ اُس یاد کرنے سے بہت فائدہ اُٹھائیگا تو

بگوئی هست در زندان غریبی
کہنا تو کہ قید خانے میں ایک بیچارہ ہے
ز عدل شاه دوران بی نصیبی
بادشاہ زمانہ کے انصاف سے بے نصیب

چنینش بیگنه مپسند رنجور
اس طرح اُسکو بیگناہ رنجیدہ مت پسند کر
که هست این از طریق معدلت دور
کہ یہ بات راہ انصاف سے دور ہے

چو خورد آن بهره مند از دولت و جاه
جب پی اُس نے دولت اور مرتبے سے نصیب ور نے
می از قرابهٔ قرب شهنشاه
بادشاہ مصر کی قربت کے قرابے سے شراب

چنان رفت آن وصیت از خیالش
اُسکے خیال سے وہ وصیت ایسی جاتی رہی
که بر خاطر نیامد چند سالش
کہ کئی برس اُسکے دل پر نہ گذری

نهال وعده اش مایوسی آورد
اُس کے وعدے کا درخت ناامیدی لایا
بزندان بلا محبوسی آورد
بلا کے قید خانے میں قید ہونا لایا

بلی آنرا که ایزد برگزیند
سچ ہے جس شخص کو خدا پسند کرتا ہے
بصدر عز معشوقی نشیند
بزرگی معشوقی کی مسند پر بیٹھتا ہے

ره اسباب بر روییش ببندد
راہ وسیلوں کی اُسکے منہ پر بند کر دیتا ہے
رهی زین دانشش کم پسندد
اس راہ و رسم کا گروہ اُسکے لیے کم پسند کرتا ہے

نتابد جز بسوی خود روی او را
اپنی طرف کے سوا اُسکا منہ کسی طرف نہیں پھیرتا ہے
ز هر کس بگسلاند خوی او را
ہر شخص سے اُس کی طبیعت کو توڑ لیتا ہے

بدست غیر تاراجش نخواهد
اُسکو غیر کے ہاتھ سے لٹ جانا نہیں چاہتا ہو
بغیر خویش محتاجش نخواهد
سوا اپنے غیر کا محتاج ہونا اُسکے لیے نہیں چاہتا ہے

نخواهد دست او در دامن کس
نہیں چاہتا ہو اُسکا ہاتھ کسی کے دامن میں
اسیر دام خویشش خواهد و بس
قید اپنے جال کا اُسکو چاہتا ہے اور بس

طلب کردن پادشاه مصر حضرت یوسف را برای تعبیر خواب خود

بلانا بادشاہ مصر کا حضرت
یوسف علیہ السلام کو اپنے خواب کی تعبیر پوچھنے کے لیے

بسا قفلی که ناپیدا کلید است
بہت قفل جن کی کنجی پوشیدہ ہے
بر او راه کشایش ناپدید است
اُن کے کھلنے کی تدبیر ظاہر نہیں ہے

بود چون کار دانا پیچ در پیچ
ہوتا ہے جب کام عقلمند کا پیچیدگی میں
به پیشش کوشش فکر و نظر هیچ
اُسکے آگے کوشش فکر اور نظر کی ہیچ معلوم ہوتی ہے

تراگه دست صنعی در میان نی
ایکبارگی بغیر کسی کاریگری کے درمیان میں ہاتھ لگانے
ز فتحش هیچ صانع را گمان نی
اُسکے کھلجانے کا کسی کاریگر کو بغیر گمان ہے

پدید آید ز غیب آنرا کشادی
ظاہر ہوتی ہے غیب سے اُس کے لیے ایک کنجی
ودیعت در کشادش هر مرادی
وابستہ اُس کے کھلنے میں مراد ہر ایک کی

چو یوسف دل ز حیلتهای خود کند
جب یوسف نے دل اپنا تدبیروں سے زخمی کیا
برید از رشتهٔ تدبیر پیوند
رشتہ تدبیر سے تعلق قطع کیا یعنی تدبیر کرنا چھوڑ دیا

بجز ایزد نماند آنرا پناهی
سوا خدا کے اُس کو کوئی پناہ نہ رہی
که باشد در نوائب تکیه گاهی
جو مصیبت میں ایک تکیہ گاہ ہووے

ز پندار خودی و بخردی رست
خیال خودی اور عقلمندی سے چھوٹا
گرفتش فیض فضل ایزدی دست
فیض فضل خدا نے اُسکی دستگیری کی

شبی سلطان مصر آن شاه بیدار
ایک رات کو بادشاہ مصر یعنی اُس بادشاہ بیداربخت کو
بخوابش هفت گاو آمد پدیدار
خواب میں اُسکو سات بیل ظاہر یعنی نظر آتے

همه بسیار خوب و سخت فربه
سب بہت اچھے اور مضبوط اور موٹے
بخوبی و خوشی از یکدگر به
خوبی اور خوبصورتی میں ایک ایک سے بہتر

وز آن پس هفت دیگر در برابر
اور بعد اُسکے سات بیل اور سامنے
پدید آمد سراسر خشک و لاغر
دکھائی دیے بالکل دبلے اور کمزور

در آن هفت نخستین روی کردند
طرف اُن پہلے والے ساتون کے متوجہ ہوئے
بسان سبزه آنرا پاک خوردند
مثل گھانس کے اُن کو بالکل کھا گئے

بدینسان سبز و خرم هفت خوشه
اسی طرح سبز اور تازہ سات بالیان
که دل زان قوت وی دیده توشه
کہ دل کو جن سے غذا ملتی آنکھون کو غذا

برآمد از عقب هفت دگر خشک
بعد اُس کے نکلین سات اور سوکھی ہوئین
بر آن پیچید و گردش سر بسر خشک
اُنپر لپٹین اور اُنکو بالکل خشک کردیا

چو سلطان بامداد از خواب خاست
صبح کو جب بادشاہ خواب سے جاگا
ز هر بیدار دل تعبیر آن خواست
ہر عقلمند سے اُسکی تعبیر چاہی یعنی پوچھی

همه گفتند کاین خواب محالست
سب نے کہا کہ یہ مشکل خواب ہے
فراهم کرده وهم و خیالست
جمع کیا ہوا وہم اور خیال کا ہے

به حکم عقل تعبیری ندارد
عقل کی رو سے کوئی تعبیر نہین رکھتا ہے
بجز اعراض تدبیری ندارد
سوا چشم پوشی کے کوئی تدبیر نہین رکھتا ہے

جوانمردی که از یوسف خبر داشت
اُس جوانمرد نے کہ یوسف سے واقف تھا
ز روی کار یوسف پرده برداشت
یوسف کے کام کے منھ سے پردہ اُٹھایا

که در زندان همایون فر جوانیست
کہ قیدخانے مین ایک مبارک دبدبہ جوان ہے
که در حل دقایق خرده دانیست
کہ باریکیون کے حل کرنے مین نہایت باریک جاننے والا ہے

بود بیدار در تعبیر هر خواب
ہر خواب کی تعبیر مین ہوشیار ہووے
دلش غواص این بحر گهر یاب
دل اُسکا غوطہ خور اس دریا سے موتی پانے والا

اگر گوئی بروبکشایم این راز
اگر اجازت ہو اُسپر اس بھید کو ظاہر کرون مین
وزو تعبیر خوابت آورم باز
اور اُس سے تعبیر آپکے خواب کی پوچھ لاؤن مین

بگفتا اذن خواهی چیست از من
کہا مجھ سے اجازت چاہنے کی کیا ضرورت ہو
چه بهتر کور را از چشم روشن
اندھے کو آنکھ روشن ہوجانے سے کیا بہتر ہو

مرا چشم خرد زان لحظه کور است
میری عقل کی آنکھ اُس وقت سے اندھی ہے
که از دانستن این راز دور است
جب سے اس بھید کے جاننے سے دور ہے

روان شد جانب زندان جوانمرد
روانہ ہوا طرف قیدخانے کے جوانمرد
به یوسف حال خواب شه بیان کرد
یوسف سے حال بادشاہ کے خواب کا بیان کیا

بگفتا گاو و خوشه هر دو سالند
کہا بیل اور بالیان دونون سال ہین
به اوصاف خود از اوصاف حالند
اپنی تعریف سے وہ تعریف کرنیوالے حال کے ہین

چو باشد خوشه سبز و گاو فربه
جب ہووے بالی سبز اور بیل موٹے
بود از خوبی سالت خبرده
ہر سال کے اچھے ہونے سے تجکو خبر دینے والے

چو باشد خوشه خشک و گاو لاغر
جب بالیان سوکھی ہون اور بیل دُبلے
بود از سال تنگت قصه آور
ہون تیرے سال کی بُرائی کا بیان کرنیوالے

نخستین سالهای هفتگانه
پہلے کے ساتون برس
بود باران و آب و کشت و دانه
ہوگی بارش اور پانی اور کھیتی اور دانہ

همه عالم ز نعمت پر برآید
تمام جہان نعمتون سے بھر جائیگا
وزان پس هفت سال دیگر آید
بعد اُن کے سات برس اور آوینگے

که نعمتهای پیشین خورده گردد
کہ اگلی نعمتین کھائی جاوینگی یعنی صرف ہوجائینگی
ز تنگی جان خلق آزرده گردد
تنگی سے لوگون کی جان آزردہ ہوجائیگی

نبارد ز آسمان ابر عطائی
نہ برسے گی بدلی بخشش کی آسمان سے
نروید بر زمین شاخ گیاهی
نہ اُگیگی زمین پر گھاس کی کوئی شاخ

ز عشرت مالداران دست دارند
خوشی سے مالدار لوگ ہاتھ روک لین
به تنگی تنگدستان جان سپارند
تنگی سے مفلس جان سونپین یعنی مرجائینگے

چنان نان گم شود بر خوان دوران
ایسی گم ہو روٹی زمانہ کے دسترخوان سے
که گوید آدمی نان و دهد جان
کہ کہے آدمی روٹی اور جان دے

جوانمرد این سخن بشنید و برگشت
جوانمرد نے یہ بات سنی اور پھر گیا
حریف بزم شاه دادگر گشت
مقابل محفل بادشاہ عادل کا ہوا

حدیث یوسف و تعبیر او گفت
ذکر یوسف کا اور تعبیر اُسکی بیان کی
دل شاه از دمش چون غنچه بشگفت
دل بادشاہ کا مثل کلی کے اُسکی بات سے کھل گیا

بگفتا خیز و یوسف را بیاور
کہا اُٹھ اور یوسف کو لے آ
کزو به گردم این نکته باور
کہ اس سے زیادہ مجکو یہ بھید یقین ہوجائیگا

چو از دلبر سخن شاید شنیدن
جب معشوق سے بات سننا ممکن ہے
چرا از هر دهن باید شنیدن
ہر ایک کے منھ سے کیون چاہیے سننا

سخن از دوست آری شکرست آن
بات دوست سے اگرچہ وہ بھی شکر ہے
دگر باره بزندان شد روانه
دوسری مرتبہ طرف قیدخانے کے روانہ ہوا
که ای سرو ریاض قدس بخرام
کہ اے سرو باغ پاکیزگی کے چل
خرامان شو بدین روی دلارا
برائے اس دل آراستہ کرنیوالے چہرے کے
بگفتا من چه آیم سوی شاهی
کہا مین کیا آؤن یعنی چلون طرف اُس بادشاہ کے
که زندان سالها محبوس کردست
کہ برسون سے قیدخانے مین قید کیا ہے
اگر خواهد که من بیرون نهم پای
اگر چاہتا ہے کہ مین قدم باہر رکھون
کند با آنکه چون رویم بدیدند
کہ وہ لوگ جنھون نے منھ میرا دیکھا
بیکجا چون ثریا باهم آیند
مثل ثریا کے سب ایک جگہ اکٹھا ہون
که جرم من چه بود از من چه دیدند
کہ میرا کیا گناہ تھا مجھ سے کیا دیکھا
بود کین سر شود بر شاه روشن
شاید کہ یہ بھید بادشاہ پر ظاہر ہووے
مرا پیشه گناه اندیشگی نیست
میرا پیشہ گناہ اندیشہ کرنے کا نہین ہے
در آن خانه خیانت نامد از من
اُس مکان مین چوری نہ آئی یعنی نہوئی مجھ سے

ولی گر خود بگوید خوشترست آن
لیکن اگر آپ کہے زیادہ اچھی ہے وہ
ببرد این مژده سوی آن یگانه
لے گیا یہ خوشخبری طرف اُس یگانہ یعنی یوسف کے
سوی بستان سرای شاه نه گام
طرف باغ بادشاہ کے قدم رکھ
بیارا زین گل آن بستانسرا را
آراستہ کر اس پھول سے اُس باغ کو
که چون من بیکسی را بیگناهی
جسنے مجھ ایسے بیکس اور بیگناہ کو
ز آثار کرم مایوس کردست
بخشش کی نشانی سے نا امید کیا ہے
ازین غمخانه گو اول بفرماید
اُس غمخانے سے کہ پہلے حکم دے
ز حیرت در رخم کفها بریدند
میرے سامنے حیرت سے ہاتھ کاٹے
نقاب از کار ما روشن کشایند
پردہ میرے کام سے صاف اٹھا دین یعنی بتادین
چه از تهمت سوی زندان کشیدند
کیونکہ میرا اسباب تہمت قیدخانے کے کھینچا
که پاکست از خیانت دامن من
کہ چوری سے میرا دامن پاک ہے
در اندیشه خیانت پیشگی نیست
میرے خیال مین بھی چوری کرنیکا پیشہ نہین ہے
بجز صدق و امانت نامد از من
سوا سچائی اور امانت کے نہ آیا کچھ مجھ سے

مرا به گر زنم نقب خزائن
مجھکو بہتر جو لگاؤن یعنی لگاؤن سیند خزانے مین
جوانمرد این سخن چون گفت باشاه
جوانمرد نے یہ بات جو بیان کی بادشاہ سے
که پیش شاه یکسر جمع گشتند
کہ آگئے بادشاہ کے سب جمع ہوئین
چو رو کردند در پیش شه آن جمع
جب منھ کیا آگے بادشاہ کے اُس گروہ نے
کز آن شمع حریم جان چه دیدند
کہ اُس شمع محل جان یعنی یوسف سے کیا دیکھا
ز رویش در بهار و باغ بودید
جسکے منھ سے بہار اور باغ مین رہتین تم
تنی کآزار باشد بر تنش گل
ایسا معشوق کہ ایذا ہو اسکے بدن پر پھول
گلی کش نیست تاب باد شبگیر
جو پھول کہ اسکو نہین ہے طاقت رات کی ہوا کی
زنان گفتند کای شاه جوان بخت
عورتون نے کہا کہ اے بادشاہ جوان نصیبہ
ز یوسف ما بجز پاکی ندیدیم
یوسف سے ہمنے سوا پاکی کے کچھ نہ دیکھا
نباشد در صدف گوهر چنان پاک
نہ ہوگا سیپی مین موتی ایسا پاک
زلیخا بود نیز آنجا نشسته
زلیخا بھی وہان بیٹھی ہوئی تھی
ز دستان نهانی زیر پرده
پوشیدہ در پردہ مکرون سے

که باشم در فراش خانه خائن
جب تین مین اُسکے گھر کی بی بی کی چوری کرنیوالا
زنان مصر را کردند آگاه
مصر کی عورتون کو آگاہ کیا بادشاہ نے
همه پروانه آن شمع گشتند
سب اُس شمع کی پروانہ ہو گئین
زبان آتشین بگشاد چون شمع
زبان آگ کی سی مثل شمع کے کھولی
که بر وی تیغ بدنامی کشیدند
کہ اُس پر تلوار بدنامی کی کھینچی
چرا رو سوی زندانش نمودید
کیون منھ طرف قیدخانے کے اُسکا کیا تم نے
کی از دانا رسد بر گردنش غل
کب عقلمند سے پہونچے اُس کی گردن مین طوق
بپایش چون نهد جز آب زنجیر
اُسکے پاؤن پر کون رکھے سوا پانی کے زنجیر
تو فرخنده تر هم تاج و هم تخت
تجکو تاج اور تخت اور زیادہ مبارک ہووے
بجز عز و شرف با وی ندیدیم
سوا بزرگی اور شرافت کے کچھ نہ دیکھا ہمنے
که بود از تهمت آن جان جهان پاک
جیسا کہ تہمت سے وہ جانجہان یعنی یوسف پاک تھا
زبان از کذب و جان از کید رسته
زبان جھوٹ سے اور جان مکر سے چھوٹی ہوئی
ریاضتهای عشقش پاک کرده
عشق کی سختیون نے اسکو پاک کر دیا یعنی جھوٹ دور کر دیا

فروغ راستی از جان علم زد
سچائی کی روشنی نے جان سے علم مارا یعنی ظاہر ہوئی

چو صبح راستی از صدق دم زد
مثل صبح سچائی کے سچائی سے دم مارا

بجرم خویش کرد اقرار مطلق
اپنے گناہ پر بخوبی اقرار کیا

برآمد زو صدائے حصحص الحق
نکلی اُس سے آواز کہ حق ظاہر ہے

بگفتا نیست یوسف را گناہے
کہا نہیں ہے یوسف کا کچھ گناہ

منم در عشق او گم کردہ راہے
میں اُسکے عشق میں راہ بھولی ہوئی ہوں میں

نخست او را بوصل خویش خواندم
پہلے اپنے وصل کے لیے اُسکو بلایا میں نے

چو کام من نداد از پیش راندم
جب مراد میری نہ دی آگے سے ہنکایا میں نے

بزندان از ستمہائے من افتاد
قید خانے میں میرے ظلموں سے پڑا

دران غمہا ز غمہائے من افتاد
اُن غموں میں میرے غموں سے پڑا

غم من چون گذشت از حد غایت
غم میرا جب گذرا حد انتہا سے

بحالش کرد حال من سرایت
اُس کے حال میں میرے حال نے اثر کیا

جفائے گر رسید او را ز جافے
جو ظلم کہ اُس کو پہونچا ظالم سے

کنون واجب بود آنرا تلافے
اب واجب ہے اُسکا نیک بدلا

ہر احسان کاید از شاہ نکوکار
جو احسان ہو سکے بادشاہ نیک کام سے

بصد چندان بود یوسف سزاوار
اُسکے سو گنے کے لائق حضرت یوسف ہیں

چو شاہ این نکتہ سنجیدہ بشنید
جب بادشاہ نے یہ بھید تلا ہوا یعنی صاف سُنا

دل گل بشگفت چون غنچہ بخندید
مثل پھول کے کھلا مثل کلی کے مسکرایا

اشارت کرد کز زندانش آرند
اشارہ کیا کہ اُس کو قید خانے سے لاویں

بدان خرم سرا بستانش آرند
اُس تازہ باغ میں اُس کو لاویں

ز باغ لطف گلبرگیست خندان
باغ پاکیزگی سے ایک شگفتہ پھول ہے

گل خرم ببستان بہ کہ زندان
پھول کھلا ہوا باغ میں بہتر ہے نہ قید خانے میں

بملک جان بود شاہ نکوبخت
ملک جان میں رہے بادشاہ خوش نصیب

مقام شاہ نبود جز سر تخت
مقام بادشاہ کا نہو سوا بلندی تخت کے

برون آمدن یوسف از زندان و احترام

نکلنا حضرت یوسف علیہ السلام کا قید خانے سے اور حرمت دینا

پادشاہ مر او را و وفات عزیز

بادشاہ کا یوسف علیہ السلام کو اور مرجانا عزیز مصر کا

درین دیر کہن رسمیست دیرین
اس دنیا میں یہ ایک پرانی رسم ہے

کہ بی تلخی نباشد عیش شیرین
کہ بے رنج کے عیش شیرین نہیں ہوتا ہے

خورد نہ ماہ طفلی در رحم خون
کھاتا ہے نو مہینے ماں کے پیٹ میں ایک لڑکا خون

کہ آید با رخ چون ماہ بیرون
جب چاند سی صورت سے باہر آتا یعنی پیدا ہوتا ہے

بسا سختی کہ بیند لعل در سنگ
بہت سختیاں کہ دیکھتا ہے لعل پتھر میں

کہ خورشید درخشانش دہد رنگ
جب آفتاب روشن اُسکو رنگ دیتا ہے

شب یوسف چو بگذشت از درازے
یوسف کی رات سے درازی جو گذری

طلوع صبح کردش چارہ سازے
صبح کے طلوع ہونے نے اُسکی تدبیر کی

چو شد کوہ گران بر جانش اندوہ
جب اُسکی جان پر غم کا بھاری پہاڑ ہوگیا

برآمد آفتابش از پس کوہ
نکلا آفتاب اُسکا پہاڑ کے پیچھے سے

پئے تعظیم و اکرام وے از شاہ
واسطے تعظیم اور تکریم اُسکی کے بادشاہ سے

خطاب آمد بسرہنگان درگاہ
حکم ہوا طرف مصاحبون درگاہ کے

کز ایوان شہ خورشید اورنگ
کہ محل بادشاہ آفتاب تخت سے

بمیدانی ز ہر جانب دو فرسنگ
ایک میدان میں ہر طرف سے دو فرسنگ تک

دو رویہ تا بزندان ایستادند
دو طرفہ قید خانے تک کھڑے ہوئے

تجملہائے خود را عرضہ دادند
اپنی شان و شوکت کو دکھلایا

چہ از زرین کمر سرکش غلامان
کیا سنہرے پٹکے باندھے خوبصورت غلاموں سے

ہمہ در خلعت زرکش خرامان
سب سنہرے کپڑے پہنے ٹہل رہے تھے

چہ از خورشید پیکر خوشنوایان
کیا آفتاب شکل خوش آوازوں سے

بعبرانی و سریانی سرایان
عبرانی اور سریانی زبان میں گانیوالے

چه از چابک سواران سپاهے — تتاری مرکبان باهم مباهے
کیا چابک سواروں سپاہ سے — عربی گھوڑوں پر آپس میں فخر کرتے ہوئے

سران مصر بیرون از شماره — نثار افشان شدند از هر کناره
سردار مصر کے گنتی سے باہر — نثار قربان کرنے لگے ہر طرف سے

تهیدستان بامید نثارے — کشاده هر طرف جیب و کنارے
محتاج نثار لینے کی اُمید میں — دامن اور گود ہر طرف پھیلائے ہوئے

چو یوسف شد سوی خسرو روانه — به خلعتهاے خاص خسروانه
جب یوسف طرف بادشاہ کے روانہ ہوئے — خاص بادشاہانہ خلعتوں سے

فراز مرکبش از پاے تا فرق — تو گوئی گشته در زر و گهر غرق
اوپر گھوڑے اُسکے کے سر سے پاؤن تک — تو کہے سونے اور موتی میں ڈوبا ہوا ہے

بهر جا طبلهاے مشک و عنبر — ز هر سو بدرهاے دُر و گوهر
ہر جگہ تھیلیاں مشک اور عنبر کی — ہر طرف سے تھیلیاں موتی اور لعل کی

براهِ مرکب او مے فشاندند — گدا را از گدائے مے رهاندند
اُس کی سواری کے راستہ میں لٹاتے تھے — فقیر کو فقیری سے چھڑاتے تھے

چو آمد بارگاه شه پدیدار — فرود آمد ز رخش تیز رفتار
جب ظاہر ہوئی یعنی دکھائی دی بارگاہ بادشاہ کی — اُترا تیز چلنے والے گھوڑے سے

خز و اطلس بپا انداختندش — بپا انداز فرق افراختندش
خز اور اطلس اُسکے پاؤن کے نیچے بچھائی — پا انداز سے سر بلند کیا اُسکو

ببالاے خز و اکسون همے رفت — بر اطلس چون مه گردون همے رفت
اوپر خز اور اکسون کے چلتا تھا — اطلس پر مثل چاند آسمان کے جاتا تھا

ز قرب مقدمش چون شه خبر یافت — باستقبال او چون بخت بشتافت
نزدیک آنے اُسکے سے جو بادشاہ نے خبر پائی — واسطے اُسکی پیشوائی کے مثل نصیبہ کے دوڑا

کشیدش در کنار خویشتن تنگ — چو سرو گلرخ و شمشاد گلرنگ
دبا لیا اُسکو اپنی گود میں زور سے — مثل سرو گلرخ اور شمشاد گلرنگ کے

بپهلوی خودش بر تخت بنشاند — بسر سهاے خوش باوی سخن راند
تخت پر اپنے پہلو میں اُسکو بٹھایا — اچھی طرح پوچھنے میں اُس سے بات کرنے لگا

نخست از خواب خود پرسید تعبیر — در آمد لعل نوشینش بتقریر
پہلے اپنے خواب سے تعبیر پوچھی — آئے اُس کے میٹھے لب بات کرنے میں

وزان پس کرد از هر جا سوالی — بپرسیدش ز هر کارے و حالی
بعد اُسکے کیے ہر ایک جگہ سے ہر ایک سوال — پوچھا اُس سے ہر کام اور ہر ایک حال سے

جوابے دلکش و مطبوع گفتش — جهان کامد از ان گفتن شگفتش
جواب پسندیدہ اور دلکش دیا اُسنے — آیا کہ یوسف کے بتانے سے بادشاہ کو تعجب ہوا

در آخر گفت این خوابے که دیدم — ز تو تعبیر آن روشن شنیدم
آخر میں کہا یہ خواب کہ دیکھا میں نے — تجھ سے تعبیر اُس کی صاف سُنی میں نے

چسان تدبیر آن کردن توانم — غم خلق و جهان خوردن توانم
میں اس کی تدبیر کیا کر سکتا ہون — غم خلق اور جہان کے کھانیکا کیونکر کر سکتا ہون

بگفتا باید ایام فراخی — که ابر و یم نیفتد در تراخی
کہا چاہیے اچھی فصل یعنی ارزانی میں — جب تک ابر و دریا دیر سے پانی برسنے میں پڑ جائیں

منادی کردن اندر هر دیارے — که بشنو خلق را جز کشت کارے
ڈھنڈورا پٹوانا چاہیے ہر ایک شہر میں — کہ لوگوں کو سوا کھیتی کے کچھ کام نہ دے

بناخن سنگ خارا را خراشند — ز چهره خوی فشانان دانه پاشند
ناخن سے سنگ خارا کو چھیلیں یعنی خوب محنت کریں — چہرہ سے پسینا ٹپکاتے ہوئے بیج بو دیں

چو از دانه شود آگنده خوشه — نهندش با تهیدستان از هر توشه
جب بالیان دانے سے بھر جاوین — اُسکو محتاجوں کی طرح اُنکے کھانے کے لیے

سنابلها بخوشه رازان رسته ازن — که باشد بر مخصمان ستانی
گر بالیان بالیون کے بدھین اُس سبب سے اور کہین — کہ وہ دشمنوں کے منھ کو چھیدنے والا

چو گیرد خوشه در خانه درنگے — نیابد ره بکار قحط و تنگے
جو خوشہ تک بالیان گھر میں رہین گی — زمانہ تنگی اور قحط کا نہ پاوے گا

برد هر کس براے عیش تیره — بقدر حاجت خود زان ذخیره
لیجاوے ہر شخص واسطے عیش تاریک یعنی قحط کے — اپنی ضرورت کے موافق اپنے اُس ذخیرہ سے

ولیکن هر کار را باید کفیلے — که از دانش بود با وی دلیلے
لیکن ہر کام کے لیے ایک ذمہ دار چاہیے — جس کے ساتھ عقل کا ایک رہنما ہووے

بدانش غایت این کار داند
نہایت عقل سے اس کام کو جانے
چو داند کار را کردن تواند
جب جانے گا تب کام کر سکے گا

ز هر چیزی که در عالم توان یافت
ہر چیز کا جہان میں پانا ممکن ہے
چو من دانا کفیلی کم توان یافت
مجھ سا ذمہ دار دانا کم مل سکے گا

بمن تفویض کن تدبیر این کار
میرے سپرد تدبیر اس کام کی کر
که ناید دیگری چون من پدیدار
کہ دوسرا مجھ سا نظر نہ آوے گا

چو شاه از وی بدید این کارسازی
جب بادشاہ نے اسکی یہ کارکردگی دیکھی
بملک مصر دادش سرفرازی
مصر کے ملک میں اسکو سرفرازی دی

سپه را بنده فرمان او کرد
سپاہ کو اسکے حکم کا تابعدار بنایا
زمین عرصهٔ میدان او کرد
زمین کے میدان کو اسکا میدان بنا دیا

بجای خود به تخت زر نشاندش
اپنی جگہ سونے کے تخت پر اسکو بٹھلایا
بصد عزت عزیز مصر خواندش
سیکڑوں عزتوں سے اسکو عزیز مصر کہا

چو پا بالای تخت زر نهادی
جب قدم سونے کے تخت پر رکھتا
جهانی زیر تختش سر نهادی
ایک جہان اسکے تخت کے نیچے سر رکھ دیتا

چو رفتی بر سر میدان ز ایوان
جب جاتا میدان کو محل سے
رسیدی بانگ چاوشان بکیوان
پہونچتی آواز نقیبوں کی زحل تک

بهر جانب که طوف اندیش بودی
جس طرف کہ گھومنے والا ہوتا
جنیبت کش هزاران پیش بودی
کوتل لیجانے والے ہزاروں آگے چلتے

بهر کشور که بگذشتی سواره
جس ملک میں کہ سوار ہو کر گذرتا
برون بودی سپاهش از شماره
سپاہ اسکی گنتی سے باہر ہوتی تھی

چو یوسف را خدا داد این بلندی
جب یوسف کو خدا نے یہ عروج دیا
بقدر این بلندی ارجمندی
اس عروج کے موافق بزرگی دی

عزیز مصر را دولت زبون گشت
عزیز مصر کا اقبال پست ہو گیا
لوای حشمت او سرنگون گشت
علم اسکے دبدبے کا اوندھا ہو گیا

دلش طاقت نیاورد این خلل را
دل اسکا اس خلل کی طاقت نہ لایا
بزودی شد هدف تیر اجل را
فوراً موت کے تیر کا نشانہ ہوا یعنی مر گیا

زلیخا روی در دیوار غم کرد
زلیخا نے منہ طرف دیوار غم کے کیا
ز بار هجر یوسف پشت خم کرد
بوجھ جدائی یوسف سے پیٹھ جھکائی

نه از جاه عزیزش خانه آباد
نہ عزیز کے مرتبے سے گھر اسکا آباد
نه از اندوه یوسف خاطر آزاد
نہ یوسف کے رنج سے دل آزاد

فلک کو دیر مهر و زود کین است
آسمان جو کہ دیر محبت کرنیوالا اور جلد دشمنی کرنیوالا ہے
درین حرمان سرا کار وی اینست
اس بدنصیبی کے گھر یعنی دنیا میں اسکا کام یہی ہے

یکی را بر کشد چون خور بر افلاک
ایک کو آسمان پر مثل آفتاب کے کھینچتا ہے
یکی را افگند چون سایه بر خاک
ایک کو مثل سایے کے خاک پر گراتا ہے

خوش آن دانا که در هر کاری و باری
اچھا ہے وہ عقلمند ہر ایک کاروبار میں
که از کارش نگیرد اعتباری
کہ اسکے کام پر نہ لے یعنی نہ کرے کوئی بھروسہ

نه از اقبال او گردن فرازد
نہ اسکے اقبال سے گردن بلند یعنی غرور کرے
نه از ادبار او جانش گدازد
نہ اسکے ادبار سے اپنی جان کو گھلا دے

در شرح حال زلیخا از وفات عزیز مصر و استیلای محبت یوسف بر و

بیان حال زلیخا میں مرجانے عزیز مصر سے اور غلبہ محبت یوسف علیہ السلام کا اس پر

دلی کز دلبری ناشاد باشد
جو دل کہ معشوق سے ناخوش ہووے
ز هر شادی و غم آزاد باشد
ہر رنج اور خوشی سے بے پروا ہوتا ہے

غم دیگر نگیرد دامن او
غم دوسرے کا اسکا دامن نہیں پکڑتا ہے
نگردد شادی پیرامن او
نہیں پھرتی ہے کوئی خوشی گرد اسکے

اگر گردد جهان دریای اندوه
اگر جہان غم کا دریا ہو جاوے
بر آرد موجهای غصه چون کوه
نکالے لہریں غم کی مثل پہاڑ کے

ازان نم دامن او تر نگردد
اس تری سے دامن اسکا نہ بھیگے
ز اندوهی که دارد بر نگردد
جس رنج ہے کہ رکھتا ہے نہ پھرے

وگر جشن و طرب سازد زمانه
اور جو جشن اور خوشی کرے زمانہ
دہد رو عیشہائے جاودانه
ظاہر ہوں عیش ہمیشہ کے

فرو پیچد ازان جشن و طرب روے
پھیرلے اُس جشن اور خوشی سے منھ
نخواہد کم غم خود یکسر موے
نچاہے کمی اپنے غم کی ایک بال برابر

زلیخا بود مرغ محنت آہنگ
زلیخا تھی ایک چڑیا محنت آواز کرنیوالی
جہان چون خانۂ مرغان برو تنگ
جہان مثل پنجرے کے اُس پر تنگ تھا

دران روزیکہ دولت یار بودش
جن دنوں میں کہ اقبال اُسکا مددگار تھا
حریم خانہ چون گلزار بودش
محل اندر کا اُس کا مثل باغ کے تھا

عزیزش بود بر سر سایہ گستر
عزیز اُسکے سر پر سایہ بچھانیوالا یعنی زندہ تھا
نہالے بود رعنا سایہ پرور
ایک نوخیز خوبصورت سائے میں پالا ہوا درخت تھی

ہمہ اسباب عشرت جمع میداشت
تمام سامان عیش کے موجود رکھتی تھی
رخ افروختہ چون شمع میداشت
چہرہ شکل شمع کے روشن رکھتی تھی

غم یوسف زجان او نمیرفت
غم یوسف کا اسکی جان سے نہ جاتا تھا
حدیثش از زبان او نمیرفت
ذکر یوسف کا زبان سے اسکی نہ جاتا تھا

دران وقتیکہ رفت از سر عزیزش
جب کہ گیا عزیز اُسکے سر سے یعنی مر گیا
نماند اسباب دولت ہیچ چیزش
اسباب دولت کا کچھ اُسکے پاس نہ رہا

خیال روی یوسف یار او بود
یوسف کے چہرے کا خیال اُسکا مددگار رہا
انیس خاطر افگار او بود
غمخوار اُس کے زخمی دل کا رہا

بیادش روے در ویرانہ کرد
اس کی یاد میں منھ طرف ایک جنگل کے کیا
وطن در کنج محنت خانہ کرد
قیام ایک ویرانے کے گوشے میں کیا

نمی خورد از فراق او نمی خفت
نہ کھاتی تھی اُسکی جدائی سے نہ سوتی تھی
ز دیدہ خون ہمی بارید و میگفت
آنکھوں سے خون برساتی تھی اور کہتی تھی

خوشا کز بخت برخوردار بودم
اچھے تھے وہ دن کہ نصیبہ سے برخوردار تھی میں
درون یک سرا با یار بودم
اندر ایک گھر کے پاس یار کے تھی میں

ولے بے یاد از حرمان دیدار
لیکن بےخبر دیدار کی بدنصیبی سے
جمالش دیدمی ہر روز صد بار
جمال اُسکا دن بھر میں سو مرتبہ دیکھتی تھی میں

ازان دولت چو بختم ساخت محروم
اُس دولت سے جب نصیبے نے مجکو بے نصیب کر دیا
بزندان کردمش محروم و مظلوم
قید خانے میں اُسکو کیا میں نے بے نصیب و مظلوم

بشب پنہان بزندان بردمی راہ
رات کو چھپا کر قید خانے میں جاتی تھی میں
تماشا کردمے آن روی چون ماہ
وہ چاند سا منھ دیکھا کرتی تھی میں

بروزم زنگ غم از دل زدودے
میرے دل سے غم کا زنگ چھڑاتے یعنی دور کر دیتے تھے
در و دیوار آن منزل کہ بودے
اُس مکان یعنی قید خانے میں جو دیوار اور دروازے کہ تھے

منم امروز ازانہا دور ماندہ
آج کے دن میں ان سب سے دور یعنی جدا ہوں میں
بدل رنجیدہ بہ تن مہجور ماندہ
دل سے رنجیدہ اور بدن سے جدا پڑی ہوئی

ندارم زو بجز در دل خیالے
نہیں رکھتی ہوں سوا اسکے خیال کے کچھ دل میں
وزو خالے نیم در ہیچ حالے
اور اس سے کسی حال میں خالی نہیں ہوں

خیالش گر رود چون زندہ مانم
اگر اُسکا خیال جاتا رہے کیونکر زندہ رہوں میں
کہ در قالب خیال اوست باہم
جب خیال اُسکا قالب کے ساتھ ساتھ ہے

ہمیگفت این حدیث و آہ میزد
یہ کہتی تھی اور دھاڑیں مارتی تھی
ز آہ آتش بہ مہر و ماہ میزد
آہ سے آفتاب اور ماہتاب میں آگ لگاتی تھی

ز ہر دم آہ دائم دود آہش
کشش آہ سے ہمیشہ دھواں اُسکی آہ کا
بہ فرق سر شدے چتر سیاہش
سر پر شکل چھتری سیاہ کے ہوتا تھا

ز خورشید حوادث ہیچگاہے
حادثوں کی دھوپ سے کسی وقت
نبودی غیر آن چترش پناہے
سوا اُس چھتری کے کوئی پناہ نہ تھی

نبود آن چترش بالاے سر بود
وہ چھتری نہ تھی جو اُسکے سر پر تھی
فلک را از خدنگ او سپر بود
اُسکے تیر آہ سے آسمان کے لیے ڈھال تھی

خدنگش را اگر آن مانع نگشتے
اُسکے تیر کو اگر وہ نہ روکتا
ز صندوق فلک بیرون گذشتے
آسمان کے صندوق سے باہر نکل جاتا

ز مژگان دمبدم خوناب میریخت
پلکوں سے ہر وقت خون کا پانی گراتی تھی
مگر خوناب خون ناب میریخت
خون کا پانی نہ کہ خالص خون گراتی تھی

چو بود از تاب دل سوزان تب او
دل سوزان سے جو اُسکو حرارت تھی
مژہ می ریخت آبی بر لب او
پلکیں اُسکے لب پر پانی گراتی تھیں یعنی روتی تھی

نمی شست از رخ آن خونابه گوئے
خالص خون سے وہ منہ نہیں دھوتی تھی گویا کہ تو
ازان خونابه بودش سرخروئے
اُس خون کے پانی سے اُسکو سرخروئی تھی

چو زان خونابه رخ را غازه کردی
جو اُس خالص خون سے روغن لگاتی وہ
بدل عقد محبت تازه کردی
دل میں گرہ محبت کی نئی لگاتی تھی

بروے کار نا بوردے دم نقد
نہ لاتی کام کے منہ پر نی النور
بجز خون جگر کابین آن عقد
سوا خون جگر کے اُس عقد کا مہر

گہے کندی بناخن روی گلگون
کبھی ناخن سے پھول سے رخسار کو نوچتی
چو چشم خود کشادی چشمهٔ خون
اپنی آنکھ کی طرح جاری کردیتی چشمہ خون کا

زسرخی هر یکے بوده دواتے
ہر ایک سرخی سے ایک دوات تھی
نوشتے از غمش خط نجاتے
لکھتی تھی اُسکے غم سے نجات کا ایک خط

گہے سینه گہے دل می خراشید
کبھی سینہ اور کبھی دل چھیلتی تھی
زجان جز نقش جانان می تراشید
جان سے سوا نقش معشوق کا اور سب چھیلتی یعنی صاف کرتی تھی

همی زد بر سر زانو کف دست
زانو پر اپنے ہاتھ دے دے مارتی تھی
سمن را رنگ نیلوفر همی بست
چنبیلی یعنی گورے زانو کو نیلوفری یعنی نیلا کرتی تھی

بمهر دوست یعنی در خورم من
دوست کی محبت میں یعنی لائق ہے مجھکو
گر او خورشید شد نیلوفرم من
اگر وہ آفتاب ہوا نیلوفر ہو جاؤں میں

چو باشد آفتاب خاوری یار
جب پورب کا آفتاب پیدا یار ہووے
مرا نبود بجز نیلوفری کار
مجھکو سوا کنول کے پھول بننے کے کچھ کام نہووے

بدل همچون صنوبر کوفتی مشت
دل پر صنوبر کی طرح گھونسے مارتی تھی
نشان نیشکر خاییدی انگشت
گنّے کی طرح انگلیاں غمسے کاٹتی تھی

کف نقش کز هر نگاری داشتی عار
ہتیلی انگلی کہ ہر ایک نقش سے شرم رکھتی تھی
نگارین گشتی از انگشت افگار
منقش ہو جاتی انگلیوں کے زخم سے

زانگشتان خونین خامه کردے
سرخ یعنی خون بھری انگلیوں کا قلم بناتی
ز کافوری کف خود نامه کردے
گوری ہتیلی اپنی سے خط یعنی کاغذ بناتی

درون نامه حرف غم نوشتے
خط کے اندر غم کے احوال لکھتی
بدون زین حرف چیزے کم نوشتے
ان باتوں سے زیادہ اور کچھ کم لکھتی

ولی زان نامه هرگز داستانش
لیکن اُس خط سے کبھی اُسکی داستان
نخواندے دلبر نوشته خوانش
نہ پڑھتا تھا معشوق بے لکھا پڑھنے والا اُسکا

فراوان سالها کاروی این بود
بہت برس کام اُسکا یہی رہا
زهجران رنج و تیمار وی این بود
جدائی سے رنج اور غمخواری اُسکی یہی تھی

جوانی تیره گشت از چرخ پیرش
جوانی برباد ہوئی آسمان بڈھے سے اُسکی
برنگ شیر شد موی چو قیرش
مانند دودھ کے ہوگئے بال کولتی کے سے اُسکے

برآمد صبح و شب هنگامه برچید
نکلی صبح اور رات نے ہنگامہ چنا
ز مشکستان او کافور بارید
مشک کی جگہ اُسکی میں سے کافور برسایا

گریزان گشت زاغ از تیر تقدیر
بھاگ گیا کوا تقدیر کے تیر سے یعنی بال سپید ہوئے
بجاے زاغ شد بوم آشیان گیر
کوے کی جگہ ہوا اُلو مکان بنانے والا

نباشد یاد پیرے را درین باغ
نہ ہووے یاد کسی بڈھے کو اس باغ میں
کز ینسان بوم گیرد خانهٔ زاغ
کہ اسطرح کا اُلو کوے کا گھر لیوے

سیاهی را سرشک از نرگس شست
سیاہی یعنی بینائی کو آنسو نے اُسکی آنکھ سے دھویا
بنرگس زار چشمش یاسمین رست
باغ نرگس آنکھ اُسکے میں چنبیلی پیدا ہوئی

بشادی زیر این طاق کج آئین
خوشی سے نیچے اس ٹیڑھے محل یعنی آسمان کے
سپید و غیبش چشم جهان بین
سپید پوش ہوئی اُسکی جہان دیکھنے والی آنکھ

چو ماتم دار گشت از نا امیدی
جب ماتم دار ہوئی نا امیدی سے
چرا رفت از سیاهی در سپیدی
کیوں گئی سیاہی سے سپیدی میں

ز هندستان مگر بودش نمونه
ہندوستان سے شاید وہ نمونا تھا
که باشد کار هندو باژگونه
کہ ہوتا ہے کام ہندو کا اُلٹا

بروے تازه چون گل چینش افتاد
اُسکے تازہ پھول یعنی رخسار پر جھریاں پڑیں
شکن در صفحهٔ نسرینش افتاد
جھریاں شفقی سے اُسکے بدن میں پڑیں

ز ناز آن چین که افگندی در ابرو
جو شکن کہ ناز سے بھوں پر ڈالتی تھی
فتاد از علت پیریش بر رو
پڑی بڑھاپے کے سبب سے اُسکے چہرے پر

ندارد کس درین دیر کهن یاد
نہیں رکھتا ہے کوئی اس دنیا میں یاد
اگر گرد آب چین بے جنبش باد
گرداب کی شکن پڑتا ہے بغیر ہلانے ہوا کے

ولے گر یاد بودی ورنہ بودے
لیکن اگر ہوا ہوتی یا نہ ہوتی
رخ چون آب او بر چین نمودے
منہ اُسکا مثل پانی کے چہرہ پر چین پڑا ہوا معلوم ہوتا

سہے سروش ز بار عشق خم شد
سیدھا قد اُسکا عشق کے بوجھ سے جھک گیا
سرش چون حلقہ ہمراز قدم شد
سر اُسکا مثل حلقہ برابر قدم کے ہوگیا یعنی جھک گیا

ز سر تا پاے بود از بخت واژون
سر سے پاؤں تک یعنی بالکل الٹے نصیبے سے
ز بزم وصل ہمچون حلقہ بیرون
ملاقات کی مجلس سے مانند حلقے کے باہر

درین نمدیدہ خاک از خون مردم
اس بھیگی مٹی یعنی دنیا میں آدمی کے خون سے
چو شد سرمایہ بینایش گم
جو اُسکی بینائی کی پونجی کھو گئی یعنی حضرت یوسف سے دوری ہوگئی

بہ پشت خم ازان بودی سرش پیش
بڑھاپے میں اس سبب سے اُسکا سر جھکا رہتا تھا
کہ جستی گم شدہ سرمایہ خویش
کہ ڈھونڈھتی اپنی کھوئی پونجی

بسر بردے دران ویران مہ و سال
بسر کرتی تھی اُس ویرانے میں مہینے اور برس
سرش ز افسر تہی پایش ز خلخال
سر اُسکا تاج سے خالی اور پاؤں اُسکا پازیب سے

تہے از حلہاے اطلس و وشی
اطلس کے کپڑوں سے اُسکا بدن خالی
سبک از دانہ ہاے گوہرش گوش
ہلکا یعنی خالی موتی کے دانوں سے کان اُسکا

معطل گردن از طوق مرصع
بیکار یعنی خالی گردن اُسکی جڑاؤ طوق سے
معرا عارض از زربفت مقنع
ننگا چہرہ اُسکا زربفت کی اوڑھنی سے

بزیر پہلو از خاکش نہالین
اُسکے پہلو کے نیچے خاک سے بچھونا تھا
عذار نازکش را خشت بالین
اُسکے نازک رخسارے کا تکیہ اینٹ تھی

بمہر یوسفش از خاک بستر
اُسکا خاک کا بچھونا حضرت یوسف کی محبت میں
بہ از مہد حریر حور بستر
بستر حریر کے بچھونے حور کے بچھانے کے لائق سے

بیاد او بزیر روے خشتش
اُسکی یاد میں اُسکے رخسارے کے نیچے کی اینٹ
مربع بالشے بود از بہشتش
ایک چوکور تکیہ بہشت کا اُسکے لیے تھی

درین محنت کزان یکشمہ گفتم
اس تکلیف میں جس سے کچھ تھوڑا بیان کیا میں نے
ز شرحش گوہر صد نکتہ سفتم
اُسکے بیان میں موتی سو باریکی کے پروئے میں نے

نرفتے غیر یوسف بر زبانش
سوا یوسف کے اور ذکر اُسکی زبان پر نہ جاتا
نبودے غیر او آرام جانش
سوا اُسکے آرام اُسکی جان کو نہ تھا

دران وقتیکہ گنج سیم و زر داشت
جس وقت میں کہ خزانہ چاندی اور سونے کا رکھتی تھی
ہزاران حقہ پر دُر گہر داشت
ہزاروں موتی گوہر سے بھرے ڈبے رکھتی تھی

زہر کس قصہ یوسف شنیدے
جس شخص سے حال یوسف کا سُنتی
بپایش گنج سیم و زر کشیدے
اُسکے پاؤں پر خزانہ چاندی اور سونے کا ڈال دیتی

دہانش را چو دُرجے از گہر پُر
اُسکے منہ کے ڈبے کو جو موتیوں کا بھرا تھا
لبالب ساختی از گوہر و دُر
بھر دیتی لعل اور موتی سے

بدین بخشش کہ بودی کار پیوست
اس بخشش سے کہ اُسکا ہمیشہ کام رہتا تھا
شد از سیم و زر و گوہر تہیدست
چاندی اور سونے اور موتیوں سے خالی ہوگئی

بہ پشمین جامہ مسکین گشت خرسند
غریب زلیخا اونی کپڑوں یعنی کمل سے خوش ہوگئی
بران از لیف خرما شد کمر بند
اُسپر کھجور کے درخت کی چھال کا کمر بند باندھا

خبر گویان ز یوسف لب ببستند
یوسف کے حالات سُنانے والے چپ ہو گئے
پس زانوی خاموشی نشستند
خاموشی کے زانو کے پیچھے بیٹھے یعنی کچھ نہ ملنے کی حالت چپ ہو بیٹھے

گذشت آن کز لب ہر صاحب ہوش
وہ حال گذر گیا کہ ہر صاحب عقل کے ہونٹھ سے
ز یوسف یافتی قوت از رہ گوش
ذکر یوسف کی پاتی غذا کان کی راہ سے یعنی سنتی

بر آن شد تا ز بی قوتی رہد باز
اُسپر مستعد ہوئی کہ نہ کھانا ملنے سے چھوٹے
کند بر راہ یوسف خانہ ساز
کرے حضرت یوسف کی راہ ایک مکان تعمیر

کہ افتد چون گذرگاہی براہش
کہ جب کبھی اُس راہ میں اتفاقیہ اُسکا گذر ہو
پذیرد قوت ز آواز سپاہش
قبول کرے غذا اُسکی سپاہ کی آواز سے

زہی بیچارہ آن از پا فتادہ
کیا خوب وہ بیچارہ پاؤں سے گرا ہوا
زمام اختیار از دست دادہ
باگ اختیار کی ہاتھ سے دیے ہوئے

ز خوان وصل جانان باز ماندہ
خوان ملاقات معشوق سے دور رہا ہوا
نواے عیش او ناساز ماندہ
سامان عیش کا اُسکے موافق نہ رہا ہوا

بناشد قوتی از بوے یارش
نہوگی قوت خوشبو یار سے
نیابد قوت از پیک دیارش
نہ پاوے غذا اوسکے ملک کے قاصد سے

گہے با باد از وے راز گوید
کبھی ہوا سے اُسکا بھید بیان کرے
گہ از مرغی نشانش باز جوید
کبھی کسی چڑیا سے اُس کا پتہ پوچھے

چو بیند رہروے بر رہگذارے / جب دیکھے کسی مسافر کو راستے پر
بر رویش از رہ غربت غبارے / اوسکے منھ پر مسافرت کی راہ سے ایک غبار

ببوسد پاے اوکز شہر یارست / چومتی ہے وہ پاؤن اسکا کہ اُس یار کے شہر سے
بشوید گرد او کوزان دیارست / دھوتی ہے گرد اسکی کہ وہ اُس ملک سے ہے

وگر سلطانش از راہی سوارہ / اور جو کوئی بادشاہ اس راہ سے سوار
بر آید نبودش تاب نظارہ / نکلے نہو اُسکو طاقت دیکھنے کی

شود خرم بخاک گرد راہش / خوش ہو خاک گرد راہ اُس کی سے
نشنید خوش بآواز سپاہش / سنیتی خوش سپاہ کی آواز پر

آمدن زلیخا براہ یوسف وازنی خانہ ساختن کہ تا از آواز گذشتن او و سپاہ او خرسندے یابد

آنا زلیخا کا حضرت یوسف کی راہ مین اور نرکل کا گھر بنانا تا کہ آواز گذرنے حضرت یوسف اور ان کی سپاہ سے خوش ہووے

زلیخا راز تنہائی چو جان کاست / زلیخا جب تنہائی مین جانسے تنگ ہوئی
براہ یوسف ازنی خانہ ساخت / یوسف کی راہ مین اُسنے ایک نرکل کا گھر بنایا

بدو کردند نے بستے حوالہ / اُسکے حوالے ایک نرکل کا مکان کیا
چو موسیقار پر فریاد و نالہ / مثل موسیقار کے فریاد اور نالے سے بھرا ہوا

چو کردی از جدائی نالہ آغاز / جب جدائی سے نالہ شروع کرتی
جدا بر خاستی از ہر نی آواز / ہر نے سے علیحدہ ایک آواز نکلتی

چو از ہجر آتش اندر وی گرفتے / جب جدائی سے اس مین آگ لگتی
ز آتش شعلہ در ہر نے گرفتے / آگ سے شعلہ ہر نے مین پیدا ہوتا

دران نی بست بود افتادہ خستہ / اُس نرکل کے مکان مین زخمی پڑی تھی
چو صیدی تیرہا گردش نشستہ / مثل ایک شکار کے گرد اُسکے تیر چبھے ہوے

ولی از ذوق مشقش چون اثر بود / لیکن عشق کے مزے سے نہو انہین اثر تھا
بر وہر تیر گوئی نیشکر بود / ہر تیر اسپر گویا گنا تھا

در آخور داشت یوسف دیو زادی / چراگاہ مین یوسف ایک دیو زاد یعنی گھوڑا رکھتا تھا
سپہر اندازہ دگردون نہادی / آسمان جسم اور ایک آسمان ذات

تگاور ابلقے چون چرخ فیروز / ایک گھوڑا ابلق مانند آسمان فیروزہ رنگ کے
ز شب بستہ ہزاران وصلہ بر روز / رات سے ہزارون پیوندون مین لگائے

ز نور و ظلمت اندر وے نشانہ / سیاہی اور سفیدی سے اُسمین ایک نشان
برابر چون شب و روز زمانہ / برابر مانند رات اور دن زمانے کے

گرہ بر خوشہ چرخ از دم او / گرہ آسمانکی بال یعنی برج سنبلہ مین اسکی دم سے
شکن در کاسہ بدر از سم او / شکن چاند کے پیالے مین اُسکے سم سے

بہر سمش ہلالے بستہ از زر / اسکے ہر سم مین ایک چاند یعنی سونے کی نعل بندھی
بر سم اختر رخشان مسمر / مانند روشن ستارونکے کیلین جڑی ہوئین

ز زخم سم چو سنگ خارہ خستے / سم کے زخم سے جو سخت پتھر کو زخمی کرتا
ز ہر ماہ نوش سیارہ جستے / ہر نئے چاند اسکے سے ستارے یعنی چنگاریان نکلتین

اگر نعلش بپریدے ز تگ و دو / اگر نعل اُسکی دوڑنے مین اوکھڑ جاتی وہ تھی
بچرخ اندر نشستے چون مہ نو / آسمان پر بیٹھتی مثل نئے چاند کے

گذشتے در شکارستان نخجیر / گذرتا تھا شکار کرنے کی جگہ مین
بران از پہلو نخجیر چون تیر / اوڑتا ہوا شکار کے پہلو سے مثل تیر کے

گرش میدان شدی ز غرب تا شرق / جو اُسکا میدان ہوتا پچھم سے پورب تک
بیک جستن رسیدی گرم چون برق / ایک جست مین اوڑتا تیز مثل بجلی سے

اگر گردش نہ باز وپس کشیدے / اگر گرد اُسکے باز و پر نہ لگتی
بگردش باد صرصر کی رسیدے / اُسکے گرد مین تیز ہوا کب پہونچ سکتی

براہ ار چہ شدے یک قطرہ از خوی / راہ مین ہرچند پسینے کے قطرون سے بھر جاتا
ندیدی ہیچکس یک قطرہ از وی / نہ دیکھتا کوئی شخص ایک بوند اُس سے

بجوش رفتن وران خوی بودش منیل / اُسکے پسینے کی خواہش جو اچھا چلنے کی ہوتی
چو آن گرد آمدہ از قطرہ ہا سیل / مثل سیلاب کے وہ قطرے جمع ہو جاتے

چو گنجے بود از گوہر روانہ / مثل ایک خزانے کے موتیون سے جاری
برے ز آسیب ماز تازیانہ / بے پروا تھا کوڑے کے سانٹے سے

برآخور گر شدی رام فروتن
چراگاہ پر جب مطیع اور عاجز چارہ للفقہ سو ہوتا
گرفتی خدمتش گردون بگردن
لیتا اسکی خدمت آسمان گردن پر

بدادیش ار در آوردی بآن سر
دیتا اسکو اگر اُس کی طرف توجہ کرتا
نسبطل ماہ آب از چشمۂ خور
چاند کے تاس مین چشمۂ آفتاب سے پانی

مہیا ساختے در ہر شبانگاہ
موجود کرتا ہر رات کے وقت
جوش از سنبلہ وز کہکشان کاہ
دانہ اُسکے لیے سنبلہ سے اور گھاس کہکشان سے

ز شعر چشمہ دار شب مہ و سال
کپڑے ریشمی سوراخدار رات مہینا و برس سے
پے جو کردنش آمادہ غربال
دانہ چھلنے واسطے چالنے اُسکے تیار چھلنی

ز سدرہ سبحہ خوان مرغان گزیدی
سدرہ سے تسبیح خوان چڑیون کو چنتا
کہ تا سنگ از جوش چون دانہ چیدی
تا کہ کنکر اسکے دانے سے دانہ کی طرح چنتا

دو پیکر بود از نقش مثالے
وہ پیکر تھا اس کے ... مین سے ایک مثال
رکاب از ہر طرف تابان ہلالے
رکاب ہر طرف سے ایک روشن چاند

چو یوسف در ہلالش پای کردی
جب یوسف اسکی رکاب مین پانون ڈالتا
چو ماہ اندر دو پیکر جای کردی
مانند چاند کے دو پیکر مین جگہ کرتا

کشیدی زیر ران آن صہیلے
کھینچتا یعنی بلند کرتا تھا آواز یعنی وہ گھوڑا ران کے نیچے
کہ رفتی ہر طرف اضعاف میلے
کہ جاتی تھی ہر طرف دو دو میل

بہر جا ہر کہ بشنیدے صہیلش
جس جگہ جو شخص کہ سنتا تھا آواز اس کی
نبودی حاجت از کوس رحیلش
نہ ہوتی اُسکو ضرورت کوچ کے نقارے کی

شتابان سوی آن شاہ آمدندے
دوڑتے طرف بادشاہ کے وہ آتے
چو سیارہ پی ماہ آمدندے
مانند ستارون کے گرد چاند کے آتے

زلیخا نیز چون آنرا شنیدے
زلیخا بھی جب اُس کو سنتی
ازان نی لبت خود بیرون دویدے
وہ اپنے مکان سے باہر دوڑ کر یعنی آجاتی

بحسرت بر سر راہش نشستے
افسوس سے اُس سر راہ مین بیٹھتی
خروشان بر گذرگاہش نشستے
شور کرتی اُسکے راستے مین بیٹھی

چو بی یوسف رسیدی خیلے از راہ
جب بغیر یوسف کے کوئی گروہ راہ مین پہونچتا
بہ طنزش کودکان کردندی آگاہ
طعنے سے لڑکے زلیخا کو خبردار کر دیتے

کہ اینک در رسید از راہ یوسف
کہ ابھی پہونچے راہ سے یعنی آئے یوسف
بروی رشک مہر و ماہ یوسف
منھ رشک دینے والے سورج اور چاند سے یوسف

زلیخا گفتے از یوسف ورانیان
زلیخا کہتی یوسف سے ان مین
نمی یابم نشان اے نازنینان
اے نازنینون مین کوئی نشان نہین باقی ہوں مین

بدل زین طنز پسندید داغم
اس طعنے سے میرے دل پر داغ مت پسند کرو تم
کہ نامد بوی یوسف در دماغم
کہ نہین آتی ہے یوسف کی بو میرے دماغ مین

بہر منزل کہ آن دلدار گردد
جس مقام پر کہ اس معشوق کا گذر ہو جاوے
زمین پر نافۂ تاتار گردد
زمین بھری ہوئی نافۂ تاتار کی ہو

بہر محفل کہ آن جانان نشیند
جس محفل مین کہ وہ معشوق بیٹھے
نسیمش در مشام جان نشیند
ہوا اچھی اسکے دماغ جان مین بیٹھے

چو یوسف در رسیدے با گروہے
جب یوسف پہونچے ایسے گروہ کے ساتھ
کزان ایشان فتادی دل شکوہے
کہ ان سے دل مین پڑتا ایک دبدبہ

بگفتندی کہ از یوسف خبر نیست
کہدیتے کہ یوسف سے ہم کو خبر نہین ہے
درین قوم از قدوم او اثر نیست
اس گروہ مین اُسکے آنے سے نشان نہین ہے

بگفتے در فریب من بکوشید
کہتی کہ میرے فریب دینے کی کوشش نہ کرو تم
قدوم دوست را از من مپوشید
دوست کے آنے کو مجھ سے مت چھپاؤ تم

نبی کش شاہ ملک جان توان داشت
وہ معشوق کہ اسکو ملک جان کا بادشاہ رکھنا چاہیے
قدومش را کجا پنہان توان داشت
اُسکی آمد کو پوشیدہ رکھنا کہاں ممکن ہے

نسیمش باغ جان را تازہ سازد
اُسکی ٹھنڈی ہوا جان کے باغ کو تازہ کرتی ہے
نہ تنہا جان جہان را تازہ سازد
نہیں فقط جان کو جہان کو تازہ کرتی ہے

چو جان را تازگی ہمراہ گردد
جب جان کو تازگی کی ہمراہی ہووے
ازان جان تازہ کن آگاہ گردد
اُس جان کے تازہ کرنیوالے سے خبردار ہووے

چو کردی گوش آن حیران و مجبور
جب سنتی وہ حیران اور مجبور یعنی زلیخا
ز چاوشان صدائے دور دور
نقیبوں سے آواز دور دور کی

زدی افغان کہ من عمریست و رم
چلاتی کہ مین ایک عمر ہو گئی ہے کہ دور ہوں
بصد محنت درین ورد صبورم
صدہا رنج مین اس دوری سے صابر ہوں مین

نباشد بیش ازین تاب دوری
زیادہ اس سے مجھکو طاقت دوری کی نہین ہے
بجویم دوری الا از ضروری
دوری نہین ڈھونڈھتی ہون لیکن ضرورت سے

زجانان تا بکی مہجور باشم
معشوق سے کب تک دور رہون مین
ہمان بہتر کہ از خود دور باشم
وہی بہتر کہ آپ سے دور رہون یعنی مرجاؤن مین

بگفتی این و بیہوش اوفتادی
یہ کہتی اور بیہوش ہوکر گر پڑتی
زخود کردہ فراموش اوفتادی
آپ کو بھول کر یعنی بیہوش ہوکر گر پڑتی

زجام بیخودی از دست رفتی
بیہوشی کے پیالے سے ہاتھ سے نکلی جاتی تھی
چنان بیخود بان نی لبت رفتی
ایسی بیہوش اس نرکل کے مکان مین جاتی تھی

دران نیہا چو دم از جان ناشاد
ان نرکلون مین جو دم ناشاد جان سے
دمیدی خاستی افغان و فریاد
پھونکتی اٹھتی تھی فریاد اور شور کی آواز

بدین دستور بودی روزگاری
اسی طرح ایک زمانہ یعنی بہت دن گذرے
نبودے غیر ازینش کار و باری
نہ تھا سوا اسکے اور کوئی کاروبار

گرفتن زلیخا یوسف را والتفات یافتن آن و ایمان آوردن زلیخا

پکڑنا زلیخا کا حضرت یوسف کو اور مہربانی پانا اسکی اور ایمان لانا زلیخا کا

ندارد عاشق بیدل قناعت
قناعت یعنی صبر نہین رکھتا ہے عاشق بیدل
فزاید حرص وی ساعت بساعت
بڑھتی ہے اسکی حرص گھڑی گھڑی یعنی ہردم

دو دم نبود بیک مطلوبش آرام
دو لحظہ ایک مطلب پر اسکو قرار نہین ہوتا ہے
بہر دم در طلب برتر نہد گام
ہر دم طلب مین آگے قدم بڑھاتا ہے

چو یابد بوے گل خواہد کہ بیند
جب پاتا ہے پھول کی بو چاہتا ہے کہ دیکھے
چو بیند روی گل خواہد کہ چیند
جب دیکھتا ہے منھ پھول کا چاہتا ہے کہ توڑے

زلیخا کرد بعد از رہ نشینے
زلیخا نے کی بعد راہ مین بیٹھنے کے
ہوائے دولت دیدار بینے
خواہش دولت دیدار کے دیکھنے کی

شبی سر پیش آن بت بر زمین سود
ایک رات سر آگے اس بت کے زمین پر رکھا
کہ عمری در پرستش کارش این بود
ایک عمر جسکی عبادت مین اسکا یہی کام رہا

بگفت ای قبلۂ جانم جمالت
کہا اے قبلہ جان میری کا جمال تیرا
سر من در عبادت پایمالت
سر میرا تیری عبادت مین پامال

ترا عمریست کز جان می پرستم
تجکو پوجتے ہوئے ایک عمر مجھکو گذر گئی
برون شد گوہر بینش ز دستم
نکلگیا بینائی کا موتی میرے ہاتھ سے یعنی ضعف بصر ہوگیا

بچشم خود ببین رسوائیم را
اپنی آنکھ سے میری بدنامی کو دیکھ
بچشمم باز دہ بینائیم را
میری آنکھوں مین پھر بینائی دے

زیوسف چند باشم ماندہ مہجور
یوسف سے کب تک جدا پڑی رہون مین
بدہ چشمے کہ رویش بینم از دور
وہ آنکھ دے کہ منھ اسکا دور سے دیکھون مین

مرا در ہیچ وقتی و مقامے
میرا کسی وقت اور کسی مقام مین
بجز دیدار یوسف نیست کامے
سوا خواہش دیدار یوسف کچھ کوئی مقصد نہین ہے

بدہ کام مرا چون مے توانے
میرے مقصد کو دے اگر سکتا ہے تو
چو دادی کام من دیگر تو دانے
جب دیا مقصد میرا تونے اور تو جانتا ہے تو

بدین جان سختیم مپسند چندین
اسقدر سختی میری جان پر مت پسند کر
بدین بدبختیم مپسند چندین
اسقدر بدنصیبی مین مجھکو مت پسند کر

چہ عمرست این کہ نابودن ازین بہ
یہ کیا زندگی ہے کہ جس سے مرجانا بہتر
رہ نابود پیمودن ازین بہ
راہ نیستی کی ناپنا اس سے بہتر

ہمیگفت این و بر سر خاک می کرد
یہ کہتی تھی اور سر پر خاک ڈالتی تھی
زگریہ خاک را نمناک می کرد
زمین کو اپنے رونے سے تر کرتی تھی

چو شاہ خور بتخت خاور آمد
جب بادشاہ آفتاب کا تخت پورب پر بیٹھا
صہیل ابلق یوسف برآمد
آواز گھوڑے یوسف کی نکلی

برون آمد زلیخا چون گدائے
باہر نکلی زلیخا مثل ایک فقیر کے
گرفت از راہ یوسف تنگنائی
لی یوسف کے راستے سے ایک پتلی گلی

برسم دادخواہان داد برداشت
بطور فریادیون کے فریاد اٹھائی
ز دل نالہ ز جان فریاد برداشت
دل سے نالہ جان سے فریاد اٹھائی

زبس برآسمان میشد زہر سوے
ازبسکہ آسمان پر جاتی تھی ہر طرف سے
زبس برآسمان میشد زہر سوے
ازبسکہ کانون مین ہر طرف سے پڑتی تھی
کس از غوغا بحال او نیفتاد
کوئی غل سے اسکے حال پر متوجہ نہ ہوا
زنومیدے دلش صد پارہ گشتہ
دل اُسکا ناامیدی سے ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
ز درد دل فغان میکرد ومیرفت
دل کے درد سے فریاد کرتی تھی اور جاتی تھی
بحجت خانہ خود چون پے آورد
اپنے محنت خانے مین جب قدم رکھا
بہ پیش آورد آن سنگین صنم را
آگے رکھا اُس پتھر کے بت کو
کہ ای سنگ سبوی عز وجاہم
کہ اے پتھر صراحی عزت اور مرتبہ میرے کے
شد از تو راہ بختم تنگ بر دل
تیرے سبب سے میرے نصیبے کے دل کی راہ تنگ
بہ پیش روی تو چون سجدہ بردم
تیرے چہرے کے آگے جو سجدہ کیا مین نے
بگریہ ہر کہ از کامے تو جستم
رو رو کر مین جو مقصد کہ تجھسے طلب کیا مین نے
تو سنگے خواہم از سنگ تو رستن
تو پتھر ہے چاہتی ہون مین تیری شرم سے چھوٹنا
بگفت این پس بزخم سنگ خارہ
یہ کہا پھر سنگ خارا کی چوٹ سے

نفیر چاوشان طرقوا گوے
فریاد نقیبون دورباش کہنے والے کی
صہیل مرکبان بادپیماے
آواز گھوڑون تیز سر چلنے والے کی
بحالے شد کہ از کس مے بیناد
اُس حال مین ہوئی کہ اُسکو کوئی نہ دیکھے
زکوے خرمے آوارہ گشتہ
خوشی کی گلی سے پریشان ہوگیا
ز آہ آتش فشان میکرد ومیرفت
آہ سے آگ جھاڑتی تھی اور جاتی تھی
دو صد شعلہ بیک مشت نی آورد
دو سو شعلے ایک مٹھی نرکل مین لائی
زبان بکشاد تسکین الم را
زبان کھولی رنج کی تسکین کے لیے
بہر راہے کہ باشد سنگ راہم
جس راہ مین کہ چلتی ہون تو پتھر راہ کا ہوتا یعنی روکتا ہے
سزد گر از تو کوبم سنگ بر دل
واجب ہے جو تیرے سبب سے دل پر پتھر دے ماروں مین
بسر راہ وبال خود سپردم
سر کے بَل اپنے وبال کی راہ چلی مین
زکام ہر دو عالم دست شستم
دونون جہان کے مقصد سے ہاتھ دھوئے مین نے
بسنگے گوہر قدرت شکستن
ایک پتھر سے موتی تیرے مرتبے کا توڑنا
خلیل آسا شکستہ پارہ پارہ
مانند ابراہیم کے ٹکڑے ٹکڑے توڑ ڈالا

چو نشکستش بچالاکی وچستی
جب توڑا اُسکو چالاکی اور جلدی سے
زشغل بت شکستن چون بپرداخت
بت توڑنے کے شغل سے جب فارغ ہوئی
تضرع کرد ورو بر خاک مالید
روئی اور چہرہ زمین پر گھسا
کہ اے عشق ترا از زیر دستان
کہ اے خدا تیرے عشق کے زیر دست
اگر نہ عکس تو بر بت فتادے
اگر بت پر تیرا عکس نہ پڑ جاتا
دل بت گر بمہر خود خراشی
دل بت بنانیوالے کا اپنی محبت مین زخمی کرتا ہو تو
کسی در پیش بت افتادہ پست
وہ شخص آگے بت کے پست پڑا ہے
اگر رو در بت آوردم خدایا
جو تو جسے بت مین لائی مین اے خدا
بہ لطف خود جفاے من بیامرز
اپنی مہربانی سے ظلم میرا بخش
زبس راہ خطا پیماے از من
زیادہ میرے گناہ کی راہ چلنے سے
چو آن گرد خطا از من فشاندے
جب وہ گرد خطا کی مجھ سے پاک کی تونے
بود دل فارغ از داغ تاسف
دل بےفکر ہووے افسوس کے داغ سے
چو برگشت از رہ آن مصریان شاہ
جب پھرے اُس راہ سے مصر والونکے بادشاہ یعنی یوسف

بکارش زان شکست آمد درستی
اُسکے کام مین اُس شکست سے درستی آئی
باب چشم وخون دل وضو ساخت
آنکھ کے پانی اور دل کے خون سے وضو کیا
بدرگاہ خداے پاک نالید
خداے پاک کی درگاہ مین روئی
بتان وبتگران وبت پرستان
بت اور اُنکے بنانیوالے اور اُنکے پوجنے والے
بہ پیش بت کسی کی سر نہادے
آگے بت کے کوئی کب سر رکھتا
وز آنش انگنے در بت تراشی
اُس سے اُسکو بت بنانے مین مشغول کرتا ہے تو
کہ گوید بت پرست ایزد پرست است
کہ کہتا ہے بت پرست خدا پرست ہے
بآن بر خود جفا کردم خدایا
اُس سبب سے اپنے اوپر ظلم کیا مین نے اے خدا
خطا کردم خطای کمن بیامرز
خطا کی مین نے گناہ میرے بخش
ستاندے گوہر بینائے از من
لے لیا تونے موتی بینائی کا مجھ سے
بمن دہ باز آنچہ از من ستاندے
مجکو پھیر دے جو کچھ مجھ سے لے لیا تونے
بچینم لالہ از باغ یوسف
توڑون مین لالہ یوسف کے باغ سے
گرفت افغان کنان بازش سر راہ
پکڑ لیا اُسنے روتے اور چلاتے ہوے بیچ راہ مین

که پاکست آنکه شه را ساخت بنده
کہ پاک ہے وہ جس نے بادشاہونکو بندہ بنایا

بذل عجز کردش سرفگنده
عاجزی کی خواری سے اُنکا سر جھکایا

بفرق بنده مسکین و محتاج
غریب اور محتاج بندے کے سر پر

نهاد از عزّ و جاه خسروی تاج
رکھا بادشاہی کی عزت اور مرتبے سے تاج

چو جا کرد این سخن در گوش یوسف
جب پڑی یہ بات یوسف کے کان مین

برفت از هیبت آن هوش یوسف
اُسکے خوف سے جاتے رہے ہوش یوسف کے

بحاجب گفت این تسبیح خوان را
دربان سے کہا اس تسبیح خوان کو

که برد از جان من تاب و توان را
جو لیگئی مجھ سے جان اور قرار اور طاقت

بخلوت خانهٔ خاص من آور
میرے خلوتخانۂ خاص مین لے آ

بجولانگاه اخلاص من آور
میری محبت کی خالص جگہ مین لے آ

که تا یک شمه از حالش بپرسم
کہ تھوڑا حال اُسکا پوچھون مین

درین ادبار اقبالش بپرسم
اس ادبار مین اُسکے اقبال کو دریافت کرون مین

کز این تسبیح چون شور و شغب کرد
جسنے اس تسبیح سے کیسا شور اور فریاد کی

عجب ماندم که تاثیر عجب کرد
متعجب ہوا مین کہ ایک عجیب تاثیر کی

گرش دردی نه دامنگیر باشد
اگر اُسکو کوئی درد دامنگیر نہ ہوتا

کلامش را کی این تاثیر باشد
اُس کے کلام مین کب یہ تاثیر ہوتی

دو صد جان خاک در پای شاهی
دو سو جانین قربان اُس بادشاہ جاننے والے پر

که دریابد بآهی یا نگاهی
کہ دریافت کرے ایک آہ یا ایک نگاہ سے

فروغ صبح صادق داد خواهان
روشنی فریادیون کے صبح صادق کا

هزور قصه گم کرده راهان
مکاری اُٹھائے ہوئے گمراہون کا

شود هر صبح صادق را تباشیر
ہوتا ہے ہر صبح صادق کا سپیدہ

هزور را شود پاداش تزویر
مکار کے لیے ہوتا ہے بدلا مکر

نه چون شاهان دوران زمانه
نہین مثل اس زمانے کے بادشاہون کے

که می جویند بهر زر بهانه
کہ ڈھونڈتے ہین روپیہ کے لیے بہانہ

ز هر ظالم که یک دینار زر ست
جس ظالم سے کہ ایک دینار زر ہے

وگر ز دوست صد کس زیر سنگست
اور جو ہاتھ مارا اُسنے سو شخص پتھر کے نیچے ہین

ز دینار و درمش صد سر خوشیست
دینار اور روپے سے اُسکو سو سرخروئی ہے

تظلم کردن از وی هرزه گوئیست
فریاد کرنا اُس سے بیہودگی ہے

آمدن زلیخا بخانهٔ یوسف و بدعای او بینائی و جمال و جوانی یافتن

آنا زلیخا کا یوسف علیہ السلام کے گھر مین اور اُن کی دعا سے بینائی اور خوبصورتی اور جوانی کا پا جانا

از آن خوشتر چه باشد پیش عاشق
اُس سے زیادہ کیا اچھا ہو آگے عاشق کے

که گردد یار نیک اندیش عاشق
کہ ہووے یار نیک اندیشہ کرنیوالا عاشق کا

بخلوتگاه رازش بار یابد
اُسکے بھید کی خلوت گاہ مین دخل پاوے

ز بار سینه کی آزار یابد
اُسکے بوجھ سے سینہ کب ایذا پاوے

به پیش او نشیند راز گوید
آگے اُس کے بیٹھے بھید بیان کرے

حکایتهای دیرین باز گوید
پُرانی کہانیان پھر کہے

ز غوغای سپه چون رست یوسف
فوج کے غُل سے جو چھوٹا یوسف

بخلوتگاه خود بنشست یوسف
اپنی خلوتگاہ مین بیٹھا یوسف

در آمد حاجب از درگاه یگانه
آیا دربان دروازے سے کہ اے یگانہ

بخوی نیک در عالم فسانه
نیک عادت سے جہان مین مشہور

ستاده بر در اینک آن زن پیر
کھڑی ہوئی دروازے پر ابھی وہ بڑھیا

که در ره مرکبت را شد عنان گیر
جو راہ مین تیرے گھوڑے کی باگ پکڑنیوالی ہوئی

مرا گفتی که بادی باش همراه
مجھ سے آپ نے کہا کہ اس کے ساتھ رہ

بهمراهی رسانش تا بدرگاه
ساتھ ساتھ اُسکو درگاہ تک پہونچا

بگفتا حاجتش او را روا کن
جواب دیا اُسکی حاجت کو جاری کر

اگر دل ریش هست او را دوا کن
اگر دل زخمی ہے اُس کی دوا کر

بگفت او نیست زینسان کوته اندیش
کہا وہ ایسی کوتہ اندیش نہین ہے

که با من باز گوید حاجت خویش
کہ مجھ سے بیان کرے حاجت اپنی

بگفتا رخصتش ده تا درآید
کہا اسکو اجازت دے تو اندر آوے
حجاب از حال خود هم خود گشاید
پردہ اپنے حال سے آپ ہی کھولے

چو رخصت یافت همچون زهره رقاص
اجازت جو پائی مثل زہرہ کے ناچتی ہوئی
درآمد شادمان در خلوت خاص
اندر آئی خوش خلوت خاص مین

چو گل خندان شد و چون غنچه بشگفت
پھول کی طرح کھلی اور کلی کیطرح چٹکی
دهان پر خنده بر یوسف دعا گفت
ہنستے ہوے مُنھ سے یوسف کو دعا دی

ز بس خندیدنش یوسف عجب کرد
اسکے بہت ہنسنے سے یوسف نے تعجب کیا
از و نام و نشان وی طلب کرد
اُس سے اُسکا نام اور نشان پوچھا

بگفت آنم که چون روی تو دیدم
کہا مین وہ ہون جب سے تیری صورت دیکھی مین نے
ترا از جمله عالم برگزیدم
تجکو تمام جہان سے پسند کیا مین نے

نثار کردم گنج و گوهر در بهایت
خرچ کیے مین نے تیری قیمت مین خزانے اور موتی
دل و جان وقف کردم در هوایت
دل اور جان وقف کیا مین نے تیری آرزو مین

جوانی در غمت برباد دادم
جوانی تیرے غم مین برباد کر دی مین نے
بدین پیری که می بینی فتادم
اس بڑھاپے مین جو دیکھتا ہے تو آ پڑی مین

گرفتی شاهد دولت در آغوش
لیا تو نے دولت کے معشوق کو گود مین
مرا یکبارگی کردی فراموش
مجکو ایکبارگی بھول گئے تم

چو یوسف زین سخن دانست کو کیست
جب یوسف نے ان باتون سے جانا کہ وہ کون ہے
ترحم کرد و بر وی زار بگریست
رحم کیا اور اُس پر بہت روئے

بگفتا ای زلیخا اینچه حالست
پوچھا اے زلیخا یہ کیا حال ہے
چرا حالت بدینسان در وبالست
کیون حال تیرا ایسا خراب ہے

برفت از لذت آواز او از هوش
بیہوش ہو گئی اُسکی آواز کے مزے سے
شراب بیخودی زد در دلش جوش
بیخودی کی شراب نے اُسکے دل مین جوش مارا

چو باز از بیخودی آمد بخود باز
جب پھر بیخودی سے ہوش مین آئی
حکایت کرد با وی یوسف آغاز
باتین یوسف نے اُس سے شروع کین

بگفتا کو جوانی و جمالت
پوچھا کہان ہے وہ جوانی اور جمال تیرا
بگفت از دست شد دور از وصالت
کہا ہاتھ سے گیا تیرے وصال کی دوری سے

بگفتا خم چرا شد سرو نازت
کہا کیون جھک گیا نازک سرو یعنی قد تیرا
بگفت از بار هجر جانگدازت
کہا تیری جان گھلانے والی جدائی کے بوجھ سے

بگفتا چشم تو بی نور چونست
پوچھا آنکھین تیری اندھی کیون ہین
بگفت از بسکه بی تو غرق خونست
کہا کثرت سے بغیر تیرے خون مین ڈوبی ہین

بگفتا آن زر و سیمیکه بودست
پوچھا وہ چاندی اور سونا کہ تیرے پاس تھا
بفرق آن تاج و دیهیمیکه بودت
تیرے سر پر وہ تاج اور وہ تخت کہ تھا

ق

بگفت از حسن تو هر کس سخن راند
کہا جس شخص نے تیرے حسن کی تعریف کی
ز وصفت بر سرش گوهر افشاند
تیری تعریف سے میں نے اسکے سر پر موتی جھاڑے

سر و زر و در نثار پاسش کردم
سر اور سونا اور موتی قربان کیا مین نے
بگوهر پاشیش پاداش کردم
موتی جھاڑنے یعنی دینے سے اسکی تعریف کا بدلہ کیا مین نے

نهادم تاج حشمت بر سر او
تاج دبدبے کا اسکے سر پر رکھ دیا مین نے
گرفتم افسر از خاک در او
لیا مین نے اسکے دروازے کی خاک سے تاج

نماند از سیم و زر چیزی بدستم
نہ رہا کچھ چاندی اور سونے سے میرے ہاتھ مین یعنی پاس
کنون دل گنج عشق آنم که هستم
اب میرا دل خزانہ اُسکے عشق کا ہے جسکی ہون مین

بگفتا حاجت تو چیست امروز
پوچھا آجکے دن تیری کیا خواہش ہے
ضمان حاجت تو کیست امروز
ضامن تیری خواہش کا کون ہے آج

بگفت از حاجتم آگه تو جانی
کہا میری خواہش سے واقف ہوتا ہے تو
نخواهم جز تو حاجت را ضمانی
تیرے سوا کوئی حاجت کا ضامن نہین چاہتی ہون مین

اگر ضامن شوی آنرا بسوگند
اگر قسم سے اسکا ضامن ہو وے تو
بشرح او گشایم از زبان بند
اُسکے بیان مین بند زبان کو کھولون مین

وگرنه لب ز شرح او ببندم
اور اگر نہین اُسکے بیان سے زبان بند رکھون مین
غم و دردے دگر بر خود پسندم
اپنے پر غم اور درد دوسرا کیون پسند کرون مین

قسم گفتا بآن کان فتوت
قسم کھائی اُس جوانمردی کی کان یعنی یوسف نے
بآن معمار ارکان نبوت
اُس پیمبری کے ستون تیار کرنیوالے یعنی ابراہیم کی

کز آتش لاله و ریحان دمیدش
کہ اسکی آگ سے لالہ و ریحان پیدا ہوے
لباس خلعت از یزدان رسیدش
لباس پُرتکلف درگاہ خدا سے اُسکے لیے پہونچا

که هر حاجت که امروز از تو دارم
کہ جو حاجت کہ تجھ سے آج جانوں میں
روا سازم بزودی گر توانم
روا کردوں میں جلد اگر کر سکوں میں

بگفت اول جمالست و جوانی
کہا پہلے جمال ہے اور جوانی ہے
بآن گونه که تو دیدی و دانی
اس طرح کہ دیکھا تھا تو نے اور جانتا ہے تو

دگر چشمی که دیدار تو بینم
دوسرے وہ آنکھ کہ تیرا دیدار دیکھوں میں
گلی از باغ رخسار تو چینم
ایک پھول تیرے رخسار کے باغ سے چنوں میں

بجنبانید لب یوسف دعا را
ہلائے لب یوسف نے دعا کیواسطے
روان کرد از دو لب آب بقا را
جاری کیا دونوں لب سے آب حیات

جمال مرده اش را زندگی داد
اس کے مردہ جمال کو زندگی دی
رخش را خلعت فرخندگی داد
اسکے چہرے کو خلعت خوشی کا دیا

بجوی رفته باز آورد آبش
اسکے نہر کے گئے ہوئے پانی کو پھر لایا
وز آن شد تازه گلزار شبابش
اور اس سے اسکے شباب کا باغ تازہ ہو گیا

ز کافورش بر آمد مشک تاتار
اسکے کافور سے نکلا مشک تاتار یعنی سفید بال سیاہ ہو گئے
ز صبحش آشکارا شد شب تار
صبح اسکی سے ظاہر ہو گئی اندھیاری رات

سفیدی شد ز مشکین طره اش دور
سفیدی اسکے سیاہ بالوں سے دور ہو گئی
در آمد در سواد نرگسش نور
آگیا اس کی آنکھ کی سیاہی میں نور

خم از سرو گل اندامش برون رفت
کوبڑا اسکے سرو گل اندام یعنی قدم سے جاتا رہا
شکنج از نقرهٔ خامش برون رفت
جھریاں اسکی خالص چاندی یعنی گورے چہرے سے جاتی رہی

جوانی پیریش را گشت هاله
جوانی نے اس کے بڑھاپے کو گھیر لیا
پس از چل سالگی شد هژده ساله
بعد چالیس برس کے اٹھارہ برس کی ہو گئی

جمالش را سر و کار دگر شد
اس کے جمال کو دوبارہ سرو کار ہوا
ز عهد پیشتر هم بیشتر شد
اگلے زمانے سے بھی بہت زیادہ ہو گیا

دگر ره یوسفش گفت ای نکوخوی
دوسری مرتبہ یوسف نے پوچھا اس سے اے نیک عادت
مراد دیگرت گر هست برگوی
مراد دوسری تیری جو ہے بیان کر

مرادی نیست گفتا غیر از اینم
بولی سوا اسکے اور کوئی مراد میری نہیں ہے
که در خلوت گه وصلت نشینم
کہ تیرے وصل کی خلوتگاہ میں بیٹھوں میں

بروز اندر تماشای تو باشم
دن میں تیرے دیکھنے میں مصروف رہوں میں
بشب رو بر کف پای تو باشم
رات کو تیرے تلووں سے لگائے منہ رہوں میں

فتم در سایهٔ سرو بلندت
تیرے سرو بلند کے سایے میں پڑی رہوں میں
شکر چینم ز لعل نوشخندت
شکر تیرے لب شیریں سے چکھوں میں

نهم مرهم دل افگار خود را
مرہم اپنے زخمی دل پر رکھوں میں
بکام خویش بینم کار خود را
اپنے مقصد پر اپنے کام کو دیکھوں میں

بکشت خود که پژمردست و درهم
اپنے کھیت میں کہ ویران اور مرجھایا ہوا پڑا ہے
دهم از چشمه سار صحبتت نم
سینچوں میں تیری صحبت کے سرچشمے سے

چو یوسف این تمنا کرد در گوش
حضرت یوسف نے جب یہ آرزو سنی
زمانی سر به پیش افگند خاموش
تھوڑی دیر چپ سر آگے ڈالے نیچے جھکایا

نظر بر غیب بودش انتظاری
نظر اسکی منتظر ندائے غیب کی ہوئی
جواب او نه نفی گفت و نه آری
جواب میں اس نے نہ انکار کیا اور نہ اقرار

میان خواست حیران بود و ناخواست
خواست اور ناخواستہ میں حیران ہوا
که آواز پر جبریل برخاست
کہ آواز پر جبریل کی آئی یعنی آئی

پیام آورد کای شاه شرفناک
پیام لایا کہ اے بادشاہ بزرگ
سلامت میرساند ایزد پاک
سلام تجھکو پہونچاتا ہے خدائے پاک

که ما عجز زلیخا را چو دیدیم
کہ ہمنے جو زلیخا کی عاجزی کو دیکھا
بتو عرض نیازش را شنیدیم
تجھ سے اس کی عرض اور عاجزی کو سنا ہمنے

ز موج انگیزی آن عجز و کوشش
لہر اٹھنے یعنی زیادتی کوشش اور عاجزی اسکی سے
در آمد بحر بخشایش بجوشش
دریائے بخشش کا جوش میں آیا

دلش از تیغ نومیدی نخستیم
دل اسکا ناامیدی کی تلوار سے زخمی کیا ہمنے
بتو بالای عرش عقدش بستیم
عرش پر تجھ سے اسکا عقد باندھا ہم نے

تو هم عقدش بکن جاوید پیوند
تو بھی اسکے عقد کو ہمیشہ کے لیے مضبوط باندھ
که بگشاید بآن از کار او بند
کہ اس سے اسکے مقصد سے گرہ کھل جاوے

زعین عاطفت یابی نظرها
عین مہربانی سے ہماری نظریں پاوے گا تو
شود زاینده زان عقدت گهرها
پیدا ہوں اس عقد سے تیرے موتی یعنی اولاد

نکاح بستن یوسف با زلیخا بہ فرمان
نکاح ہونا حضرت یوسف علیہ السلام کا زلیخا سے بحکم

خدا تعالی جل شانہ و زفاف کردن باو
خدا کے برتر کے بزرگ ہے شان اس کی اور صحبت ہونا اس سے

چو فرمان یافت یوسف از خداوند
جب خدا سے حکم پایا حضرت یوسف نے
کہ بندد با زلیخا عقد پیوند
کہ باندھے زلیخا سے عقد نکاح کا
اساس انداخت جشن خسروانہ
جشن بادشاہانہ کی بنیاد ڈالی
نہاد اسباب جشنی اندر میانہ
رکھا اسباب جشن کا درمیان میں
شہ مصر و سران ملک را خواند
بادشاہ مصر اور ملک کے سرداروں کو بلایا
بتخت عز و صدر جاہ بنشاند
عزت اور مرتبے کی مسند پر بٹھلایا
بقانون خلیل و دین یعقوب
حضرت ابراہیم کے قاعدوں اور دین یعقوب سے
بر آئین جمیل و صورت خوب
نیک طریقے اور اچھی طرز سے
زلیخا را بہ عقد خود در آورد
زلیخا کو اپنے عقد میں لائے
بعقد خویش یکتا گوہر آورد
اپنے عقد میں گوہر یکتا کو لائے
نثار افشان برو مہ تا بماہی
قربان ہونے والے اسپر آسمان سے زمین تک
مبارکباد گو شاہ و سپاہی
مبارکباد کہنے والے بادشاہ اور سپاہی
برسم معذرت یوسف بپا خاست
بطور عذر کے حضرت یوسف نے اٹھ کر تعظیم دی
بمجلس حاضران را عذر ہا خواست
حاضرین مجلس سے عذر خواہی کی
زلیخا را از پرسش ساخت دلشاد
زلیخا کو مزاج پرسی سے خوش کیا
بخلوت خانہ خاصش فرستاد
اپنے خاص خلوت خانہ میں اس کو بھیجا
پرستاران ہمہ پیشش دویدند
سب لونڈیاں اس کے آگے دوڑ پڑیں
سر و افسر ہمہ پیشش کشیدند
سر اور تاج سب نے اس کے آگے کھینچا
خروشان از جمال دلفریبش
شور کرتے ہوئے غلام کے جمال دلفریب سے
ہمہ گستردہ جانہا دادند زیبش
سر زمین سے کپڑوں سے انکو آراستگی دی

چو ہائے و ہوئے مردم یافت آرام
جب آدمیوں کے شور و غل نے آرام پایا یعنی سناٹا ہوا
بمنزلگاہ خود زد ہر کسے گام
اپنے اپنے مقام پر ہر شخص چلا گیا
عروس مہ نقاب عنبرین بست
چاند کی عروس نے پردہ سیاہ باندھا
زر افشان پردہ بر روی زمین بست
سنہرا پردہ زمین کے چہرے پر ڈالا
بفیروزی درین فیروزہ طارم
فتحمندی سے اس نیلے محل یعنی آسمان میں
چراغ افروز شد گیتی ز انجم
چراغ روشن کرنیوالا جہان کا ستاروں سے ہوا
فلک عقد ثریا در بر آویخت
آسمان نے لڑی ثریا کی گلے میں لٹکائی
شفق یاقوت تر با گوہر آویخت
شفق نے یاقوت تر موتی میں لٹکائے
جہانرا شد شب عنبر پردہ راز
کہ رات کا جہان والوں کے بھید کا پردہ ہوا
دران پردہ جہانی راز پرواز
اس پردے میں ایک جہان بھید کا مشغول ہونیوالا
بخلوت محرمان باہم نشستند
تنہائی میں واقفکار بھید کے باہم بیٹھے
بروے غیر مشکین پردہ بستند
غیر کے منہ پر پردہ سیاہ باندھا
زلیخا منتظر در پردہ خاص
زلیخا منتظر یوسف کی پردہ خاص میں
دل او از تپش در پردہ رقاص
دل اسکا بیقراری سے پردے میں تڑپنے والا
کہ این تشنہ کہ بر لب دیدہ آبست
کہ اس پیاسی نے کہ نہر پر پانی دیکھا ہے
بہ بیداریست یا رب یا بخوابست
اے خدا بیداری میں ہے یا خواب میں ہے
شود زین تشنگی سیراب یا نے
ہوگی اس پیاس سے آسودہ یا نہیں
نشیند از دلش این تاب یا نے
بجھے گی یہ آگ دل مرشکے سے یا نہیں
گہی پر آب چشمش ز اشک شادی
کبھی اس کی آنکھ تر خوشی کے آنسو سے
گہی پر خون ز بیم نامرادی
کبھی خون آلودہ نامرادی کے خوف سے
گہی گفتی کہ من باور ندارم
کبھی کہتی کہ میں یقین نہیں رکھتی ہوں
کہ گردد خوش بدینسان روزگارم
کہ خوش ہوگا مجھ سے زمانہ اس طرح
گہی گفتی کہ لطف دوست عام است
کبھی کہتی کہ مہربانی دوست کی عام ہے
ز لطف دوست نومیدی حرام است
دوست یعنی خدا کی مہربانی سے ناامید ہونا حرام ہے
درین اندیشہ خاطر در کشاکش
اسی خیال میں دل اس کا تردد میں
گہی خوشحال بود و گاہ ناخوش
کبھی خوش ہو جاتی تھی اور کبھی ناخوش

که ناگه دید کز در پرده برخاست
کہ ناگہان دیکھا کہ پردہ دروازے سے اوٹھا
مه بی پرده منزل را بیاراست
بے پردہ چاند یعنی یوسف نے گھر کو آراستہ کیا

زلیخا را نظر چون بروی افتاد
زلیخا کی نظر جب اسپر پڑی
تماشای رخش پی در پی افتاد
متواتر اُسکے چہرے کے دیکھنے مین متوجہ ہوئی

برون برد از خودش اشراق آن نور
آپ سے باہر گیا یعنی بیہوش کر دیا اوسکو اس نور کی چمک نے
ز نور خور ظلام سایه شد دور
آفتاب کے نور سے تاریکی سایے کی جاتی رہی

چو یوسف آن محبت کیش را دید
یوسف نے جب اسکا وہ محبت مین بیخود ہونا دیکھا
ز دیدار خودش بیخویش دید
اپنے دیدار سے اُسکا بیہوش ہونا دیکھا

ز رحمت جای بر تخت زرش کرد
رحم سے اُسکو سنہرے تخت پر جگہ دی یعنی لٹا دیا
کنار خویش بالین سرش کرد
اپنی گود کو اُسکے سر کا تکیہ بنایا

ببوی خود بهوش آورد بازش
اپنی خوشبو سے پھر اُسکو ہوش مین لائے
ببیداری کشید از خواب نازش
جگایا خواب ناز سے اسکو یعنی زلیخا کو

بآن روی کز همی بست دیده
اُس منھ پر کہ اُس سے آنکھ بند کر لیتا تھا
و ز مهر بود عمری دل رمیده
اور اُس سے ایک عمر دل برداشتہ کیے رہا

چو چشم انداخت روی دید زیبا
نظر جو ڈالی ایک خوبصورت چہرہ دیکھا
بسان نقش چین بر روی دیبا
مثل نقش چین کے دیبا کے اوپر

چو روی حور عین مطبوع و مقبول
مثل جیسے حوران بہشت کے خوب ہو اور پسندیدہ
رخش ز آرایش مشاطه معزول
منھ اُسکا مشاطہ کی آرایش سے بے پروا

نظر چون یافت بر دیدن ازان بیش
نظر نے جب پایا دیکھنے پر اوسکے قرار
عنان کش شد بسوی لب و کنارش
باگ پھیرنے والے ہوئے طرف اُسکے لب اور کنار کے

بلب بوسید شیرین شکرش را
لب سے بوسہ لیا اسکے شیرین شکر یعنی ہونٹھون کو
بدندان کند عناب ترش را
دانتون سے کاٹا اسکے تازہ عناب یعنی ہونٹھ کو

چو بود از بهر آن فرخنده مهمان
جو تھے اُس مبارک مہمان کے واسطے
دو لب خوان وصل او نمکدان
دونون لب خوان ملاقات اُسکی پر نمکدان

ازان رو کرد اول بوسه را ساز
اُس سبب سے پہلے کیا سامان بوسہ کا
که بر خوان از نمک به باشد آغاز
کہ خوان پر نمک سے بہتر ہوتا ہے شروع کرنا

نمک چون شور شوقش بیشتر کرد
نمک نے جو شور اُسکے شوق کا زیادہ کیا
دو ساعد در میان آن کمر کرد
دونون پہونچے اُسکی کمر مین کمربند سے کیے

بزیر آن کمر نا برده رنجی
نیچے اس کمر کے بے رنج اوٹھائے ہوئے
نشانی یافت از نایاب گنجی
ایک نشان نایاب خزانے کا پایا

میان بسته طلب را چابک و چست
کمر باندھ کر خواہش مین چالاک اور جلد
ازان گنج گهر درج گهر جست
اُس موتی کے خزانے سے ڈبہ موتی کا ڈھونڈھا

نهادش پیش آن سرو گل اندام
رکھا اُسنے آگے اُس سرو پھول سے بدن کے
مقفل حقه از نقرهٔ خام
قفل دیا ہوا ایک ڈبہ خالص چاندی سے

نه خازن برده سوی حقه دستی
نہ خزانچی لے گیا طرف ڈبہ کے ہاتھ
نه خاین داده قفلش را شکستی
نہ چور نے اُسکے قفل کو شکست دی یعنی توڑا

کلید حقه از یاقوت تر ساخت
کنجی ڈبہ کی یاقوت سے بنائی
گشاده قفل و در وی گوهر انداخت
قفل کھول کر اُس مین موتی ڈالے

کمیتش گام زد در عرصهٔ تنگ
اُسکے گھوڑے نے قدم رکھا تنگ میدان مین
ز بس آمد شدن شد عاقبت لنگ
بہت آمد و رفت سے آخر کو لنگڑا ہو گیا

چو نفس سرکش اول توسنی کرد
مثل نفس سرکش کے پہلے تیزی کی
در آخر ترک مائی و منی کرد
آخر مین چھوڑنا ما اور منی کا کیا

دو برگ گل جدا از یکدگر شد
دو پھول کی پتیان آپس سے علیحدہ ہو گئین
دو شاخ ارغوانی تازه تر شد
دو سرخ شاخین زیادہ تازہ ہو گئین

شبانگه تشنه لب خاست از خواب
رات کے وقت پیاسا سوتے سے اوٹھا
بسیمین برکه سر زد در پی آب
روپہلے حوض مین پانی کے لیے سر جھکایا

شد اول غرق آخر با خوشی جفت
پہلے غرق ہو کر آخر کو خوشی سے جفت ہوا
برون آمد بجای خویشتن خفت
باہر نکلا اپنی جگہ پر سو رہا

دو غنچه از دو گلبن بر دمیده
دو غنچہ کلیان دو درختون سے نکلین
ز باد صبحدم باهم رسیده
صبح کی ہوا سے آپس مین پہونچین

یکی ناشگفته و دیگر شگفته
ایک بغیر کھلی اور دوسری کھلی ہوئی
نهفته ناشگفته در شگفته
چھپ گئی بغیر کھلی کھلی ہوئی مین

چو یوسف گوہر ناسفتہ را دید
جب یوسف نے بے چھوے ہوے موتی کو دیکھا

بدو گفت این دُر ناسفتہ چون ماند
اُس سے پوچھا یہ موتی بغیر سوراخ ہوئے کیونکر رہا

بگفتا جز عزیزم کس ندیدست
کہا سوا عزیز کے مجکو کسی نے نہین دیکھا ہے

براہ جاہ گرچہ تیز تگ بود
مرتبے کی راہ یعنی تن و توش مین اگرچہ تیز دوڑنیوالا تھا

بطفلے در بخواب است دیدہ بودم
لڑکپن مین تجکو خواب مین دیکھا تھا مین نے

بساط مرحمت گستردہ بودے
مہربانی کی بساط بچھائی تھی تو نے

ز ہر کس من ہم این نقد را پاس
ہر شخص سے اس نقد کو محفوظ رکھا مین نے

بحمد اللہ کہ این نقد امانت
شکر خدا کا کہ یہ نقد امانت کا

دو صد بار ار چہ تیغ بیم خوردم
دو سو مرتبہ اگرچہ تلوار دہشت کی کھائی مین نے

چو یوسف این سخن را زان پریچہر
جب یوسف نے اس بات کو اس پریچہرہ سے

بدو گفت ای بحسن از حور بیش
اُس سے کہا کہ ای حسن مین حور بہشتی سے زیادہ

بگفت آری ولی معذور میدار
جواب دیا ہان لیکن مجکو معاف رکھ

بدل شوقیکہ پایانے نبودش
دل مین جو شوق تھا اسکی کوئی انتہا نہ تھی

ق

ز باغش غنچۂ ناشگفتہ را چید
اسکے باغ سے بغیر کھلی ہوئی کلی کو چنا یعنی توڑا

نگل از باد سحر ناشگفتہ چون ماند
صبح کی ہوا سے پھول بغیر کھلے کیونکر رہا

ولی او غنچۂ باغم نچیدست
لیکن اُسنے میرے باغ کی کلی کو نہین توڑا ہے

بوقت کامرانی سست رگ بود
صحبت کے وقت نہایت سست تھا

ز تو نام و نشان پرسیدہ بودم
تجھ سے نام اور پتہ پوچھا تھا مین نے

بمن این نقد را بسپردہ بودے
مجھے اس نقد کو سونپ دیا تھا تو نے

نزد بر گوہرم کس نوک الماس
نہ ماری کسی نے نوک الماس میرے موتی پر

کہ کوتہ ماند ازان دست خیانت
جس سے چوری کا ہاتھ کوتاہ رہا

بتو بے آفتے تسلیم کردم
تجکو بغیر کسی صدمہ کے سپرد کیا مین نے

شنید افروز آتش مہر بر مہر
سنا بڑھی آگ محبت پر محبت

نہ این بہ زانچہ می جستی ازین پیش
یہ بہتر کیا نہین اُس سے کہ چاہتی تھی تو اس سے پہلے

کہ من بودم ز درد عاشقی زار
کہ مین عاشقی کے درد سے نہایت بے چین تھی

بجان درد یکہ درمانی نبودش
جان مین جو درد تھا اسکی دوا نہ تھی

ترا شکلے بدین خوبی کہ ہستے
تیری یہ صورت جس صورت مین کہ ہے تو

شکیبائے نبود از تو حد من
صبر تجھ سے نہ تھا حد میری

ز جرمی گر کمال عشق خیزد
جو گناہ کہ انتہائے عشق سے ہوجاتا ہے

کرز و ہر دم فزاید شور و مستے
کہ اُس سے ہر لحظہ بڑھتی ہر مستی اور شور

بکش دامان عفوی بر بد من
کھینچ دامن معاف کرنے کا میری برائی پر

کجا معشوق با عاشق ستیزد
کہان معشوق عاشق سے لڑتا ہے

دربیان سرایت عشق زلیخا در یوسف و دویدن در پی او و دریدن پیراہنش و بنا کردن عبادت خانہ

بیان تاثیر عشق زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السلام مین اور دوڑنا اُسکا اُسکے پیچھے اور پھاڑنا اُسکے کرتے کو اور بنانا عبادت خانے کا

بصدق آنکس کہ زد در عاشقی گام
سچائی سے جس شخص نے کہ عاشقی مین قدم مارا

کہ آمد در طریق عشق صادق
کون آیا عشق کی راہ مین سچا

زلیخا را چو صدقے بود در عشق
زلیخا کو جو ایک سچائی تھی عشق مین

بطفلے در کہ لعبت باز بودے
لڑکپن مین جب کہ کھلونا کھیلتی تھی

پی بازی چو کردی چارہ سازی
واسطے کھیلنے کے خوب تدبیر کرتی

بمعشوقے بر آید آخرش نام
معشوق مین نکلتا ہے آخر کو اُسکا نام

کہ نا مد بر سرش معشوق عاشق
کہ غالب نہ آیا معشوق بردہ عاشق

کہ یکسر عمر خود فرسود در عشق
جو تمام عمر اپنی گنوائی عشق مین

بعشق لعبتان دمساز بودے
گڑیون کے عشق مین موافق یعنی معروف تھی

نبودی بازیش جز عشقبازی
کھیل اُس کا سوا عشق بازی کے نہ تھا

دو لعبت را کہ پیش ہم نشاندے
دو گڑیون کو جب برابر سامنے بٹھاتی
یکی عاشق یکی معشوق خواندے
ایک کو عاشق اور ایک کو معشوق کہتی

چو دست چپ ز دست راست دانست
جب بائین ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے جانا یعنی تمیز آئی
رہ و رسم نشست و خاست دانست
نشست اور برخاست کے طریقے جاننے لگی

وران خوابی کہ دید از بخت بیدار
اُس خواب مین کہ جاگتے ہوئے نصیبے سے دیکھا
بدام عشق یوسف شد گرفتار
حضرت یوسف کے عشق کے جال مین گرفتار ہوئی

ہوای ملک خود از دل بدر کرد
خواہش اپنے ملک کی دل سے نکالی
بہ ملک مصر آہنگ سفر کرد
مصر کے ملک مین ارادہ سفر کا کیا

ز شہر خود بہ شہر یوسف آمد
اپنے شہر سے حضرت یوسف کے شہر مین آئی
نہ بہر خود کہ بہر یوسف آمد
نہین اپنے واسطے بلکہ یوسف کے واسطے آئی

جوانی در خیال او بسر برد
جوانی اُسکے خیال مین بسر لے گئی
بامید وصال او بسر برد
اُس کی ملاقات کی اُمید مین بسر کی

بہ پیری در تمنای وی افتاد
بڑھاپے مین اُسی کی آرزو مین پڑی رہی
بکوری بی تماشای وی افتاد
اندھے پن مین اُس کے بغیر دیکھے گر پڑی

پس از پیری کہ بینا و جوان شد
بعد بڑھاپے کے کہ دیکھنے والی اور جوان ہوئی
بمہر روی آن جان جہان شد
اُس جان جہان کے منہ کی محبت مین ہوئی

وزان پس در ہواش زیست تا زیست
اور اُسکے بعد اُسکے شوق مین زندگی کی جبتک نہ زندہ رہی
بدل قید وفائش زیست تا زیست
دلمین اُسکی وفا کے قید مین زندگی کی جبتک زندہ رہی

چو صدقش بود بیرون از نہایت
چونکہ سچائی اُس کی انتہا سے زیادہ تھی
باخر کرد در یوسف سرایت
آخر مین حضرت یوسف مین تاثیر کی

دل یوسف بمہرش شد چنان گرم
دل یوسف کا ایسا اُسکی محبت مین گرم ہوا
کہ می آمد ازان دل گرمیش شرم
کہ آتی تھی اُس محبت سے اُسکو شرم

چنان زد راہ دل آن دلفریبش
ایسی رہزنی دل اُسکے کی اُس دلفریب نے کی
کہ یکساعت نماند از وی شکیبش
کہ ایک لحظہ اُس سے اُس کو صبر نہ رہا

بکرد خاطرش گشتی رضا جوی
اُسکے دل کی رضا جوئی مین معروف رہتا
لبش بر لب نہادی روی بر روی
لب اُسکے لبون پر اور منہ اُسکے منہ پر رکھے رہتا

زبس کشت طرب آب دادی
از بسکہ عیش کے کھیت کو سینچتا تھا
بآتش دمبدم حاجت فتادی
پانی کی اُسکو ہر دم ضرورت پڑتی تھی

ولی زو بر زلیخا پردہ بشگافت
لیکن اُس سبب سے زلیخا پر پردہ کھل گیا
ز خورشید حقیقت پرتوی تافت
حقیقت کے آفتاب سے ایک روشنی چمکی

چنان خورشید بر وی اشتلم کرد
ایسا آفتاب نے اُسپر ہجوم کیا
کہ یوسف را درو چون ذرہ گم کرد
کہ یوسف کو اُسمین مثل ذرے کے گم کر دیا

پلی در بوتہ عشق مجازی
پُل ہے عشق ظاہری کی گھریا مین
گذشتش عمر در محنت گدازی
گذر رہی عمر اُسکی محنت گدازی مین

چو خورشید حقیقت گشت طالع
جب آفتاب حقیقت کا چمکنے والا ہوا
نبودش پیش دیدہ ہیچ مانع
نہ رہا اُسکی آنکھ کے سامنے کوئی منع کرنیوالا

کشتہای حقیقت روی و بخت
کشتیان حقیقت کی اُس مین لگین
ز ہر چہ ناگزیرش بود بگریخت
جس چیز کی ضرورت اُسکو تھی بھاگی یعنی جاتی رہی

شبی از چنگ یوسف شد گریزان
ایک رات یوسف کے چنگل سے بھاگ گئی
خلاصی جست ازو افتان و خیزان
خلاصی چاہی اُس سے گرتے پڑتے

چو زد دست از قفا در دامن او
مارا جو ہاتھ پیچھے سے اُسکے دامن مین
ز دستش چاک شد پیراہن او
یوسف کے ہاتھ سے پھٹ گیا کرتا اُس کا

زلیخا گفت اگر من بر تن تو
زلیخا نے کہا اگر مین نے تیرے بدن پر
دریدم پیش ازین پیراہن تو
پھاڑا تھا اُس سے پیشتر کرتہ تیرا

تو ہم پیراہنم اکنون دریدی
اب تو نے بھی میرا کرتا پھاڑ ڈالا تو نے
بپاداش گناہ من رسیدی
میرے گناہ کے بدلے پہونچا تو

درین کار از تفاوت بی ہراسیم
اس کام مین فرق سے بیخوف ہون مین
بہ پیراہن دری راسا براسیم
کرتا پھاڑنے مین برابر برابر ہون مین

چو یوسف روی او در بندگی دید
جب یوسفؑ نے اُسکا منہ بندگی مین دیکھا
وزان نیت دلش را زندگی دید
اور اُس نیت سے اُسکے دل کی خوشی دیکھی

بنام او ز زر کاشانہ ساخت
اُسکے نام پر ایک مکان سونے کا بنایا
نہ کاشانہ عبادتخانہ ساخت
مکان نہین ایک عبادت گاہ بنائی

چو کاخ آسمان فیروزه خشتی
شکل محل آسمان فیروزہ اینٹ کے
زمین از لطف صنع او بهشتی
زمین اسکی کاریگری کی صفائی سے ایک بہشت
پر از نقش و نگار از فرش تا سقف
بھرا نقش و نگار سے زمین سے چھت تک
مهندس را برو فکر نظر وقف
ہندسہ دان کو اسپر فکر نظر کیا وقف
ز روزنهاش نور بخت تابان
اسکے روشندانون سے روشنی نصیب کی روشن
ز در بر قاصد دولت شتابان
دروازون سے قاصد دولت کے دوڑنیوالے
ز عالی غرفهایش چشم بد دور
بلند جھروکون اسکے سے نظر بد دور ہو جیو
مقوس طاقها چون ابروی حور
ٹیڑھے طاق اسکے شکل حورون کے ابرو کے
ز عکس شمسه اش خور برده مایه
اسکی کلسی کے عکس سے آفتاب سبقت لے گیا
محال از وی درون خانه سایه
مشکل اس سے اندر گھر کے سایہ
دمیده ز آب کلک نیکبختان
اوگے نیکبختون کے قلم کے پانی سے
ز گلستان دیوارش درختان
اس کی دیوار کے باغ سے درخت
بهر شاخی از ان مرغی نشسته
اسکی ہر شاخ پر ایک چڑیا بیٹھی ہوئی
ولیکن از نوا منقار بسته
لیکن بولنے سے چونچ بند کیے ہوئے یعنی چپ
میان خانه زد فرخنده تختی
اندر گھر کے لگایا ایک مبارک تخت
ز زر سرخی ز لعل ناب لختی
تھوڑا سونے سے تھوڑا خالص لعل سے
دو صد نقش بدیع انگیخت در وی
دو سو نادر نقش بنائے اس مین
هزار آویزه در آویخت در وی
ہزار آویزے موتیوں کے لٹکائے اسمین
زلیخا را گرفت از مهر دل دست
زلیخا کا ہاتھ یوسف علیہ نے محبت دل سے پکڑا
نشاندش بر فراز تخت و بنشست
اسے تخت پر بٹھلایا اور آپ بیٹھا
بدو گفت ای بانواع کرامت
یوسف نے کہا اے زلیخا طرح طرح کی مہربانیوں سے
مرا شرمنده کردی تا قیامت
مجکو شرمندہ کیا تو نے قیامت تک
در ان وقتیکه میخواندی غلامم
اسوقت کہ کہتی تھی تو غلام مجھ کو
کرامت خانهٔ کردی بنامم
ایک عمدہ گھر میرے نام سے بنایا تو نے
ز لعل و زر و زر سرخی و زردی
لعل اور سونے اور سرخی اور زردی سے
هر ان زینت که امکان داشت کردی
جو زینت کہ امکان مین رکھتی تھی تو نے

کنون من هم پی شکر عطایت
اب مین بھی واسطے شکر تیری بخشش کے
عبادت خانهٔ کردم برایت
ایک عبادتخانہ تیرے واسطے بنایا مین نے
دران بنشین پی شکر خدائے
اسمین بیٹھ واسطے خدا کے شکر کرنے کے
کزو داری بهر موئی عطائے
کہ اس سے ہر ایک بال مین ایک بخشش رکھتی ہے تو
توانگر ساختت بعد از فقیرے
امیر کیا تجھ کو اس نے بعد فقیری کے
جوانی داد بعد از ضعف پیرے
جوانی دی بعد کمزوری اور بڑھاپے کے
بچشم نور رفته نور دادت
تیری اندھی آنکھ مین نور دیا اسنے
وز ان بر رو در رحمت کشادت
اور اس سے تیرے منہ پر دروازہ رحم کا کھولا
پس از عمری که زهر غم چشاندت
بعد ایک عمر کے کہ زہر غم کا چکھایا تجھ کو
بتریاک وصال من رساندت
میری ملاقات کے زہرمہرہ کو پہونچایا تجکو
زلیخا هم بتوفیق الهی
زلیخا بھی خدا کے توفیق دینے سے
نشسته بر سریر پادشاهی
بیٹھی تخت بادشاہی پر
در ان خلوتسرا می بود خرسند
اسی تنہائی کے مکان مین خوش رہتی تھی
بوصل یوسف و فضل خداوند
وصل یوسف اور خدا کی مہربانی سے

در خواب دیدن یوسف مادر و پدر خود را و از خدای تعالی مرگ خود خواستن

خواب مین دیکھنا یوسف علیہ السلام کا اپنے ماں باپ کو اور خدا تعالے سے اپنی موت کی خواہش کرنا

زهی حسرت که ناگه نیکبختی
کیا خوب افسوس کہ ایکبارگی ایک نیکبخت
کشد تا پیشگاه وصل رختی
کھینچے درگاہ ملاقات تک اسباب
کشیده شاهد دولت در آغوش
دولت کے معشوق کو گود مین لے کر
کند اندوه هجران را فراموش
جدائی کے رنج کو بھول جاوے
ندیده خاطرش از غم غبارے
دل اسکا بغیر کسی غم کے غبار دیکھے ہوئے
بشادی بگذراند روزگارے
عیش مین گزارے ایک زمانہ

وزنا گہ باد آذبارے درآید
ایکبارگی ایک ہوا بد اقبالی کی چلے

درآید در ریاض وصل گستاخ
آوے باغ وصل میں بیباکانہ

زلیخا چون ز یوسف کام دل یافت
زلیخا نے جب یوسف سے مقصود دلی پایا

بدل خرم بخاطر شادمی زیست
خوشدلی اور شگفتہ خاطری سے جیتی تھی

تمادمی یافت ایام وصالش
گذرا زمانہ اُسکی ملاقات کا

بپایی داد آن نخل برومند
سوا تر دیے اُس پھل مند درخت نے

مرادے از جہان دل نبودش
کوئی مراد جہان سے اُسکے دل میں نہ رہی

شبے بنہاد یوسف سر بمحراب
ایک رات یوسف نے سر محراب مین رکھا

پدر را دید با مادر نشستہ
باپ کو دیکھا ماں کے پاس بیٹھے ہوئے

ندا کردند کای فرزند دریاب
آواز دی کہ اے لڑکے معلوم کر

مرا خواہی برآب و گل قدم نہ
مجھکو چاہتا ہے تو دنیا پر لات مار

چو یوسف یافت بیداری ازان خواب
جو حضرت یوسف اُس نیند سے جاگے

حدیث خواب را با او بیان کرد
باتین خواب کی اُس سے بیان کین

سموم ہجر را کارے برآید
جدائی کی لون یعنی گرم ہوا کا کام دے

درخت آرزو را بشکند شاخ
آرزو کے درخت کی شاخ کو توڑ ڈالے

بوصل دائمش آرام دل یافت
اُسکے وصل سے ہمیشہ کے لیے آرام دل کا پایا

زغمہای جہان آزادمی زیست
جہان کے غمون سے بے فکر جیتی تھی

دران دولت زچل بگذشت سالش
اس دولت مین اسکے چالیس برس گذرے

بر فرزند نی فرزند فرزند
پھل اولاد کے بلکہ لڑکون کے لڑکے

کہ برخوان امل حاصل نبودش
کہ اُس کے خوان امید پر موجود نہ تھی

رہ بیداریش زد رہزن خواب
نیند کے رہزن نے اُسکے جاگنے کی رہزنی کی

برخ چون خور نقاب نور بستہ
منہ پر مثل آفتاب کے نقاب نورانی ڈالے ہوئے

کشید ایام دوری زود و شتاب
کھنچ گیا دوری کا زمانہ جلد دوڑ

بمنزل گاہ جان و دل قدم نہ
جان اور دل کے مقام پر قدم رکھ

بپہلوی زلیخا شد زمحراب
زلیخا کے پہلو مین گئے محراب سے

وزان مقصود خود با وی عیان کرد
اور اُس خواب سے مقصد اپنا اُس سے ظاہر کیا

زخوابش باخیال دوری افگند
خواب نے اسکو دوری کے خیال مین ڈالا

دل یوسف زطور خود برون شد
دل یوسف کا اپنے طریقے سے بدل گیا

قدم زین تنگنای آز برداشت
قدم اس حرص کی تنگ گلی یعنی دنیا سے اُٹھایا

متاع انس ازین دیر فنا برد
اسباب محبت کا اس فنا کے تجانے یعنی دنیا سے اُٹھا لیا

کہ ای حاجت روای مستمندان
کہ اے حاجتمندون کی حاجت روا کرنیوالے

بفرقم تاج اقبالے نہادی
میرے سر پر تاج ایسا اقبال کا رکھا تو نے

دلم زین کشور فانی گرفتست
دل میرا اس ملک فنا ہونیوالے یعنے دنیا سے تنگ ہو

مرا فارغ زمن راہے بخود دہ
فراغت سے مجکو ایک راہ اپنی طرف دے

نکوکاران کہ راہ دین گرفتند
جن نیکون نے کہ راہ دین کی پکڑی

برون آر از شمار این و آنم
باہر لا اس اور اُسکے حساب سے مجکو

زلیخا چون شنید این رازداری
زلیخا نے جو یہ رازداری سنی

یقین دانست کز وی این دعا را
یقین جانا اُسنے کہ اسکی اس دعا کا

نیامد از کمان او خدنگے
نہ نکلا کمان اُس کی سے کوئی تیر

بجانش آتش مہجورے افگند
اُس کی جان مین آگ جدائی کی ڈالی

باقلیم بقا شوقش فزون شد
ملک بقا کی طرف شوق اُسکو زیادہ ہوا

رہ فسحت سرای راز برداشت
راہ کشادہ مکان بھید کی اُٹھائی یعنی لی

بمحراب بقا دست دعا برد
بقا کی محراب کیطرف دعا کا ہاتھ لے گیا

بسر افسر نہ تارک بلندان
سر بلندون کے سر پر تاج رکھنے والے

کہ ہرگز ہیچ مقبلے را ندادی
جو کبھی کسی مقبول بارگاہ کو نہ دیا تو نے

ز تدبیر جہانبانی گرفتست
بادشاہی کے انتظام سے تنگ ہو

مثال شاہی ملک ابد دہ
فرمان ملک بادشاہی ہمیشگی کا دے

بقربت منزل ایشان گرفتند
بسبب نزدیکی کے مقام انکون کا لیا

بعز قربت آلیشان رسانم
برابر عزت نزدیکی اُن لوگون کے پہونچا مجھے

بدل زخمی رسیدش سخت کاری
دل مین اُس کے زخم سخت لگا

اثر گردد بزودے آشکارا
اثر جلد ظاہر ہو جاوے گا

کہ در تاثیر آن گردد درنگے
کہ اس کی تاثیر مین کچھ دیر ہو جاوے

قدم در کلبه زد تیره و تنگ
قدم ایک تنگ اور تاریک کوٹھری میں رکھا
کشاد از کید گر گیسوی شبرنگ
کھولے یعنی بکھرائے اپنے سیاہ بال

همیگرد از غم دوری بسر خاک
کرتی تھی غم دوری سے سر پر خاک
همی مالید پر خون چهره بر خاک
ملتی تھی خون بھرا چہرہ خاک پر

ز شادی طاق با اندوه شد جفت
خوشی سے علیحدہ اور رنج سے ہمصحبت ہوگئی
ز دیده اشک میبارید و میگفت
آنکھوں سے آنسو برساتی تھی اور کہتی تھی

که ای درمان درد دردناکان
کہ اے دردمندوں کے درد کی دوا
بمرهم خرقه دوز سینه چاکان
مرہم سے زخم سینے والے سینہ چاکوں کے

مراد خاطر هر نامرادی
مراد دل ہر ایک نامراد کے
کشاد بسته در هر بگشادی
کھولنے والے ہر بند کے بستہ در کے

مفاتیح آور درهای بسته
کنجی پیدا کرنے والے بند دروازوں کے
جبائر بند دلهای شکسته
تختیاں باندھنے والے ٹوٹے ہوئے دلوں کے

خلاصی بخش مهجوران ز اندوه
نجات دینے والے ہجر والوں کو غم سے
سبک سازنده غمهای چون کوه
ہلکا کرنے والے پہاڑ ایسے غموں کے

گرفتار دل افگار خویشم
گرفتار اپنے دل زخمی کی ہوں میں
عجب حیران شده در کار خویشم
اپنے کام میں حیران ہوگئی ہوں میں

ندارم طاقت هجران یوسف
یوسف کی جدائی کی طاقت نہیں رکھتی ہوں میں
ز تن کش جان من تا جان یوسف
بدن سے نکال جان میری عوض جان یوسف کے

نخواهم بی جمالش زندگی را
میں بے اسکے جمال کے جینا نہیں چاہتی ہوں
به ملک زندگی پایندگی را
زندگی کے ملک میں ٹھہرنا نہیں چاہتی ہوں

نهال عمر بی برگست بی او
درخت عمر کا بے پھل پتے کے ہے بغیر اس کے
حیات جاودان مرگست بی او
زندگی ہمیشہ کی موت ہے بغیر اس کے

بقانون وفا نیکو نباشد
قانون میں محبت کے اچھا نہ ہوگا
که من باشم بگیتی او نباشد
کہ میں رہوں جہان میں اور وہ نہ رہے

اگر با من نسازی همره او را
اگر تو مجھ کو اس کے ہمراہ نہیں کرتا ہے تو
مرا بیرون بر اول انگه او را
مجھکو باہر لیجا یعنی مار ڈال پہلے پھر اسکو

نمیخواهم کزو یک سو نشینم
نہیں چاہتی ہوں میں کہ اس سے ایک طرف بیٹھوں میں
جهان را بی جمال او نبینم
جہان کو بے جمال اسکے کے دیکھوں میں

بسر برد این چنین در گریه و سوز
آخر لے گئی اسی طرح رونے اور سوز میں
نه شب را گفت شب نی روز را روز
نہ رات کو رات کہا یعنی سمجھی نہ دن کو دن

بلی هر کس ز غم دارد دل تنگ
سچ ہے جو شخص غم سے دل اداس رکھتا ہے
شب و روزش نماید هر دو یکرنگ
رات اور دن اسکو دونوں یکسان معلوم ہوتے ہے

وفات یافتن حضرت یوسف و هلاک شدن زلیخا از الم مفارقت آن حضرت

مرجانا حضرت یوسف علیہ السلام کا اور ہلاک ہونا زلیخا کا رنج جدائی یوسف علیہ السلام سے

بدیگر روز یوسف بامدادان
دوسرے دن حضرت یوسف صبح کو
که شد دلها ز فیض صبح خندان
کہ دل صبح کے فیض سے ہنسنے والے یعنی خوش ہوے

ببر کرده لباس شهریاری
لباس بادشاہی بدن میں پہن کر
برون رفته بآهنگ سواری
باہر گئے سواری کے ارادہ ہوے میں

چو پا در یک رکاب آورد جبریل
جب پاؤں ایک رکاب میں لائے جبرئیل
بدو گفتا مکن زین بیش تعجیل
اس سے کہا اس سے زیادہ جلدی مت کر

امان نبود ز چرخ عمر فرسای
پناہ نہوگی آسمان عمر گھٹانے والے سے
که ساید در رکاب دیگرت پای
کہ گھسے تیری رکاب میں دوسرا پاؤں

عنان بگسل ز آمال و امانی
باگ توڑ امیدوں اور آرزوؤں سے
بکش پا از رکاب زندگانی
پاؤں کھینچ رکاب زندگانی سے

چو یوسف این بشارت کرد در گوش
حضرت یوسف نے جو یہ خوشخبری سنی
ز شادی شد برو هستی فراموش
خوشی سے اسپر ہستی فراموش ہوگئی

ز شادی دامن همت بیفشاند
خوشی سے دامن ہمت کا جھاڑا
یکی از وارثان ملک را خواند
ایک کو ملک کے وارثوں سے بلایا

بجائے خویشتہ آن مرز کردش
اپنی جگہ پر اُسکو اُس زمین کا بادشاہ کیا
بخصلتہای نیک اندرز کردش
نیک خصلتون کی نصیحت کی اُس کو

وگر گفتا زلیخا را بخوانید
پھر کہا زلیخا کو بلاؤ
بہ میعاد وداع من رسانید
میرے رخصت کے وعدہ پر پہونچاؤ

بہ گفتند او بدست غم زبون ست
کہا وہ غم کے ہاتھ سے عاجز ہے
فتادہ درمیان خاک و خون ست
درمیان خاک اور خون کے پڑی ہوئی ہے

ندارد طاقت این بار جانش
طاقت اس بوجھ کی اُسکی جان نہین رکھتی ہے
بکار خویش بگذار آنچنانش
اسکو اسی طرح اپنے کام مین مشغول رہنے دو

بگفتا ترسم این داغ غرامت
جواب دیا ڈرتا ہون کہ یہ داغ شرمندگی کا
بماند بر دل او تا قیامت
رہیگا اس کے دل پر قیامت تک

بگفتند ایزدش خرسند دارد
کہا خدا اُس کو خوش رکھے
بخرسندی قوی پیوند دارد
اُس کو خوشی سے ملا ہوا رکھے

بکف جبریل حاضر داشت سیبے
جبرئیل کے ہاتھ مین ایک سیب موجود تھا
کہ باغ خلد از وے داشت زیبے
کہ باغ بہشت کا اُس سے ایک زیبائش رکھتا تھا

چو یوسف را بدست آن سیب بنہاد
جب یوسف کے ہاتھ مین وہ سیب رکھا
روان آن سیب را بوئید و جان داد
فوراً اُس سیب کو سونگھا اور جان دی

دلش زان نکہت باغ بقا یافت
دل اُسکے نے اس سے خوشبو باغ بقا کی پائی
ازان نکہت بسوی باغ بشتافت
اُس خوشبو سے طرف باغ کے دوڑا

چو یوسف را ازان بو جان برآید
جب یوسف کی جان اُس خوشبو سے نکلی
زجان حاضران افغان برآید
حاضرون کی جان سے شور نکلا

زبس بالا گرفت آواز فریاد
از بسکہ بلندی پکڑی آواز فریاد کی
صدا بر گنبد فیروزہ افتاد
گنبد سبز رنگ مین آواز پڑی

زلیخا گفت کین شور و فغان چیست
زلیخا نے کہا کہ یہ شور اور فریاد کیون ہے
پُر از غوغا زمین و آسمان چیست
بھرا ہوا زمین اور آسمان شور سے کیون ہے

بدو گفتند کان شاہ جوان بخت
اُس سے کہا لوگون نے کہ اُس بادشاہ جوان نصیبہ نے
بسوی تختہ رو کرد از سر تخت
طرف تختہ تابوت کے رخ کیا تخت کے اوپر سے

وداع کلبۂ تنگ جہان کرد
رخصت مکان تنگ جہان کی کی
وطن بر اوج کاخ لامکان کرد
وطن محل لامکان کی بلندی پر کیا

چو بشنید این سخن از خویشتن رفت
جب سُنی یہ بات آپ سے گئی
فروغ نیر ہوش از بدن رفت
روشنی آفتاب ہوش کی بدن سے گئی

زہول این حدیث آن سرو چالاک
اس بات کے خوف سے وہ سرو چالاک یعنی زلیخا
سہ روز افتاد ہمچون سایہ بر خاک
تین دن مثل سایے کے خاک پر پڑی رہی

چو چارم روز شد زان خواب بیدار
جب چوتھا دن ہوا اُس خواب سے بیدار ہوئی
سماع آن ز خود بردش دگر بار
سننا اُس خبر کا آپ سے لے گیا اسکو دوسری مرتبہ

سہ بار اینسان سہ روز از خود ہمی رفت
تیسری مرتبہ اسی طرح آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی
بداغ سینہ سوز از خود ہمی رفت
سینے جلانیوالے داغ مین آپ سے جاتی یعنی بیہوش رہی

چہارم روز چون آمد بخود باز
چوتھے دن جب پھر ہوش مین آئی
ز یوسف کرد اول پرسش آغاز
حضرت یوسف سے پہلے پوچھنا شروع کیا

نہ از وی بر سر بستر نشان یافت
نہ اُس سے بچھونے پر نشان پایا
نہ تابوتش دران عالم روان یافت
نہ تابوت اُسکا اُس وقت مین جاتے پایا

جز این از وی خبر بازش ندادند
سوا اسکے اس سے پھر اُسکو خبر نہ دی
کہ ہمچون گنج در خاکش بنہادند
کہ خزانے کی طرح اُسکو خاک مین رکھا

نخست از جور چرخ ناموافق
پہلے ظلم آسمان ناموافق سے
گریبان چاک زد چون صبح صادق
گریبان چاک کر ڈالا مثل صبح صادق کے

بدان آتش کہ در دل داشت پنہان
اُس آگ سے کہ دل مین پوشیدہ رکھتی تھی
زرہے بکشاد از چاک گریبان
ایک راہ کھولی چاک گریبان سے

ولی زان راہ در جانش بہر دم
لیکن اُسکی جان مین اُس راہ سے ہر دم
فزون گشت آتش سوزندہ نی کم
زیادہ ہوتی تھی آگ جلانے والی نہ کم

بناخن رخنہ ہا در روے میکند
ناخن سے چھید منھ پر کھودتی یعنی کرتی تھی
برائے چشمۂ خون جوے میکند
خون کے چشمے کے لیے نہر کھودتی تھی

بہر جوئے کزان چشمہ روان کرد
ہر نہر سے کہ اُس چشمے سے جاری کی
سمن را جلوہ گاہ ارغوان کرد
چنبیلی کو جلوہ گاہ سرخی کا بنایا

شد از ناخن رخ گلگون خط افگن
شوہر پر ناخن سے ہوئی سرخ خط ڈالنے والی
چو عرق ناخنہ در چشم روشن
مثل رگ ناخونہ کے روشن آنکھ مین

بسینہ از تلغابن سنگ میزد
سینے پر افسوس سے پتھر مارتی تھی
طپانچہ بر رخ گلرنگ میزد
طمانچہ سرخ منھ پر مارتی تھی

ز سیم انجا عقیق تر ہمی رست
چاندی سے عقیق تر اُگتے تھے
وزین بر لالہ نیلوفر ہمی رست
اور اُس سے لالے پر نیلوفر اُگتا تھا

بسوے فرق نازک برد پنجہ
طرف نازک سر کے لے گئی پنجہ
ز زور پنجہ آنرا ساخت رنجہ
پنجے کے زور سے اسکو رنجیدہ کیا

ز ریحان سروستان اسبک کرد
ریحان سے سر باغ کو ہلکا کیا یعنی بالون نوچے
بچیدن سنبلستان را تنک کرد
چننے سے سنبلستان یعنی سر کو ہلکا کر دیا

ز دل نوحہ ز جان فریاد بر داشت
دل سے نوحہ اور جان سے فریاد اُٹھائی
فغان از سینہ ناشاد بر داشت
شور غم بھرے ہوے سینے سے اُٹھایا

کہ یوسف کو و تخت آرائی او
کہ یوسف کہان اور کہان ہے سلطنت اسکی
بہ محتاجان کرم فرمائی او
محتاجون پر بخشش اسکی

چو عزمش کرد زین بر بارگی تنگ
جو اسکے ارادے نے زین کسا گھوڑے پر
بملک جاودانی داشت آہنگ
ہمیشگی کے ملک کا کیا ارادہ

ز بس بود اندرین رفتن شتابش
از بسکہ تھی اس جانے مین جلدی اسکو
نکردم پایبوسی از رکابش
نہ کی مین نے پابوسی اُس کی رکاب کی

ازین کاخ غم افزا چون برون رفت
اس غم بڑھانے والے محل یعنی دنیا سے جو باہر گیا
نبودم در حضور او کہ چون رفت
نہ تھی مین روبرو اسکے کہ کیونکر گئے

سرش ننہادہ بر بالین ندیدم
سر اسکا تکیہ پر رکھا نہ دیکھا مین نے
خوئش از صفحہ نسرین نچیدم
پسینہ اسکے صفحہ نسرین سے نہ چنا یعنی نہ پوچھا مین نے

چو آمد بر تن آن زخم درشتش
جب اسکے بدن پر وہ زخم سخت آیا
نکردم سینہ پشتیبان پشتش
نہ کیا مین نے سینہ اسکی پیٹھ کا پشتیبان

چو سوی تختہ بر جعبد از تختگہ رخت
جب طرف تختہ کے تختگاہ سے اسباب لے گیا
ہمایون بخت شد آن تختہ چون تخت
مبارک نصیب ہوا وہ تختہ مثل تخت کے

گلاب از چشم خون افشان بجستم
گلاب خون گرانیوالی آنکھ سے نہ ڈھونڈھا میری
بآن روشن گلاب او نشستم
اُس کو روشن گلاب میرے سے نہ دھویا

کفن چون بر تن او راست کردند
کفن جو اُس کے بدن پر پہنایا
بہ تکفینش نشست و خاست کردند
واسطے کفن پہنانے کے اسکو بٹھایا اور اُٹھایا

نکردم رشتہ اندوزے فن خویش
نہ کیا مین نے کپڑے سینے کا اپنا پیشہ
کہ تا دوزم بر دلاعرق خویش
کہ سی دیتی مین اُسپر اپنے ڈھیلے بدن کو

چو از غم خارہا در دل شکستند
جب غم سے کانٹے دلمین ٹوٹے یعنی چبھوئے
وزین سر منزلش محمل ببستند
اور اس سر منزل سے اُسکا کجاوہ باندھا

دہان پر از نواے بینوائے
منھ محتاجون کی آواز سے بھرا ہوا
نکردم محمل او را درائے
نہ کیا مین نے اُسکے کجاوہ کا گھنٹہ بجانا

چو جائی خواب در خاکش کشادند
جو جگہ سونے کی اُسکے لیے زمین مین کھولی
چو در پاک در خاکش نہادند
مثل پاک موتی کے اسکو خاک مین رکھا

زمین زیر بر و دوشش نرفتم
زمین اُسکی بغل اور کندھے کے نیچے کی نہ جھاڑی مین نے
بکام دل در آغوشش نخفتم
دل کے مقصد سے اسکی گود مین نہ سوئی مین

دریغا زین زیانکارے دریغا
افسوس اس نقصان کے کام سے افسوس
دریغا زین جگرخوارے دریغا
افسوس اس کلیجا کھانے سے افسوس

بیا اے کام جان محرومیم بین
آ اے مقصد جان کے میری بدنصیبی دیکھ
ز ظلم آسمان مظلومیم بین
آسمان کے ظلم سے میری فریاد کرنا دیکھ

بریدی از من و یادم نکردی
قطع کی تو نے مجھ سے محبت اور میری یاد نہ کی تو نے
بدیداری ز خود شادم نکردی
اپنے ایک دیدار سے مجکو خوش نہ کیا تو نے

وفادارا وفاداری نہ این بود
اے وفادار یہ وفاداری نہ تھی
بیاران شیوہ یاری نہ این بود
یارون سے یہ یاری کا طریقہ نہ تھا

مرا از دل بیرون افگندہ رفتی
مجکو دل سے باہر نکال کر چلا گیا تو
میان خاک و خون افگندہ رفتی
خاک اور خون مین ڈال کر چلا گیا تو

عجب خاری شکستے در دل من
ایک عجیب کانٹا میرے دلمین چبھو دیا تو نے
کہ بیرون نایدالا از گل من
کہ باہر نہ نکلے گا لیکن میری قبر سے

بجائے کہ راہ رفتن کردہ ساز
اُس جگہ کی راہ چلنے کا تونے سامان کیا ہے
کز انجا ہیچگہ ناید کسے باز
جس جگہ سے کوئی کبھی نہین پھر آتا ہے

ہمان بہتر کز اینجا پر کشایم
بہتر وہی ہے کہ مین بھی یہان سے پر کھولون
بیک پرواز گردون سویت آیم
ایک اوڑان مین تیری طرف آجاؤن مین

بگفت این و عماریدار را خواست
یہ کہا اور عماری دار کو بلوایا
برائے خود عماری را بیاراست
اپنے لیے عماری سجوائی

بیک جنبش ازان اندوہ خانہ
ایک حرکت مین اُس رنج کے گھر سے
برحلت گاہ یوسف شد روانہ
یوسف کے مرنے کی جگہ پر روانہ ہوئی

ندید انجا نشان از گوہر پاک
وہان اُس پاک موتی یعنی یوسف کی کوئی نشان نہ دیکھا
بجز خرپشتۂ از خاک نمناک
سوائے ایک خاک کے بھیگے ہوئے ٹیلے کے

بر آن خرپشتہ آن خورشید پایہ
اُس ٹیلے پر اُس آفتاب مرتبہ یعنی زلیخا نے
بخاک انداخت خود را ہمچو سایہ
خاک پر اپنے کو مثل سایے کے ڈال دیا

برخسار چو زر در زر گرفتش
سونے کے ایسے منھ سے سونے مین لپیٹا اُس کو
زلعل اشک در گوہر گرفتش
سُرخ آنسوؤن سے موتیون مین کیا اُسکو

گہے فرقش ہمے بوسید و گہ پاے
کبھی اُسکا سر چومتی تھی اور کبھی پاؤن
فغان میزد ز دل کای وای من وائے
فریاد کرتی تھی دل سے کہ ہائے افسوس مجھے افسوس

فرو رفتہ تو ہمچون آب در خاک
تو مثل پانی کے خاک مین مل گیا
برون ماندہ من چون خار و خاشاک
باہر رہی مین مثل کانٹے اور تنکے کے

تو زیر گل چو بیخ گل نہفتہ
تو مٹی کے نیچے مثل پھول کی جڑ کے چھپ گیا
ببالا من چو شاخ گل شگفتہ
مین اوپر مثل کھلے ہوئے پھول کی شاخ کے یعنی زندہ

تو زیر خاک منزل کردہ چون گنج
تونے زمین کے نیچے خزانے کی طرح مقام کیا
بروئے خاک من ابر گہر سنج
مین خاک کے منھ یعنی زمین پر بدلی موتی تولنے والی

خیالت موج خون بر خاک من زد
تیرے خیال نے لہر خون کی میری خاک پر ماری
فراقت شعلہ در خاشاک من زد
تیری جدائی نے شعلہ میرے گھاس پھوس مین لگایا

زدی آتش بخاشاک وجودم
لگائی تونے آگ میرے بدن کے کوڑے مین
از آن پیچان رود بر چرخ دودم
اُس سبب گھومتا جاتا ہے آسمان پر دھوان میرا

بدو دِمن کسے نکشاد دیدہ
میرے دھوئین پر کسی نے نہ کھولی آنکھ
کہ نے از دیدگان آبش چکیدہ
بلکہ دیکھنے والون کی آنکھ سے پانی نہ ٹپکا

ہمے نالید و ہر دم سینہ چاک
روتی تھی اور ہردم سینہ چاک کرتی
بصد حسرت ہمی مالید بر خاک
سیکڑون افسوس سے خاک پر ملتی تھی

چو درد حسرتش از حد برون شد
جب درد اُسکے افسوس کا حد سے زیادہ ہوا
برسم خاک بوسی سرنگون شد
بطور خاک چومنے کے سر اُلٹا کر لیا

بچشمان خود انگشتان در آورد
اپنی انگلیان آنکھون مین ڈالین
دو نرگس را ز نرگسدان بر آورد
دونون آنکھین چشم خانے سے نکال لین

بخاک وے فگند از کاسۂ سر
اُس خاک پر ڈالین کاسۂ سر سے
کہ نرگس کاشتن در خاک خوشتر
کہ نرگس کا خاک مین بونا بہتر تھا

چو باشد از گل رویت جدا چشم
جب تیرے رخسارے کے پھول سے آنکھ جدا ہو
چہ کار آید درین بستان سرا چشم
اس باغ یعنی دنیا مین کس کام آوین آنکھین

بود در رسم مصیبت بین و مبہوت
ہوتی ہے رسم مصیبت دیکھنے والون اور حیران کی
سیہ بادام افشاندن بتابوت
سیاہ بادام ڈالنا تابوت پر

چو آن مسکین ز تابوتش جدا ماند
جب وہ غریب اُس تابوت سے جدا رہی
دو بادام سیہ بر خاکش افشاند
دو بادام سیاہ اُس کی خاک پر ڈالے

بخاکش روئے خون آلودہ بنہاد
اُس کی خاک پر خون بھرا منھ رکھ دیا
بمسکینی زمین بوسید و جان داد
بیچارگی سے زمین چومی اور جان دیدی

خوش آن عاشق کہ چون جانش بر آید
وہ عاشق اچھا ہے کہ جب جان اُسکی نکلے
ببوئے وصل جانانش بر آید
اُمید ملاقات معشوق مین جان اُسکی نکلے

حریفان حال او را چون بدیدند
حریفون نے جب اُسکے حال کو دیکھا
فغان و نالہ از دل بر کشیدند
نالہ اور فریاد دل سے کھینچا

ازان نوحہ کہ بہر یوسف او کرد
جو نوحہ کہ واسطے یوسف کے اُسنے کیا
ہمین کردند بروی با دو صد درد
کرتی تھی اُس پر یہ دو سو درد سے

ہمے کردند نوحہ نوحہ گر را
کرتی تھین نوحہ نوحہ کرنیوالی یعنی زلیخا کے لیے
بسان نوحہ گر آن سیمبر را
مانند رونے والون کے اُس سیمبر یعنی زلیخا کو

چو سازِ نوحہ را آہنگ شد پست
جو ساز نوحہ کی آواز پست ہوئی یعنی زلیخا مرگئی

برآوردند بہرِ شستنش دست
باہر نکالا دھلانے کے لیے اُسکا ہاتھ

بشستندش ز دیدہ اشکباران
نہلایا اُسکو اُسکو دیدے سے آنسو گرانے یعنی روتے ہوئے

چو برگِ گل ز باران بہاران
پھول کی پتی کی طرح جو بدلی بہار سے

بسانِ غنچہ کز شاخِ سمن رُست
مانند کلی کے کہ چمیلی کی شاخ سے پیدا ہوئی

بروکردند زنگاری کفن چست
اُسپر کیا یعنی پہنایا زنگاری کفن ٹھیک

ز گردِ فرقتش رُخ پاک کردند
جدائی کی گرد سے منھ صاف کیا

بجنبِ یوسفش در خاک کردند
حضرت یوسف کے پہلو میں اُسکو دفن کیا

ندیدہ ہرگز این دولت کس از مرگ
نہ دیکھی کبھی کسی نے یہ دولت موت سے

کہ یابد صحبتِ جانان پس از مرگ
کہ پاوے صحبت معشوق کی بعد مرنے کے

حکایت

کہانی

ولی دانای این شیرین حکایت
لیکن جاننے والا اس شیرین کہانی کا

کہ دارد از کہن پیران روایت
کہ پرانے بڈھوں سے روایت رکھتا ہے

چنین گوید کہ با ہر جانبِ از نیل
ایسا کہتا ہے کہ جس طرف دریا کے

کہ جسمِ پاکِ یوسف یافت تحویل
کہ یوسف کے جسم پاک کو سونپا

بدیگر جانبش قحط و وبا خاست
اسکے دوسری طرف قحط اور وبا اٹھی

بجای نعمت انواعِ بلا خاست
بجائے نعمت کے طرح طرح کی بلائیں پیدا ہوئیں

برین آخر قرار کار دادند
اسپر آخر کار قرار دیا

کہ در تابوتی از سنگش نہادند
کہ ایک پتھر کے تابوت میں اسکو رکھا

شگافِ سنگ قیراندای کردند
درز میں پتھر کی سیاہ روغن سے لیس دیں

میانِ قعرِ نیلش جای کردند
درمیان گہراؤ نیل کی اسکی کے اچھی جگہ کی

ببین حیلہ کہ چرخِ بے وفا کرد
دیکھ حیلہ کہ آسمان بے وفا نے کیا

کہ بعد از مردنش از یوسف جدا کرد
کہ بعد مرنے کے اسکو یوسف سے جدا کر دیا

نمیدانم کہ با ایشان چہ کین داشت
نہیں جانتا ہوں میں کہ ان سے کیا دشمنی رکھتا تھا

کہ زیرِ خاکشان آسودہ نگذاشت
کہ نیچے خاک کے اُن کو آرام سے نہ چھوڑا

یکے شد غرقِ بحرِ آشنائے
ایک دریائے آشنائی میں غرق ہوگیا

یکے لب تشنہ در بحرِ جدائے
ایک پیاسا سا جدائی کی خشکی میں

چہ خوش گفت آنکہ قدم فرسودہ عشق
کیا اچھا کہا اُس عشق میں قدم گڑے ہوئے نے

ز ہر سود و زیان آسودہ عشق
عشق کے ہر فائدہ اور نقصان سے آسودہ ہے

کہ عشق آنجا کہ باشد گرم بازار
کہ جس جگہ عشق کا بازار گرم ہوتا ہے

ندارد ہیچ با آسودگے کار
نہیں رکھتا ہے کچھ آسودگی کا مطلب

کفن بر عاشق از وی چاک باشد
کفن عاشق پر اُس سے چاک ہوتا ہے

اگر خود خفتہ زیرِ خاک باشد
اگر آپ نیچے خاک کے سوتا ہووے

خوش آن عاشق کہ در ہجران چنین مرد
اچھا وہ عاشق کہ جدائی میں اسطرح مرگیا

بخلوتگاہِ جانان جان چنین کرد
معشوق کی خلوتگاہ میں اسطرح جان دی

نگوید کس کہ مردی در کفن رفت
نہیں کہتا ہے کوئی شخص کہ کوئی مرد کفن میں گیا یعنی مرا

بدن مردانگی کان شیر زن رفت
اُس مردانگی سے کہ وہ بہادر عورت گئی

نخست از غیر جانان دیدہ بر کند
پہلے سوائے معشوق کے آنکھیں نکال ڈالیں

وز ان پس نقدِ جان بر خاک افگند
بعد اُسکے نقد جان کا اُسکی خاک پر ڈال دیا

ہزاران فیض بر جان و تنش باد
ہزاروں فیض اُسکی جان اور بدن پر ہوں

بجانان دیدۂ جان روشنش باد
اُسکی جان کی آنکھ معشوق سے روشن رہا

در شکایت فلک کہ اژدہا وار گرد عالم حلقہ کردہ و ہمہ را بیدا در گرفتہ

آسمان کی شکایت میں کہ مثل بڑے سانپ کے گرد جہان کے کنڈلی مار کر بیٹھا اور سب کو گھیرے

تصرف خود درآوردہ یکی زخم زند و بر دیگری زہر افگند

اختیار اپنے میں لایا ایک شخص کو زخمی کرتا ہے اور دوسرے پر اُس کا زہر ڈالتا ہے

فلک بر خویشتن پیچان اژدہائیست
آسمان اوپر اپنے ایک لوٹتا ہوا اژدہا ہے

پے آزار ما از درد آزمائیست
ہمارے ستانے کے لیے ایک زور دکھانے والا ہے

گرفتاریم در پیچ و خم او
ہم گرفتار ہیں اُسکے خم اور پیچ میں
نہ بینی کس کز و زخمی نخوردہ
نہ دیکھے تو کسیکو جس نے اُس سے ایک زخم نہ کھایا
ز ظلمش ہیچکس سالم نجستست
اُسکے ظلم سے کوئی سلامت بچا نہیں ہے
بہر اختر کز و روشن چراغیست
ہر ستارہ کہ اُس سے ایک روشن چراغ ہے
ہزارش داغ ہست و مرہمی نہ
ہزار داغ اُسکے پاس ہیں اور مرہم کوئی نہیں
بود پیدا درین شبہائے دیجور
ہوتے ہیں ظاہر ان اندھیری راتوں میں
چہ حاصل زان چو نوری در نتابد
کیا فائدہ اس سے جو ایک نور نہ چمکے
چو شیران روز دورست از دو رنگی
مانند شیروں کے دن دور ہے دو رنگی سے
بجز آزار ما از وی چہ رنگست
سوا ہماری ایذا کے اُس سے کیا فائدہ ہے
سر دگر عیش تنگ خود بنالم
لائق ہو جو اپنے عیش تنگ سے نالہ کروں میں
ترا با ہر کہ رو در آشنائیست
ترا ساتھ جس شخص کے خیال آشنائی کا ہے
بسے گردش نمود آن سبز طارم
بہت گردش کی اُس سبز چھت یعنی آسمان نے
کہ تا باہم طبائع رام گشتند
جب آپس میں طبیعتیں موافق ہوئیں

رمیدن چون توانم از دم او
کیونکر بھاگ سکتے ہیں ہم اُسکی پھنکار سے
ز صد کس بر یکے رحمے نکردہ
سو شخصوں سے ایک شخص پر ذرا رحم نہ کیا
کدامین سینہ کان ظالم نخستست
کون سینہ کہ اُسکو ظالم نے زخمی نہیں کیا ہے
نہادہ بر دلش تازہ داغیست
رکھے ہوئے اُسکے دل پر ایک تازہ داغ ہے
وزین بی مرہمی ہیچش غمی نہ
اور اس بے مرہمی سے اُسکو کچھ غم نہیں ہر
ہزاران روزن اندر عالم نور
ہزاروں جھرو کے عالم نور میں
بخاطرہا سرورے در نشیند
دلوں میں کوئی سرور نہ پیدا ہوئے
ولے شبہا کند با ما پلنگی
لیکن راتیں کرتی ہیں ہم سے کام چیتے کا
کہ با ما روز شیر و شب پلنگست
کہ ہمارے ساتھ دن کو شیر اور رات کو چیتا ہے
کہ با شیر و پلنگ اندر جوالم
کہ ساتھ شیر اور چیتے کے ایک کھیلے میں ہو نہیں
قرار کارت آخر بر جدائیست
قرار تیرے کام کا آخر جدائی پر ہے
بسے تابش مہ و خورشید و انجم
بہت چمک دکھلائی چاند اور سورج اور ستاروں نے
شکار مرغ جان را دام گشتند
جان کی چڑیا کے شکار کے لیے جال ہوئیں

ہنوز این مرغ نافرخ سر انجام
ابتک اس بد انجام چڑیا نے
طبائع بگسلند از یکدگر بند
طبیعتیں توڑتی ہیں ایک دوسرے سے بند
بماند مرغ دور از آشیانہ
رہتی ہے چڑیا دور گھونسلے سے
ببین دور سپہر و مہر گرمش
دیکھ گردش آسمان کی اور اُسکی گرم محبت
بمہرش دل کسی چون صبح کم بست
اُسکی محبت میں جس نے دل مثل صبح کے تھوڑا باندھا
ز سورش کس دمی بی غم نیفتاد
اسکی خوشی سے کوئی شخص دم بھر بے غم نہ ہوا
بہ بستان پای نہ فصل بہاران
باغ میں قدم رکھ فصل بہار میں
چرا گر دست غنچہ پیرہن چاک
کیوں کلی نے کرتہ چاک کیا ہے
چرا در اغمہ گل پارہ پارست
کیوں لباس پھول کا ٹکڑے ٹکڑے ہے
کہ افگندہ ز پا سرو روان را
کس نے گرا دیا ہے سرو روان کو
چرا سنبل پریشانست و درہم
کیوں سنبل پریشان اور درہم ہے
بنفشہ در کبودی سوگوارست
بنفشہ نیلے پن میں غمگین ہے
صنوبر با دل گشتہ بصد شاخ
صنوبر ساتھ دل سو ٹکڑے ہوئے کے

نچیدہ دانہ کامے ازین دام
نہ چُنا کوئی دانہ مقصد کا اس جال سے
کند ہر یک باصل خویش پیوند
ملاتا ہے ہر ایک کو اپنی اصل سے
دل پر خون ز فقد آب و دانہ
دل خون سے بھرا ہوا دانہ پانی کے نہ ہونے سے
کہ ہیچ ازکین گذاری نیست شرمش
کہ کسی قسم سے دشمنی کی اُسکو شرم نہیں ہے
کہ در خون چون شفق ہر شام ننشست
نہیں مثل شفق کے خون میں ہر شام کو بیٹھا
کز ان در عمرہا ماتم نیفتاد
کہ اُس سے عمر کی عمر ماتم میں نہ پڑا
تماشا کن بگرد جویباران
دیکھ بغور گرد نہروں کے
بخواری سبزہ چون افتاد بر خاک
خواری سے سبزہ کیوں بیٹھا ہے خاک پر
دہان پر شعلہ و دل پر شرارست
منہ شعلہ بھرا ہوا اور دل شرارہ بھرا ہوا ہے
کہ کردہ غرق در خون ارغوان را
کس نے ڈبو دیا خون میں لالے کو
چرا بر چشم نرگس ز اشک شبنم
کیوں نرگس کی آنکھ آنسو سے بھری ہے
بخون آغشتہ لالہ داغدارست
خون میں آلودہ لالہ داغدار ہے
تنی از تیغ خور سوراخ سوراخ
بدن شعاع آفتاب سے چھلنی

ز گل پُر داغ پشت و روی گلبن
پھول پر داغ سے منہ اور پیٹھ پھول کی شاخ کے بھرا ہوا
درختان از صبا در رقص اندوہ
درخت ہوا سے رنج کے ناچ مین
بود کوکو زنان قمری زہر سو
تھی قمری کو کو کرتی ہوئی ہر طرف سے
ہزاران با ہزاران نغمۂ درد
بلبلیں ہزاروں درد بھری ہوئی آواز سے گھتین
مطوق فاختہ گردن بہ چنبر
ڈالے ہوئے طوق فاختہ گردن کے حلقے مین
جہان را دیدی و فصل بہارش
جہان اور اُسکی فصل بہار کو دیکھا تو نے
ببین دم سردی باد خزان را
دیکھ بید روئی پت جھڑ کی ہوا کی
دم آن سرو از درد فراقست
ٹھنڈی سانس اُسکی جدائی کے درد سے ہے
رخ آن زرد از اندوہ دوریست
منہ اُس کا زرد دوری کے غم سے ہے
برفتہ آب و رنگ از شاہد باغ
باغ کے معشوق سے رنگ اور رونق جاتی رہی
نمودہ عور ہر شاخے بباغے
ننگا ہر ایک شاخ کو ہر باغ مین کیا
ز سر چادر فتادہ نسترن را
نسترن کے سر سے چادر اور کبھی
اناران تاج تارک نارون را
نار تاج سر نارون کے

سمن در کندن رخ تیز ناخن
چنبیلی کے منہ نوچنے مین ناخن تیز
غم جانکاہ مرغان کوہ در کوہ
غم جان گھٹا نیوالا چڑیوں کو بہت بہت
کہ یعنی در جہان آسودہ کو
کہ یعنی جہان مین آرام کہان ہے
کہ خوش آن کہ غم این باغ کم خورد
کہ اچھا ہو وہ شخص جسنے غم اس باغ کا کم کھایا
کزین چنبر کسے نارد برون سر
کہ اس حلقے سے کوئی سر باہر نہ لاوے
بیا و از خزان گیر اعتبارش
آؤ اور خزان سے لے عبرت اُس سے
ببین رخ زردی برگ رزان را
دیکھو زردی منہ انگور کی بیلون کی
کہ یار از یار و جفت از جفت طاقست
کہ یار یار سے اور جوڑا جوڑے سے جدا ہے
کہ دوری بعد نزدیکی ضروریست
کہ دوری بعد نزدیکی کے ضروری ہے
سیہ پوش آمدہ در ماتمش زاغ
سیاہ پوش ہوا اُس کے ماتم مین کوا
دم طاؤس را پایٔ کلاغے
مور کی دم پر پاؤں ایک کوے کا
ز خیمہ رفت پوشش ناروان را
خیمے سے گیا لباس ناروں کا
کہ می بخشند نوی باغ کہن را
کہ بخشتا ہے تازگی پرانے باغ کو

درونش را چو وقت خندہ بینی
اُس کے دل کو جب ہنسی کے وقت دیکھے تو
بہ آن خوبان بستان را شمامہ
یعنی کہ اُس باغ کے معشوقوں کی خوشبو نے
نشستہ بر رخ زردش غبارست
بیٹھا اس کے زرد چہرے پر غبار ہے
ز روسختی تیغ در آب منہل
منہ کی سختی سے برف پانی کے چشمے مین
چنار ار دستبرد برد دیدے
چنار اگر چالاکی جاڑے کی دیکھتا
نکردی دست خود را تا بہ اکنون
نہ کرتا اپنے ہاتھ کو اب تک
بہار آنست عالم را خزان این
بہار وہ ہے جہان کی اور خزان یہ ہے
درین غمخانہ بینم چون زید کس
اس غمخانے یعنی دنیا مین کیونکر جیے کوئی
بلی در نشان خرمی نیست
جہان مین نشان خوشی کا نہین ہے
نباشد سر بہ ناز جیبے
نہووے سر بھرا ہوا ناز جیب سے
دل از اندیشہ شادی تہی کن
دل کو خوشی کی فکر سے خالی کر
بداغ نامرادی شاد میباش
نامرادی کے داغ سے خوش رہ
زہر چیزے کہ افتد دلپسندت
جس چیز سے کہ تیرے دل کو پسند پڑے

بصد پر کالہ خون آگندہ بینی
سو ٹکڑے خون کے بھرے ہوئے دیکھے تو
ز رعنائی معصفر کردہ جامہ
رعنائی سے سرخ رنگے کپڑے
ہمانا ماندہ دور از روی یارست
تحقیق کہ یار اس سے دور رہا ہے
شدہ باد از زرہ سازی معطل
ہوئی ہوا زرہ بنانے سے بیکار
بباغ آوازہ سرما شنیدے
باغ مین آوازہ سردی کا سُنتا
ز بیم از آستین شاخ بیرون
خوف سے آستین کی شاخ سے باہر
از نیست آن غم افزا تر ازان این
اس سے وہ غم بڑھانے والی زیادہ اور اُس سے یہ
ز گریہ دیدہ بے نم چون زید کس
رونے سے بغیر آنکھ کو تر کیے کیونکر جیے کوئی
وگر باشد نصیب آدمی نیست
اور جو ہووے آدمی کو نصیب نہین ہے
نصیب آدمی جز بی نصیبی
آدمی کا نصیب سوا بدنصیبی کے
دماغ از فکر آزادی تہی کن
دماغ کو آزادی کی فکر سے خالی کر
بغل بندگے آزاد می باش
طوق بندگی سے آزاد رہ
کند خاطر بہ مہر خویش بندت
کرے تیرے دل کو اپنی محبت مین قید

بصد حسرت بریدن خواهی آخر
سو افسوس سے آخر کو توڑ دے گا تو
غم هجرش کشیدن خواهی آخر
غم اسکی جدائی کا آخر کو کھینچے گا تو

کشاد دستی واز پا بند بگسل
کھول ایک ہاتھ اور پاؤں سے بیڑی توڑ
وزین بیجا صلان پیوند بگسل
اور ان بیکار چیزوں سے تعلق توڑ

وگر تو نگسلے انکس که بستست
اور اگر تو نہ توڑے گا جس نے کہ باندھا ہے
پی بستنش بگشاده دستست
واسطے توڑنے کے اسکے ہاتھ کھلے ہوئے ہیں

تو غافل خفته او ایستاده
تو غافل سو رہا ہے اور وہ کھڑا ہوا
یکایک می ستاند آنچه داده
ایک ایک لیتا ہے جو کچھ دیا ہے

در آورد از درستی پا بسنگت
لایا جدائی سے پاؤں تیرا پتھر میں یعنی بھاری
بمیدان روانی ساخت لنگت
حاجت روائی کے میدان میں عاجز کیا تجکو

عصا گیرے بکف گاه روانی
لاٹھی پکڑتا ہے تو وقت چلنے کے
که لنگے را بر هموارے نمانی
کہ لنگڑا پن راہ چلنے میں دکھلاوے تو

چو صرصر تازه شاخی را زبن کند
جب آندھی نے کسی تازہ یعنی ہری ڈالی کو اکھیڑا
بچوب خشک نتوان کرد پیوند
سو سوکھی لکڑی سے نہیں ممکن ہے جوڑنا

بزور دست پنجه طاقت زبون کرد
زور نے تیرے پنجہ طاقت کو عاجز کیا
ز دستت نقد گیرائی برون کرد
تیرے ہاتھ سے نقد پکڑ لینے کا باہر کر دیا

بری دستی سوے هر کار پیوست
ہر ایک کام کی طرف ہمیشہ ایک ہاتھ لیجاتا ہے تو
ولی کاری بر نمی آید از دست
لیکن تیرے ہاتھ سے کوئی کام بر نہیں آتا ہے

چو رفت از دست بیرون زور پنجه
جب گیا ہاتھ سے باہر زور پنجہ کا
مکن خود را بزور پنجه رنجه
مت کر آپ کو پنجے کے زور سے رنجیدہ

ز چشمت برد نقد روشنائے
تیری آنکھ سے نقد روشنی کا لے گیا
تو از بی بینشی سرمه چه سائے
تو اندھے پن سے اسکے سرمہ کیا لگاتا ہے تو

چو در بینش ترا نیست بصیرت
جب بینائی میں نہیں تیرا پایہ ہے
مکش سرمه بچشم بصیرت
مت لگا تو سرمہ سوا آنکھ بینائی کے

پی چشمانت در کوری و تنگی
اپنی آنکھوں کے لیے تنگی اور اندھے پن میں
چه سازی چاره از چشم فرنگی
کیا کرتا ہے تو تدبیر عینک کی

ز سیمین سین که سمط لآلی بود
چاندی کے دانتوں سے کہ تیرے منھ کے زیور تھے
چو لب عقد شمارش را امام و سے بود
مانند لڑی ہونٹھ کے شمار اسکا نہیں تھا

در ان عقدت چنان کسری فتاده
اس لڑی میں ایک ایسی شکست پڑی
که کس را نیست زان کسری زیاده
کہ کسی کو اس سے زیادہ شکست نہیں ہے

ز نادانی که نطق و خموشے
نادانی سے وقت بات کرنے اور چپ رہنے کے
کنی آنرا ز لبها پرده پوشے
لبوں سے بیگانگی پہ وہ پردہ پوشی کرتا ہے تو

بدین آئین ز بس سختی و سستی
اسی طریقے سے بہایت سختی اور سستی سے
فتاده صد شکستت در درستی
پڑی ہے سو شکست تیری درستی میں

تو بینی هر شکستے راز جائے
تو دیکھے جس شکست کو کسی جگہ سے
بهر جابیش گیری ماجرائے
ہر جگہ سمجھے تو ایک ماجرا

بهر چه از تن شود کم یا ز جانت
جو کچھ بدن یا جان تیری سے کم ہو جاتا ہے
باسباب جهان افتد گمانت
جہان کے اسباب پہ گمان تیرا

ز طبعت هرگز این معنی نزادست
تیری طبیعت سے کبھی یہ بات پیدا نہیں ہوتی ہے
که آنرا می برد انکس که دادست
کہ اسکو لیجاتا ہے وہ جس نے دیا ہے

جهان را کرده بر خویشتن تنگ
جہان کو اپنے اوپر تنگ کیا ہے تو نے
ندارے در جهان دیگر آهنگ
نہیں رکھتا ہے تو ارادہ اس جہان کا یعنی عدم کا

نه واقف که دیگر عالمی هست
تو واقف نہیں ہو کہ ایک اور عالم بھی ہے
که آنجا خاست جنبش هر کم و کاست
کہ اسی جگہ سے پیدا ہوا جو کچھ کم و بیش ہے

ازان ترسم که چون مرگ آید پیش
اس سے ڈرتا ہوں میں کہ جب تیرے آگے آوے
نیاری کندن از عالم دل خویش
نہ کھود سکے یعنی اٹھا سکے تو جہان سے دل اپنا

دل و جان پر ز صد گونه وسواس
دل اور جان سو طرح کے خوف سے بھری ہوئی
روی بیرون ز عالم ناکس الراس
باہر جائیگا تو جہان سے اوندھا

شود چون خست ز جام مرگ ساقی
ہو آسان تیری موت کے پیالے کا ساقی
هنوزت میل این ویرانه باقی
ابھی تجکو اس ویرانے کی خواہش باقی ہے

شنیدستم که جالینوس کز دل
سنا ہے میں نے کہ جالینوس نے کہ دل سے
نزد و نور بینش سر ز عالم گل
نہ ظاہر ہوا اسکو کوئی بھید جہان میں

چنین گفت چون جانش رسیده
ایسا کہا ہے جب جان اُسکی پہونچی
بلب بگای کاشکی پیش دو دیده
لب تک بلکہ ای کاشکے آگے دو نور آنکھوں کے

ز فرج استرم یک فرجه بودے
فرج خچر سے میرے ایک سوراخ تھا
که عالم زان پس از مرگم نمودے
کہ جہان بعد مر جانے کے اس جہسے مجکو دکھلائی دیتا

گشاد دل نبودش چون میسر
کشادگی دل کی جو اُسکو میسر نہ تھی
فرج را فرجه جست از فرج استر
کشادگی کے لیے سوراخ ڈھونڈھا فرج خچر سے

رهی بگشا درین کاخ دل افروز
ایک راہ کھول اس محل روشن کرنیوالے محل میں
که نزهتگاه فردا بینی امروز
کہ تازگی کی جگہ کل کی دیکھے تو آج کے دن

نیاید در دلت هرگز که گاهے
نہیں آتا ہر کبھی تیرے دل میں کہ کسی وقت
کنی در حال این عالم نگاهے
کرے تو اس جہان کے حال پر ایک نگاہ

ادیم خاک کفش پا فشارست
چمڑا زمین کا جوتے کی جھاڑی ہوئی خاک ہو
درو صد گونه سختی ریگ وار است
اُسمیں سو طرح کی سختیاں ریت کے مانند ہیں

به آن کین کفش را از پا فشانے
بہتر یہ ہے کہ اس جوتے کو پاؤں سے اُتارے تو
وگرنه خسته پا در ره بمانے
اور جو نہیں ننگے پاؤں راہ میں رہجایگا تو

برافکن پردهٔ افلاک از پیش
ڈال پردہ آسمانوں کا آگے سے
مباش از پردگی محروم ازین بیش
مت ہو پردہ ڈالنے سے بے نصیب اس سے زیادہ

برون از پردهٔ نامحدود نوریست
باہر پردے کے ایک بے انتہا نور ہے
کزان هر لمعه خورشید سروریست
کہ اسکی ہر روشنی ایک خوشی کا آفتاب ہو

دران لمعه ز هر امید گم شو
اسکی ہر روشنی میں ہر امید سے گم ہو جا
بسان ذره در خورشید گم شو
مثل ذرے کے آفتاب میں گم ہو جا

چو گم گشتی در و یابی رهائے
جو گم ہووے تو اسمیں پاوے تو خلاصی
نه درد فرقت و داغ جدائے
درد جدائی اور داغ جدائی سے

پند دادن و بند نهادن مر فرزند ارجمند را در کسب کمالات مستعد باشد

نصیحت کرنا اور قید کرنا خاص بزرگ لڑکے کو کہ کمالات کے حاصل کرنے میں مستعد ہووے

تولاک الله اے فرزانه فرزند
دوست رکھے خدا تجکو اے عقلمند لڑکے
نگهدار تو باد از بد خداوند
نگہبان تیرا بدی سے رہے خدا

ز هر پندت وها و آن بهره مندے
ہر نصیحت سے تجکو وہ نصیبہ وری دے
که وقت حاجت آنرا کار بندے
کہ ضرورت کے وقت اُسپر عمل کرے تو

مرا هفتاد و شد سال و ترا هفت
مجکو ستر برس گذرے اور تجکو سات
ترا اقبال مے آید مرا رفت
تیرا اقبال آتا ہے اور میرا چلا گیا

پریشانم ز عمر رفتهٔ خویش
پریشان ہوں میں اپنی گذری ہوئی عمر سے
ملول از سال و ماه و هفتهٔ خویش
رنجیدہ برس اور مہینوں اور ہفتوں سے

ز من گشتی که کارے آید نیاید
مجھ سے وہ کھیتی کہ کام آوے نہیں ہوتی ہے
گلے کافزون ز خارے آید نیاید
جو پھول کہ زیادہ کانٹے سے پیدا ہوتا ہو نہیں ہوتا ہو

چه سود اکنون که کار از دست رفتست
اب کیا فائدہ کہ کام ہاتھ سے نکل گیا جو
زمام اختیار از دست رفتست
باگ اختیار کی ہاتھ سے نکل گئی ہے

تو جهدی کن که در کف پایه دارے
تو کچھ کوشش کر کہ پونجی ہاتھ میں رکھتا ہو تو
بفرق از چتر دولت سایه دارے
سر پہ دولت کے چتر کا سایہ رکھتا ہے تو

مکن کارے که سودے دارد آخر
نہ وہ کام کر جو فائدہ آخر کار دے
بسر باران جودے بارد آخر
سر پہ مینہ ایک بخشش کا برسا ویگا آخر کو

نخست از کسب دانش بهره ور شو
پہلے عقل کے حاصل کرنے سے نصیبہ ور ہو
ز جهل آباد نادانی بدر شو
نادانی کے شہر سے باہر نکل

بود معلوم هر آزاد و بنده
ہر ایک آزاد اور پابند کو معلوم ہے
که نادان مرده و دانا ست زنده
کہ نادان مردہ ہے اور دانا زندہ ہے

کسے کو دعوے فرزانگے کرد
جو شخص کہ اُس نے دعوے عقلمندی کا کیا
کجا با مردگان همخانگے کرد
کہاں مردوں کے ساتھ رہا

ولیکن با بدانش نه درین راه
لیکن دانائی سے قدم اس راہ میں رکھ
که علم آمد فراوان عمر کوتاه
کہ علم بہت آیا یعنی ہے اور عمر کم پیدا ہوئی

چو کسب علم کردی در عمل کوش
جب علم حاصل کیا تو نے عمل کرنے میں کوشش کر
که علم بے عمل زهریست بی نوش
کہ علم بے عمل ہے ایک زہر بغیر نوشدارو یعنی لاعلاج ہے

چہ حاصل زانکہ دانی کیمیا را
کیا فائدہ اُس سے کہ تو کیمیا جانتا ہے
مس خود را نکردی زر سارا
اپنے تانبے کو خالص سونا نہ بنایا تو نے

ز توفیق عمل چون خلعت خاص
عمل کی مدد سے جب خلعت خاص
رسد آنرا معطر کن باخلاص
پہونچے اُس کو اخلاص کے عطر سے لبا

عمل کز معنی اخلاص عاریست
جو عمل کہ اخلاص کے معنی سے خالی ہے
بنزد پختہ کاران خام کاریست
عقلمندون کے نزدیک نادانی ہے

ز کاری خام کس سودی ندارد
کسی کا ناقص کام کچھ فائدہ نہین رکھتا ہے
چو حلوا خام باشد علت آرد
جو حلوا کچا ہوتا ہے بیماری لاتا ہے

چو اخلاص آوری میباش آگاہ
جب اخلاص لاوے رہ خبردار رہ
کہ باشد صد خطر ز اخلاص در راہ
کہ ہوتے ہین سو خوف اخلاص کی راہ مین

بخوش پوشی و خوشخواری مکن خوی
اچھے کھانے اور اچھے پہننے کی عادت مت کر
بتاب از راحت پشت و شکم روی
پیٹھ اور پیٹ کے آرام سے منھ پھیر

غرض از جامہ دفع حر و برد است
غرض کپڑے سے دور کرنا گرمی اور سردی کا ہر
ندارد میل زینت ہر کہ مرد است
زینت کی خواہش نہین رکھتا ہے جو شخص مرد ہا کو

چو افتد بر خشن پوشی قرارت
جب تیری عادت موٹا کپڑا پہننے کی ہوجاوے
بود ز آفات چون قنفذ حصارت
ساہی کی طرح تجکو آفتون سے قلعہ ہوجاوے

چو روبہ گر شوی از نرم شادان
لومڑی کی طرح اگر تو نرم پوشاک سے خوش ہوگا تو
کشندت پوست از سر سگ نہادان
تیری کھال سر سے کھینچین گے کتے کے خصلت والے

بشیرینی مکن ہمچون مگس جہد
مٹھائی کی طرف مکھی کی طرح کوشش مت کر
کہ آخر بند بر پایت نہد شہد
کہ آخر کو بیڑی رکھیگا شہد تیرے پانون پر

بتلخی شاد زی زین بحر خونخوار
کڑوی چیز سے خوش رہ اس خونخوار دریا مین
کہ تلخ گہر گردی صدف وار
تاکہ خزانہ موتی کا ہوجاوے تو مثل سیپی کے

ز خوان ہر کسی کالائی انگشت
جسکے خوان عمدہ پر ہم انگلیان ڈبووے یعنی کھاوے تو
بازاروی انگشتان مکن مشت
اُسکے ایذا دینے مین انگلیونکو گھونسا مت بنا

نمک را چون کنی در خورد خود صرف
جسکا نمک اپنے کھانے مین صرف کرتا ہے تو
نمکدان را منہ انگشت بر حرف
نمکدان کے لیے عیب لگانیکی انگلی مت لگا یعنی اسکو حرامت کر

باحسان بر احبا دست بکشاے
دوستون پر نیکی کرنے کا ہاتھ کھول
منہ در تنگنائے بخل پاے
کنجوسی کے کوچے مین قدم مت رکھ

مدہ شان قرض و مستان نیم حبہ
نہ اُن کو قرض دے اور نہ اُنسے نصف حبہ لے
فان القرض مقراض المحبة
پس تحقیق کہ قرض مقراض محبت کی ہے

ببخشش باش از ایشان بار بردار
بخشش مین اُنکی برداشت کرنے والا رہ
مساز از وام داری شان گرانبار
قرض دینے سے اُنکو بوجھل مت کر

چنان نہ لیک در بخشندگی کام
لیکن بخشش مین ایسی طرح قدم رکھ
کہ بر گردن نیاید بارت از وام
کہ تیری گردن پر قرض کا بوجھ نہ پڑے

برائے دوستان جان را فدا کن
دوستون کے لیے جان کو قربان کر
ولیکن دوست از دشمن جدا کن
لیکن دوست کو دشمن سے علیحدہ کر یعنی پہچان

کہ باشد دوست آن یار خدائے
کہ ہو وہ دوست مرد خدا یعنی خدا ترس
دلش روشن ز نور آشنائے
دل اُسکا آشنائی کے نور سے روشن ہو

کشد بار تو چون باشے گرانبار
اُٹھاوے گا بوجھ تیرا جب تو بوجھل ہوجاویگا
کند کار تو چون گردی زیانکار
کریگا کام تیرا جب تو خراب حال ہوجائے گا

بناخوش کار رہ گیرد خوشت دست
بُرے کامون سے اچھی طرح تیرا ہاتھ پکڑ لے گا
کند ز آب نصیحت آتشت پست
نصیحت کے پانی سے تیری آگ بجھاویگا

ز آلایش چو گردد دستگیرت
آلودگی سے جب تیرا مددگار ہووے
بر آرد پاک چون موی از خمیرت
صاف نکالے تجکو بال کی طرح خمیر سے

بکار نیک گردد یار در تو
نیک کامون مین تیرا مددگار ہووے
بہ کوے نیکنامے رہبر تو
نیکنامی کی گلی مین تیرا رہنما ہووے

چنین یاری گر یابی خاک او شو
جس ایسے یار کو پاوے تو اُس کی خاک ہوجا
اسیر حلقہ فتراک او شو
گرفتار اُس کے شکار بند کے حلقے کا ہو

وگرنہ روی در دیوار خود باش
اور جو نہین اپنا منھ دیوار مین کیے رہ
ببر ز اغیار و یار غار خود باش
قطع کر غیرون سے اور یار اپنے کا رہ

ز غمہاے زمانہ شاد بنشین
زمانے کے غمون سے خوش بیٹھ
ز اندوہ جہان آزاد بنشین
جہان کے رنج سے بے فکر بیٹھ

فراوان شغلها را اندکی کن
بہت مشغلون مین کمی کر
ز عالم روی شغل اندر یکی کن
جہان کے کامون سے منہ ایک طرف کر

اگر باشد شب تاریک وگر روز
اگر اندھیری رات ہو اور یا دن
بہر وقتیکه باشد دل درو دوز
جس وقت ہو دل اسمین لگا تو

دگر ناید ترا این دولت از دست
اور جو تیرے ہاتھ سے یہ دولت نہ پیدا ہو سکے
نشاید عار بیکاری بخود بست
شرم بیکاری کی اپنے اوپر باندھنا بھی گوارا کرنا بیجا ہے

بکش زین کارخانه در کتب روی
اس کارخانے سے کتابون مین متوجہ ہو
خیال خویش را ده با کتب خوی
اپنے خیال کو کتابون کی طرف تو جھکا دے

ز دانایان بود این نکته مشهور
عقلمندون سے یہ نکتہ مشہور ہے
که دانش در کتب باشد نه در گور
کہ دانائی کتاب مین ہے اور عقلمند قبر مین

انیس کنج تنهائی کتابست
غمخوار گوشہ تنہائی کی کتاب ہے
فروغ صبح دانائی کتابست
روشنی صبح دانائی کی کتاب ہے

بود بی مزد و منت اوستادی
ہوگی بے مزدوری اور احسان کی ایک استاد
ز بخشش هر دم گشایشی
بخشش سے ہر دم کشائش بخشنے گی

ندیمی مغز داری پوست پوشی
ایک مصاحب مغز رکھنے والا پوست پہننے والا
بسر کار دانائی خموشی
کام جاننے کے بھید مین ایک چپ بیٹھنے والی

درونش همچو غنچه از ورق پر
دل اسکا کلی کی طرح ورقون سے بھرا ہوا
بقیمت هر ورق زان یک طبق در
قیمت مین ہر ورق اسکا ایک طباق موتی کا

عماری کرده از رنگین ادیمت
عماری اپنی یعنی جلد خانہ رنگین چمڑے سے
دو صد گل پیرهن در وی مقیمت
دو سو پھول سے لباس یعنی معشوق اسمین مقیم

همه مشکین عذاران توی بر توی
سب سیاہ رخسارے تہ بتہ یعنی مسلسل
ز بس رقت نهاده روی بر روی
رونے کی زیادتی سے منہ پر منہ رکھے ہوئے

ز نیرنگی همه هم روی و هم پشت
نیرنگی سے سب منہ ... پیٹھ ...
که اندر ... کس لب انگشت
کہ اسکے ... کوئی لب پر انگلی

بتقریر لطائف ...
لطیفون کے ...
بهر آن گوهر معنی نمای ...

گهی اسرار قرآن باز گویند
کبھی بھید قرآن کا ظاہر کرتے ہین
گه از قول پیمبر راز گویند
کبھی قول پیغمبر یعنی حدیث کے رموز سمجھاتی ہین

گهی باشند چون صافی درونان
کبھی مثل صاف دل لوگون کے ہوتے ہین
بانوار حقایق رهنمونان
حقیقت کے نور کی راہ بتلانے والی

گهی آرند در طی عبارات
کبھی عبارت کی پیچیدگی مین لاتے ہین
بحکمتهای یونانی اشارات
یونانی حکمتون سے اشارے

گهی از رفتگان تاریخ خوانند
کبھی گذرے ہوئے حالات بتاتی ہین
که از آینده اخبارت رسانند
کبھی آنے والی باتون سے تمکو خبر دیتی ہین

گهی ریزند از دریای اشعار
کبھی ڈالتی ہین اشعار کے دریا سے
بجیب عقل گوهرهای اسرار
عقل کی جیب مین موتی بھید کے

بهر یک زین مقاصد چون نهی گوش
انکے ہر ایک مقصد کو جو سنا تو نے
مکن از مقصد اصلی فراموش
مقصد اصلی سے بالا فراموشی مت کر

گرت نبود بکلی سوی او روی
اگر تیری توجہ اس طرف پوری نہ ہو
مکن باری ازو خالی تک و پوی
مت کر اس سے خالی کسی وقت دوڑ دھوپ

براز دل چو بگشائی لب خویش
دل کے بھید مین جب اپنا لب کھولے تو
نخست از خیر و شر آن بیندیش
پہلے اسکی برائی اور بھلائی مین فکر کر

چو آید از قفس مرغی بپرواز
جب کوئی چڑیا پنجرے سے اوڑ جاتی ہے
دگر مشکل بود آوردنش باز
پھر اسکا لانا مشکل ہو جاتا ہے

درونت تیره از میل زخارف
دل تیرا تاریک مال کی خواہش سے
زبان مگشای در شرح معارف
زبان مت کھول معرفت کے بیان مین

معارف گرچه مو باریک باشد
معرفتین اگرچہ بال کے برابر باریک ہون
چه حاصل زان چو دل تاریک باشد
کیا فائدہ اس سے جب دل تاریک ہووے

مکن با صوفیان خام یاری
کچے صوفیون سے یاری مت کر
که باشد کار خامان خامکاری
کہ ہوتا ہے کام احمقون کا احمقی

طریق پخته کاری را ندانند
طریقہ پختہ کاری کو نہین جانتے ہین
بخامی میوه از باغت فشانند
کچے پن سے میوہ تیرے باغ کا توڑتے ہین

ز اصل خویش آن میوه بریده
اپنی جڑ سے وہ میوہ ٹوٹا ہوا
بماند تا قیامت نارسیده
قیامت تک رہے گا کچا

منه دستت تهی از سیم و از زر
ہاتھ کوئی چاندی اور سونے سے خالی مت کر
بجز در دست پیر مهر پرور
سوا ہاتھ ایک مرشد محبت کرنے والے کے

چو در دستش نهی دست ارادت
جب اُسکے ہاتھ میں ہاتھ اعتقاد کا رکھے تو
بدست آید ترا گنج سعادت
تیرے ہاتھ میں خزانہ [illegible]

چو عیسی گر توانی خفت بی جفت
مثل عیسیٰ کے اگر سکے تو بغیر بی بی کے سونا
مده نقد تجرد را ز کف مفت
مجرد ہونے کی پونجی ہاتھ سے مفت مت کھو

ز دیده خواب راحت دور کردن
آنکھوں سے نیند راحت کی دور کرنا
به از همخوابگی با حور کردن
بہتر حوروں کے ہم بستری کرنے سے

بگلخن پشت بر خاکستر گرم
بھاڑ کی گرم راکھ پر پیٹھ
به از پهلوی زن بر بستر نرم
بہتر عورت کے پہلو سے نرم بچھونے پر

اگر ترسی که ناگه نفس خودکام
اگر ڈرتا ہے کہ ایکبارگی نفس خود مطلب
بمیدان خطاکاری نهد گام
گناہگاری کے میدان میں قدم رکھے گا

ز زن کردن بنه بندیش بر پای
شادی کرنے سے اُسکے پاؤں پر بیڑی رکھ
که نتواند دگر جنبیدن از جای
کہ پھر جگہ سے ہل نہ سکے

بدین نیت در هر زن که کوبی
اس ارادے میں جس عورت کا دروازہ ٹھونکے تو
صلاح نفس جو اول نه خوبی
اسکی نفس کی صلاح ڈھونڈھ نہیں خوبصورتی

زنی کش سرخروئی از عفاف است
جو عورت کہ اُسکی سرخروئی پاکدامنی سے ہے
همین گلگونه رویش کفاف است
یہی اُسکے منہ کے لیے روغن کافی ہے

دران حله جمال خود آرد
اس لباس میں حسن غور کا رکھتی ہے
که از نامحرمان مستور دارد
جو نامحرموں سے پوشیدہ رہتی ہے

بود قرب سلاطین آتش تیز
نزدیکی بادشاہوں کی ہوتی ہے تیز آگ
از آن آتش بسان دود بگریز
اُس آگ سے دھوئیں کی طرح بھاگ

چو آتش بر فروزد مشعل نور
جب آگ روشن کرے مشعل نور کے
از آن میگیر بهره لیک از دور
اُس سے مقصد حاصل کر لیکن دور سے

از آن ترسم که چون نزدیک آئی
اُس سے ڈرتا ہوں کہ جب نزدیک جائیگا تو
ز نور زندگی تاریک مانی
زندگی کے نور سے اندھا رہیگا تو

منه پا منصبی را در میانه
مت قدم رکھ ایسے منصب کے درمیان
که معزول و نصب آگر دهی نشانه
کہ معزولی اور بحالی کا نشانہ بنجائیگا تو

ز آسودن بر آن مسند بپرهیز
اُس مسند پر آرام کرنے سے پرہیز کر
که گیرد دیگری دستت که برخیز
کہ دوسرا تیرے ہاتھ پکڑکر اُٹھا دے

ز منصب روی و بی منصبی نه
منصب سے بے منصبی میں متوجہ ہو
که از هر منصبی بی منصبی به
بلکہ ہر ایک منصب سے بے منصبی یعنی بیکاری بہتر ہے

ز شهوت پاک کن اندیشه خویش
شہوت سے اپنا خیال صاف کر
تواضع کن بهر کس پیشه خویش
ہر شخص سے عاجزی اپنا پیشہ کر

چو خوشه خویش را از سرکشی پاس
بالی جو آپ کو سر اُٹھانے سے محفوظ رکھ
نهاد از سر شهد انجم حضرت فراس
نہ رکھ سر جھکا دے ہنسنے کی چوٹ سے

چو خود را دانه بر خاک افکند خوار
دانہ جسنے اپنے کو خاک پر ذلیل ڈالدیتا ہے
ز خاکش مرغ بر دارد به منقار
خاک سے اُسکو اُٹھاتی ہے چڑیا چونچ میں

طلب مسکین بصدر ارجمندی
طلب کرتا رہ بزرگی کی مسند پر
ز تعظیم فرودان سربلندی
نیچے بیٹھنے والوں کی تعظیم سے سربلندی

عدو را بین که چون از بخت فیروز
دشمن کو دیکھ کہ جو نصیبے کی فتحمندی سے
شد از تقدیم صفر افزونی اندوز
ہوا پہلے خالی رہنے کے زیادتی حاصل کرنیوالا

مکن وعده اگر کردی وفا کن
وعدہ مت کر اگر تو نے کیا ہے پورا کر
طریق بیوفائی را رها کن
بے وفائی کے طریقے کو چھوڑ

از آنحضرت که فیاض وجود ست
اُس درگاہ سے کہ فیض پہونچانیوالی آدمیونکی ہر
خطاب جمله اوفوا بالعقود ست
سبہر سے خطاب اُسکا وعدہ پورا کرنیکا ہے

چو نادانان نه بند پدر باش
نادانوں کی طرح باپ کی قید میں مت رہ
پدر بگذار و فرزند هنر باش
باپ کی راہ چھوڑ ہنر کی فکر میں رہ

چو دود از روشنی بی نو نشانمند
جو دھواں روشنی سے نشان بتانے والا ہو
چه حاصل زانکه آتش است فرزند
کیا فائدہ اُس سے اگر وہ آگ کا لڑکا ہے

مکن یادش مگر در خلوت خاص
یاد اسکی مت کر لیکن خلوت خاص مین
که سازی شادش از تکبیر و اخلاص
کہ اسکو خوش کرے تو تکبیر اور اخلاص سے

چو پندی بشنوی از پند فرمای
جب سنے نصیحت کسی نصیحت کرنیوالے سے
چو دانا بایدش در جان کنی جای
مثل دانا کے چاہیے اسکو جان مین جگہ دے تو

نه چون نادان ز یک گوشش دراری
نہین مثل نادان کے ایک کان سے اسکو سنے تو
ز دیگر گوش بیرونش گذاری
دوسرے کان سے اسکو باہر چھوڑ دے تو

نروید بید رنگی دانه از خاک
نہین اگتا ہے بیج تامل کے دانہ خاک سے
نیابد قطره قدر گوهر پاک
نہین پاتا ہے قطرہ مرتبہ پاک موتی کا

نباشد این مثل پوشیده بر کس
یہ مثل کسی پر پوشیدہ نہین ہے
که گر در خانه کس حرفی بود بس
کہ اگر گھر مین کوئی شخص ہو ایک حرف کافی ہے

چو دریای قدم جنبش نماید
جب دریا قدامت کا جنبش کرتا ہے
ز بانگ غوک بی سامان چه آید
بے سامان مینڈک کی آواز سے کیا پیدا ہوا

همان به کاندرین دیر مجازی
وہی بہتر کہ اس ظاہری بتخانے مین
کند فضل خدایت چاره سازی
کرے مہربانی خدا کی تیری مدد

در مخاطبت نفس و ترقی دادن وی از حضیض
نفس سے خطاب کرنے اور ترقی دینے مین اس کو پستی

خویشتن داری بذروهٔ بلند همتی
خود پسندی سے بلند ہمتی کی بلندی مین

بکار پختگان رو آر جامی
عقلمندون کے کام مین متوجہ ہو جائے
مکن زین بیشتر در کار خامی
اس سے زیادہ کام مین نقصان مت کر

چه باشد پختگی آزاده بودن
کیا عقلمندی ہے آزاد رہنا
بخاک پستی افتاده بودن
پستی کی خاک پر پڑا رہنا

نه بینی زیر این زنگارگون کاخ
نہ دیکھے گا تو نیچے اس سبز محل کے
که از خامیست میوه بر سر شاخ
کہ کچے پن سے میوہ شاخ مین لگا ہے

بیفتد چون کند در پختگی رو
گر پڑتی ہے جب پکنے پر آجاتی ہے
نخورده سنگ طفلان جفا جو
بغیر شوخ لڑکون کے ڈھیلے کھائے ہوئے

ز خوان پخته کاران توشه گیر
عقلمندون کے خوان سے کچھ توشہ لے
ز سنگ اندازی خامان گوشه گیر
بیوقوفون کے ڈھیلا مارنے سے کنارہ کر

طمع را از قناعت بیخ بر کن
قناعت سے لالچ کی جڑ اکھاڑ
طلب را از توکل شاخ بشکن
توکل سے خواہش کی شاخ کو توڑ

بشهرستان همت ساز خانه
ہمت کے شہر مین مکان بنا
بعزلت گاه استغنا آشیانه
عزلت گاہ استغنا مین آشیانہ بنا

زبان مگشای در مدح زبونان
زبان مت کھول کمینون کی تعریف مین
مکش از بهر دونان ننگ دونان
ایک روٹی کے لیے کمینون کی شرمندگی مت اٹھا

سر املاک سروران پشت پائی
سرداران کے ملکون کو لات مار
قوی دستان گیتی را قفائی
جہان کے زور آورون کو دھکا دے

نظر کن در فصول چارگانه
نظر کر چار فصلون مین
که می گردد بران دور زمانه
کہ گردش کرتا ہے زمانہ کا دور

زمستان بهار پار و امسال
جاڑا بہار گذشتہ اور حال کی
خزان هر دو را انگیز یک حال
دونون کا خزان ایک حال مین

میان هر دو تابستان دو سه تیر
درمیان ان دونون کے گرمی اور جاڑا بھی
بدین منوال ممکن نیست تغییر
اس طور پر ممکن نہین ہے فرق پڑنا

نمی دانم درین شکل مدور
نہین جانتا ہون مین اس گھومنے والی شکل یعنی نو آسمان مین
چرا شاید که باشی عیش و عشرت
اس دہری وضع سے کیونکر خوش ہے تو

مکرر گر چه سحر آمیز باشد
دوبارہ اگرچہ جادو ملی ہوئی ہو
طبیعت را ملال انگیز باشد
طبیعت کو ملال دینے والی ہوتی ہے

زیان بگذار و فکر سود خود کن
نقصان کو چھوڑ اور اپنے فائدے کی فکر کر
ز هستی رو تهی در نابود خود کن
ہستی سے اپنی ہستی نہین کر

درون از شغل مشغولان بپرداز
دل کو شغل کام کرنیوالون سے آراستہ کر
دل از مشغولی غولان بپرداز
دل کو غولون یعنی دنیا دارون کی مشغولی سے خالی کر

فسون عشق بر دوران میاموز
عشق کے جادو خدا سے دوروں کو نہ بتلاؤ
چراغ از بہر شب کوران میفروز
اندھوں کے لیے چراغ مت جلاؤ

ہمیدار از گزاف انفاس اپاس
ڈینگ سے نفس کو نگاہ رکھو
کہ شرط رہرو آمد پاس انفاس
کہ شرط سالک کی آتی روکنا نفس کا

نفس را کز روی آگاہے نیاید
جو دم کہ راہ خبرداری سے نہ آوے
مزید عمر آگاہان نشاید
زیادتی عمر کی خبرداروں کا بجا ہے

چراغ زندگانی را بود تف
چراغ زندگی کے لیے ہوتی ہے سانس
دماغ عقل را دود تاسف
دماغ عقل کے لیے دھواں افسوس کا

جوانی تیرگی برد از دیارت
جوانی سیاہی لے گئی تیرے ملک سے
منور شد ز پیری روزگارت
روشن ہوا بڑھاپے سے زمانہ تیرا

سر آمد ظلمت کوری و دوری
آخر ہوئی تاریکی اندھے پن اور دوری کی
بر آمد نیر الشیب نوری
نکلا ستارہ بڑھاپا نور تیرے کا

ازان ظلمت ندیدی ہیچ کامے
اُس تاریکی یعنی جوانی سے نہ دیکھا تو نے کوئی مقصد
بزن در پرتو این نور گامے
اس روشنی کے نور میں رکھو ایک قدم

بود زین گام رہ آری بجائے
شاید اس قدم سے راہ کسی جگہ لیجاوے تو
کز انجا بشنوی بوئے وفائے
کہ وہاں سے سونگھے تو ایک بو وفا کی

چہ رنگ آخر ترا از موسفیدے
کیا فائدہ آخر کو تیرے بال سفید ہونے سے
چو ندہد موسفیدے روسفیدے
جب بالوں کا سفید ہونا منہ اجالا نہیں دے

بدل گر نیست زان رنگت حجابی
اُس رنگ سے اگر تیرے دل میں کوئی شرم نہیں ہے
مکن ہمچون سیہ کاران خضابی
گنہگاروں کی طرح مت لگا تو کوئی خضاب

ز پیری بر سرت برف نگرفت
بڑھاپے سے تیرے سر پر برف نادر ہے
وزان غم گریہ تو آب برفست
اور اُس غم کے رونا تیرا برف کا پانی ہے

وزان گریہ براہ عذر خواہے
اُس رونے میں عذر خواہی کی راہ سے
بآب برف شو از دل سیاہے
برف کے پانی یعنی آنسو سے دھو دل کی سیاہی

سیاہی گر ندانی شستن از دل
دل سے اگر سیاہی دھونا نہیں جانتا ہے تو
ندانم زین سیہ کاری چہ حاصل
نہیں جانتا ہوں میں اس گنہگاری سے کیا فائدہ

قلم افگن کہ دستت رعشہ دارست
قلم پھینک کہ تیرا ہاتھ رعشہ دار یعنی کانپ رہا ہے
ورق بردر کہ فکرت ہرزہ کارست
کاغذ پھاڑ کہ فکر تیری بیکار ہے

چراغ فکر را تابی نماندست
چراغ فکر میں کوئی روشنی نہیں رہی ہے
ریاض شعر را آبی نماندست
شاعری کے باغ میں کوئی تازگی نہیں رہی ہے

نہ بینم از چنان فرخندہ باغے
نہیں دیکھتا ہوں میں ایسی ایک مبارک باغ سے
ترا در دست جز پائی کلاغے
تیرے ہاتھ میں سوا ایک کوے کے پاؤں کے

بدین پا راہ طاؤسان چہ پوئے
اس پاؤں سے چال موروں کی کیا چلتا ہے تو
خلاص از جنس محبوسان چہ جوئے
خلاصی بنیاداروں کی قید سے کیا ڈھونڈھتا ہے تو

خلاصی جستنت ست از وہم و پندار
نجات پانا اُس سے وہم اور گمان ہے
ز تحریر سطور و نظم اشعار
لکھنے سطروں کے اور شعروں کے نظم کرنے سے

نظامی کو و نظم دلکشایش
کہاں ہیں نظامی اور اسکی دلکش نظم
تکلفہائے طبع نکتہ زایش
اسکی باریکی پیدا کرنے والی طبیعت کے تکلف

درون پردہ اکنون جاے کردہ
اب وہ پردے میں بیٹھ رہا یعنی مرگیا
وزو ماندہ ہمہ بیرون پردہ
اور اُس سے سب لطیفے شاعری اُسکی باقی رہ گئی

نیابد بہرہ تا در پردہ باشد
نہیں حصہ پاتا ہے جبتک پردے میں رہتا ہے
جز آن سری کہ با خود بردہ باشد
سوا اُس بھید کے کہ اپنے ساتھ لے گیا ہو

نباشد آن سر الا من الی اللہ
نہووے وہ بھید لیکن خدا کی طرف سے
بہ قلب سالم مما سوی اللہ
سالم یعنی درست دل میں کوئی چیز سوا خدا کے

ولی کردہ ازین پیغولہ تنگ
لیکن کیا اُس گوشہ تنگ یعنی دنیا سے
سوے فسحت سرای قدس آہنگ
طرف کشادہ گھر پاک کے ارادہ

ازین دام گرفتاران رمیدہ
اِس جال کے گرفتاروں یعنی دنیاداروں سے بھاگ کر
بزیر دامن عرش آرمیدہ
نیچے دامن عرش کے آرام کیا

درون از نقش کثرت پاک شستہ
دل کو نقش کثرت سے صاف دھویا
ز کثرت سر وحدت بازجستہ
کثرت یعنی دنیا سے بھید وحدت کا ڈھونڈھا

بہ پہلوے خود این دل را نیابے
اپنے پہلو میں اس دل کو نہ پاوے تو
چہ باشد گر ز خود پہلو تہابے
کیا خوب ہو جو آپ سے پہلو نہ پھیرے تو

نهی پهلو بمرد کاردانی
رکھے تو پہلو طرف ایک واقفکار مرد کے
میان کاردانان پهلوانی
واقفکارون مین ایک پہلوان

چه خوش گفت آن دل پر گنج عرفان
کیا اچھا کہا اس معرفت کے خزانہ بھرے دل نے
که باشد روزه داری صرفهٔ نان
کہ ہوتی ہے روزہ داری خرچ کرنا روٹی کا

همی آید نماز از هر زن پیر
ہو سکتی ہے نماز ہر بوڑھیا عورت سے
که باشد شیوهٔ او عجز و تقصیر
کہ ہے طریقہ اُس کا عاجزی اور کمی

ولی گر مردی آن راهی بدست آر
لیکن تو جو مرد ہے وہ راہ ہاتھ مین لا یعنی چل
که پیش کاردانان این بود کار
کہ آگے واقفکارون کے یہ کام ہو

چنان دل را که شرحش با تو گفتم
ایسے دل کو جسکا بیان تجھسے کیا مین نے
بوصفش گوهر اسرار سفتم
اُسکی تعریف مین موتی بھید کے پروئے مین نے

بجو از پهلوی پیر مکمل
ڈھونڈ پیر کامل یعنی مرشد کے پہلو سے
که این باشد بدست آوردن دل
کہ یہی ہے حاصل کرنا دل کا

خاتمه در شکر اتمام و تاریخ اختتام

خاتمہ بیچ شکر تمام ہونے اور تاریخ ختم ہونے

ودعای بعض کرام ابقاهم الله تعالی

اور دعاے جس بزرگون کے زندگی دے انکو خدا بزرگ

بحمد الله که بر رغم زمانه
شکر ہے خدا کا کہ برخلاف زمانے کے
بپایان آمد این دلکش فسانه
انتہا کو پہونچا یہ دلچسپ قصہ

دلم کز نظم سحر در عنا بود
دل میرا کہ شعر کہنے سے رنجیدہ تھا
ز فکر قافیه در تنگنا بود
قافیے کی فکر سے نہایت تنگ تھا

بیفگند از کف فکرت ترازو
ڈالی فکر کے ہاتھ سے ترازو
نشست از نظم سنجی سست بازو
بیٹھا شعرگوئی سے سست بازو ہوکر

ز دیوار فراغت یافت پشتی
فراغت کی دیوار سے پائی مدد
براه نرمی افتاد از درشتی
نرمی کی راہ مین آپڑا سختی سے

سرم برداشت از زانو گرانی
میرے سر سے زانو سے اٹھایا بوجھ
سبک شد خاطر از بار معانی
ہلکا ہوا دل پوشیدہ بوجھ سے

قلم آن فارس مرکب انامل
قلم جو سوار تھا انگلیون کے گھوڑے کا
که کردی از حبش در روم منزل
کہ کرتا تھا حبش سے روم مین مقام

بدو از مقعدش ماندی از ها
دم مین ... ایکے زبان یعنی حرف سے رہتے
بحاضر دادی از غائب خبرها
حاضر کو دیتا تھا غائب کی خبرین

پی راحت ز مرکب شد پیاده
آرام کے لیے گھوڑے سے پیدل ہوا
دراز افتاد بی مهد و وساده
لیٹا بغیر گہوارے اور مسند کے

ز دست قلمزن آرامش ایست
نہ لکھنے کے ہاتھ سے سر... آرام لیت یعنی بند کیا
نه گزلک را بر او سرزنش دست
نہ چھری کو اسپر تراشنے کی ضرورت

دوات آن طبلهٔ مشک خطائی
دوات وہ عطاری مشک ختا کی
با مداد قلم و مشک سائی
قلم کی مدد سے مشک گھسنے یعنی لکھنے مین

دهان طبله را از مهری از موم
عطاری کے منھ کو بند کردیا موم سے
که به باشد دهان طبله مختوم
کہ بہتر ہے عطاری کے منھ پر مہر لگا دینا

ورقها از پریشانی رهیدند
ورق پریشانی یعنی منتشر ہونے سے بچے
بدامن پای جمعیت کشیدند
دامن مین انون دلجمعی کا یعنی اپنی جگہ ٹھیک رکھے

بسان گل دو صد برگست یک پوست
پھولون کی طرح دو سو پتیان ہین اور ایک چھلکا
که تا کی برکشد زایشان فلک پوست
کہ کب تک کھینچے گا آسمان ان کی کھال

چه گل هردم رواج تازه شان باد
پھول کیطرح ہردم ان کو تازگی ہو جیو
بهم پیوند شان شیرازه شان باد
باقی رہنے کے پیوند سے انکا شیرازہ ہو جیو

کتابی هست بکلک صدق مرقوم
ایک ہے لکھنے والے قلم سے لکھی ہوئی
بنام عاشق و معشوق موسوم
عاشق اور معشوق کے نام سے کی گئی

زنامش طوطی آسا یافت شکرخا
اسکے نام طوطی کے مانند ہوئین میٹھی باتین کرنے والا
چو بر دو هم نام یوسف با زلیخا
جو لکھا ... حضرت یوسف کا ساتھ زلیخا کے

بنام ایزد چه خرم نو بهاریست
سبحان اللہ کیا تازہ اور سبز بہار ہے
کزو باغ ارم را خارخاریست
کہ اس سے باغ بہشت کو ایک رشک اور حسرت ہے

بود هر داستان زو بوستانی
ہر داستان اسکی ہووے ایک باغ

به هر بستان ز گلروئی نشانی
ہر باغ مین ایک معشوق کا نشان

هزاران تازه گل دروی شگفته
ہزارون تازہ پھول اُس مین کھلے ہوئے

دو صد نرگس بخواب ناز خفته
دو سو نرگس نازکی نیند مین سوئی ہوئین

چمنهای معانی شاخ در شاخ
چمن معانی کے بہت طرح کے

عباراتش نواسنجان گستاخ
آواز کرنیوالے یعنی جانورون بولیان تیز

خط مشکین او را نوح کافور
خط سیاہ اُس کا اور پیشانی اُجلی

چو در پای درختان سایه و نور
جیسے درختون کے نیچے دھوپ اور چھانون

هزاران حرف کو دروی چشمه‌وار است
جو حرف کہ اسمین چشمہ دار ہین مثل صاد اور طاء کے

ز معنی موجزن یک چشمه‌سار است
معنی سے جوش مارنیوالا ایک چشمے کے مانند ہے

بهر سو جدول از هر چشمه‌ساری
ہر طرف جدول یعنی نالی ہر ایک چشمہ سار مین

پر از آب لطافت جویباری
بھری ہوئی لطافت کے پانی سے ایک نہر

خوش آن رهرو که بخت سازگارش
اچھا وہ راہ چلنے والا کہ موافق نصیبہ اُسکا

نشاند بر لب آن جویبارش
بٹھلا دے اُس نہر کے کنارے اُس کو

نظر در آبش از دل غم بشوید
نظر اُسکے پانی مین غم دل سے دھوتی ہے

غبار از خاطر درهم بشوید
غبار دل پریشان سے دھواتی ہے

ز جانش سر زند سرو وفایی
اُسکے دل سے باہر نکلتا ہے ایک بھید وفا کا

ز جیب آرد برون دست دعائی
جیب سے باہر نکلتا ہے ایک ہاتھ دعا کے لیے

ز موج بحر الطاف الهی
لہر دریاے مہربانیون خدا سے

کند این تشنه‌لب را قطره‌خواهی
کرے یہ پیاسا لب پر پانی مانگتا

چو آرد تازه گلها را در آغوش
جو تازہ پھولون کو گود مین لاوے

نگردد باغبانش بروی فراموش
باغبان اُسپر یعنی اُس کو بھول نجائیگا

قلم نساجی این جنس فاخر
قلم لکھنے والا اس قیمتی چیز یعنی اس کتاب کی تصنیف کو

رسانید آخر سالی به آخر
آخر کو پہنچایا ایکسال کے ختم ہونے یعنی ...

که باشد بعد از آن سال مجدد
کہ ہوتا ہے بعد اُسکے سال نیا شروع

نهم سال از نهم عشر از نهم صد
نو سو اٹھانوے ہجری سے نو سو ننانوے ہجری تک

گرفتم بیتهایش را شماره
لی مین نے بیتین اُسکی شمار مین یعنی شمار کین مین نے

هزار آمد ولیکن چار باره
ہزار آئین لیکن چار بار یعنی چار ہزار شعر ہوے

خداوندا بمردان ره عشق
اے خدا طفیل مردون راہ عشق کے

نهاده بار در منزلگه عشق
دخل رکھے ہوے مقام عشق مین

که با این نو عروس حجله غیب
کر جو یہ نئی دُلھن پردۂ غیب سے

تهی دامان و جیب از وصله عیب
خالی دامن اور جیب آمیزش عیب سے

مبارک بر شه و ارکان دولت
مبارک اوپر بادشاہ اور ارکان دولت

غضنفر هیبتان و شیرصولت
شیر کے دبدبے اور شیر کی ہیبت والون کے

بتخصیص آن جوانمردی کش از دیر
خاصکر اُس جوانمرد کو کہ اُسکا دنیا سے

نسب چون نام باشد شیر بر شیر
سفر جو نام رکھتا ہے شیر اوپر شیر کے یعنی شیر علی

ز بس در بیشه مردی دلیر است
از بس کہ بہادر ہے کے جنگل میں بہادر سے

ز مردان جهان نامش فقیر است
جہان کے مردون سے نام اُسکا دو شیر یعنی شیر علی ہے

یکی دروازه در دوران کشنده
ایک نے دروازہ ... اکھاڑ نیوالا یعنی علی خیبر شکن

یکی سرپنجه با گوران زننده
ایک سرپنجہ گورون سے لڑانیوالا یعنی جنگلی شیر

به رسم تعمیه زان برده‌اش نام
تعمیہ کی طرح پر اُسکا نام لیگیا یعنی بیان کیا مین نے

که ماند دور از آن اندیشه عام
کہ دور رہے اُس سے عام لوگون کا اندیشہ

دگرنه کی توان از فهم و ادراک
اور جو نہین کب ممکن تھا عقل اور دانائی سے

بصد حقه نهفت آن گوهر پاک
سو ڈبہ مین اُس پاک موتی کو چھپایا

کند در شعر طبعش موشکافی
کرتی ہے اُس کی طبیعت شعر مین باریک بینی

وزان مو نوک کلکش شعربافی
اور اُس بال سے نوک اُس کے قلم کی شعر بناتا

نهد زین شعر مشکین دام دلها
رکھے ان خوشبودار بالون یعنی اشعار سے جال دلون کا

دهد از شعر شیرین کام دلها
میٹھے اشعار سے دلونکا مقصد یعنی شیرین کرے

دل عشاق ازان یک مانده در بند
دل عاشقونکا اس ایک یعنی زلف سے ہے قید

لب خوبان ازین یک در شکرخند
ہونٹ معشوقونکا اس ایک یعنی کلام سے میٹھی باتین کرنیوالا

بذکرش ختم شد این روشن انفاس
اُسکے ذکر مین ختم ہوگئین یہ روشن انفاس یعنی یہ زمانہ

لسان نور منزل ختم بر ناس
مثل نور کے منزل آخری اور بڑا سال کے

بلے در بارگاہ آدمیت
پہنچ ہے بارگاہ آدمیت مین
جز او کم یافت راہ محرمیت
سوا اُسکے کم پائی کسی نے راہ واقفکاری کی

ہمیشہ تا عطاے دور عالم
ہمیشہ جبتک بخشش گردش جہان کی
کند طبع لئیمان شاد و خرم
طبیعت کنجوسون کی کرے خوش اور خرم

چنان دل با خداے عالمش باد
ایسا دل اُسکا طرف خداے جہان کے متوجہ ہو
کہ ناید از عطاے عالمش یاد
کہ جہان بھر کی بخشش سے اسکو یاد نہ آوے

سخن را از دعا دادی تمامے
کلام کو دعا سے دی تو نے تمامی یعنی تمام کیا
بامرزش زبان بکشای جامی
واسطے بخشائش کے اے جامی زبان کھول

سیہ کاری مکن چون خامہ خویش
سیاہ کاری یعنی گناہگاری مثل اپنے قلم کے
بشو از چشم تر خون نامہ خویش
خون آلودہ آنکھ سے اپنا نامۂ اعمال دھو

ازان صحرا جو ادخامہ پی کن
اس جنگل سے گھوڑا قلم کا ...
وزین سہو و اسواد نامہ طی کن
اور اس سہو ... سیاہی نامۂ اعمال کی طے کر

زبان را گوشمال خامشی دہ
زبان کو خاموشی یعنی چپ رہنے کی گوشمالی دے
کہ ہست از ہر چہ گوئی خامشی بہ
کیونکہ جو کچھ کہتا ہے تو اس سے خاموشی بہتر ہے

ذکر خیر نامی مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی

بیان نام مشہور جناب مولانا محمد عبد الرحمن متخلص جامی کا پاک ہووے بھید اُس بزرگ کے

اصل وی از اصفہان و مولدش بلدہ جام چنانکہ خود فرمودہ
اصل اُسکی اصفہان سے اور پیدائش اُسکی قصبہ جام کی جیسا کہ خود فرمایا ہے

مولدم جام و رشحۂ قلمم
پیدائش میری قصبہ جام کی اور ریزش قلم میرے کا
جرعۂ جام شیخ الاسلامیست
گھونٹ پیالۂ شیخ الاسلام کا ہے یعنی مرید شیخ الاسلام کا ہون

زان سبب در جریدۂ اشعار
اس سبب سے شاعری کے دفتر مین
بدو معنی تخلصم جامیست
جامی میرا تخلص دو معنی ہے

در عہد خویش مرجع خاص و عام بود بادشاہ سلطان حسین در خدمت
اپنے زمانے مین جگہ رجوع ہونے خاص و عام کا تھا بادشاہ سلطان حسین خدمت مین
مولوی کمال عقیدت داشت و نظام الدین میر علی شیر کہ مطاع بادشاہ
مولوی کی کمال عقیدہ رکھتا تھا اور نظام الدین میر علی شیر کہ اطاعت کیا گیا بادشاہ
بود مطیع او و از معتقدان اوست و در مثنویات خویش ستایش بسیار
کا تھا فرمان بردار اُس کا اور اس کے مریدون سے ہے اور اپنی مثنویون مین بہت تعریف
فرمودہ تصانیف عالیہ او در اکثر علوم بر صفحۂ روزگار یادگار ست کہ
کی اُس کی بزرگ تصنیفین اکثر علوم مین زمانے کے صفحے پر یادگار ہین کہ
عددش پنجاہ و چہار ست موافق عدد اسم وی خلاصہ کہ جناب
جن کی گنتی چون رسالے ہین موافق اس کے نام کے عدد کے خلاصہ یہ کہ جناب
مولانا را در فن سخنوری قدری بود کہ بتقریر نگنجد منظومات بسیار دارد از
مولانا ممدوح کو شاعری کے فن مین ایسا مرتبہ تھا کہ بیان مین نہین سماتا ہے بہت نظم رکھتے ہین سواے

دیوان و مثنویات سبعہ
دیوان اور سات مثنویون کے

تاریخ وفاتش از میر علی شیر

تاریخ اُس کے مرنے کی میر علی شیر سے

کاشف سر الہی بود بشک زان سبب
ظاہر کرنیوالا خدا کے بھید کا تھا بیشک اُس سبب سے
گفت تاریخ وفاتش کاشف سر الٰہ
کہی تاریخ اُسکے مرنے کی ظاہر کرنیوالا بھید خدا کا

منہ
ادہی سے

یا من بدا جمالک فی کل ما بدا
اے ذات کہ ظاہر ہوا جمال تیرا ہر مخلوق مین
بادا ہزار جان مقدس ترا فدا
ہزار پاک جانین تجھپر قربان ہو جیو

مینالم از جدائی تو دمبدم چونی
روتا ہون مین تیری جدائی مین ہر دم مثل بانسری کے
وین طرفہ ترکہ از تو نیم یک نفس جدا
اور یہ تعجب زیادہ کہ تجھ سے مین ایکدم جدا نہین ہون

وله
اور اوسی سے

أُحِبُّ شُعُوقًا اِلىٰ یَا رِ لَقِیتُ فِیْھَا جَمَالَ سَلْمیٰ
مین جو کرتا ہون تو سہرا ایسے شہر کیطرف جسین ملا مجھکو جمال سلمی کا

کہ مے رساند زمین نواحی نوید وصلی بجانب ما
اسلیے کہ پونہچاتا ہو اسطرف سے ایک خوشخبری ملاقات کی ہماری طرف

جمال سوی تو قبلہ جان حریم کوی تو کعبہ دل
جمال تیرے منہ کا جان کا قبلہ حرم تیری گلی کی کعبہ دل کا ہے

فَاِنْ سَجَدْنَا اِلَیْكَ نَسْجُدْ وَاِنْ سَعَیْنَا اِلَیْكَ نَسْعیٰ
پھر جو ہم تیری طرف سجدہ کرین سجدہ کر رہا رہے ہو ورین ہم تیری طرف دوڑین ہم

بناز گفتی فلان کجائی چہ بود حالت درین جدائی
نازسے کہا تو نے ای فلانے کہان ہے تو کیا تھا تیرا حال اس جدائی مین

مَرِضْتُ شَوْقًا وَمِتُّ ھَجْرًا فَکَیْفَ اَشْکُوْا اِلَیْكَ شَکْوٰا
بیمار ہوا ہون شوق سے اور مرا ہون جدائی مین پہر کیونکر کرون شکوہ تیری طرف گلہ

وله
اور اوسی سے

ہر چہ اسباب جمالست رخ خوب ترا
جو کچھ اسباب جمال کا تیری خوبصورت چہرے کو ہے

ہمہ بر وجہ کمال ست کما لا یخفی
کمال کے سبب سے ہے جو پوشیدہ نہین ہے

وله
اور اوسی سے

گاہ در دل سازو گہ در دیدہ جا
کبھی دل مین اور کبھی دیدے مین جگہ کر

ہر دو جائے تست یا بدر الدجیٰ
دونون جگہین تیری ہین اے روشن چاند

وله
اور اوسی سے

از میل طاعت ہے و منا ہے توبہ
خواہش کھیلون اور خلاف شرع سے توبہ

وز نفس مباہی و تباہے توبہ
اور نفس فخر کرنے والی اور بد سے توبہ

در توبہ چو ہست ضاعت فعل بخویش
توبہ مین جو ضاعت کلام کی ہے اپنی طرف

زین توبہ کہ مے کنم الٰہی توبہ
اس توبہ سے کہ کرتا ہون الٰہی توبہ ہے

کذا در تذکرۂ داغستانی و در لطائف نوشتہ
ایسا ہی تذکرۂ داغستانی اور لطائف مین لکھا ہے

کہ روزے مولانا در عین وجد شعرے مے خواندند
کہ ایک دن مولانا ممدوح عالم وجد مین ایک شعر پڑھ رہے تھے

بسکہ در جان فگار و چشم بیدارم توئی
بسکہ میری زخمی جان اور چشم بیدار مین تو ہے

ہر کہ پیدا میشود از دور پندارم توئی
جو شخص دور سے ظاہر ہوتا ہے سمجھتا ہون مین تو ہے

منکرے بگذشت و گفت کہ اگر خر پیدا شود مولانا فرمود پندارم توئی
ایک منکر نے گذر کیا اور کہا کہ اگر گدھا ظاہر ہو مولانا نے فرمایا مین سمجھون تو ہے

و روزے کسی بمولانا خایہ غلامان فرستادہ بود آن وقت تلمیذے
اور ایک دن کسی شخص نے مولانا کے پاس انگور خایۂ غلامان کی قسم کے بھیجے تھے اوسوقت ایک شاگرد نے

گفت کہ مولانا در باغ ما ریش بابا بسیار خوب می شود فرمود کہ از ریش
کہا کہ مولانا ہمارے باغ مین ریش بابا کی قسم کے انگور خوب ہوتے ہین آپنے فرمایا کہ تمھارے ریش

بابائے شما خایۂ غلامان ما بہتر ست و ہر دو قسمے ست از انگور و در فن
بابا سے ہمارے خایۂ غلامان بہتر ہین اور یہ انگور کی دو قسمین ہین اور

معما دخلے تمام داشت از دست با اسم علی
معما گوئی کے فن مین بھی کافی دخل رکھتے تھے اور یہ انھین سے علی کے نام پر ہے

چشم بکشا زلف بشکن جان من
آنکھ کھول زلف توڑ اے جان میری

بہر تسکین دل بریان من
واسطے تسکین دل بریان میری کے

خاتمۂ کتاب ہذا و تاریخ طبع از احقر بالک رام گھر
شاگرد شاعر بلیغ خیال فصیح مقال جناب منشی
خیراتی لال صاحب شگفتہ لکھنوی دام کمالاتہم

ادا ہو کس زبان سے شکر حق یہ کسکی طاقت ہے
بشر کیا جان رکھتا ہو ملک کی پست ہمت ہے

مرے محسن جو ہین اک حاجی صاحب صاحب دولت
ہنر کے قدرداں ہین اہل دین ہین اور نکو سیرت

جو وہ اسم گرامی بحر موزون مین نہین آتا
سبب یہ ہے سمایا ہے کہین کو زے مین کب دریا

بیان کرنے کی اب اس نام کے یاد آئی یہ حکمت
مجھے بلوا کے اکدن لطف سے خواہش یہ ظاہر کی
مقرر ہوگی وہ مقبول اُردو دان زمانہ ہے
یہ سنتے ہی زبان سے میری بھی نکلا بہت اچھا
قبول خاطرِ نازک ہوا جب ترجمہ دیکھا
بوقتِ طبع فکر سال دلمین جب ہوئی پیدا
ادھر مانع تھی سلیمی اودھر تعمیل واجب تھی
رہا مین غوطہ زن کچھ دیر پھر دریائی فکرت مین
تو دل کہنے لگا فکر عبث سے فائدہ کیا ہے
سخن کے جوہری جوہر شناسی سے ہین یون گویا

ح د ع و ت ج ک ب

کہ بسم اللہ کر کے لکھ چلون توشیح کی صنعت
جیسی گر زلیخا کے لکھو اُردو مین تم معنی
دلون مین ذوق اُردو ہے اب دو کارخانہ ہے
عنایت آپ کی کہکر اُٹھا کچھ دن مین لکھ لایا
وہ کچھ پایا صلہ مین جو اجرت سے زیادہ تھا
تردد مین طبیعت تھی کوئی مضمون نہ ہاتھ آیا
جو دلمین فکر تھی اس سے سبکدوشی مناسب تھی
کیا کچھ دیر مین نے غور پھر اپنی طبیعت مین
بھرے ہین کان تحسین سے خدا کا شکر زیبا ہے
چھپا عقد گہر یا ترجمہ یوسف زلیخا کا

۱۸　عیسوی　۹۲

م م ی ق ب ا ر ت

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ درین زمان بشاشت اقتران نظم دلپذیر و قصۂ بے نظیر یعنی داستان زلیخا برجمال حضرت یوسف نبی خدا مسمّٰی بہ یوسف زلیخا کہ نطق بیان انسان بمدحتش کوتاہ است واز یکحن نقص علیک احسن القصص گواہ نمونہ فکر شمع افروز بزم تحقیق نور افزای مصباح تدقیق مطلع تجلیات الٰہی مورد فیض نامتناہی حضرت مولانا عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی بزبان اردو کہ در صفحہ تحریر و تقریر نمی آید در ۱۲۹۰ھ ۱۸۹۲ عیسوی حضرت والد ماجد حاجی شیخ محمد یعقوب صاحب نور اللہ مرقدہ در مطبع خود معروف بہ مطبع احمدی بصرف زر خطیر مترجم ساختہ طبع نمودہ از کثرت شائقین دست بدست فروخت گشتہ و شائق طبع دیگر بخشید لہٰذا حسب الایمای برادرم کرم جناب منشی محمد عبد القیوم صاحب تاجر کتب کلکتہ مطبع قیومی جامع اسباب خیر الحال خدا بخش اخوی موصوف نسخہ یوسف زلیخا مع ترجمہ منظوم بار اول در مطبع خود المعروف فخر المطابع واقع لکھنؤ محلہ وکٹوریہ گنج باہتمام تام و تصحیح مالا کلام کمترین محمد فخر الدین بزیور طبع آراستہ

نوٹ چونکہ حق ترجمہ کتاب زلیخا مترجم مذکور در جل جسٹری گورنمنٹ شدہ است لہٰذا التماس میدارم کہ کسی قصد طبع و ہم نفس طبع کردہ ستو جیب ادائے زر کثیر نشود بلکہ ہر قدر کہ خواہش گردد از مطبع فخر المطابع طلب گردد از نفع حلال متمتع شود کمترین محمد فخر الدین منیجر مطبع فخر المطابع سنہ ۱۳۱۱ھ

ضروری التماس ہے عاجز کہ مطبع فخر المطابع میں ہر قسم کی کتابیں بکفایت طبع ہو سکتی ہیں جسکا معاملہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے اور ہر علم و فن کی کتابوں کا ذخیرہ عاجز کے پاس بغرض فروخت موجود ہے جن صاحب کو کتابیں مطلوب ہوں بذریعہ ویلیو پے ایبل طلب فرمائیں مع جملہ خط وکتابت بنام محمد فخر الدین تاجر کتب و مالک مطبع فخر المطابع لکھنؤ محلہ وکٹوریا گنج ہونا چاہیئے